169 م
1884
ذخیرہ
... احمد شرقپوری نقشبندی ... لاہور پاکستان

قال اللہ تعالیٰ

ما کان ابراہیم یہودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما

ابراہیم نہ یہودی تھا اور نہ نصرانی ولکن تھا خالص مسلمان (آل عمران)

الحمد للہ کہ

حصہ اول

پیغام محمدی

یعنی

جواب نیاز نامہ پادری صفدر علی صاحب جواب عدم ضرورت قرآن
پادری ٹھاکر داس جسمیں نہایت عمدگی اور تحقیق سے مقدس اسلام کی حقانیت و
ضرورت اور دین موسوی اور عیسوی پر اوسکی افضلیت ثابت کی ہے

مؤلفہ

عمدۃ المحققین فخر المتکلمین مصدر فیوضات علم ازلی حضرت مولانا سید محمد علی صاحب کانپوری دامت برکاتہم

[illegible]

سنہ ہجری [illegible]

59855

Marfat.com

فہرست مضامین پیغام محمدی

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
تمہید کتاب	۲	کتاب استیر کا بیان	۲۳
وظیفہ نیاز یعنی پادری صاحب کا نیاز نامہ پیش		کتاب ایوب کا ذکر	۲۴
نحو کرنا۔ اور اوسکے جواب مین گزارش	۳	زبور کا حال	۲۵
... نیاز نامہ کا اصل اعتراض	۹	امثال سلیمان۔ کتاب واعظ کا حال	۲۹
[illegible]		غزل الغزلات اور یشعیاہ کا حال	۳۱
توریت کہا ہے یون	۱۲	کتاب یرمیاہ کا حال۔	۳۰
چند حوالے جنسے بالیقین ثابت ہوتا ہے		اس امر کا ذکر کہ عہد عتیق کی کون کونسی	
پانچ کتابین جو حضرت موسی کیطرف منسوب		کتاب کی تصدیق قرآن سے ہوسکتی ہے	۳۲
ہین حضرت موسی کی تمامہ نہین ہین۔	۱۳	قرآن مجید مین انجیل حضرت مسیح کے الہامات	
توریت کے علاوہ باقی صحیفون کی کیفیت		کو کہا ہے نہ اس مجموعہ عہد جدید کو	۳۵
جنھین عیسائی الہامی کہتے ہین۔		حضرت مسیح کے اوٹھائے جانے سے	
کتاب یوشع کا حال	۱۷	پیشتر انجیل کا وجود تھا۔	۳۶
قاضیون کی کتاب اور راعوث کی کتاب		انجیلون کے حالات	۳۹
اور سموئیل کی کتابکے حالات۔	۱۸	مرقس اور لوقا کے الہامی نہونیکا بیان	۴۰
کتاب سلاطین کے حالات۔	۱۹	کتاب اعمال اور نامون کا ذکر	۴۸
کتاب تواریخ کا حال	۲۰	علمائے مسیحیہ کے اقوال سے اسکا ثبوت	
کتاب عزرا کی کیفیت	۲۱	کہ کل انجیل الہامی نہین	۵۲
کتاب نحمیا کی کیفیت	۲۲	قرآن مجید ہدایات سابقہ کا جامع اور ...	

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
کتاب ان کا عطر ہے —	۵۷	چند حوالے توحید خالص کے ثبوت مین	۱۲
دوسری بات کی تحقیق	۶۱	تیسرے اختلاف کا جواب جس مین نجات	
تیسری بات کی تحقیق	۶۴	کی بحث ہے —	″
اثبات مخالفت کے لیے چند امور کا		بیبل اور قرآن مجید سے اس امر کا ثبوت	
لحاظ ضرور ہے —	۶۵	کہ نجات خدا کے فضل پر ہے —	۹۲
اس امر کا بیان کہ بیبل مین کس کس وجہ		بیبل اور قرآن مجید کے چند حوالے جنسے	
سے اختلافات ہوگئے —	۶۹	بظاہر نجات کے مختلف اسباب معلوم ہوتے	
ولسٹن نے اختلافات بیبل کی تعداد		ہین —	۹۷
دس لاکھ بیان کی ہے —	۷۲	نیک کام کی وجہ سے گناہ کا بخشا جانا	۱۰۰
لفظ علمہ کے معنی جوان عورت کے ہین	۷۴	اس وہم کا جواب کہ گناہ کا بخشدینا	
بطلان تثلیث پر نفیس استدلال	۷۵	قدوسیت اور عدالت کے خلاف ہے	۱۰۴
دوسرا مقدمہ حدیث کے بیان مین	۷۹	توبہ سے گناہونکا بخشا جانا —	۱۰۶
شروع جواب تفصیلی	۸۱	شفاعت سے گناہونکا بخشا جانا —	۱۰۹
پہلی مخالفت کا بیان جس مین تثلیث کا	۸۱	حضرت مسیح کے لہو سے گناہ بخشے جانے	
ذکر ہے بیبل سے محض توحید کا ثبوت اور		کے معنی —	۱۱۰
شیوع تثلیث کی ابتدا کا بیان —	″	چھٹی دلیلین کفارۂ مسیح کے بطلان مین	۱۱۳
دوسرے اختلاف کا جواب جسمین ابنیت		چوتھے اختلاف کا جواب جس مین شریعت	
مسیح کا تذکرہ ہے —	۸۸	اخلاقی اور رسمی کا بیان ہے —	۱۱۶
حضرت مسیح کے اقوال سے اونکی الوہیت		شریعت اخلاقی اور رسمی کی شرح جو پادری	
کا بطلان	۸۹	صاحب نے کی ہے اوسپر جرح —	۱۱۷

Marfat.com

مضمون	صفحہ
احکام الٰہی دو قسم کے ہین۔	۱۲۱
چند احکام اخلاقی مین توریت و انجیل سے قرآن مجید کا مقابلہ اور اس بات کا ثبوت کہ قرآن مجید مکمل کتب سابقہ ہے۔	۱۲۲
پہلا حکم خداوند تعالےٰ کو ماننا	//
دوسرا اور تیسرا حکم خدا سے محبت رکھنا اور اوسکی یاد کرنا۔	۱۲۵
چوتھا حکم والدین کی تعظیم کرنا	۱۳۰
پانچوان حکم مخلوق کے ساتھ احسان و [illegible]لوک کرنا۔	۱۳۲
[illegible]دی کے ساتھ سلوک کرنا	۱۳۴
[illegible]دی غلام کے ساتھ احسان کرنا	۱۳۵
چھٹا حکم بدلہ نہ لینا اور معاف کردینا۔	۱۳۷
ساتوان حکم برائی کے بدلے مین بھلائی [illegible]نا۔	۱۳۸
بے ایمانون اور بدکارون سے نہ ملنے کی وجہ	۱۴۲
بند ہوا ہے انجیل سے بے ایمانون اور [illegible]کارون سے نہ ملنے کے باب مین۔	//
آٹھوان حکم زنا سے بچنا۔	۱۴۴
نوان حکم خدا کی راہ مین اپنا مال صرف کرنا	۱۴۷

مضمون	صفحہ
دسوان حکم شراب اور جوے کا حرام ہونا	۱۵۳
گیارہوان حکم خون نکرنا اور کسیکو برا کہنا	۱۵۶
بارھوین تعلیم طلاق کا جائز ہونا۔	۱۵۸
تیرہوین تعلیم کئی جوروین کرنا۔	۱۶۰
اس طعن کا جواب کہ حضرت محمد مصطفےٰ	۱۷۴
نے اپنے لیے بے انتہا بیویون کا جواز کرلیا چار پر بھی قناعت نکی۔	۱۷۴
متعہ کا ذکر اور جو اوس پر طعن کیا جاتا ہے اوسکا جواب۔	۱۷۵
بیان سابق کا نتیجہ۔	۱۷۹
چند علماے مسیحیہ کی شہادت [illegible] اسلام کی عمدگی مین۔	۱۸۱
(۱) سرولیم میور صاحب کی شہادت	//
(۲) مسٹر ہیگنس کی شہادت۔	//
(۳) کوارٹرلی ریویو بابت ۱۸۶۹ء	۱۸۲
(۴) کوارٹرلی ریویو بابت اکتوبر [illegible]	۲۳۶
اس اعتراض کا جواب کہ قرآن [illegible] نے پھر سے شریعت تعلیم کی جب حضرت [illegible] منسوخ کرچکے تھے۔	۱۸۴
شریعت اخلاقی [illegible]	

مضمون	صفحہ
بیان کی اوسپر اعتراضات	۱۸۵
جان ڈیون پورٹ کا قول کہ حضرت مسیح کی رسالت کا مقصود یہ تھا کہ شریعت موسوی کو بحال کرین۔	۱۹۲
یہ امر غلط ہے کہ قرآن مجید اور حدیث شریعت رسمی کو فوقیت دیتی ہین۔	۱۹۳
اون احکام کا بیان جنھین پادری صاحب رسمی بتاکر قابل نسخ سمجھتے ہین۔	۱۹۵
پہلا حکم قربانی جانوران	ایضاً
اسلامی قربانی کی حقیقت۔	۱۹۶
دوسرا حکم طہارت جسمانی	۱۹۷
تیسرا حکم بیت المقدس یا خانہ کعبہ کو قبلہ بنانا۔ اسمین کئی بحثین ہین۔	۲۰۲
پہلی بحث اوس غلطی کے بیان مین جو پادری صاحب کو بیت المقدس کی نسبت ہے	״
سنہ ۷۰ء مین طیطس رومی کے ہاتھ سے بیت المقدس کا تباہ ہونا اور سنہ ۱۳۶ء مین پھر اوسکا تعمیر ہونا۔	۲۰۵
دوسری بحث بیت المقدس کے بیان مین	״
۶۹۸ برس قبل حضرت مسیح کے منسی کے عہد مین	
بیت المقدس مین بت رکھا جانا۔	۲۰۷
۵۸۴ برس قبل حضرت مسیح کے بخت نصر شاہ بابل نے بیت المقدس کو تباہ کیا پھر ستر برس کے بعد دوسری دفعہ دارا کے حکم سے تعمیر کرایا گیا۔	۲۰۸
تیسری بحث خانہ کعبہ کے بیان مین۔	״
تخمیناً تین سو برس پیشتر اسلام کے بت پرستی عرب مین جاری ہوئی۔	۲۱۰
اس شبہہ کا جواب کہ کعبہ شریف حضرت ابراہیم کا بنایا نہین ہے۔	۲۱۱
چوتھی بحث اس امر کے بیان مین کہ بیت المقدس یا کعبہ شریف کے قبلہ بنانے سے کیا مقصود تھا	۲۱۲
نماز مین کعبہ شریف کیطرف متوجہ ہونیکی وجہ	۲۱۳
پانچوین بحث تحویل قبلہ کے بیان مین۔	۲۱۴
ابتدای اسلام مین بیت المقدس کیطرف متوجہ ہونے کی وجہ۔	۲۱۶
یہ امر صحیح نہین کہ ابتداے اسلام مین خانہ کعبہ کیطرف توجہ کی گئی پھر بیت المقدس کی طرف۔	۲۱۷
چھٹی بحث اس بیان مین کہ شریعت حقہ	

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
مین اوڈھے اور نرالی احکام ہونا چاہئین		حاشیہ پر افعال حج کے اسرار	۲۴۸
جو کسی قوم و دین مین ہون یا نہین۔	۲۱۹	اختلاف فہم جس مین چند مسائل مین	
اسکے ضمن مین احکام موسوی اور عیسوی کا		اختلاف بیان کیا گیا ہے۔	۲۴۹
کا دیگر ادیان سے مقابلہ کیا گیا ہے۔	۲۲	پہلا مسئلہ جھوٹ بولنا۔	۲۵۰
شریعت عیسوی مین کوئی تعلیم نئی نہین ہے		قرآن مجید اور احادیث سے جھوٹ کی	
بلکہ اوسوقت جو تعلیم حکما اور بت پرستون		سخت ممانعت اور ہر حال مین سچ بولنے	
وغیرہ مین رائج تھی اوسی کا انتخاب ہے	۲۲۲	کی تاکید	״
پادری جان ہیری کے رسالہ تعلیم التوریت		اون مقامات کا ذکر جہان سے جھوٹ	
سے اس امر کا ثبوت کہ احکام رسمی توریت		کی اجازت سمجھی گئی ہے۔	۲۵۲
کے منسوخ نہین ہوئے۔	۲۲۹	اسلام مین حقیقی جھوٹ ہر حال مین منع ہے	۲۵۴
ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو اکتوبر سنہ ء سے		علماے اسلام کی رائے اس باب مین	۲۵۵
بیان سابق کی تصدیق۔	۲۳۴	جھوٹ اور فریب کا جواز کتب سابقہ سے	۲۵۶
ساتوین بحث ارکان حج کے بیان مین	۲۴۳	اس امر کا ثبوت کہ یہودیون عیسائیون	
اس امر کا بیان کہ افعال حج حضرت ابراہیم		مین جھوٹ کا رواج اونکے علما کے حکم	
کیطرف منسوب ہو سکتے ہین یا نہین۔	״	سے ہوا اور نہایت کثرت سے ہوا۔	۲۵۸
شریعت موسوی اور عیسوی مین بعد ادا		پولوس اور حواریون کے تقیہ کا بیان	۲۶۴
کا ضروری ہونا بخلاف شریعت محمدی کے	۲۴۴	دوسرا مسئلہ جہل و ناواقفی عذر ہے	۲۶۵
حجر اسود کو بوسہ دینے کا بیان	״	چند مثالون سے اسکا ثبوت کہ اسلام	
شریعت موسوی مین پتھر کی تعظیم	۲۴۵	مین جہل عذر ہے۔	۲۶۶
حجر اسود پر بوسہ دینے کی وجوہ۔	۲۴۶	اسلام مین واقف کار بہ نسبت ناواقف	

Marfat.com

مضمون	صفحہ
کے زیادہ سزا کا مستحق ہے۔	۲۶۸
اگرچہ عالم کو بہ نسبت جاہل کے زیادہ سزا ہونا صحیح ہے مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ ایماندار مجرم کو بہ نسبت بے ایمان کے زیادہ سزا دیجائے	۲۶۹
پادری صاحب کے قول کے بموجب ایمان لانے کا ثمرہ بجز زیادتی سزا کے اور کچھ نہیں ہے	۲۷۰
پادری صاحب کی رائے کے بموجب حضرت مسیح کے قول سے عیسائیونکی نجات غیر ممکن ہے	۲۷۳
پولوس کے قول سے عیسائیون کا جہنمی ہونا	۲۷۴
عیسائیون کا عقیدہ کہ نجات صرف ایمان سے ہے۔	۲۷۷
عیسائیون کا عقیدہ کہ جبتک حضرت مسیح پر ایمان نہ لائے اوس وقت تک اوسکے نیک کام سب گناہ مین شمار کیے جاتے ہین اسکے بجائے اسلام مین یہ عقیدہ ہے کہ جسنے ذرہ برابر نیکی کی اوسکی جزا اوسے ملیگی۔	۲۷۸
تیسرا مسئلہ قرآن مجید سے اسکا ثبوت کہ انسان کو تمام اقوال و افعال و نیز نیت پاک و نیک ہونا چاہیے۔	۲۷۹
یہ کہنا صحیح نہین کہ اسلام مین افعال قلوب اور خیالات فاسدہ پر مواخذہ نہین ہے۔	۲۸۰
اس تہمت کا جواب کہ شریعت محمدیہ مین بجز چند اقوال و افعال کے کوئی امر فرض نہین ہے۔	۲۸۳
شریعت محمدیہ مین تین قسم کے فرائض ہین ایک خدا تعالی کی ذات کے متعلق دوسری اپنے نفس کے متعلق تیسری دوسری مخلوقات سے متعلق۔	〃
انجیل کے حوالے جنسے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب عیسوی مین دو چار باتون کے سوا کوئی امر فرض نہین ہے۔	۲۸۵
چوتھا مسئلہ	
نیک کام کے سبب سے گناہ بخشے جانے سے یہ لازم نہین آتا کہ باقی احکام شریعت واجب التعمیل نہین ہین۔	۲۸۶
میزان قیامت اور نیک اعمال کے تولے جانے کا بیان۔	۲۸۸

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
تنبیہ عظیم		**ضمیمہ**	۳۰۰
اون چند امور کا ذکر جنکے سبب سے اسلام کا ہونا ضروری تھا۔	۲۹۰	اون چند کتابون کی فہرست مع مختصر کیفیت کے جو عیسائیون کے مقابلے مین اہل اسلام نے لکھے ہین۔	″
اس امر کی تحقیق کہ انجیل مین سردار جہان سے کیا مراد ہے	۲۹۲		

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

بنام آنکہ آن نامش ندارد ٭ بہر نامم کہ خوانی سر برآرد ٭ تعریف کے لائق وہی یکتا و بے ہمتا ہی جسکی ذات تربیع و تثلیث سے منزہ اور ہر طرح کے شرک سے مبرا ہی نہ اوسکے باپ ہی نہ بیٹا ہی نہ وہ کسی مین سما سکتا ہی نہ کسی سے جدا ہی ٭ نہ انسان مین ہی نہ وہ سنگ مین ٭ ولیکن چمکتا ہی ہر رنگ مین نہ وہ آنکھوں سے دکھائی دیتا ہی نہ کسی سے چھپا ہی کیا خوب کسی نے کہا ہی ع تو رہا نظرون مین اور نظرون سے پنہان ہی رہا ٭ نہ اوسکے قہر کا کچھ پتا ہی نہ اوسکی رحمت کی انتہا ہی اوسکی شان رحمت نے دستگیری کی جو ہمارے لیے انبیای کرام کو مبعوث فرمایا اوسکی صفت ہدایت نے کبھی جلال موسوی مین ظہور کیا اور کبھی جمال عیسوی مین جلوہ دکھایا انجام کار کمال محمدی مین اپنا کمال ظاہر کرکے تعلیم کا خاتمہ فرمایا۔ خدا تعالی ہمارے تمام ہادیون پر رحمت کا مینہ برسائے خصوصًا افضل المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبی محمد مصطفی علیہ الصلوۃ والثنا پر جنکی ذات بابرکات انبیا کرام

[1] اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہی جو کچھ آسمانون مین ہی اور زمین مین ہی ایسا وہ کہ بادشاہ ہی تقدس ہی زبردست ہی حکمت والا ہی وہی ہی جسنے بے پڑھون مین انھین مین کا ایک رسول ایسا بھیجا جو اونکے پاس اوسکی آیتین پڑھتا اور اونکو ستھرا کرتا اور کتاب اور دانشمندی سکھاتا ہی حالانکہ اس سے پہلے وہ صریح گمراہی مین پڑے تھے ۱۲

کے لیے شرف وعزت اور تمام عالم کے لیے ہدایت ورحمت ہی جسکے دل مین خدا تعالی نے کچہ
انصاف دیا ہی وہ آپ کی سیرت کاملہ کو ملاحظہ کرکے بے تامل کہہ سکتا ہی کہ آدم سے لیکر اسوقت تک
آپکے مثل نہوا ہی اور نہ ہوسکتا ہی سچ ہی ؎ مثال محمد جہان مین نہین ٭ ہوا ہی نہ ایسا نہوگا کبہی
؎ بصورتیکہ تو ئی کمتر آفریدہ خدا ٭ تراکشیدہ ودست از قلم کشید خدا ٭ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ
اجمعین بعد حمد وصلوۃ کے خاکسار محمد علی عرض کرتا ہی - ای اسلام کے خیرخواہو ای ملت محمدیہ
کے جان نثارو اگر کوئی ہی تو سنے اور متوجہ ہو تمھین تو تھے کہ مقدس مذہب اسلام پر جان ومال فدا
کرتے تھے تمھین تو تھے کہ اگر کہین اسلام کا پسینا گرے تو تم خون کی ندیان بہا دیتے تھے تمھارے
ہی باپ دادون نے اس پاک مذہب کا پھریرہ مشرق سے مغرب تک اوڑا دیا تمھارے ہی بزرگون
کی کوششون اور جانبازیون نے ایک عالم کو خدا کی راہ پر چلا دیا کیا تم اونھین خدا پرستون کی
اولاد نہین ہو جنھون نے نونہال اسلام کو اپنی پسینون سے سینچا ہی اور اوسکے سایہ مین بیٹھنے کو
کی بادشاہت سے بہتر سمجھا ہی کیا تم اونھین راستبازون کے نام لیوا نہین ہو جنھون نے سچائی
ور راستی پھیلانے مین اپنے جان ومال کو بیدریغ قربان کردیا اور اپنی عزت وآبرو کو اوسپر فدا
کرنا فخر سمجھا اپنے پیارے عزیزون کو اوسپر نثار کردینا کلیجے کی ٹھنڈک خیال کیا پھر کیا اسلام کی
دردناک آواز تمھارے کانون تک نہین پہونچتی کہ کن کن ظالمون کے پنجون مین پھنسکر وہ فریاد
کررہا ہے کیا اوسکی مظلومانہ اور افسوسناک حالت تم نہین دیکھتے کہ کیسے کیسے بیرحمون اور ناخدا ترسون
کے اوسپر بیجا حملے ہورہے ہین اور ہی بلطائل کس کس عنوان سے اوسکے نیست ونابود کرنیمین کوشش کی جاتی
ہین کہین دنیاوی شوکت وسطوت دکھا کر ضعیف الایمانون کو لغزش دیجاتی ہی کہین مال وزر کی جھلکاہٹ
کوتاہ بینون کی نظر خیرہ کیجاتی ہی کہین مہ جبینان دلفریب کا دام حسن پھیلا کر طائر دل کو پھنسایا جاتا ہی کہین
وعظ ونصیحت کے بہانے جھوٹی تہمتین لگا کر سیدھے راستے سے پھیرا جاتا ہی کہین غلط بیانیونکے طومار اوٹھا
دفتر کے دفتر سیاہ کیے جاتے ہین تا کہ اسلام کے چہرہ پرنور کو کسیطور داغدار دکھائین ابہی فتح مین پادری
عماد علی صاحب کا رسالہ نیاز نامہ ہی جو ہندوستان کے عیسائیون مین نہایت عجب فخر سمجھا جاتا ہی اور اس

Marfat.com

تو اوسکے مصنف ہی نے اوسپر بہت کچھ ناز و فخر ظاہر کیا ہی اور لاجوابی کا اعلان دیا ہی پھر مکرر اون
عیسائیون نے اوسے جواب کے لیے پیش کیا ہی مگر ہمارے علما کی بے اعتنائی اور ناعاقبت اندیشی پر افسوس ہی
کہ اسطرف توجہ نہین فرماتے البتہ باہمی جھگڑون کے لیے جلد مستعد ہوجاتے ہین اب ذرا آنکھین کھولکر
اوسکے مصنف کی لن ترانیان ملاحظہ کرین - پادری صاحب نے ذریعہ مواعظ عقبے کی جلد سوم نمبر ۹
مطبوعہ یکم ستمبر ۱۸۹۶ء مطابق ۲۳ جمادی الاولی ۱۳۱۴ ہجری مین ایک عریضہ نیاز شائع کیا ہی اوس مین
تحریر کرتے ہین کہ تین برس سے یہ کتاب نیاز نامہ باثبات حقیقت دین مسیحی و ابطال حقیقت اسلام مین نے
تصنیف کی اور کوئی علمای اسلام مین سے ہندوستان سے عرب و عجم وغیرہ تک اوسکا جواب لکھہ سکا
لیکن افسوس اونپر جو باوجودیکہ چارونطرف سے آواز الصلا الصلا سنتے ہین اور الٰہی صوت (یعنی
انجیل کی منادی) کا غل جگہ جگہ پاتے ہین تو بھی خواب غفلت مین پانون پسارے سوتے ہین اور
صرف اتنا کہکر ٹال دیتے ہین کہ ہمارا طریق تو تقلید ہی جس مین ہین اوسی مین رہینگے اور نہین دیکھتے
ہین کہ خدا کے قہر کی بھڑکتی ہوئی آگ مین جس مین تمام تودے طوفان اور ناراستی اور بطالت کے
جلین گے پس وہ تنکا جسپر اعتقاد رکھتے کہان باقی بچیگا وہان تو اوسکا نام و نشان بھی نہوگا پس ایسے
بھروسا کرنا نہایت نادانی ہی اسنے زیادہ اون مولوی صاحبون پر افسوس ہوتا ہی کہ جو اپنے دل مین
خوب جانتے ہین کہ دین محمدی حق نہین کتاب مقدس اور دین مسیحی بیشک حق اور خدا کی طرف سے
ہی لیکن دنیا کے مارے نہ آپ قبول کرتے نہ دوسرونکو قبول کرنے دیتے ہین اکثر تو اونمین سے یہی
ہی بات پر ٹال دیتے ہین کہ مسیحیون کے اعتراض بآسانی دفع ہوسکتے ہین اور دین محمدی کے
ثبوت بہت ہین مگر ہمکو فرصت نہین کہ اپنا وقت اسمین صرف کرین حالانکہ ہدایت [illegible]
بلکہ اکثر اونکی وجہ معاش اسی پر ہی جلسون مین مولویصاحبونکا ہجوم رہتا ہی [illegible]
ہین جب کوئی صاحب وارد ہوتے ہین بہت سے مسلمان بھائی نیاز نامہ ذکی خدمت مین [illegible]
جواب باصواب کرتے ہین مگر سبکے سب اسی لیت و لعل مین چھوڑ جاتے ہین مولوی عبدالحکیم صاحب
حیدرآباد سے جواب لکھنے کا وعدہ کر گئے مولوی عنایت علی مجتہد جو ملک [illegible]

Marfat.com

تحصیل و تکمیل علوم دینیہ کر کے آئے الہ آباد و پنجاب سے جواب تحریر کر نیکا وعدہ کر گئے مدت ہو چکی اسطور سے کئی
بات تلاش کر کے فقیر کے پاس آئے اور نیاز نامہ لیکر کسینے مدینے سے کسینے مکہ سے کسی نے بغداد
لیجانے کر ایا سے جواب بھیجنے کا وعدہ کیا مگر ہنوز روز اول ہی ایک صاحب دو برس سے الہ آباد میں مشہور کرتے ہیں
کہ جواب تیار ہی نظر ثانی کی کسر ہی ایک صاحب نے بنارس میں پادری لیپول صاحب سے کئی بار وعدہ کیا کہ جواب
جلد دیتا ہوں ایک مشہور معروف واعظ و عالم پشاور نے پادری ڈیڈ صاحب سے بدین تحریر مباحثہ بند کیا
کہ نیاز نامہ اور پادری عماد الدین صاحب کی کتابونکا جواب دینگا اسیطرح مولوی سید محمد عبد العزیز
صاحب کشمیر سے تشریف لائے بہت لوگون کو مرید کیا عمائد میں سے بھی کئی لوگون نے بیعت
کی اور جگہ جگہ انکا شہرہ پھیلا اور فرمایا کہ میں نے روم و شام و عرب وغیرہ میں مدتوں سیر کی بمبئی میں
چالیس بڑے بڑے پادری جمع ہوے آخر اون چالیسون کو لاجواب کر دیا جب لوگون نے روز روز
(جواب نیاز نامہ) کا اصرار کر کے قائل کیا تو ٹالکر اندور کو سدھارے۔ مولوی برکت اللہ (یا برکت علی)
مکہ سے آئے جو مدت مدید سے ہجرت کر کے وہان رہتے ہیں سب کے روبرو آپ ہی شرمندہ ہوے اور گھبرا کے او لپسینو
میں نہائے بلکہ مولوی سید مقصود الحسن صاحب تحصیلدار اور منشی لطافت علی خان سررشتہ دار وغیرہ عمائد شہر نے
خود انکو قائل کیا آخر کار انکی اور دوسرے لوگونکی صلاح اور صوابدید سے مولوی برکت اللہ قاضی ولی محمد کو اپنے ساتھ
مکہ لیگئے کہ جواب نیاز نامہ لاؤ وہان مولوی رحمت اللہ اور ڈاکٹر وزیر خان موجود ہیں لیکن بیچارہ اتنی محنت
و مشقت اٹھا کر مکہ بھی پہونچا اور ایک عرصہ تک ان صاحبون کی خدمت میں رہا پھر بھی بے نیل مقصود
واپس آیا اور سارے مشتاقون اور منتظرون کے دلونکو سرد کر دیا۔ یہ حال محمدی علما کا ہی کہ ہر حیلہ و ہر بہانہ سے چاہتے
ہین کہ امر حق لوگون سے پوشیدہ رہے اور کوئی خدا کی راہ پر پہونچ مرید کرنے دعوت کھانے فتوح یعنی روپیہ مارنے کو
تو اتنی فرصت کہ سیکڑون کوس دوڑتے پھرتے سارے ہندوستان کا دورہ کرتے ہین کہ وہ محمد صاحب کی
سنت ہی مگر حق و باطل کی تمیز اور دین و ایمان کی بابت سوچنا سمجھانا تعلیم کرنا فرض نہین اسکے لیے فرصت نہین ہے
اہل اسلام کے غیرت مند حامیوا ای علما لے اتنی کا نبیای بنی اسرائیل کا خطاب حاصل کرنے والو کیا حمیت اسلامی
کا یہی مقتضا ہی کہ تثلیث پرستونکی اسقدر زبان درازیان اور اسلام کی اہانت سنین اور دیکھین اور کانون

Marfat.com

مین تیل ڈالکر بیٹھے رہین ذرا زمانیکی حالت کو دیکھو اور مستعد ہو جاؤ۔ اب مین اس عریضۂ نیاز پر کچھہ بمارک کیا چاہتا ہون اور چند باتین لکھنا چاہتا ہون **اوّل** یہ کہ ہمارے مخاطبین دعوی کرتے ہین کہ تمام دنیا مین کوئی مسلمان ہماری کتابکا جواب نہ لکھا مین کہتا ہون کہ ذرا خدا کو علام الغیوب جانکر دلمین غور فرمائیے کہ نیاز نامہ رسالہ **شہادت قرآنی** اور **میزان الحق** وغیرہا چند رسالو نکا انتخاب ہے یا اور کچھہ ہے پھر کیا ان رسالون کے مستقل اور ضمنی جوابات متعددہ ہماری طرف سے نہین ہوئے (ہماری آخر کتاب کی فہرست ملاحظہ ہو) کیا مولانا رحمت اللہ صاحب نے اپنی نادر اور مبسوط کتابو نمین کامل طور پر اثبات حقیت اسلام اور ابطال مذہب تثلیثی نہین کیا جسنے نہ دیکھا ہو وہ آنکھیں کھولے اور انصاف کی عینک لگا کر **اظہار الحق** اور **ازالۃ الشکوک** اور **ازالۃ الاوہام** وغیرہا کو ملاحظہ کرے اور کہے کہ وہ کون اہم اعتراض ہے جسکا جواب ان کتابون مین نہین ہے اور ہند سے لیکر یورپ تک کسنے ان کتابون کا جواب لکھا ہے پھر کیون نیاز نامہ پر اسقدر ناز کیا جاتا ہے رومیو نکا باب ۳ ورس ۲ اور فلپیو نکا باب ۲ ورس ۳ ملاحظہ کر کے جھوٹی شیخی سے توبہ کرنا چاہیے۔ ہان پورانی باتون کو نئے لباس مین ظاہر کیا ہے جسکی وجہ سے ناواقف دھوکا کھاتے ہین اسی وجہ سے مجھے جواب لکھنے کی ضرورت ہوئی۔ **دوم** آپکے عریضہ مین یہ لکھا ہوا ہے کہ بہت سے مولوی دین محمدی کو حق نہین جانتے بلکہ دین مسیحی کو سچا جانتے ہین مگر دنیا کے مارے قبول نہین کرتے۔ یہ دعوی ایسا صریح غلط ہے جسکی غلطی مین کسی منصف کو ذرا بھی شبہہ نہین ہو سکتا کوئی یہ خیال کرسکتا ہے کہ اگر کوئی دین مسیحی اختیار کرے تو اوسے دنیاوی نقصان ہوگا یا مال و دولت چھین جائیگی یا نوکری جاتی رہیگی ہرگز نہین البتہ مسلمان جو نہین ان نقصانون کی نظیرین مل سکتی ہین کیا ہر ایک ادنی اور اعلی کو پیش نظر نہین ہے کہ بعض وہ شخص جنمین دنل روپیہ کی نوکری کی لیاقت نہین ہے وہ عیسائی ہوکر پچاس پچاس اور سو سو روپیہ کی تنخواہ مشن سے پاتے ہین اور تمام کنبے کی تنخواہین معین ہین وہ علاوہ ہین پادری عماد الدین کے حال کو ملاحظہ کیجیے کہ باین لیاقت علمی اور تہذیب شائستگی جو اونکی تصانیف سے ظاہر ہے اور خود عیسائیون نے مجبور ہو کر اوسکا اعتراف کیا ہے ڈیڑھ سو روپیہ کی تنخواہ پاتے ہین اور ڈاکٹر آف ڈیونٹی کا خطاب ملا ہے ہمارے مخاطب پادری صفدر علی صاحب ہی انصاف سے فرمائین کہ جنکی علمی لیاقت کا وہ حال ہو جسکا نمونہ مین نے

مرآۃ الیقین مین لکھا ہی (اور تہذیب و شایستگی کا یہ حال ہو جاونکی کتاب تاریخ محمدی سی
ظاہر ہی گویا دماغ کیا ہی ناپاک خیالات کا گھوڑا ہی پھر بھی اونکو اسقدر تنخواہ ملے اور یہ اعزاز ہو پادریصاحب
یہ کہتے ہین کہ دنیا کے مارے بہت سے مولوی دین مسیحی قبول نہین کرتے ذرا خدا سے ڈرین اور راستی کو ہاتھ
سے نہ دین سچ یہ ہی کہ اسوقت کی حالت دیکھ کر اسلام پر قایم رہنا بڑی ہمت خداپرستون کا کام ہی اسلام میں
یہ ویسا ہی وقت ہی جیسا کسی زمانہ مین عیسائیت پر تھا لیسرے یہ کہ جن مولوی صاحبون کے نام پادری
صاحب نے لکھے ہین اون مین کوئی مشہور اور متکلمین مین سے نہین ہی جنکا جواب سے ساکت رہنا قابل بحث ہو دنیا
لاجواب خیال کیا جاے ۔ پھر یہ بھی نہین معلوم کہ کس وجہ سے اونھون نے سکوت کیا آیا اس وجہ سے کہ جو مسایل
نیاز نامہ مین لکھے گئے ہین وہ پیشتر طے ہو چکے ہین پھر اون بحثون کو چھیڑنا اوقات ضایع کرنا ہی یا بوجہ عالی نظر
ہونیکے نیاز نامہ کی باتون کو قابل جواب نہین خیال کیا اگرچہ بعض نے جواب دینے کا وعدہ بھی کیا ہو مگر جب تفصیل
و سیر نظر کی اور اوس فن کی کتابون کو دیکھا تو جواب کی ضرورت نہ سمجھی ورنہ اس امر پر نظر کی کہ عوام بسبب
اپنی کوتاہ نظری و پست ہمتی کے دھوکے مین پڑینگے ۔ اب ذرا پادریصاحب ہی دل مین انصاف فرمائین کہ
سیکڑون[1] پادری اور پریچر لاکھون روپیہ پنشن کا کھاتے ہین اور بہت سے عمدہ عمدہ ہوادار بنگلون مین عیش کرتے
ہین اور ایک ایک کو سیکڑون روپیہ ماہانہ صرف اس غرض سے ملتا ہی کہ دین کی اعانت اور ہدایت کرین مگر آج
وقت تک بہت کتابین[2] علماے اسلام کی تصانیف سے رد نصاری مین موجود ہین جنکے جواب مین کسی صاحب نے
قلم نہین اوٹھایا باوجودیکہ بعض بعض کو چھپے ہوے عرصہ دراز ہو گیا مثلاً کسیکو اٹھائیس برس کسیکو اٹھتیس
برس کسیکو کچھ کم و بیش ۔ اب فرمائیے کہ یہ سیکڑون پادری جو لاکھون روپیہ اسی کام کا پاتے ہین اور
فارغ البال ہو کر لطف زندگی اوٹھاتے ہین کیون اونکا جواب نہین لکھتے ۔ محمدی عالم تو ایک بھی ایسا

---

[1] اخبار نور الانوار نمبر ۳۴ جلد ۲ مطبوعہ ۲۳ اگست ۱۸۹۶ء ناقل ہی کہ ہندوستان مین نو سو ولایتی پادری صاحبونکی
تعداد ہی جو اپنی کام مین مصروف ہین یعنی لوگونکو عیسائی بنانیکی کوشش کرتے ہین علاوہ ازین انکی نوع کے اسی دیسی
ہین اونکا کام بھی یہی ہی انتہی ۔ اب دیسی پادری اور پریچرون کو قیاس کرنا چاہیے کہ کسقدر ہونگے کیونکہ متعدد دیسی پریچر اور
پادری ایک ایک ولایتی پادری کی ماتحتی مین کام کرتے ہین ۱۲

[2] چند کتابونکی فہرست ہنے اس کتاب کے پہلے حصہ کے آخر مین دی ہی اور رسالہ مراسلات مذہبی مین بہت سی اس قسم کی کتابونکی

نہین ہی جسے سو پچاس ہی روپیہ اس کام کے لیے ملتا ہو۔ پھر کہیے کہ علماے اسلام کی کتابین لاجواب خیال کیجاتی ہین یا علماے مسیحیہ کی اور ہمارے علما قابل الزام کے ہین یا آپ کے ذرا انصاف سے فرمایے گا۔

پھر یہی نہین کہ کتابونکے جواب نہین لکھے بلکہ جب کسی پادری صاحب سے مناظرے کو کہیے اور پادری صاحب یہ جان لین کہ یہ شخص ماہر ہی تو سو حیلہ بہانا کرکے ٹالدینگے اور ہرگز سامنا نکرینگے تاکہ امر حق لوگون سے پوشیدہ رہے اور کوئی خدا کی راہ پر نہ پہونچے ہان جہان یہ معلوم کرلینگے کہ مقابل ماہر نہین ہی وہان آستین چڑھاکر مستعد ہوجائینگے بلکہ اوسکے گھر پر جاکر اوسے تنگ کرینگے۔ ملاحظہ کیجیے کہ پادری عماد الدین مجتہد صاحب سے مناظرہ کرنے کو تیار ہوگئے اور جب مینے بذریعۂ اخبار اسکی خواستگاری کی تو دم بھی نہ مارا۔ پادری صفدر علی صاحب خود ہی ملاحظہ کرین کہ کس آرزو سے مینے مناظرہ تحریری کی خواہش کی اور مکرر لکھا کہ نیاز نامہ کی ہر ایک بحث کو علیحدہ علیحدہ طی کر لیجیے تاکہ کامل طور سے ہر ایک امر کی تحقیق ہوجاے اور بعد ختم مناظرہ کے کتاب مرتب کرکے چھپوا دیجاے جس سے ہر ایک کو کامل فائدہ ہو۔ مینے یہ بھی کہا کہ اگر آپ کو فرصت کم ہو تو بہت سے پادری صاحب فارغ البال ہین اونمین سے ایک کو دو کو دس کو شریک کرلیجیے اور مناظرہ کیجیے مگر جناب نے مجھے کچھ جواب ہی نہ دیا نور افشان مین طبع کرایا کہ مین تو تو مین مین نہین پڑتا۔ اب انصاف کیجیے کہ جس امر سے دوسرون کو الزام دیا جاتا ہی اوسے خود ہی اختیار کرتے ہین کیا اظہار حق کا یہ طریقہ نہین ہی کہ ہر ایک اختلافی امر مین جداگانہ بحث کرکے طی کیا جاے بیشک ہی اور عمدہ طریقہ ہی پھر باوجود ماہر ہونے کے کیون اس سے گریز کیا گیا۔ مینے نیاز نامہ کے بہت مضامین کا جواب تفصیلی منشور محمدی مین طبع کرایا مگر آج تک پادری صاحب نے یا اونکے دوسرے حامیون نے ایک کا بھی جواب دیا اور اظہار حق نہ فرمایا ہان عوام کے فریب دینے کو یہ کہدیتے ہین کہ نیاز نامہ کا جواب قیامت تک نہ ہوگا یہ حال مسیحی علما کا ہی کہ اپنے مریدون اور ہم مشربون مین سرخروئی حاصل کرنے اور مشن کا روپیہ مارنے کے لیے ہزارون کوس جائین اور تمام تمام دن اور رات مہینون ناواقفون اور فریب خوردون سے باتین بنائین مگر ایسے مقام پر دین و ایمان کی بابت سوچنے اور بیان کرنیکی فرصت نہین ہی جہان کامل طور سے حق و باطل مین تمیز ہوجاے اور پورے طور سے مغالطہ دہی یا غلط فہمی کھلجاے —

Marfat.com

دوستانہ التماس

ای میرے مخاطب مینے عریضہ نیاز کے جواب مین جو کچھ لکھا ہی وہ محض الزام دینے کی غرض سے نہین لکھا بلکہ اس غرض سے لکھا ہی کہ آپ موازنہ فرماوین اور نیاز نامہ کا جواب ہونیسے اوسے لاجواب سمجھ لین مین اپنے علما بلکہ تمام اہل اسلام کی دین کیجانب سی غفلت اور بے توجہی کا اقرار کرتا ہون اگر یہ غافل نہوتے تو دنیا مین تثلیث پرستونکا وجود تلاش کرنیسے ملتا مجھے یہ بھی معلوم ہی کہ آپنے جو یہ مقدس اور سچا مذہب چھوڑا اور تثلیث پرستی اختیار کی اسکی وجہ بھی ہمارے علما کی بے توجہی ہوئی ادھر تو اونکی بے توجہی نے آپکو غصہ دلایا اور اوس طرف پادری صاحب نے سرخروئی کا موقع پایا اور بعد فریب مین آجانیکے تعریفین کرکے آپکے نفس کو موٹا کیا کہ اوس جال سے نکلنا دشوار ہوگیا افسوس صد افسوس کہ آپ سے دانا اور ہوشیار کو شیطان نے ایسا دھوکا دیا آپ خیال نہین فرماتے کہ یہ جاہ و منصب اور دنیا کے لوگونکی تعریفین کے روز تک ہین پھر ایکدن خداے تعالی کو منھ دکھانا ہی اگرچہ حیات چندروزہ مین کسینے تعریف نکی کسینے سر پر نہ چڑھایا نہ چڑھایا کیا یہ دانشمندی کی بات ہی کہ حیات فانی کے لطف کے لیے حیات جاودانی کو تباہ کردے اور غور و تامل نکرے ہرگز نہین ہرگز نہین ای پیارے سوچو اور سمجھو کسیکی بے توجہی اور کج خلقی پر خیال نکرو بلکہ میری کتاب مین غور کرو اور دیکھو مینے تمھاری خیرخواہی کیوجہ سے نہایت محنت کرکے امر حق اظہر من الشمس کیا ہی اور تمھارے شبہونکا کیسا تسکین بخش جواب دیا ہی —

اس کتاب مین نیاز نامہ اور عدم ضرورت قرآن مولفہ پادری ٹھاکرداس کا جواب ہی مگر پہلے اور دوسرے حصہ مین زیادہ خیال و توجہ نیاز نامہ کیطرف کی گئی ہی اور عدم ضرورت کا جواب ضمناً ہوا ہی اور اسکے بعد جہان عدم ضرورت کی فصل پنجم کا جواب دیا گیا ہی وہان پادری ٹھاکرداس صاحب کی طرف پوری توجہ کی گئی ہی کیونکہ وہان پادری صاحب نے بہت زبان درازی کی ہی پہلے حصے مین اگرچہ بظاہر پورے نیاز نامہ کا جواب نہین ہی مگر تامل سے دیکھنے کے بعد بخوبی معلوم ہوسکتا ہی کہ اسی حصہ مین سارے نیاز نامہ کا جواب ہی اتنا ہی فرق ہی کہ بعض امر کا تفصیلی جواب ہے اور بعض کا اجمالی اور مقدمہ کتاب سے تو ہر ایک اعتراض کے متعدد جواب نکلتے ہین ذرا انصاف سے دیکھنا چاہیے واللہ الموفق والمعین وبہ نستعین۔ اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم واجعلنا منھم۔

Marfat.com

آمدم برسر مطلب

ناظرین باتمکین پر واضح ہو کہ محرر سطور قبل جواب تفصیلی کے تمہید لکھتا ہی جسمین دو مقدمے چند تحقیقات پر مشتمل ہین یہ وہ تمہید ہی جس سے تمام اعتراضات پادریصاحب کے درہم و برہم ہو جاتے ہین اور تمام نیازنامے کے متعدد جوابات نکل آتے ہین—

پہلا مقدمہ

واضح ہو کہ خلاصہ اعتراض مصنف نیازنامہ کا صرف اسقدر ہے جو خود اونھون نے صفحہ ۶ و ۷ مین اسطرح بیان کیا ہی کہ وہ باوجودیکہ قرآن و احادیث مین کتب مقدسہ یعنی توریت و انجیل و صحف انبیاے کرام کو سچا اور کلام اللہ بتایا ہی اور جابجا اوسکی تصدیق اس درجے پر کی ہے اور اس رتبہ آ و فضل و کمال و ہدایت و تعلیم و تکمیل کی تعریف و توصیف مرقوم ہی جس سے زیادہ خیال مین نہین آسکتی مگر باینہمہ پھر وہی قرآن و حدیث اوسی کتاب کے مخالف و مبائن و معارض ہین نہ صرف فروعات مین بلکہ خاص مطالب اور عمدہ مقاصد اصول ایمانیہ اور ارکان دین مین بھی بکثرت تمام لہذا ناممکن ہی کہ قرآن و حدیث منجانب اللہ ہون ۔ پادری صاحب کے اس اعتراض پر کلام مقدس کی ایک آیت مجھے یاد آئی وہ یہ ہی یَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُونَ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَأَنَّ أَكْثَرَكُمْ فَاسِقُونَ ۝ اے سورہ مائدہ آیہ ۶۴
اہل کتاب تم ہمسے بیزار نہین مگر اسوجہ سے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کچھ اوتارا گیا ہم پر اور جو کچھ اوتارا گیا ہمسے پیشتر اور تم مین اکثر نافرمان اور سرکش ہین ۔ پادریصاحب کے قول سے اس آیت کی خوب تصدیق ہوتی ہی ۔ یہ اعتراض بعینہ ایسا ہی کہ کوئی یہودی بہ نسبت انجیل کے یون کہے کہ باوجودیکہ انجیل مین کتب مقدسہ یعنی توریت و صحف انبیاے کرام کو سچا اور کلام اللہ بتایا ہی اور جابجا اوسکی تصدیق کی ہی اور اوسپر عمل کرنیکو ضروری بتایا ہی مگر باینہمہ پھر وہی انجیل اونھین کتابون کے مخالف و مبائن ہی نہ صرف فروعات مین بلکہ خاص مطالب و عمدہ مقاصد اصول ایمانیہ اور ارکان دین مین جیسا کہ آیندہ معلوم ہوگا لہذا ناممکن ہی کہ انجیل منجانب اللہ ہو جسکے

یہودی کا یہ اعتراض محض غلط و خیال خام ہی اسیطرح پادری صاحب کا اعتراض بالکل بیجا اور نادانی
ہی اونکی ناسمجھی سے اونھین ایسا دھوکا لگا ہی۔ دیکھیے ایک بہت بڑے فاضل عیسائی گاڈفری ہیگنز
اپنی کتاب اپالوجی مین جہان مذہب اسلام کے شیوع کے وجوہ بیان کیے ہین لکھتے ہین۔
"دفعہ ۳۳ یہودی یا عیسائی قیدی کے لیے علاوہ خوشی زندگی آیندہ کے آزاد ہوجانا انعام
سر دست تھا پس جس شخص کی آزادی بموجب قواعد جنگ کے جاتی رہی ہو اور وہ اپنی پیشتر کے
یہودی یا عیسائی تعصبات کے چھوڑنے کے بدون بھی ایمان لاسکتا ہو اسوجہ سے کہ محمد اوسکے
مذہب کے عمل کرنیکے لیے خاص مقرر ہوے تھے نہ اوسکے دور کرنیکو" پھر دفعہ ۱۴۵ مین لکھتے ہین
جس شخص کو دین محمدی کیطرف تھوڑی سی بھی رغبت ہی وہ بآسانی مان لیگا کہ اونکے مسائل مین
کوئی ایسی بات نہ تھی جو دین عیسوی اور موسوی کے مخالف ہو" ہمارے مخاطب ملاحظہ کرین کہ
اونکے مذہب کے فہمیدہ اور محقق عالم کیا کہتے ہین قطع نظر اسکے کہ اس عالم کے قول کا سچا ہونا
اس کتاب مین بخوبی ثابت کردیا گیا ہی اسوجہ سے بھی اسکا قول لائق قبول ہوسکتا ہے کہ
منشی صفدر علی صاحب سے بدرجہا لائق ہی اور طرفداری کا احتمال بھی کیسطرح نہین ہوسکتا
کیونکہ اس اقرار مین فاضل مذکور کو دنیاوی نقصان کے سوا کوئی نفع دنیاوی متصور نہین ہے
پھر بجز اسکے کہ تحقیق کے بعد انصاف ولی کے جوش مین اس عالم نے ایسا لکھا اور کیا ہوسکتا
ہی۔ اب ہم محققانہ طور پر اس اعتراض کا جواب لکھتے ہین ناظرین بنظر انصاف ملاحظہ فرمائین
واضح ہو کہ یہ اعتراض تین باتون پر موقوف ہی جب تک اونکا ثبوت کما حقہ نہولے اوس
وقت تک یہ اعتراض ہرگز قابل توجہ نہین ہوسکتا۔

اول قرآن مجید و احادیث صحیحہ مین جو توریت و انجیل کی تصدیق ہی اوس سے بعینہ یہ مجموعہ بائبل تمام مراد ہی
دوم۔ کسی کتاب کی تصدیق و توصیف کے لیے یہ ضرور ہو کہ تعریف کرنیوالا اوس کتاب کے جمیع مقاصد
کی تصدیق کرتا ہی اور من اولہ الی آخرہ اوسکے تمام مطالب کو تسلیم کرتا ہی اور صحیح جانتا ہے۔
سوم جو مباینت و مخالفت دونون کتابون مین بیان کی گئی ہو وہ واقعی و نفس الامری ہو نہ محض

Marfat.com

معترض کا قصور فہم و عدم تحقیق ہو۔ ظاہر ہی کہ بغیر اثبات ان تینون امرون کے پادری صاحب کا
مدعا ہرگز ثابت نہین ہوسکتا اب مین تینون امور کی تحقیق کرتا ہون تاکہ ظاہر ہوجاوے کہ معترض نے
بغیر ثابت کیے ان تینون باتون کے (جنکا ثابت کرنا اونکو ضرور تھا) اعتراض کیا اسمین کوئی
شک نہین کہ بغیر قیام بنیاد تعمیر بلند اوٹھانا شروع کردی —

پہلی بات کی تحقیق

قرآن مجید مین جس مقام پر توریت کا لفظ بولا گیا ہی اوس سے وہ کتاب الٰہی مراد ہی جو خدا کیطرف سے
موسیٰ کو دیگئی چنانچہ سورۂ سجدہ مین ہی وَلَقَدْ آتَیْنَا مُوسَی الْکِتَابَ بیشک ہمنے موسیٰ کو کتاب
دی یہان گرچہ مطلق کتاب کہا گیا ہی لفظ توریت نہین بولا گیا مگر یہ امر بالاتفاق ثابت ہی کہ جو
کتاب حضرت موسیٰ کو دی گئی وہ توریت ہی تھی اس سے ظاہر ہی کہ کتاب سے مراد توریت ہی پس لامحالہ
توریت وہ کتاب ہوئی جو حضرت موسیٰ کو دیگئی تھی۔ اور سورۂ اعراف مین ہی وَکَتَبْنَا لَہٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ
کُلِّ شَیْءٍ مَّوْعِظَۃً الخ یعنی اللہ تعالےٰ فرماتا ہی کہ لکھا ہمنے موسیٰ کے لیے لوحون پر ہر ایک امر نصیحت کے لیے اور بیان
ہر ایک ضروری چیز کا لیس (اے موسیٰ) مضبوط پکڑ اوسکو اور حکم کر اپنی قوم کو کہ عمل کرین اوسکی عمدہ باتون پر
اس آیت سے یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ الواح سے مراد پوری توریت ہی نہ صرف وہ دو لوحین پتھر
کی جنکے ملنے کا ذکر خروج کے باب ۱۲ و ۳۴ و استثنا کے باب ۴ و ۵ و ۱۰ مین ہی کیونکہ اون
لوحون پر فقط دس حکم لکھے ہوے تھے نہ کل شریعت موسوی اسکی وجہ یہ ہی کہ
اوّل تو اونکے بیان مین دو وصف ذکر ہوے ایک یہ کہ اونمین ہر قسم کی باتین نصیحت کے
لیے ذکر کی گئین ہین دوسرے یہ کہ ہر ضروری چیز کا اونمین بیان ہی اور ظاہر ہی کہ اون دو لوحون
مین یہ دونون باتین نہ تھین بلکہ صرف دس حکم تھے البتہ تمام توریت مین ہر طرح کی نصیحت بھی
تھی اور ہر ضروری چیز کا بیان بھی تھا اس وجہ سے ضرور ہی کہ بیان الواح سے مراد وہ ساری کتاب
لیجاے جو حضرت موسےٰ کو دی گئی ؎

Marfat.com

دوم یہ کہ حضرت موسی کو یہ حکم ہوا کہ اپنی قوم سے کہین کہ اونکی عمدہ ترین باتون پر عمل کرو ہس حکم سے
صاف ظاہر ہی کہ اوسمین ایسی باتین بھی ہین جنپر عمل نکرنا چاہیے یا عمل کرنا ضرور نہین ہی اور وہ لوحین
جنپر دس حکم لکھے تھے اونمین کوئی حکم ایسا نہین ہی جسپر عمل کرنا ضرور نہو البتہ اس تمام کتاب مین ایسی
باتین بھی ہین جنپر عمل کرنا موسی کی قوم کو نچاہیے تھا مثلاً شریعت ابراہیمی اور شریعت نوحی کے وہ
احکام بھی توریت مین مذکور ہین جو شریعت موسوی مین منسوخ کردیے گئے تھے اسوجہ سے یہ حکم ہوا
کہ اوس کتاب کی عمدہ باتون پر عمل کیا جائے یعنی جو احکام منسوخ نہین ہین اونپر عمل کیا جائے اور
جو منسوخ ہوگئے ہین اونپر عمل نہ کیا جائے کیونکہ وہ زمانہ موسوی کے لحاظ سے عمدہ نرہے تھے غرضکہ
قرآن شریف نے جس توریت کی تصدیق کی ہی اور متعدد طورسے اوسکا نام لیا ہی کہین تو الکتاب کہا ہی
کہین الواح سے تعبیر کیا ہی کہین صحف موسی کہا ہی وہ کتاب وہ ہی جو حضرت موسی کو دیگئی اوسمین سے دس
حکم تو لوحون پر یدِ قدرت سے لکھے ہوے ملے تھے اور باقی بطریق وحی مرحمت ہوے ؁
اب یہ امر غور طلب ہی کہ وہ کتاب کونسی ہی اور کہان ہی کیونکہ قرآن شریف نے کوئی صاف تعین نہین
کردی ہی جسکے سبب سے ہم بالیقین یہ کہدین کہ یہ موسی علیہ السلام کی کتاب ہی البتہ توریت کی نسبت یہ فرمایا ہی کہ
اوسمین حکم الٰہی ہی نعت ہی حضرت محمد مصطفے علیہ الصلوٰۃ والثنا کی بشارت ہی بنی اسرائیل کے لیے نور ہی ہدایت ہی اور
یہ بھی فرمایا ہی کہ اہل کتاب کے پاس ہی پس یہ نشانات حضرت موسی کی کتاب کے قرآن مجید مین مذکور ہوے ہین
اب انصاف اسکا مقتضی ہی کہ جو کتاب یہود و نصاریٰ کے پاس ہی اور اوسمین اوصاف مذکورہ پائی جاتے ہین
اوسکو یون کہہ سکتے ہین کہ یہ توریت کے مضامین ہین اسسے یہ ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ بالتخصیص یہ پانچ
کتابین جنکو عیسائی موسی کی کتاب کہتے ہین من اولہٖ الی آخرہ لفظاً بلفظ توریت ہی کیونکہ اوسوقت یہود کے پاس
اور بھی کتابین تھین جنمین متفرق طورپر یہ اوصاف پائی جاتے تھے مثلاً طالمود کہ یہ کتاب صرف اونکے
پاس تھی ہی نہین بلکہ ایسی معزز اور متبرک تھی جیسے یہ کتب خمسہ اسکے روایات اور احکامات کو وہ بالکل الہامی
اور حضرت موسی کے بیان کیے ہوے یقین کرتے تھے اگرچہ عیسائی اوسے تسلیم نہین کرتے علاوہ
اسکے اور بھی بعض کتابین حضرت موسی کی طرف منسوب تھین جنکا ذکر آگے آتا ہی مثلاً کتاب

Marfat.com

پیدایش صغیر پھر کیا پادری صاحب قرآن مجید کی کسی آیت سے ثابت کر سکتے ہین کہ یہ کتاب پیدایش توریت کا جز نہین ہی اور وہ کتاب پیدایش جسے اب جز قرار دے رکھا ہی اوسکا جز ہی - اسطرح اگر ان پانچون کتابون مین سے کسی جزو کو کم کر دیا جائے تو بھی اوصاف مذکورہ قرآن اوسمین پائے جائینگے الغرض یہ کسیطرح ثابت نہین ہو سکتا کہ قرآن مجید نے ان پوری پانچ کتابون کی تصدیق کی ہی جنھین اہل کتاب اب توریت کہتے ہین بلکہ انصاف اسکا مقتضی ہی کہ اس توریت کے جو احکام اور جو نصائح اور جو اخبار قرآن مجید کے مطابق ہین اونکی تصدیق یقینی ہی اور جنکا ذکر قرآن مجید مین نہین ہی اونکی تصدیق محتمل ہی اور اگر کوئی امر مخالف قرآن ہی تو کسیطرح اوسکی تصدیق کا احتمال (بھی) نہین ہو سکتا - یہان سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ پادری صاحب کا صفحہ مین یہ کہنا کہ "وہ کچھ حاجت نہین کہ مین اون آیات قرآنی کو اس جگہ نقل کرون جنمین صاف صاف اقرار کیا ہی اور علانیہ شہادت دی ہی کہ کتاب مقدس تمام وکمال کلام اللہ ہی" کسیطرح صحیح نہین ہو سکتا آیات قرآنی کا منشا فقط اسیقدر ہی جو اوپر ذکر کیا گیا افسوس ہی کہ پادری صاحب غور نہین فرماتے ہین یہ امر بھی غور کے لائق ہی کہ جس طرح توریت کی نسبت یہ فرمایا ہی کہ اہل کتاب کے پاس ہی اسی طرح یہ بھی کہا ہی کہ اہل کتاب اپنی طرف سے کتاب لکھتے ہین اور کہدیتے ہین کہ یہ اللہ کی طرف سے ہی پھر جب بانی اسلام نے اہل کتاب سے ایسا ڈرا دیا ہی تو ہم کیونکر اونکی بات کا یقین کرلین اور جسکو وہ کتاب الہی بتائین ہم اوسکو کتاب الٰہی اعتقاد کرلین اور یہ سمجھنے لگین کہ جس کتاب کا ذکر قرآن مجید مین ہی وہ بعینہ وہی ہی جسے اہل کتاب کہہ رہے ہین اسلیے ہمین ضرور ہوا کہ توریت کی تحقیق کے لیے پہلے اون کتابون کو دریافت کرین جو حضرت موسی کیطرف منسوب ہین اور پھر اون کتابون مین غور کرین کہ اونسے کیا ثابت ہوتا ہی حضرت موسی علیہ السلام کی وہ کتابین جو آجتک یہود و نصاری مین مسلم اور مشہور ہین پانچ ہین (۱) پیدایش (۲) خروج (۳) احبار (۴) گنتی (۵) استثنا ان پانچون کتابون کے دیکھنے سے بالیقین معلوم ہوتا ہی کہ یہ کتابین اول سے آخر تک حضرت موسی کی نہین ہین مین بعض مقامات نقل کرتا ہون ناظرین ملاحظہ کرین اول استثنا کا باب ۳۴ یہ کل باب حضرت موسی کا لکھا ہوا نہین معلوم ہوتا

Marfat.com

خصوصًا ورس ۵ و ۶ و ۱۰ جسکا مضمون یہ ہی "سو خدا کا بندہ موسیٰ خداوند کے حکم کے موافق مواب
سرزمین مین مرگیا اور اوسنے اوسے مواب کی ایک وادی مین بیت فغور کے مقابل گاڑا پر آجکے دن تک کوئی ا وسکی
قبر کو نہین جانتا" اور دسوین ورس مین ہی کہ "ابتک بنی اسرائیل مین موسیٰ کے مانند کوئی نبی نہین اوٹھا" الغ
غرضکہ اس باب کے مضمون کو دیکھکر ہر شخص یقین کر سکتا ہی کہ حضرت موسیٰ کا لکھا ہوا نہین ہی کسی اور نے
لکھا ہی اور وہ بھی حضرت موسیٰ کے بہت عرصے کے بعد لکھکر ملایا گیا ہی چنانچہ ان الفاظ سے ظاہر ہی کہ آج
کے دن تک کوئی اوسکی قبر کو نہین جانتا - اور ابتک بنی اسرائیل مین موسیٰ کے مانند کوئی نبی نہین ہوا
چونکہ اس امر کے انکار کرنیکی گنجایش کسیطرح نہین ہی اسلیے علماے مسیحیہ کو بھی مجبورًا ماننا پڑا کہ یہ باب حضرت
موسیٰ نے نہین لکھا ہی چنانچہ ڈاکٹر آدم کلارک اپنی تفسیر کی جلد اول مین لکھتے ہین کہ "موسیٰ کا کلام
پہلے باب پر تمام ہوگیا اور یہ باب موسیٰ کا کلام نہین ہی اس مقام پر بعض علماے یہود نے ایک عمدہ
حاشیہ لکھا ہی جو قبول کرنے کے لایق ہی اونسے لکھا ہی کہ اکثر مفسرین نے کہا ہی کہ کتاب استثنا، اوس الہامی
دعا پر تمام ہوئی جو موسیٰ نے بارہ گروہون کے لیے کی ہی اور یہ باب ستر مشایخون نے موسیٰ کے
مرنے کے بعد لکھا الخ" اور تفسیر ہنری اسکاٹ مین ہی "موسیٰ کا کلام پہلے باب پر تمام ہوگیا اور یہ
باب کسیکا ملایا ہوا ہی اب وہ ملانے والا یوشع ہو یا صموئیل یا عزرا یا اور کوئی نبی بعد انکے ٹھیک دریافت
نہین ہوتا شاید پچھلی آیتین اس باب کی بعد رہائی کے قید بابل سے عزرا کے عہد مین لکھی گئی ہونگی
اب ناظرین ملاحظہ کرین کہ آدم کلارک تو مشایخ کو اسکا مصنف قرار دیتا ہی جس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ
غیر الہامی لوگون نے بھی ان کتابون مین تصرف کیا اور تفسیر ہنری والے کسیکو متعین نہین کرتے
اب مجھے زیادہ بحث کرنیکی ضرورت نہین ہی اس قدر کہتا ہون کہ جب یہ متعین نہین ہی کہ یہ کسنے
تو اسکی تعیین کیسے ہوسکتی ہی کہ وہ ملانے والا نبی ہی یہ محض اونکا حسن ظن ہی جسپر کوئی دلیل نہین
پھر تحقیق کے وقت ایسے بے دلیل گمانون کی کیا وقعت ہوسکتی ہی اور اگر مان لیا جاے کہ یہ کسی نبی
کا ملایا ہوا ہی تو اسکا ثبوت کیسے ہوسکتا ہی کہ اوس نبی نے الہام سے لکھا ہی کیونکہ علماے مسیحیہ کے نزدیک
یہ امر مسلم ہی کہ نبی کی کل تحریر الہامی نہین ہوتی چنانچہ اسکا ذکر آیندہ آنے والا ہی پس جب اسکا الہامی

ثابت ہوا تو ثابت ہو گیا کہ موسی کی کتابوں میں غیر الہامی کلام بھی ہی جسکو خدا کا کلام نہین کہہ سکتے ؛
دوم استثنا کے باب ۳۳ ورس ۱ مین ہی آور یہ وہ برکت ہی جو موسیٰ مرد خدا نے اپنے مرنے سے آگے بنی اسرائیل کو بخشی اور ورس ۴ مین ہی موسی نے ہمکو ایک شریعت فرمائی جو یعقوب کی جماعت کی میراث ہوئی اب ناظرین فرمائین کہ وہ کون ہی جو کہتا ہی کہ موسیٰ نے ہمکو ایک شریعت فرمائی کیا یہ قول موسیٰ کا ہو سکتا ہی ہرگز نہین بلکہ کسی دوسرے شخص نے اپنا کلام موسیٰ کی کتاب مین ملا دیا ہی۔
سوم پیدایش کے باب ۳۶ ورس ۳۱ مین ہی اور بادشاہ جو ملک ادوم پر مسلط ہوے پیشتر اوس سے کہ اسرائیل کا کوئی بادشاہ ہو یہ ہین الخ۔ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ کتاب اوس وقت لکھی گئی ہی جس وقت بنی اسرائیل مین سلطنت قائم ہوئی ہی اور اول سموئیل باب ۹ و ۱۰ وغیرہ سے ظاہر ہی کہ اول بادشاہ بنی اسرائیل مین ساؤل ہوا جو ۳۵۶ برس بعد حضرت موسی کے تھا آدم کلارک اپنی تفسیر کی پہلی جلد مین اس ورس کی تفسیر مین لکھتے ہین کہ وہ غالب گمان میرا یہ ہی کہ یہ آیت اور اوسکے بعد کی آیتین ۳۹ تک موسیٰ نے نہین لکھین۔ غرضکہ یہ مفسر مقر ہی کہ نو آیتین جو موسی کی کتاب مین نہ تھین دوسرے شخص نے داخل کر دین ؛
چہارم خروج کے ۱۶ باب ۳۵ و ۳۶ ورس مین ہی۔ اور بنی اسرائیل چالیس برس جب تک کہ وے زمین کنعان کے نواحی مین آئے من کھاتے رہے اور ایک اومر ایفہ کا دسوان حصہ ہی ؛ یہ فقرہ بھی حضرت موسیٰ کے بعد داخل کتاب کیا گیا ہی کیونکہ اسکے مضمون سے ظاہر ہی کہ یہ نفقرہ اوس وقت لکھا گیا ہی جس وقت من کھانا موقوف ہو چکا تھا اور من کی موقوفی حضرت موسی کے بعد ہوئی ہی چنانچہ کتاب یشوع کے باب ۵ ورس ۱۱ و ۱۲ سے ظاہر ہی اور ایفہ کا وزن بھی موسی کے بعد نکلا ہی اسی طرح گنتی کے باب ۲۱ ورس ۳ اور باب ۳۲ ورس ۴۱ کا حال ہی اور سوا انکے اور بھی مقامات ہین جنسے یقینی ثابت ہوتا ہی کہ یہ کل کتابین توریت کی حضرت موسیٰ کے عہد مین نہین لکھی گئین اظہار الحق مین تیرہ مقام اس طرح کے نقل کیے ہین مینے سب کا نقل کرنا ضروری نہین سمجھا ناظرین وہان ملاحظہ کرلین ؛

Marfat.com

الغرض توریت خود اس بات کی شہادت دیتی ہی کہ اوسمین خالص الہامی کلام حضرت موسیٰ نہین ہی بلکہ دوسرا کلام بھی خلط ہوگیا ہی بیان سے یہی بات ثابت نہین ہوتی کہ یہ چند مقامات توریت مین الہامی نہین ہین بلکہ بنظر انصاف یہ امر بھی ثابت ہوتا ہی کہ تمام کتاب مشتبہ ہوگئی کیونکہ جب کسی تحریر مین ایک لفظ بھی مشکوک ہوجاتا ہی تو کل تحریر سے اطمینان اوٹھ جاتا ہی اور جس وقت کہ متعدد مقامات پر بالیقین غلط کا ثبوت ہو تو کون عاقل کہہ سکتا ہی کہ یہ تمام تحریر مشتبہ نہین ہی میری غرض اس سے صرف اس قدر ہی کہ اس خلط ملط سے توریت کی تمام باتون پر ایسا اطمینان نہین رہا جیسا کہ کلام الٰہی پر ہونا چاہیے اب ضرور ہی کہ اوسکی صحت دریافت کرنے کے لیے کوئی کسوٹی ہو جس سے ہم اوسکو کلام الٰہی ہونے کا یقین کرین ان پانچ کتابون کے سوا اور بھی کتابین حضرت موسیٰ کی طرف منسوب ہین مگر اہل کتاب نے اونھین غیر الہامی قرار دیکر اس مجموعے سے خارج کر رکھا ہی جسے وہ الہامی کہتے ہین مثلاً (۱) کتاب مشاہدات موسیٰ (۲) کتاب قیاس موسیٰ (۳) کتاب وصیت موسیٰ (۴) کتاب اسرار (۵) کتاب معراج موسیٰ (۶) کتاب پیدایش صغیر ان کتابون کو علماے مسیحیہ الہامی کتابون سے خارج بتاتے ہین مگر کوئی کافی دلیل اس امر کی پیش نہین کرتے کہ وہ پانچ کتابین جنکا ذکر پہلے کیا گیا حضرت موسیٰ کی ہین اور الہامی ہین اور یہ کتابین الہامی نہین ہین اور پادری صفدر علی صاحب کو علاوہ اسکے یہ بھی ثابت کرنا پڑیگا کہ قرآن مجید اونھین پہلی پانچ کتابون کی تصدیق کرتا ہی نہ انکی کیونکہ اونکے اعتراض کی بنا تو فقط اسی پر ہے کہ قرآن مجید اس مجموعۂ بائبل کا مصدق ہی اگر یہ بات ثابت نہو تو پادری صاحب کا اعتراض بالکل لغو ہوجائیگا اور پادری صاحب کا سارا زور اسپر ہی کہ قرآن مجید اوسی کتاب کا مصدق ہی جو اہل کتاب کے پاس تھی اور ظاہر ہی کہ یہ کتابین بھی اونکے پاس تھین پھر تخصیص کی کیا دلیل ہی۔

الغرض ہمین اسوقت اس سے بحث نہین کہ علماے مسیحیہ نے اپنے گمان مین کن کو کتب الہامی قرار دے رکھا ہی بلکہ یہ گفتگو ہی کہ اسکا ثبوت نہین ہوتا کہ قرآن مجید خاص اونھین پانچ کتابون کی

Marfat.com

حضرت موسی کی کتاب کہتا ہی جنھین اب عیسائی الہامی کہتے ہین اس تقریر سے ان پانچون کتابون
مین ایک دوسرا شبہہ پیدا ہوگیا کیونکہ معلوم نہوا کہ کون سی کتاب حضرت موسی کی ہی اس مختصر
تقریر سے دو باتین ثابت ہوئین ایک یہ کہ حضرت موسی کی الہامی تحریر خالص نرہی بلکہ دیگر
غیر الہامی تحریر بھی مخلوط ہوگئی دوسرے یہ امر قطعی نہین کہ حضرت موسی کی الہامی تحریر انھین پانچ
کتابون مین منحصر ہی - ان پانچ کتابون کے سوا ۳۴ کتابین اور ہین جنھین عیسائی الہامی
کہتے ہین اور ان ۳۹ کتابون کے مجموعہ کو عہد عتیق نام رکھتے ہین وہ کتابین یہ ہین ؛

(۱) کتاب یوشع یا یشوع - اسمین حضرت یوشع کے حالات ہین - اس کتاب مین بھی بہت سے
فقرے ہین جنسے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ یہ کتاب بھی الحاق سے خالی نہین ہی چنانچہ باب ۲۴
ورس ۲۹ و ۳۰ وغیرہ مین ہی " اور ایسا ہوا کہ بعد ان باتون کے نون کا بیٹا یشوع خداوند کا
بندہ جو ایک سو دس برس کا بوڑھا تھا رحلت کر گیا - اور اونھون نے اوسکی میراث کے سوانے مین
تمنت سرہ مین جو کوہستان افرائیم مین کوہ جعس کے اوتر طرف کو ہی اوسے دفن کیا الخ "-
اسمین تو کسی طرح کا شک نہین ہوسکتا کہ ۲۹ ورس سے آخر باب تک یوشع کا لکھا ہوا نہین ہی بلکہ
کسی دوسرے کا ہی اور یہ معلوم نہین کہ وہ دوسرا شخص کون ہی جسنے یہ ورس ملا دیے ہین چنانچہ پادری
ٹھاکرداس صاحب اظہار عیسوی کے صفحہ ۱۹۴ مین لکھتے ہین " رہا بارہوان فقرہ سو اوسکی نسبت
معلوم ہو کہ بیان ہی ایسا ہی کہ یشوع خود نہین لکھ سکتا تھا لیکن جس طرح موسی کی وفات کا ذکر غالباً
یشوع نے آخر کتاب استثنا مین لکھا اوسی طرح یشوع کی وفات کا ذکر کسی ہم عہد نے درج کیا ہوگا "
یہان یہ امر پادری صاحب کے اقرار سے ثابت ہی کہ یہ ورس الحاقی ہین اور الحاق کرنے والا کوئی
متعین نہین ہی ایسی باتون سے اہل انصاف کے نزدیک تمام کتاب مشتبہ ہوجاتی ہی اور یہ
جو کہا ہی کہ استثنا کا آخری باب غالباً یشوع نے لکھا محض زبردستی ہی اس غالب کے لیے بھی کوئی
دلیل دیا ہیے اس بارے مین مفسرین کا اختلاف اوپر بیان کیا گیا ہی +

ہنری اسکاٹ مقام مذکور کی تفسیر مین لکھتے ہین " کہ پانچ ورس اخیر اس باب کے بلاشبہہ یوشع

Marfat.com

کی تصنیف نہین فیناس یا سموئیل نے الحاق کیے ہونگے اور ایسا الحاق قدما مین بہت رائج تھا کہ
ٹھاکر داس صاحب تو کسیکا نام نہ لے سکے اٹکل سے کسی ہم عہد کیطرف منسوب کر دیا ہنری صاحب
دو کے نام بھی لے دیے مگر افسوس ہے کہ مفسرین کو کچھ پتا نہین لگتا محض اٹکل سے کسیکا نام لیدیتے ہین
ہنری کا یہ مقولہ لائق یاد رکھنے کے ہے کہ ایسا الحاق قدما مین بہت رائج تھا ہمارا یہی عاہی کہ اون لوگون
مین کتب الہامیہ مین الحاق کا بہت رواج تھا یہ الحاق کچھ شرارت اور بد دینی پر موقوف نہین ہے
بلکہ محض سادگی سے بغرض تفصیل وغیرہ الحاق ہوگا جس طرح ہوا الحاق ہوا اور بہت ہوا اور جب الحاق
ہوا تو یہ کتابین الہامی اور غیر الہامی کلام کا مجموعہ ہوگئین اس حالت مین انکے ہر لفظ یا ہر جملہ کو الہامی
سمجھنا جیسا کہ پادری صاحب سمجھتے ہین سراسر غلط ہے

(۲) کتاب القضات۔ اسمین بنی اسرائیل کے اون لڑائی جھگڑون کا ذکر ہے جو حضرت یوشع کے
بعد ہوے اسکے مصنف اور زمانہ تصنیف مین بہت اختلاف ہے بعض فیناس کی تصنیف بعض حزقیا
کی بعض یرمیا کی بعض حزقیل بعض عزرا کی بتاتے ہین اگر فیناس یا حزقیا کی تصنیف ہے تو الہامی نہین
ہوسکتی کیونکہ انکی نبوت ثابت نہین ؛

(۳) کتاب راعوث یا رُوت اسمین ایک عورت راعوث کا حال ہے جو مواب کی اولاد مین سے تھی
اس امر مین اختلاف ہے کہ یہ کسکی تصنیف ہے بعض کہتے ہین کہ حزقیا کی ہے بعض عزرا کی بتاتے ہین
بعض صموئیل کی حزقیا کوئی الہامی شخص نہین ہے اگر یہ کتاب اسکی تصنیف ہے تو اسکے الہامی ہونیکا گمان نہین ہوسکتا

(۴) اول صموئیل اسمین حضرت صموئیل کا حال اور ساؤل کا بادشاہ ہونا بنی اسرائیل کے لیے مذکور ہے
یہ بنی اسرائیل مین اول بادشاہ ہے حضرت داؤد اسکے نوکر اور داماد تھے ؛

(۵) دوم صموئیل۔ اسمین ساؤل کے خاندان سے سلطنت جانیکا اور داؤد علیہ السلام کے بادشاہ
ہونیکا اور اونکے زمان سلطنت کا ذکر ہے۔ ان دونون کتابون کے مصنف کا پتہ بھی یقینی طور پر
نہین معلوم ہوتا مفتاح الکتاب کے صفحہ ۸ مین ہے کہ ہو اون دونون کتابون کا نام سموئیل
اس لیے رکھا گیا کہ اس مشہور نبی نے پہلی کتاب کے اکثر باب تصنیف کیے چنانچہ ربیون کی روایت سے

Marfat.com

معلوم ہوا کہ پہلے چوبیس باب جن مین صموئیل کی پیدائش اور اعمال اور احوال کا بیان ہی خود اوسی نبی سے لکھے گئے اور اوسکے باقی باب اور دوسری کتاب بالکل جاد وناتن نبیون سے ،، یہ بات جو کہی گئی کہ اوّل صموئیل کے ۲۴ باب حضرت صموئیل کے لکھے ہین اور باقی سات باب جاد وناتن نے اس کہنے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہی کہ اوّل صموئیل کے ۲۵ باب مین صموئیل کی وفات کا ذکر ہی پھر اگر تمام کتاب کو صموئیل کیطرف منسوب کیا جاے تو خود اوسی کتاب سے اوسکی تکذیب ہوجائیگی اسلیے دوسرون کا نام لے دیا اور اگر یہ بات نہوتی تو صموئیل کا نام تو اوپر لکھی دیا تھا ۔ الغرض کوئی قطعی ثبوت نہین ہی کہ یہ دونون کتابین کسی نبی کی تصنیف ہین اور بالفرض اگر کسی نبی نے لکھی ہون تو الہام سے لکھنا ثابت نہین ہوتا اور یہ امر عیسائیون کے نزدیک مسلم ہی کہ نبی کی تمام تحریر الہام سے نہین ہوتی اور ظاہر ہی کہ تاریخی واقعات لکھنے کے لیے الہام کی کیا ضرورت ہی اسیواسطے محققین عیسائی اس بات کے قائل ہین کہ بیبل مین تواریخی امور اور علمی باتین الہام سے نہین لکھی گئین ؛

(۶) اوّل سلاطین (۷) دوم سلاطین - ان دونون کتابون مین حضرت سلیمان اور اخزیا وغیرہما بادشاہون کے حالات ہین - مفتاح الکتاب کے صفحہ ۳۰ مین ان دونون کتابون کی نسبت لکھا ہی ،، اکثر لوگ سمجھتے ہین کہ داؤد سلیمان حزقیا بادشاہون نے اپنے اپنے عہد کا بیان آپ لکھا ،، اور پادری ٹھاکرداس صاحب اظہار عیسوی مطبوعہ ۱۸۹۳ع کے صفحہ ۱ مین لکھتے ہین ،، ان کتابون کا احوال لکھنے والے ناتن جد شعیاہ یرمیاہ وغیرہ ہین جو سلطنت یہودا و اسرائیل مین ہوے ،، پھر صفحہ ۱۹ مین لکھتے ہین ،، یہودی کہتے ہین کہ یرمیاہ نے لکھین بعض شعیا کو منسوب کرتے ہین لیکن راے مروجہ عزرا کو مصنف قرار دیتی ہی ،، ان بیان سے ناظرین بخوبی دریافت کرسکینگے کہ ان کتابون کا مصنف یقینی طور پر دریافت نہین ہوتا ہر ایک اپنے گمان سے کہتا ہی اگر مصنف کی تعیین ہوتی تو باہم اختلاف نہوتا اور جب مصنف کی تعیین نہوئی تو طالب تحقیق خود کہہ سکتے ہین کہ کس قدر اوس کتاب کے الہامی ہونے مین شک ہوگیا پھر ٹھاکرداس صاحب لکھتے ہین ،، کتب سلاطین و تواریخ سے معلوم ہوتا ہی کہ نبی اپنے زمانے کے بادشاہون کا حال لکھا کرتے تھے

Marfat.com

۲ تواریخ ۹ = ۲۹ و ۱۲ = ۱۵ و ۲۰ = ۴ ۳۴ ء الخ اِن حوالون سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ سلاطین دو
مین بعینہ وہی حال ہی جو اون نبیون نے قلمبند کیا تھا دیکھیے ٹھاکرداس صاحب جو ۲ تواریخ باب
درس ۱۵ کا حوالہ دیتے ہین وہ یہ ہی " اور رحبعام کا احوال اول و آخر جو ہی سو سمعیاہ نبی کی کتاب
اور عیدو غیب بین کی کتاب مین نسب نامون کی بابت لکھا ہی " ٹھاکرداس صاحب فرماتے
کہ سمعیاہ نبی کی کتاب کہان ہی جب اسکا پتہ نہین تو یہ کیونکر یقین ہو کہ جادوناتن نے جو کچھ لکھا
وہ موجود ہے ہو سکتا ہی کہ جس طرح سمعیاہ کی کتاب موجود نہین ہی جادوناتن کی بھی موجود نہ
اور کتاب سلاطین وغیرہ اور مورخون نے لکھی ہو اور پادری صاحب یہ بھی لکھتے ہین کہ " ان
حوالون سے معلوم ہوتا ہی کہ ان کتابون کے مصنف دو قسم کے ہین - ایک وہ جنھون نے اول
واردا توں کو شاہی دفاتر مین قلمبند کیا - دوسرے وہ جنھون نے ان دفترون سے ضروری
حکایات نکال کر یہ کتب سلاطین تالیف کین " ؛

اس تحریر سے اس امر کا تصفیہ ہو گیا کہ کتب سلاطین مذکورہ الہامی نہین ہین بلکہ شاہی دفتر
سے انتخاب کی ہوئی حکایتین ہین - اب ہمین زیادہ بحث کی حاجت نہین ہمارا مقصود اتنا
ہی کہ یہ الہامی کتاب نہین ہی قرآن مجید اِن کتابون کی تصدیق نہین کرتا ؛

(۸) اوّل تواریخ - اسمین پہلے تو بنی اسرائیل کے فرقون کا نسب نامہ مذکور ہی پھر مجمل کچھ حال
ساؤل کا ہے اسکے بعد حضرت داؤد کا ذکر ہے ؛

(۹) دوم تواریخ - اسمین حضرت سلیمان کی بادشاہت سے لیکر بخت نصر کی بادشاہت تک
واقعات مجمل طور پر بیان ہوے ہین - اِن دونون کتابون کی نسبت پادری ٹھاکرداس
اظہار عیسوی کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ مین لکھتے ہین وہ عبرانیون کا گمان ہی کہ عزرا اسکا مصنف تھا جس
بعد حجی اور ذکریا بابل کی اسیری کے بعد لکھا - اگرچہ بعض باتین اِن کتابون مین ایسی ہین
عزرا کا مصنف ہونا محال معلوم ہوتا ہی جیسے مصنف زروبابل کا نسب نامہ بارہوین پشت تک
حالانکہ اوس وقت تک زندہ نہ تھا پھر یہ نسب نامہ کیونکر لکھ سکتا تھا - مگر خیال رکھنا چاہیے

یہ نسب نامہ اوسکے مصنف ہونیکا مانع نہین ہوسکتا کیونکہ عبادتخانہ کے ممبر یہ نسب نامہ درج کرسکتے تھے پس
ٹھاکر صاحب کی تقریر سے کئی باتین ثابت ہوئین اوّل یہ کہ دونون کتابین الہامی نہین ہین کیونکہ
بموجب اونکی تحریر کے عزرا نے حجی اور ذکریا کی مدد سے لکھا ہی اور یہی راے جمہور اہل کتاب کی ہی
اور ظاہر ہی کہ الہام کے لیے کسیکی مدد کی ضرورت نہین ہوتی اور یہی بات پادری صاحب کے اوس
قول سے ثابت ہوتی ہی جو اونھون نے صفحہ ۱۸۵ مین لکھا ہی وہ یہ ہی " واضح ہو کہ یہ غیب ہین نبی
اپنے زمانیکا احوال علیحدہ لکھتے رہے اور غالبًا عزرا نے اونکی کتاب سے تواریخ کی کتاب لکھی ہی
پس جب عزرا نے تواریخ کو اونکی کتاب سے انتخاب کیا تو ثابت ہوگیا کہ الہام سے نہین لکھا
دوسرے یہ کہ اس کتاب مین بھی بالیقین الحاق ہوا ہی اور الحاق کرنے والے کا پتہ نہین ہی
تیسرے یہ کہ عبادت خانہ کے ممبر بھی کتب سماوی مین دخل در معقولات کیا کرتے تھے اور جب موقع
اپنی طرف سے کچھ ملا دیا کرتے تھے یہ بات بہت صحیح ہی بیشک اوس وقت کے لوگون کا یہ دستور
معلوم ہوتا ہی اسی وجہ سے تمام بیبل قابل اطمینان نہین رہی اوسکے مضامین الہامیہ بھی بوجہ تمیز کے
باعث سے مشکوک ہوگئے اور کسی دوسری کتاب کی حاجت پڑی جو ہمین مضامین الہامیہ کو علیحدہ
کرکے بتادے اور وہ کتاب قرآن مجید ہی ؛

(۱۰) کتاب عزرا - اس کتاب مین یہ قصہ مذکور ہی کہ بادشاہ ایران کے حکم سے بنی اسرائیل بابل کی
قید سے چھوٹ کر اپنے ملک مین آئے اور بڑے کامون سے توجہ کی اور بیت المقدس دوبارہ بنایا گیا
اسکی نسبت ٹھاکر داس صاحب اظہار عیسوی کے صفحہ ۲۰ مین لکھتے ہین " یہودی اور اکثر مسیحی علما اسے
عزرا کی تصنیف بتاتے ہین لیکن باب ۵ آیت ۴ سے معلوم ہوتا ہی کہ مصنف پہلے ۶ باب کا -
دارا گشتاسب کے عہد مین یروشلم مین تھا اور عزرا ساٹھ برس کی عمر تک یروشلم مین نہ گیا تھا
اسلیے بعض یہ گمان لیجاتے ہین کہ پہلے ۶ باب کسی سابق مصنف کی تصنیف ہین الخ " -
اور اس کتاب کا ۲ باب اس بات کی کامل شہادت دیتا ہی کہ یہ کتاب عزرا کی نہین اور اگر بہت
کمی کیجاے تو اس کہنے مین کسی طرح کا شک نہین کہ یہ باب الحاقی ہی اس باب کا درس ۶ اصطلاح

"یہی عزرا بابل سے اوٹھ چلا اور وہ فقیہ تھا جو موسی کی شریعت مین جسے خداوند اسرائیل کے خدا نے
دیا تھا ماہر تھا اور اسلیے کہ خداوند اوسکے خدا کا ہاتھ اوسپر تھا بادشاہ نے اوسکی درخواست کے
مطابق اوسکی ساری مراد پوری کی تھی" اور ورس ۱۱ مین ہی "اوس پروانے کی نقل جو ارتخششتا
بادشاہ نے عزرا کو جو کاہن اور فقیہ تھا بلکہ خداوند کے حکمون کی باتون اور اسرائیل پر کے فرضون
مفسر تھا عنایت کیا" یہ ورس کھلی کھلی گواہی اس بات کی دے رہے ہین کہ یہ باب الحاقی ہی
غرضکہ جس کتاب کو دیکھیے اوسی مین خلط ملط اور اختلاف ہی ٭

(۱۱) کتاب نحمیا - اسمین نحمیا کا یروشلم مین آنا اور اوسکی شہر پناہ بنانا اور اپنی قوم کو فہمایش کرنا
وغیرہ مرقوم ہی - اسکی نسبت اظہار عیسوی کے صفحہ ۲۱ مین لکھا ہی کہ "اوسکو اتھانے سیس
اپی فانیز - کریساستم وغیرہ عزرا کی تصنیف سمجھتے ہین - لیکن چونکہ صیغہ متکلم مین لکھی ہی جو سابق
مورخون کا دستور تھا اسمین کچھ شک نہین کہ نحمیا کتاب ہذا کا مصنف ہی اور باب ۱۲ آیت پہلی
سے ۲۶ تک کسی دوسرے کی تصنیف ہی جو بعد زمانہ نحمیا کے ہوا ہی"

اس تحریر سے دو امر بخوبی ظاہر ہین ایک تو اختلاف کتب مقدسہ کے مصنفون مین دوسرے الحاق
یعنی وہ کتابین جنھین عیسائی کتاب الہامی قرار دیتے ہین وہ کتاب خالص نہین رہی بلکہ اونکے
اقرار کے موافق ایسے لوگون نے بھی اپنا کلام اوسمین داخل کر دیا جنکا نام تک معلوم نہین -
اب اہل انصاف ملاحظہ کرین کہ جب ایک تحریر مین بعض جگہ غیر کا تصرف بالیقین ثابت ہو گیا
تو باقی تحریر پر کیونکر اطمینان ہو سکتا ہی یہ شبہہ کیونکر اوٹھ سکتا ہی کہ اور جگہ بھی اسی طرح الحاقات بعد
ہوے مگر یہ ضرور نہین کہ ہر جگہ الحاق ایسا ہی ہو کہ اوسکے مضمون سے ہم دریافت کرین کہ یہ ملایا گیا
ہی بلکہ ہو سکتا ہی کہ کسی نے تفصیل وغیرہ کے لیے لفظ یا جملہ زیادہ کیا اور ہمکو معلوم نہوا اسوجہ سے تمام
کتاب مشتبہ ہی اور یہ جو کہا کہ صاحب ضمیر متکلم کیوجہ سے بلاشک نحمیا کی تصنیف بتاتے ہین محض
تعصب ہی - مقام انصاف ہی کہ جس مقام سے کسی غیر کی تصنیف ثابت ہوتی ہی وہان تو صرف اوتنا ہی
ٹکڑا غیر کیطرف منسوب کیا جاسے جسقدر اوس [illegible] کا نہین ہو سکتا اور جس جگہ سے اوسکی

٭ [illegible] سے نکالا گیا ۱۲

59855

Marfat.com

منیف ثابت ہو وہان اوتنے ہی ٹکڑے کو اوسکی تصنیف کہین جسقدر غیر کیطرف منسوب نہین ہو سکتا
م کتاب کو کہدین انصاف تو یہی کہ وہان بھی اوتنے ہی ٹکڑے کو اوسکی طرف منسوب کرین جسقدر غیر کیطرف نہین ہو سکتا

(۱۲) کتاب استیر- اس کتاب مین ایک بت پرست بادشاہ فارس کا ذکر ہی احکام الٰہی کا کیا ذکر اول سے
تک کسی مقام پر خدا کا نام بھی نہین ہی اس کتاب مین متقدمین علمای مسیحیہ کو کلام ہا مگر بعد کو سب کے
دیک الہامی کتاب مین داخل کی گئی البتہ اس قدر اختلاف اب بھی باقی ہی کہ رومن کاتھلک تو
ی کتاب یعنی ۱۶ باب جو پہلے سے تھے سبکو مانتے ہین اور پروٹسٹنٹ صرف دس باب کو اور دسوین
ہ مین سے بھی تین ورس چھوڑ دیتے ہین یعنی اونکے نزدیک چھ باب اور تین ورس اس کتاب
ن الحاقی ہین مگر افسوس ہی کہ بہت بڑا گروہ عیسائیون کا اون الحاقی بابون کو کلام الٰہی مان رہا ہے
سیکڑون برس تک تو کل عیسائی اونکو الہامی مانا کیے دس بارہ صدی کے بعد اوسکا الحاق ایک
ہ کے نزدیک ثابت ہوا پادری عماد الدین نے ہدایت المسلمین مین اس کتاب کا کتب اختلافیہ مین
نے سے انکار کیا ہی مگر مینے مرآۃ الیقین مین ڈاکٹر انگس کے منہ پک سے اسکو ثابت کر دیا ہی-

ڑی ٹھاکر داس صاحب جو آجکل بڑے محققون مین شمار کیے جاتے ہین اس کتاب کی نسبت بدگمان
ہوتے ہین کیونکہ اظہار عیسوی کے مقدمہ کی فصل ۲ مین کتاب استیر اور کتاب باروخ وغیرہا
م لکھکر صفحہ ۲۴ مین لکھتے ہین ۔۔ ان کتابون کو کلیسیا نے کبھی الہامی اور قانونی تسلیم نہین کیا
انکا کتب مقدسہ مین شامل ہونا دلائل ذیل کا باعث ہی ۔۔ اگرچہ دلائل ذیل مین کتاب استیر کا
ین ذکر نہین مگر عبارت منقولہ سے ظاہر ہے کہ مثل کتاب باروخ وغیرہ کے کتاب استیر بھی کتب
امیہ سے خارج ہی پھر صفحہ ۲۴ مین ان کتابون کے خارج ہونے کی اکیس دلیل لکھتے ہین اور سے
ہی ثابت ہوتا ہی اونکی عبارت یہ ہی ۔۔ دلیل پنجم ان کتابون نے پہلے چار صدیون مین کتب
نونی اور الہامیہ مین دخل نہ پایا چنانچہ میلیٹو بشپ سارڈس نے دوسری صدی مین ایک دفتر
ب الہامیہ کا بنایا اوسمین ان کتابون مین سے کسیکا نام تک نہین ہی مخفی نرہے کہ میلیٹو نے بڑی
شش اور محنت سے کتب قانونیہ کا شمار دریافت کیا ۔۔ اس مقام پر بالتخصیص میلیٹو کے حوالہ سے

Marfat.com

بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ کتاب استیر کو کتب الہامیہ سے خارج کرتے ہین کیونکہ میلیٹو نے کتب الہامیہ کی
فہرست مین اسے داخل نہین کیا ہی چنانچہ ڈاکٹر ہکس اپنی کتاب ہنڈبک اور یوسی بیس اپنی تاریخ مین
اسکی تصریح کرتا ہی- غرضکہ پادری صاحب کی راے ہی کہ یہ کتاب جو اس وقت باتفاق مسیحیہ الہامی
کتاب مین داخل ہے قابل خارج کرنے کے ہی اور یہ مجموعہ عہد عتیق کا ایک غیر الہامی کتاب پر مشتمل ہی
مگر چونکہ یہ بات تمام عیسائیون کے خلاف ہی اسلیے صاف صاف نہین کہتے ہین اب عماد الدین صاحب
کا فرض تھا کہ وہ اس صاحب سے اسکی کیفیت دریافت کرکے اونکی دلیل کا جواب دیتے ؛

(۱۴) کتاب ایوبؑ اسمین حضرت ایوب کا قصہ بشرح وبسط مذکور ہی اس کتاب کا عجیب حال ہی اول
تو بعض معتبر اور مشہور علماے یہود ونصاری کا یہ قول ہی کہ یہ کتاب محض ایک افسانہ اور جھوٹی کہانی
ہی مثلاً ربی ممانی ڈیز جو بہت بڑا عالم مشہور یہود کا ہی اور لیکلارک اور میکایلس اور سٹملر اور شب اسٹر ک
وغیرہم مشہور علما اس کتاب کو جھوٹی کہانی کہتے ہین اسکے جواب مین جو اظہار عیسوی مین کچھہ بیبل
کے بعض رسائل سے حوالے دیے ہین وہ محض ناکافی ہین کیا ان مشہور علما نے جنکا نام ابھی لیا گیا
یہ مقامات بیبل کے نہین دیکھے تھے کیا یہ ممتاز علما بیبل پر ایمان نہین رکھتے تھے مگر یہ مقامات ہی
اس کتاب کے وجود کی قطعی دلیل نہین ہین اس وجہ سے وہ اسکے وجود کے قائل نہین ہین
پادری صاحب جنھین جعلی کتابین قرار دیتے ہین اونکے حوالے بھی ان کتابون مین ملتے ہین تو
جس طرح وہ کتابین ایسے حوالون سے الہامی نہین ہوسکتین اسیطرح ایوب کی کتاب کو سمجھنا چاہیے
دوسرے یہ کہ جو اس کتاب کی صحت کے قائل ہین وہ اوسکے مصنف مین بڑا اختلاف کرتے ہین
چنانچہ اظہار عیسوی کے صفحہ ۲۶ مین ہی کہ " ہارن صاحب لکھتے ہین کہ مصنف اس کتاب مین
اختلاف ہی چنانچہ لوتھر گرو شش ڈوڈرلین اسے سلیمان کی تصنیف بتاتے ہین اور گریگری ا
سیانم اور ہارڈوین کی بھی یہی راے ہی اور ڈاکٹر آدم کلارک صاحب کہتے ہین کہ اسکا مصنف
نہ سلیمان ہی نہ موسی بلکہ کوئی اور آدمی ہی جو مذہب یہودی سے خوب واقف تھا- پھر لوئی
موسی کو مصنف قرار دیتے ہین اور کینی کاٹ اور بعض یہودی ربی بھی یہی کہتے ہین ---

Marfat.com

تیسری مفسر کہتا ہی کہ الیہو کی تصنیف ہی آرچ بشپ ماجی کے نزدیک خود ایوب یا کوئی اوسکا ہم عہد مصنف ہی" اس اختلاف سے یہ امر تو بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ اس کتاب کی کوئی سند نہین ہی ہر شخص اپنی رائے سے ایک مصنف قرار دیتا ہی پھر بعض تو الہامی شخص کو مصنف کہتے ہین بعض غیر الہامی کو۔ افسوس ہی کہ باانیہمہ اوسکو الہامی کتاب مین شامل کر رکھا ہی اور ایسی مشکوک اور بے سند کتاب پر ایمان رکھتے ہین واے بر نافہمی ایشان ــــ

(۴) زبور۔ یہ امر تو مشہور ہی کہ یہ حضرت داؤد کی کتاب ہی اور قرآن مجید اور انجیل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہی (دیکھو انجیل متی باب ۲۲ ورس ۴۳) مگر جب اوس کتاب کو دیکھا جاتا ہے جسے یہود و نصاری نے زبور قرار دے رکھا ہی تو عجب خلط ملط معلوم ہوتا ہی اور کچھہ پتہ نہین لگتا کہ کس کس صاحب نے اسمین تصرف کیا ہی اور کس کس وقت مین اسکے اجزا تصنیف ہوے ہین۔ موافق دستور کے اہل کتاب نے اپنے قیاس دوڑائے ہین کیونکہ کوئی قطعی دلیل نہین ہی ورنہ سب اوسکے تابع ہوتے۔ ۵۱ زبورون کے مصنف تو معلوم نہین ہوتے اور باقی کو کسی کسی کیطرف منسوب کیا ہی انجام کار ہارن صاحب نے یہ لکھا ہی کہ مختار علمای متاخرین یہود اور تمام مفسرین عیسائیون کا یہ ہی کہ یہ کتاب تصنیف ان شخصون کی ہی موسی داؤد سلیمان اساف ہمان اتھان جدوتھن اور تین بیٹے قورح کے۔ پادری ٹھاکرداس صاحب اظہار عیسوی کے صفحہ ۲۸ و ۲۹ مین لکھتے ہین " عبرانی مین ۳، زبورون پر داؤد کا نام لگا ہی اور سپٹواجنٹ ورشن مین ماسوا انکے گیارہ اور اُسکے نام پر ہین لیکن ان گیارہ مین سے بعض داؤد کی تصنیف نہین ہوسکتے خاص کر زبور ۱۰۲ کیونکہ اوسکے مضمون سے معلوم ہوتا ہی کہ کسی خدا پرست یہودی نے بابل کی اسیری کے بعد لکھا اور ۱۳۸ زبور بھی جو ورشن مذکور مین داؤد کے نام پر ہی اوسکی تصنیف نہین ہوسکتا اسلیے کہ اوسمین ہیکل کیطرف اشارہ ہی جو داؤد کے وفات کے بعد سلیمان نے تعمیر کی"۔

پادری صاحب کی تقریر سے تین باتین ثابت ہوتی ہین ایک یہ کہ یہود نے ترجمہ سپٹواجنٹ مین ایسی صریح غلطی کی جسکا دریافت ہوجانا کچھہ بھی دشوار نہ تھا حالانکہ یہ ترجمہ ایسے اہتمام سے کیا گیا

Marfat.com

اوراس قدر معتبر رہا کہ اکثر اسے الہامی اعتقاد کرتے تھے - دوسرے یہ کہ اس کتاب مین غیر الہامی
لوگون کا کلام بھی مخلوط ہی کیونکہ ۱۰۲ زبور کو کسی خدا پرست یہود کی تالیف بتاتے ہین کسی نبی کا نہین
کہتے اور ظاہر ہی کہ خدا پرست ہونا اور بات ہی اور نبی ہونا اور بات ہی تیسرے یہ کہ بعض غیر معلوم شخصون
کا کلام بھی اسمین ہی - الغرض یہ بات ثابت ہوئی کہ غیر الہامی شخصون کو بھی کتب الہامیہ اہل کتاب
مین مجاز تھا اور ایسے لوگون نے اپنا کلام اسمین داخل کر دیا - پھر صفحہ ۲۹ مین لکھتے ہین کہ -
"آساف کے نام بارہ زبور ہین یعنی پچاسوان اور زبور ۷۳ - ۸۳ - قورح کے بیٹون کے نام پر
یہ ہین ۴۲ - ۴۴ - ۴۹ - ۸۴ - ۸۵ و ۸۷ و ۸۸ - پھر زبور ۳۹ اور ۶۲ اور ۷۷ کے مصنف نامعلوم
ہین سرنامی حدوتھن کے نام ہین زبور ۸۸ ہیمان کو منسوب کرتے ہین اور زبور ۸۹ ایتھان کو
کئی ایک گیت سلیمان کے عہد مین لکھے گئے زبور ۷۲ اور ۱۲۷ اوسکے نام ہین عبرانی مین تیس زبور
مخفی الاسم ہین" نہایت حیرت کی بات ہی کہ پادری صاحب اسکے بعد ہی لکھتے ہین کہ "اس بیان
سے بڑا اختلاف اونکے مصنفون مین حل ہوا اور معلوم ہوا کہ کون کون مصنف مزامیر کے تھے"
اہل انصاف خود اس بات کو ملاحظہ کر سکتے ہین کہ پادری صاحب نے اختلاف کا کیا حل کیا ہے
بعض زبورون کی نسبت تو خود لکھا ہی کہ مصنف نامعلوم ہین اور جنکو نامزد کیا ہے او پر کیا دلیل
اونھون نے پیش کی اور یون اٹکل سے نام لینے کو اورون نے بھی نام لیے ہین اس نام لینے سے
کیا اختلاف حل ہوسکتا ہی ناظرین خود اسمین انصاف کر سکتے ہین مجھے اس مقام پر اس اختلاف کے
حل اور عدم حل سے بحث نہین ہی بلکہ یہ امر بیان کرنا چاہتا ہون کہ اس کتاب کی حالت سے اس بات کا
یقین ہوتا ہے کہ اس مجموعۂ عہد عتیق مین نہایت خلط ملط ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ اس خلط کا اوسوقت
رواج تھا کوئی معیوب امر نہین شمار کیا جاتا تھا اسمین یہ بات نہین کی گئی کہ ایک کلام کو دوسرے کا
ضمیمہ قرار دیا ہو یعنی مثلاً داؤد کی زبورین اول ہوتین اوسکے بعد سلیمان ع کی اونکے بعد دوسرے کی تاکہ فی الجملہ
علٰحدگی بھی رہتی بلکہ ایسا خلط ہی کہ بالکل کھچڑی کر دیا ہی اور پھر یہ بھی نہین کہ وہ خلط کرنے والے
نبی ہون بلکہ سواے نبی کے اور شخصون نے بھی خلط کیا چنانچہ پادری صاحب کے اقرار سے ظاہر ہی

Marfat.com

اور زبور ۷۲ کا ورس ۲۰ اس طرح ہی "داؤد بن یسی کی دعاءین تمام ہوئین" دیکھیے درمیان مین کسی نے یہ جملہ داخل کر دیا پھر اب اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہی کہ شروع کتاب سے یہان تک کل زبور حضرت داؤد کی ہین مگر واقع مین ایسا نہین ہی بلکہ خود پادری صاحب کہہ چکے ہین کہ زبور ۴۲ و ۴۷ قورح کے بیٹون کے نام ہین اور لطف یہ ہی کہ جس زبور کے آخر مین یہ جملہ ہی کہ داؤد بن یسی کی دعائین تمام ہوئین وہ بھی حضرت داؤد کا نہین ہی سلیمان کا ہی - اب مین ایک نقشہ لکھتا ہون جس سے مفصل حال معلوم ہوجائیگا کہ کون زبور کسکی طرف منسوب ہی اور کسکا مصنف گمنام ہے -

نقشہ مصنفین زبور مع تفصیل زبورات

نمبر	نام مصنف	تعداد زبور	تفصیل زبورات	کیفیت
۱	داؤد	۷۲	۳ سے ۹ - ۱۱ سے ۳۲ - ۳۴ سے ۴۱ - ۵۱ سے ۶۵ - ۶۸ سے ۷۰ و ۸۶ و ۱۰۱ و ۱۰۳ و ۱۰۸ سے ۱۱۰ و ۱۲۲ و ۱۲۴ و ۱۳۱ سے ۱۳۳ و ۱۳۸ سے ۱۴۵ -	انمین سے ۳۹ و ۶۲ زبور کی نسبت ٹھاکر داس صاحب لکھتے ہین کہ مصنف نامعلوم ہین سرنامی حدوتھن کے نام ہین یعنی گرچہ اوسکی تصنیف نہین ہین مگر انکے نام لگا دیے گئے ہین اور ۱۳۸ کی نسبت لکھتے ہین کہ داؤد کا نہین ہو سکتا صفحہ ۲۹ اظہار عیسوی
۲	سلیمان	۲	۷۲ و ۱۲۷	
۳	آسف	۱۲	۵۰ و ۷۳ سے ۸۳	انمین سے ۷۷ کو ٹھاکر داس صاحب گمنام مین داخل کرتے ہین اور سرنامہ حدوتھن کے نام بتاتے ہین - دیکھو صفحہ ۲۹ - اظہار عیسوی -

Marfat.com

(۱۷) غزل الغزلات اور اسکو نشید الانشاد بھی کہتے ہین اسمین صرف عاشقانہ مضامین ہین جو
حضرت سلیمان نے فرعون کی بیٹی سے نکاح کیا ہے جو حضرت سلیمان کی بہت محبوبہ تھی اوسی وقت
یہ عاشقانہ مضامین لکھے گئے ہین یہ گفتگو اوس تقدیر پر ہے کہ حضرت سلیمان کو اسکا مصنف قرار
مگر سیمن اور لیکلارک کو اسکی سچائی پر کلام تھا - اور وہسٹن کہتا ہے کہ یہ تو ایک وباشانہ راگ ہے
اسکو کتاب الہامی سے نکالنا چاہیے - اور سملر کہتا ہے کہ ظاہرا یہ جعلی کتاب ہے - غرضکہ یہ کتاب بھی
بالاتفاق الہامی کتاب نہین ہے لیسے سخت اختلافات اس امر کی کافی دلیل ہین کہ اہل کتاب
کے پاس ان کتابون کی کوئی قطعی سند نہین ہے صرف ہر ایک شخص اپنے قیاس سے کچھ کہتا ہے ؛

(۱۸) یشعیاہ - اسکو یشعیاہ نبی کی تصنیف کہتے ہین اس کتاب کے باب ۳۸ کے دیکھنے سے اور
خصوصاً ۲ سلاطین باب ۲۰ سے مقابلہ کرنے سے بہت بڑا شک ہوتا ہے کہ یشعیاہ کی تصنیف ہے بلکہ
انصاف اسکا مقتضی ہوتا ہے کہ سلاطین باب ۲۰ اور یسعیاہ کا باب ۳۸ ایک شخص کا تصنیف ہے
کارن کاتلک صفحہ ۱۶۱ اپنے تیسرے رسالہ مباحثہ مین جو ۱۸۵۲ء آگرہ مین چھپا ہے اور وہ مباحثہ پادری
وارن صاحب سے ہوا تھا لکھتا ہے "کہ مشہور اسٹاہلن جرمنی نے کہا ہے کہ کتاب اشعیا مین باب چالیس
سے چھیاسٹھوین باب تک ممکن نہین کہ تصنیف اشعیا کی ہو" اس تقدیر پر ستائیس باب
یشعیاہ کے الحاقی ہوے اور الحاق کرنے والے کا پتہ نہین پادری ٹھاکرداس صاحب اظہار عیسوی
کے صفحہ ۱۹۷ مین لکھتے ہین "کہ بہتیرے ہین جنھون نے اسٹاہلن کے قول کی تردید کی ہے جنمین سے
پروفیسر جاہان کے جوابات ہارن صاحب نے انٹروڈکشن کی چوتھی جلد مین درج کیے ہین اور
ثابت کیا ہے کہ یہ ساری کتاب یشعیاہ کی تصنیف ہے"
مین کہتا ہون کہ ان لوگون نے رد کیا ہے مگر اوس سے ثبوت قطعی اسکا نہین ہوتا کہ یہ اشعیا
کی تصنیف ہے جب پادری صاحب اسکا ثبوت نقل کرینگے تو ہم دکھا دینگے کہ اسکا نام ثبوت
نہین ہے محض وہم ہے ؛
علاوہ اسکے اس اختلاف سے اتنی بات تو بلاشک ثابت ہوتی ہے کہ ان کتابون کی سند قطعی اہل کتاب

Marfat.com

کے پاس نہین ہی صرف غیر یقینی قرینون پہ مدار ہے اگر کوئی قطعی سند ہوتی تو بھلا کیسے ممکن تھا کہ جو شخص بیبل کو کلام خدا جانتا ہی اور اوسپر ایمان لایا ہی وہ اوسکے کسی جزپر شبہہ کرے اختلاف کا باعث یہی ہی کہ سند کا مدار اٹکل اور قرینون پہ ہی اور اوسکا مرجع صرف عقل پہ ہی اور عقول مختلف ہین کسیکی عقل نے ایک امر کو قرینہ ایک امر کا قرار دیا دوسرے کی عقل نے رد کیا ایسے قرینون سے کوئی قطعی بات ثابت نہین ہوتی

(۱۹) کتاب یرمیا - اس کتاب مین بھی بالنوان باقطعاً الحاقی ہی ہارن صاحب اپنی تفسیر کی جلد ۴ صفحہ ۱۹۵ مطبوعہ ۱۸۲۲ء مین لکھتے ہین کہ "یہ باب یرمیا کے بعد جب یہود کو بابل کی قید سے رہائی ملی جسکا تھوڑا سا بیان اوس باب مین پایا جاتا ہی ملایا گیا ہے" اور جامعین ہنری و اسکاٹ کہتے ہین کہ یہ باب عزرا یا کسی دوسرے شخص نے لاحق کیا ہے - پادری ٹھاکر داس صاحب اظہار عیسوی کے صفحہ ۱۹۶ و ۱۹۷ مین لکھتے ہین کہ "یہ باب عزرا نے کتاب سلاطین باب ۲۴ اور نبیونکے دفاتر سے لیکر لکھا اور بطور ضمیمہ کے آخر کتاب یرمیاہ کے لگا یا گیا لیکن یہ باب یرمیا کی ساری کتاب پر اثر نہین کرتا" اس بیان سے یہ تو ثابت ہوتا ہی کہ عزرا نے الہام سے نہین لکھا بلکہ نبیون کے دفتر سے نقل کیا ہی اور ان دفاتر کا الہامی ہونا ثابت نہین بلکہ دفتر کے الہامی ہونیکی کوئی وجہ نہین ہی اور یہ عقیدہ عیسائین کے نزدیک صحیح اور مسلم ہی کہ نبی کی سب تحریرین الہامی نہین ہوتین اس سے ظاہر ہی کہ یہ ضمیمہ غیر الہامی ہی اور الہامی تحریر کے ساتھ غیر الہامی کا خلط ہی - علاوہ اسکے پادری صاحب کے پاس اسپر کوئی دلیل نہین ہی کہ یہ ضمیمہ خواہ مخواہ عزرا کا ملایا ہوا ہے مفسرین کے بیان مین صاف تردد ہے - اور یہ کہنا کہ یہ باب یرمیا کی ساری کتاب پر اثر نہین کرتا عجب حیرت انگیز بات ہی جب الحاق کا ثبوت ہر کتاب مین ہوتا چلا آتا ہی کہین درمیان مین کہین اخیر مین (جس سے الحاق کی عام عادت معلوم ہوتی ہی) پھر کیونکر اس امر کا یقین ہو سکتا ہی کہ کتاب یرمیا مین سوا اس باب کے اور کہین الحاق نہین ہی تمام عقلا کے نزدیک یہ امر مسلم ہی کہ جب نوشتہ مین ایک جگہ غیر کا تصرف ثابت ہو جاے تو کل نوشتہ مشکوک ہو جاتا ہی اگر اخیر کے جملہ مین تصرف ثابت ہو جاے تو کوئی یہ نہین کہتا کہ یہ جملہ ساری تحریر پر اثر نہین کرتا دیکھو تمام عقلاے فرنگ دنیاوی معاملات مین اسکو برتتے ہین پھر کیا دینی معاملہ دنیاوی معاملہ سے بھی بدتر ہے کہ

اوسمین اس قدر احتیاط بھی برتی نہین جاتی جس قدر دنیا کے معاملون مین ۞

(۲۰) نوحہ یرمیا - اس کتاب مین یروشلم کے غارت ہونے پر رنج وغم کا اظہار ہے ۞

(۲۱) کتاب حزقیل (۲۲) کتاب دانیئل - یہ کتاب دانیال کی تصنیف بتاتے ہین مگر حضرت مسیح کے ہم عہد اور متاخر یہودی دانیال کو نبی نہین کہتے تھے (۲۳) کتاب ہوسیع - (۲۴) کتاب یوئیل اسمین بنی اسرائیل کو کچھ وعظ و پند ہی (۲۵) کتاب عموس (۲۶) کتاب عبدیاہ - (۲۷) کتاب یوناہ (۲۸) میکاہ (۲۹) نحوم (۳۰) کتاب حبقوق (۳۱) کتاب صفنیاہ (۳۲) حجی (۳۳) ذکریاہ - (۳۴) ملاخیا - ۲۰ نمبر سے لیکر آخر تک جو نام لکھے گئے یہ چھوٹے رسالے ہین ان مین سے کسی مین کچھ وعظ و پند ہی کسی مین زجر و توبیخ ہی کسی مین بنی اسرائیل کو قید سے رہائی پانے کی بشارت ہی کسی مین بیت المقدس کی تیاری کا ذکر ہے ۞

ان چونتیس ۳۴ کتابون مین سے صرف زبور کا ذکر قرآن شریف مین آیا ہی اور اوسمین بھی اونھین زبور کا جو حضرت داؤد کو دی گئین نہ یہ زبور جو اہل کتاب کے پاس ہی یہ تو کشکول ہی جسمین کئی شخصون کی نظم ہی چنانچہ اوپر ذکر کیا گیا جب قرآن شریف مین ان کتابون کا ذکر ہی نہین ہی پھر ان کتابون کی تصدیق پادری صاحب کیونکر ثابت کرسکتے ہین پھر انکی مخالفت سے پادری صاحب نے ہمکو کیون الزام دیے ہین خصوصًا اون کتابون سے جنمین تواریخی امور بیان ہوے ہین کہ اون مین علاوہ عدم تصدیق قرآن کے خود محققین عیسائی بھی اونھین الہامی نہین کہتے یہ ہم مانتے ہین کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسےٰؑ اور حضرت داؤدؑ کے سوا اور انبیا پر بھی کلام الٰہی اوترا جیسا کہ قرآن مجید ہمکو ہدایت کرتا ہی مگر مخصوص ان چونتیس ۳۴ کتابون کا ذکر نہین کرتا جیسا کہ توریت و انجیل و زبور کا کرتا ہے بلکہ جن انبیا کی طرف یہ کتابین منسوب ہین اونمین سے بہتون کا تو نام ہی نہین ہی اور اگر کسیکا ہی تو یہ ذکر نہین ہوا کہ اس نبی کو کوئی کتاب یا صحیفہ دیا گیا ہی پھر ان ۳۴ کتابون سے ہمکو الزام دینا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ظاہر ہی کہ قرآن مجید مین تین کتابون کے نام کی تصریح ہی توریت و زبور و انجیل - توریت کی نسبت تو ہم بیان کر چکے ہین کہ وہ حضرت موسی کی کتاب کا نام ہی اور یہ امر خود انھین کتابون سے ثابت ہے

Marfat.com

چنانچہ تواریخ دوم کے باب ۳۴ ورس ۱۴ مین ہی " خلقیاہ کاہن نے خداوند کے
توریت کی کتاب جو موسی کے ہاتھ سے ہوئی پائی " اسی طرح ۲ سلاطین باب ۲۲ ورس
۸ اور ۲ تواریخ باب ۱۷ ورس ۹ آور یوحنا باب ۱ ورس ۴۵ وغیرہ سے ثابت ہی کہ توریت صرف حضرت
موسی کی کتاب کا نام ہے پس جب طرح انجیل اور دوسری کتابون مین توریت سے حضرت موسی کی
کتاب مراد لی گئی ہی اسیطرح قرآن شریف مین لینا چاہیے دوسرے معنی بغیر کسی کافی دلیل کے نہین لیے سکتے
آور اگر یہ کہا جاوے کہ انجیل وغیرہ مین گرچہ توریت خاص موسی کی کتاب کو کہا ہی مگر کسیوقت اہل کتاب
کے محاورہ مین عہد عتیق کی کل کتابون کو بھی توریت کہتے ہین پس جب یہ محاورہ اہل کتاب کا ہی
اور قرآن شریف مین انھین کے مقابلہ مین توریت کا لفظ بولا گیا ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ معنی بھی لیے سکتے ہین
اسکا جواب یہ ہی کہ اسکے ثبوت کے لیے اوّل تو یہ ثابت کرنا چاہیے کہ جس وقت قرآن شریف نازل ہوا
اوس وقت توریت کا لفظ اس معنی مین رائج تھا پھر اسکا ثبوت چاہیے کہ قرآن مجید مین کسی مقام پر
توریت کے یہلے معنی صحیح نہین ہو سکتے جب تک یہ دونون امر ثابت نہ کیے جائین اوس وقت تک
کیسے اون معنی کو لے سکتے ہین جو مشہور و معروف تھے اور اونکے کتب الہامیہ سے اونکا ثبوت ہے۔
علاوہ اسکے مجموعۂ عہد عتیق مین تو اہل کتاب مختلف ہین سامریون کے نزدیک تو صرف وہی پانچ
کتابین موسیٰ کی ہین اور چونتیس کتابون کو وہ الہامی مانتے ہی نہین - رومن کاتھلک اون ۳۴
کتابون کے سوا چند کتابین اور بھی شامل کرتے ہین (۱) کتاب باروق (۲) کتاب اٹوبیاس
(۳) کتاب جودیتھ (۴) کتاب وزڈم (۵) کتاب ایکلیزیاسٹکس (۶) کتاب اوّل مقابیس (۷)
کتاب دوم مقابیس (۸) کتاب استیر کا ایک حصہ (۹) کتاب دانیل کا ایک حصہ ان چھیالیس
کتابون کا مجموعہ کاتھلک کے نزدیک عہد عتیق ہی پراٹسٹنٹ کے نزدیک صرف ۳۹ کا مجموعہ پھر ان
۳۹ کے مجموعہ مین بھی بعض بعض کتاب مین اختلاف ہی پھر اسمین سے کس مجموعہ کی تصدیق یا درحقیقت
کراتے ہین کیا کوئی آیت قرآن شریف کی پادری صاحب کے پاس ہی جسمین سامری و کاتھلک کی
راے کو غلط قرار دیکر صرف پراٹسٹنٹ کی راے کو صحیح ٹھہرایا ہے اور جتنی کتابون کے مجموعہ کو اونھون نے

Marfat.com

عہد عتیق قرار دیا ہی اوسیکو قرآن نے توریت کہا ہی ہرگز نہین پھر کیسے پادری صاحب اپنی سب کتابون کی تصدیق قرآن شریف سے نکالتے ہین **سوال** سورۂ بقرہ کے آیت ۱۳۶ سے معلوم ہوتا ہی کہ توریت و انجیل کے سوا اور بھی صحیفے انبیا پر نازل ہوے ہین اور اونپر ایمان لانا فرض ہی وہ آیت یہ ہی قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ الآیۃ کہو ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو اوترا ہمپر اور جو اوترا ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اوسکی اولاد پر اور جو دیا گیا موسی اور عیسے کو اور جو دیا گیا نبیون کو اپنے پروردگار سے اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ صرف حضرت موسی اور عیسے کی کتاب پر ایمان لانا فرض نہین ہی بلکہ اور باقی انبیا پر جو کچھ اوترا ہی اوسکو بھی ماننا ضرور ہی اور دوسرے انبیا کے صحیفے یہی ہین جو اب مجموعۂ عہد عتیق و جدید مین شامل ہین پس اس سے تمام صحیفون کی تصدیق ثابت ہوئی **جواب** اس آیت سے کوئی امر ہمارے بیان کے مخالف ثابت نہین ہوتا ہمنے یہ بیان کیا ہی کہ قرآن مجید سے تین کتابون کی تخصیص تو بلاشبہہ ثابت ہوتی ہی اور باقی صحیفون کی تعیین نہین ہی اس آیت سے بھی اس دعوی کا ثبوت بخوبی ہوتا ہی کیونکہ اسمین چند صحیفون کے سوا باقی پر بالکل مجمل طور سے ایمان لانیکا حکم ہوا اور یہ کہا گیا کہ ایمان لاؤ جو دیا گیا نبیون کو پس اس سے کسی صحیفے کی تخصیص ثابت نہین ہوتی لہذا جس مجمل طور سے خدا تعالے نے ہمکو ایمان لانیکا ارشاد کیا ہی ہم اوسی طور سے لاتے ہین اگر تفصیل کی ضرورت ہوتی تو وہ حکیم مطلق علام الغیوب تفصیل فرما دیتا جب اوس علام الغیوب نے تفصیل نکی تو ہمکو تفصیل کی حاجت نہین اور نہ ہوسکتی ہی کیونکہ اگر تفصیل چاہینگے تو اہل کتاب کے اقوال کیطرف رجوع کرینگے اور دیکھین گے کہ کس کس کتاب کو یہ الہامی بتاتے ہین اور اہل کتاب کی نسبت قرآن مجید مین یہ ارشاد ہو چکا ہی کہ یہ اپنی طرف سے کتاب لکھتے ہین اور کہدیتے ہین کہ خدا کیطرف سے ہی پھر جب خدا تعالی اونکی نسبت ایسا ارشاد کرے تو ہم انکے کہنے سے کیونکر کسی صحیفے کو الہامی کہسکتے ہین علاوہ اسکے اونکے اقوال مین خود اختلاف ہی پھر کسکی بات کو معتبر مانا جاے اگر [illegible] بالذات سے قطع نظر کیجاے تو جو اشتباہ حضرت موسی کی کتابون مین ہی وہ تو کہین نہین جاتا یا [illegible] گیا کہ قدیم زمانے مین الحاق کی عادت تھی اور کثرت سے ان کتابون مین الحاق

پھر اس تمام مجموعے کے ہر ایک باب کی تصدیق کیسے ہو سکتی ہی اگر ہو گی تو اوسی قدر کی ہو گی جو انبیا کا
کلام تھا اور وہ اگرچہ اس مجموعہ مین پایا جاتا ہو مگر بسبب خلط ہو جانے کے ہمکو تمیز نہین ہو سکتی ہان جس
علام الغیوب کا وہ کلام ہی وہ جانتا ہی کہ اتنا کلام ہمارا ہی اور اتنا دوسرے کا۔

یہ حالت تو وہ تھی جو اون کتابون کے دیکھنے سے ظاہر ہوتی ہی اور جس وقت اہل کتاب کو دیکھا جاتا ہے
اونکے اقوال سے بھی خلط بخوبی ثابت ہوتا ہی عیسائی تو یہودیون کے عہد عتیق کو لائق اعتبار نہین کہتے
اور یہودی عیسائیون کے مجموعہ کو چنانچہ ڈاکٹر جیالوبزا اور اقتی ہوس تھیہ کاتلک نے اپنے اپنے انٹروڈکشن
مین بہت دلائل سے ثابت کیا ہی کہ یہودیون کے عہد عتیق لائق اعتبار نہین پھر کتاب اسپرٹ آف انٹی
مطبوعہ امریکہ مین تو یہودیون اور عیسائیون کے اقوال نقل کر کے خوب ہی اختلاف باہمی ثابت کیا ہی چار
جلدون مین یہ کتاب ہی اور صرف اسی امر کو بیان کیا ہی کہ عہد عتیق کے متن مین باہم اختلاف رہا۔ اس
زور شور کے باہمی اختلاف کتاب کو نہایت مشتبہ کر دیتے ہین البتہ قرآن مجید کی تصدیق سے ثابت ہوتا ہی
کہ بیشک ہمین کلام الٰہی ہی مگر یہ ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ مجموعہ عہد عتیق اول سے آخر تک تمام کلام
الٰہی ہی بس پادری صاحب کا اعتراض بالکل بے بنیاد ہی یہان تک تو توریت کی تصدیق کا ذکر تھا
اب انجیل کا ذکر کیا جاتا ہے ٭

انجیل۔ قرآن مجید مین جس مقام پر انجیل کا لفظ بولا گیا ہی اوس سے وہ کتاب الٰہی مراد ہی جو حضرت مسیح
کو الہام کی گئی نہ وہ مجموعہ تواریخ وغیرہ کا جسے اب عیسائی انجیل کہتے ہین۔ سورہ حدید مین حضرت مسیح
کی نسبت ارشاد ہوا وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ اور دی ہمنے اوسکو انجیل اور سورہ مائدہ مین اللہ تعالیٰ
کا خطاب حضرت مسیح سے اس طرح پر ہی وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ اور جب سکھائی
مینے تجھے کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل بیان سے صاف ظاہر ہی کہ قرآن شریف اوسی کتاب
کو انجیل کہتا ہی جو حضرت مسیح پر القا کی گئی۔ اس دعوی کو علمائے مسیحی بھی تسلیم کرتے ہین چنانچہ سیل
صاحب ترجمہ قرآن مجید کے صفحہ ۵۰۷ مین لکھتے ہین کہ حرف انجیل کے لفظ سے یہ مجموعہ
اوسکا کوئی حصہ نہ سمجھنا چاہیے بلکہ وہ وحی سمجھنا چاہیے جو خدا کی طرف سے عیسے پر پہنچی تھی

Marfat.com

قرآن مجید صاف صاف خاص الہامات حضرت مسیح کو انجیل کہتا ہی تو پھر پادری صاحب اس تمام کمال مجموعۂ عہد جدید کی تصدیق کیونکر ثابت کرتے ہین یہ امر بھی علماے مسیحیہ کے نزدیک مسلم ہی کہ اس یعنی خاص تعلیم مسیح انجیل کہلاتی تھی اور یہ مجموعہ جسے اب انجیل کہا جاتا ہی حواریون کی یادداشتین لکھین انکو بہت دنون بعد انجیل کا لقب ملا ہی چنانچہ چیمبرس انسائیکلوپیڈیا مطبوعۂ لندن ۱۸۶۸ء جلد لفظ گاسپل کے بیان مین لکھا ہی کہ "مسیح کی تعلیم یا پیغام انجیل کہلاتی تھی اور وہ الہامی نوشتہ جسکے ذریعہ بعد مین ہمکو وہ تعلیم یا پیغام پہونچا اونکو بھی انجیل کا لقب ملا۔ مگر یہ ہم کہہ نہین سکتے کہ ان نوشتون کا یہ نام کب سے پڑا۔ اسمین تو بہت جھگڑا ہی کہ اسکا نام دوسری صدی کے نصف مین جسٹن مارٹر کے عہد مین پڑا البتہ تیسری صدی مین عام طور پر یہ نام استعمال کیا گیا" اسکے بعد لکھا ہے "پے پیس نے ایک مقام پر متی اور مرقس کا ذکر اس طرح کیا ہی کہ اونھون نے مسیح کے حالات و اعمال و وعظ لکھے لیکن سوا اسکے کوئی ذکر گاسپل (یعنی انجیل) کا یا اونکے مصنفین کا اونکے نام سے اول عیسائیون مین نہین ہی یہان تک کہ جسٹن مارٹر ہمیشہ بجاے گاسپل متی یا لوقا یا یوحنا کے یادداشت رسولونکی کہتا ہی" اگر بنظر انصاف تقلید سے قطع نظر کرکے دیکھا جاے تو اسی مجموعۂ عہد جدید سے ثابت ہی کہ مسیح کے وقت مین انجیل تھی چنانچہ مرقس کے باب ۱ ورس ۱۴ و ۱۵ مین ہی "پھر یوحنا کی گرفتاری کے بعد یسوع نے جلیل مین آکے منادی کی اور کہا کہ وقت پورا ہوا اور خدا کی بادشاہت نزدیک آئی توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ" پھر اوسی مرقس کے باب ۱۰ ورس ۲۹ مین حضرت مسیح کا قول اس طرح منقول ہی "یسوع نے جواب مین کہا مین تمسے سچ کہتا ہون ایسا کوئی نہین جسنے گھر یا بھائیون یا بہنون یا باپ یا مان یا جورو یا لڑکے بالون یا کھیتون کو میرے اور انجیل کے لیے چھوڑ دیا ہی" اسی طرح متی باب ۲۶ ورس ۱۳ مین مسیح کا قول منقول ہی کہ "جہان کہین اس انجیل کی منادی ہوگی" الخ ظاہر ہی کہ جس انجیل کیطرف حضرت مسیح اشارہ کرتے ہین وہ یہ مجموعہ نہین ہوسکتا کیونکہ اسکا وجود تو بعد صعود حضرت مسیح کے ہوا ہی پھر اسکی طرف اشارہ کیسے ہوسکتا ہی پس لامحالہ اوس وقت کوئی انجیل جسکی طرف حضرت مسیح اشارہ کرتے ہین بعض علماے مسیحیہ کے اقوال سے بھی اس انجیل کا کچھ پتہ لگ

Marfat.com

چنانچہ ہارن صاحب کے انٹروڈکشن کی چوتھی جلد مین لیکلارک کوپ میکائلس لسنگ مارش وغیرہ علمای متقدمین کی رای اس طرح منقول ہی کہ وہ شاید متی اور مرقس اور لوقا کے پاس ایک کتاب عبری زبان مین تھی جسمین حضرت مسیح کے حالات لکھے تھے اوسمین سے متی نے زیادہ نقل کیا اور مرقس اور لوقا نے کم " گرچہ ہارن اس رای کو پسند نہین کرتا مگر مجھے ہارن صاحب کی پسندی اور ناپسندی کا اظہار منظور نہین ہی بلکہ اس امر کا اظہار مقصود ہی کہ بعض قدیم علما کے نزدیک بھی ان انجیلون کے پیشتر ایک انجیل تھی - فاضل نورٹن نے جو علم اسناد مین کتاب لکھی ہی اور یہ کتاب شہر بوسٹن مین ۱۸۳۷ء مین چھپی ہی اوسکے دیباچہ مین اوسنے لکھا ہی کہ " اکہارن نے اپنی کتاب مین کہا ہی کہ دین مسیحی کے شروع مین ایک مختصر رسالہ تھا حضرت مسیح کے حالات مین ہوسکتا ہی کہ اسکو اصل انجیل کہا جاے اور گمان غالب ہی کہ یہ انجیل اون مریدون کے لیے لکھی گئی تھی جنہون نے مسیح کی باتین نہ اپنے کانون سے سنی تھین اور نہ اونکے حالات اپنی آنکھون سے دیکھے تھے یہ انجیل بمنزلہ قالب کے تھی اور اوسمین مسیح کے حالات ترتیب وار نہین لکھے تھے الخ - پھر وہی فاضل نورٹن لکھتا ہی کہ کوئی یہ خیال نکرے کہ یہ رای صرف اکہارن کی ہے اسواسطے کہ اکہارن کی کتاب سے بڑھکر کوئی کتاب ملک جرمن مین ابتک مقبول نہین ہوئی بلکہ بہت سی متاخرین جرمن نے انجیلون کے بارہ مین اور اون امور مین جنسے انجیل کی صحت پر الزام آتا ہی ہارن کی رای سے اتفاق کیا ہے "

پس جس انجیل کیطرف حضرت مسیح اشارہ کرتے ہین اور بہت سے علمای مسیحیہ بھی اوسکے قائل ہین قرآن مجید اسی کو انجیل کہتا ہی - خوب یاد رہے کہ پادری صاحب نے اعتراض کی بنیاد قرآن مجید کی تصدیق پر رکھی یعنی الزاماً قرآن شریف کے مضمون کو مان لیا ہی تو وہ یہ بھی معلوم کرلین کہ جس طرح قرآن شریف توریت وانجیل کی تصدیق کرتا ہی اسی طرح یہ بھی دعوی کرتا ہی کہ اہل کتاب کی اکثر مختلف فیہ باتون کا فیصلہ کردے اور واقعی امر کو بتا دے (دیکھو سورہ نمل ع ۶) جو قول علماے مسیحیہ کے نقل کیے گئے اونسے صاف ظاہر ہی کہ مسیحی اس امر مین مختلف ہین اور سمجھے کہ اس مجموعہ عہد جدید کے سوا اور اسکے پیشتر کوئی انجیل تھی یا نہیں تھی گو جمہور اسکے قائل نہین ہین مگر بہرحال اختلاف ہی لہذا قرآن مجید اسکا فیصلہ اس طرح کرتا ہی کہ ایک کتاب

Marfat.com

نے یہ نہایت سچی بات لکھی ہی اسی باتون کی وجہ سے عہد عتیق وجدید دونون مین بہت کچھ تصرف ہے
متقدمین نے حسب عادت کلام الٰہی کے ساتھ کہین تو اپنی راے لکھدی جو اپنی فہم کے مطابق اوس مقام
کی تفصیل سمجھے تھے پھر اسمین کہین لفظ بڑھایا کہین جملہ کہین زیادہ پھر جو اوسکے متعلق قصے تھے وہ
سن سناکر وہین لکھدیے غرضکہ اسی طرح ہوتا رہا متاخرین نے جو اوس مجموعہ کو اپنے بزرگون سے پایا
اور یہ سنکر کہ یہ کتاب مقدس ہی تو وہ یہ سمجھے کہ یہ تمام وکمال اوّل سے آخر تک سب کلام الٰہی ہے
اور اگر کوئی شبہہ بھی ہوا تو ادب کے خیال سے اور نیز نیک گمان کرکے چپ ہو رہے ؛

ہارن صاحب پھر انجیل متی کی زمان تالیف کے اختلاف کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ ڈاکٹر مل اور
مکائیلس اور بشپ پرسی ۶۱ء کی تصنیف بتاتے ہین اور مولڈن ہاور ۶۱ء یا ۶۲ء کی اور
ڈاکٹر ہیلز ۶۳ء اور ڈاکٹر لارڈنر اور مسٹر ٹیولیٹ ۶۴ء کی اور بیرونی اس اور گریشش اور ویٹ
سٹاین اور جونس ۴۱ء کی اور ڈاکٹر بین سن ۴۳ء کے اور ڈاکٹر کیو ۴۸ء اور ڈاکٹر اوون
اور بشپ ٹاملن ۳۷ء کی اور ڈاکٹر ٹونسن ۳۸ء کی بتاتے ہین - اس وقت پادری ٹھاکر داس صاحب
بڑے طرفدار وئمین ہین مگر یہان وہ بھی کسیکو ترجیح نہین دیسکتے ۶۱ء یا ۶۲ء کی نسبت لکھتے ہین کہ صرف عالمون
خیال بندی ہی اور ۳۷ء اور ۳۸ء کی نسبت کہتے ہین کہ کوئی تواریخی ثبوت نہین ہی (دیکھو اظہار عیسوی صفحہ ۲۰ و ۳۰)

(۲) انجیل مرقس - یعنی وہ تاریخ مسیح علیہ السلام جو مرقس تابعی نے لکھی یہ شخص پطرس حواری کا شاگرد
اس انجیل کی نسبت بعض علماے مسیحیہ کہتے ہین کہ لیٹن زبان مین لکھی گئی اور اکثر کا یہ قول ہی کہ یونانی
زبان مین - اس امر مین بھی اختلاف ہی کہ یہ انجیل کب لکھی گئی اسکاٹ صاحب رومن تفسیر کی انجیل
مرقس کے دیباچہ مین لکھتے ہین کہ "یہ بھی ٹھیک معلوم نہین کہ کس وقت یہ صحیفہ لکھا گیا مگر گمان
ہی کہ اوسکی تصنیف ۵۶ء اور ۶۳ء کے درمیان مین ہوئی - سب متفق کہتے ہین کہ روم شہر مین
اوسکی تصنیف ہوئی" اس امر مین اختلاف ہی کہ مرقس کے اوستاد پطرس جنکے ہمراہ مرقس رہتے
تھے روم مین کب آئے علماے کاتلک کہتے ہین کہ ۴۲ء مین اور اکثر پروٹسٹنٹ اور بعض کاتلک
کہتے ہین کہ ۶۳ء یا ۶۴ء مین اظہار عیسوی کے صفحہ ۷۵ و ۷۶ مین پہلے قول کے رد مین اچھی وجہ

Marfat.com

لکھے ہین پھر آخر مین لکھاہے کہ "اس سے اظہر ہی کہ نیرو کے نوین یا دسوین سال تک پطرس روم
مین نہ گیا یعنی سنہ ۶۳ء و سنہ ۶۴ء تک اور یہ کہ انجیل اس سنہ کے پیشتر نہین لکھی گئی لیکن اس سنہ اور پطرس
اور پولوس کی شہادت کے درمیان جو سنہ ۶۷ء و سنہ ۶۸ء مین واقع ہوئی لکھی گئی"
غرضکہ اس تحریر سے معلوم ہوا کہ وہ قول غلط ہی جو کہتے ہین کہ سنہ ۵۶ و ۶۳ء کے درمیان لکھی گئی مگر مجھے اس مقام
پر اس اختلاف سے زیادہ بحث کرنی منظور نہین ہی مین یہ کہتا ہون کہ یہ انجیل الہامی کسی طرح نہین ہوسکتی
کیونکہ بالاتفاق اسکا کاتب الہامی شخص نہین ہی باقی رہا یہ امر کہ اس انجیل کو پطرس نے دیکھ لیا ہے
اور پطرس عیسائیون کے نزدیک رسول خدا ہی اسمین دو طرح سے کلام ہی اول یہ کہ اس انجیل کو پطرس
کا دیکھنا ثابت نہین کیونکہ سینٹ ارینیوس سا معتبر شخص سنہ ۱۷۸ء مین لکھتا ہی کہ پطرس کے مرید و مترجم
مرقس نے بعد پطرس و پولوس کے وہ چیزین جو پطرس نے وعظ کی تھین لکھدین اور باسنیج ارینیوس
کی موافقت کرکے کہتا ہی کہ "مرقس کی انجیل سنہ ۶۶ء مین بعد پطرس و پولوس کے لکھی گئی اور
اونکی شہادت اوسکے نزدیک سنہ ۶۵ء مین واقع ہوئی ہی" اس قول کے بموجب تو یقیناً مرقس نے
بعد انتقال پطرس کے یہ انجیل لکھی ہی مگر پادری ٹھاکرداس صاحب بغیر دلیل کے کہتے ہین کہ پطرس کی
شہادت سنہ ۶۵ء مین نہین ہوئی بلکہ سنہ ۶۷ء یا سنہ ۶۸ء مین ہوئی (دیکھو اظہار عیسوی جلد ۲ صفحہ ۱۴۶)
ظاہر ہے کہ جس طرح سنہ ۶۷ء یا سنہ ۶۸ء مین شہید ہونا ایک قول ہی اوسی طرح سنہ ۶۵ء مین شہید ہونا
ایک قول ہی کیا ٹھاکرداس صاحب کی محض خاطر سے اونکی بات تسلیم کرلین ـ پادری صاحب اوسکے
الہامی ہونے کے ثبوت مین یوسی بیس کے سوا دو قول پیش کرتے ہین اول "پے پی اس کہتا ہے
کہ مرقس نے جو پطرس کا مترجم تھا جو کچھ اوسے یاد تھا ٹھیک ٹھیک لکھا مگر جو کچھ مسیح نے کہا اور کیا
ترتیب وار بلحاظ زمانے کے نہین لکھا کیونکہ اوسنے نہ مسیح کو سنا اور نہ اوسکی پیروی کی لیکن پطرس کا ساتھی تھا"
اس قول سے صاف ظاہر ہی کہ مرقس نے الہام سے انجیل نہین لکھی بلکہ صرف مورخانہ طور پر بموجب اپنی
سمجھ کے تاریخ مسیح لکھی پھر اوسکے ترتیب وار نہ لکھنے کا یہ عذر کرتا ہے کہ اوسنے مسیح کی باتین خود دیکھکر نہین
لکھین تاکہ ترتیب سے یاد رکھتا بلکہ پطرس کا ساتھی تھا جس طرح اوس سے سنا مرتب غیر مرتب ویسا یاد رکھا

Marfat.com

اس سے بھی عدم الہام ظاہر ہی اس قول مین اس امر کا اشارہ بھی نہین ہی کہ مرقس نے پطرس کے سامنے انجیل لکھی۔ تعجب ہی کہ پادریصاحب اس قول سے اپنا مدعا کیونکر ثابت کرتے ہین۔

دوم "جیروم کہتا ہے کہ پطرس کے شاگرد و مترجم مرقس نے رومی بھائیون کی درخواست پر ایک مختصر انجیل اوس بیان سے جو اوسنے پطرس سے سنا تھا لکھی اور جب پطرس نے جانا تو اوسے پسند کیا اور کلیسا مین مشتہر کر کے اپنے اختیار سے اوسکے پڑھنے کا حکم دیا" اس قول سے بھی ظاہر ہی کہ مرقس نے الہام سے نہین لکھا بلکہ محض سنی سنائی باتین قلمبند کین اب رہا پطرس کا پسند کرنا اور مشتہر کرنا اس امر کو ثابت نہین کرتا کہ وہ الہامی ہو گئی۔ ناظرین انصاف کر سکتے ہین کہ جب یہ امر تمام عیسائی تسلیم کرتے ہین کہ نبی کی کل تحریر الہامی نہین ہوتی اور نہ ہر امر مین اونکو الہام ہوتا ہے تو نبی کے صرف دیکھنے اور پسند کر لینے سے کیونکر کوئی تحریر الہامی بالیقین ہو سکتی ہے کیا اوسکا پسند کرنا خود اپنی تحریر سے زیادہ مرتبہ رکھتا ہی ہرگز نہین پھر کس وجہ سے پطرس کا پسند کرنا اوسکے الہامی ہونیکی دلیل ہو سکتا ہی حاصل یہ کہ اول تو پطرس کا دیکھنا انجیل مرقس کو ثابت نہین اور اگر دیکھا ہو تو اوس سے الہامی ہونیکا ثبوت نہین ہو سکتا قدیم کلیسا کا اس انجیل کو مجموعہ عہد جدید مین شامل کرنا اگر مان لیا جاے تو اس سے بھی اوسکا الہامی ہونا ثابت نہین ہو سکتا بلکہ اوسکے شامل کرنے کی کئی وجہین ہو سکتی ہین۔ مثلاً یہ کہ جب اونھین یہ گمان غالب ہوا کہ یہ تاریخ مرقس نے لکھی ہی جو اعظم الحواریین پطرس کا شاگرد رشید اور بڑا رفیق تھا تو اونکے ادب نے یہ تقاضا نکیا کہ اسکو اس مجموعہ سے علیحدہ کر دیا جاے پھر بعض کو یہ بھی گمان ہوا کہ پطرس کی نظر سے یہ تاریخ گذری ہوئی ہی بلکہ پسند کی ہوئی ہے تو اور زیادہ ادب کو دخل دینا پڑا ان خیالات سے یہ مجموعہ مین داخل ہو گئی یہ ضرور نہین کہ اونھون نے الہامی خیال کر کے اس مجموعہ مین شامل کیا ہو متقدمین کی تحریر سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ مرقس کی تحریر الہامی نہین چنانچہ بعض اقوال ابھی گذرے اور علماے مسیحیہ اسکا بھی اقرار کرتے ہین کہ اس مجموعہ مین کل کلام الہامی نہین ہی پھر اگر مرقس کی تاریخ باوجود الہامی نہونے کے مجموعہ مین داخل کی گئی تو کیا عجب ہوا ؁

(۳) انجیل لوقا۔ یہ حضرت مسیح کی وہ تاریخ ہی جسے پولوس کے مرید لوقا نے لکھا تھا یہ انطاکیہ کا باشندہ تھا

Marfat.com

اور طبیب تھا یہ انجیل بھی یونانی زبان مین لکھی گئی۔ رومن تفسیر اسکاٹ کے دیباچۂ لوقا مین ہی کہ وہ خوب معلوم نہین کہ (یہ انجیل) کہان اور کس وقت لکھی گئی۔ جس مقام مین لوقا نے اس کتاب کو لکھا یہ ٹھیک معلوم نہین جیروم ایک بزرگ کہتا ہی کہ اخایا مین جو یونان کا ایک صوبہ ہے اوسکی تصنیف ہوئی اور چونکہ اوسنے یہ بات اپنے اگلون سے سنی ہوگی تو اوسے ماننا چاہیے۔

اوسکے لکھنے کا وقت بھی ٹھیک معلوم نہین مگر اتنا ثابت ہی (بلا دلیل) کہ پولوس کی وفات سے پیشتر لکھی۔ ہم جانتے ہین کہ پولوس سنہ ۶۵ء مین مرگیا اور اغلب ہی کہ انجیل اوس سے تین چار برس پیشتر لکھی گئی " اس حساب سے اسکی تصنیف سنہ ۶۱ یا ۶۲ء مین ہونا چاہیے ہارن صاحب لکھتے ہین کہ سنہ ۵۳ یا سنہ ۶۳ء یا سنہ ۶۴ء مین تصنیف ہوئی۔ پادری ٹھاکرداس صاحب اظہار عیسوی کے صفحہ ۷ مین اس اختلاف کی وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ بعض نے جیروم کے کلام کے سمجھنے مین غلطی کی اسلیے اونھون نے سنہ ۵۳ء زمان تصنیف قرار دیا صحیح یہ ہی کہ اس سن کے بعد لکھی گئی ہی پھر اوسی صفحہ مین لکھتے ہین۔ " اکثر متقدمین کی رائے ہی کہ لوقا نے اپنی انجیل مرقس کے بعد لکھی پس سنہ ۶۳ یا ۶۴ء صحیح ہی " مین کہتا ہون کہ جب سنہ ۶۳ یا ۶۴ء مین لوقا کی انجیل کا لکھا جانا صحیح ہے تو مرقس کی انجیل اس سے پہلے ہونا چاہیے حالانکہ صفحۂ ۶ مین خود لکھ آئے ہین کہ یہ انجیل اس سن کے پیشتر نہین لکھی گئی۔ علاوہ اسکے معتبر علمائے مسیحیہ لکھتے ہین کہ سنہ ۶۴ء مین مرقس نے وفات پائی چنانچہ البرٹ بارنس اپنی انگلش تفسیر انجیل اور اسکاٹ اپنی رومن تفسیر کے دیباچۂ مرقس مین اسکی تصریح کرتے ہین اور پولوس کا انتقال سنہ ۶۵ء مین (دیکھو لوقا کا دیباچہ دونون تفسیرون مین) الغرض پادری صاحب خود اپنے اور دوسرے علما کے قول کی مخالفت کرتے ہین۔ مگر مجھے یہان ایسی نکتہ چینی کرنا منظور نہین ہی مین یہ کہتا ہون کہ یہ انجیل الہام سے نہین لکھی گئی کیونکہ لوقا کسی کے نزدیک رسول نہین تھا۔ اسکاٹ صاحب رومن تفسیر کے دیباچہ مین لکھتے ہین " جو لوقا نے لکھا وہ اوسنے اپنی آنکھون سے نہین دیکھا وہ خود کہتا ہی کہ مین نے اورون سے سنا (لوقا ۱ – ۲) اس سے ظاہر ہے کہ مسیح کے ستر شاگردون مین نہ تھا اور یہ بھی ظاہر ہی کہ وہ رسول نہ تھا البرٹ بارنس بھی اپنی تفسیر مین ایسا ہی کہتا ہے۔ اسکے علاوہ خود اس انجیل کا مصنف بھی یہی کہتا ہی

کہ یہ الہامی تحریر نہیں ہے۔ لوقا باب ۱ (۱) ”چونکہ بہتون نے کمر باندھی کہ ان کامون کا جو ہی الوقوع
ہمارے درمیان انجام ہوے بیان کرین (۲) جس طرح اونھون نے جو شروع سے خود دیکھنے والے
اور کلام کی خدمت کرنے والے تھے ہم سے روایت کی (۳) مینے بھی مناسب جانا کہ سبکو سرے سے
صحیح طور پر دریافت کرکے تیرے لیے ای بزرگ تھیوفلس ترتیب لکھون “ یہ دیباچہ ہے لوقا کی انجیل
کا جو خود اوسکے مصنف نے لکھا ہے اسکے دیکھنے کے بعد کوئی منصف اسمین شک نہین کرسکتا کہ لوقا
نے یہ انجیل الہام سے نہین لکھی بلکہ جو کچھہ لوگون سے سنا اور دریافت کرنے سے معلوم ہوا اوسے
قلمبند کیا باوجود اس تصریح کے پھر بھی اگر کوئی اوسے الہامی کہے تو ہم نہین کہہ سکتا کہ اہل دانش
انصاف پسند اوسے کیا کہینگے ؛

اسکاٹ صاحب باوجودیکہ پہلے لکھہ چکے ہین کہ لوقا نے جو کچھہ لکھا ہے وہ اورون سے سنکر لکھا اور
یہ بھی صاف کہدیا کہ وہ رسول نتھا مگر پھر بھی اوسکی تحریر کو الہامی ثابت کرنا چاہتے ہین اور لکھتے ہین
کہ ”پس جس حال مین کہ وہ رسول نتھا ہم کس طرح جانین کہ اوسنے الہام سے لکھا اور اوسکی
تصنیفین یعنے یہ انجیل اور اعمال کی کتاب کو کس طرح خدا کا کلام کہین “ اسکے بعد انکے الہامی
ہونے کی وجہہ بیان کرتے ہین مین اختصار کے ساتھہ اوسی بیان لکھتا ہون (۱) اول کلیسیا کا اوسے
منظور کرلینا (۲) پطرس اور یوحنا کے جیتے جی اسکا مشہور ہوجانا اگر یہ رسول کچھہ خلاف دیکھتے تو فوراً
روک دیتے (۳) پولوس نے دیکھکر اوسے صحیح ٹھہرایا (۴) الہام کے نشان اوسمین ہین کیونکہ اوسکے
مضمون خالص اور پاک اور خدا کے لائق ہین (۵) وہ دوسری انجیلون کے موافق ہے۔

اول وجہہ کی نسبت مین یہ کہتا ہون کہ اگر کلیسیا کی منظوری اوسکے الہامی ہونے کے بارے مین
ہو تو کلیسیا پر بنظر انصاف سخت الزام آئیگا کہ اوس کتاب کا مصنف تو الہام کا مدعی نہین ہے بلکہ محض
مورخانہ طور پر لکھنے کا دعوی کرتا ہے مگر یہ کلیسیا زبردستی الہام کا بار اوسکی گردن پر رکھتی ہے کلیسیا
کی ایسی زبردستی کسی عاقل کے نزدیک لائق منظوری کے نہین ہوسکتی ہے ؛

میرے نزدیک کلیسیا پر ایسا اتہام اوسکی نادان دوستون کا کام ہے اصل یہ ہے کہ کلیسیا کی منظوری

Marfat.com

رہی تو فقط تاریخ مسیح سمجھکر ہے اسکی تفصیل یہ ہے کہ کلیسیا کے لیے ضرور تھا کہ مخالفت کے مقابل مین ثبوت اور تعلیمات مسیح کے شاہد پیش کرین اور ثابت کردین کہ یہ تعلیمات اور معجزات حضرت مسیح کے ہین اور شریعت مین کم سے کم دو تین گواہ ثبوت مدعا کے لیے ہونا چاہئین اس وجہ سے کلیسیا کو ایسے گواہون کی ضرورت پڑی جب یہ معلوم ہوا کہ مرقس اور لوقا نے (جو حواریون کے بڑے رفیق تھے) حضرت مسیح کے حالات اور ملفوظات خوب تحقیق کے ساتھ عمدہ طور پر لکھے ہین تو کلیسیا نے کامل دو گواہ سمجھکر انکی تحریر کو منظور کیا جنکو یہ گمان ہوا کہ یہ تحریرین پطرس اور پولوس کی منظور شدہ ہین وہ تو انکو دو رسولون کی گواہی سمجھے اور جنکو یہ گمان نتھا اونھون نے بھی یہ خیال کیا کہ یہ گواہ گرچہ اپنا مشاہدہ بیان نہین کرتے مگر اون دیکھنے والون سے سنکر کہتے ہین جو عرصہ تک مسیح کے ہمراہ رہے ہین اسلیے انکی گواہی قابل اعتبار ہے اس وجہ سے کلیسیا نے منظور کی یہان الہامی ہونے کو کچھہ دخل نہین ہی۔ ایک ہی حال کی چار تحریرین ہونا اور کلیسیا کا چارون کو منظور کرنا صاف اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ ہر ایک نے مورخانہ طور پر مسیح کے حالات لکھے اور کلیسیا نے چار گواہ اونھین خیال کرکے منظور کرلیا اگر الہامی ہوتے تو ایک تحریر کافی تھی چار کی کیا ضرورت تھی کیا خداتعالے کو ایک پر الہام کرکے اطمینان نہوا جو چار پر ایک ہی مضمون الہام کرنا پڑا یہ بالکل غلط خیال ہی جو الہامی ہونیکو مانیگا اوسکے لیے ایک تحریر کافی ہی اور جو نمانیگا اوسکے لیے چار سو کی تحریر کافی نہین ہوسکتی۔ رسولون سکے الہام مین کسی طرح کے جھوٹ یا غلطی کا احتمال باقی نہین رہتا تاکہ دوسرے کے الہام سے اوسکی تاکید کیجاے اس وجہ سے تمام انبیاء سابقین پر کوئی کتاب مکرر نہین نازل کی گئی حاصل یہ کہ کلیسیا کی منظوری اوسکے الہامی ہونیکی دلیل نہین ہوسکتی ؎

دوسری دلیل سے بھی پادری صاحب کا مدعا ثابت نہین ہوتا کیونکہ اول تو پطرس اور یوحنا کے جیتے جی اوسکا مشہور ہونا ثابت نہین اور بالفرض اگر مشہور ہوئین بھی تو بھی اونکے الہامی ہونیکا ثبوت نہین ہوسکتا کیونکہ پطرس اور یوحنا نے یہ خیال کرلیا کہ مسیح کی تاریخ اونھون نے سن سناکر اور دریافت کرکے لکھی پھر اوسکے مشتہر ہونے مین کیا برائی ہی رسول کے لیے تو یہ ضرور نہین ہے کہ

الہامی کتاب کے سوا کسیکو مشتہر ہونے ندے ؛
تیسری دلیل یعنی پولوس کا صحیح ٹھہرانا محض ناکافی ہی اول تو اسکا ثبوت غیر ممکن ہی اور اگر مان
کہ پولوس نے اوسے دیکھا اور صحیح ٹھہرایا تو پادری صفدر علی صاحب کو پولوس کی رسالت
سے ثابت کرنا چاہیے اور اگر اس سے بھی قطع نظر کیجاے تو اسپر کیا دلیل ہی کہ رسول جسے صحیح ٹھہرا دے
الہامی ہوجاے جب خود رسول کی سب تحریرین الہامی نہین ہوتین تو اوسکے دیکھنے اور صحیح کہدینے
سے کیونکر الہامی ہوجائینگی ؛
چوتھی دلیل کی بنیاد محض حسن اعتقاد ہی جو شخص جس کتاب کو کلام الہی مان لیتا ہی اوسکے مضامین
کو وہ ایسا ہی اعتقاد کرتا ہی جیسا کہ پادری صاحب لوقا کے مضامین کو اعتقاد کر رہے ہین
علاوہ اسکے مضامین آپکے قول کے بموجب رسولون کی زبان سے سنے ہوے ہین اور لامحالہ وہ
ایسے ہی ہونگے جو خدا کے لائق ہونگے پھر اوسمین الہام کی کیا ضرورت ہے ؛
پانچوین دلیل تو قابل تماشا ہے کیونکہ اوسکے معنی یہ ہونگے کہ جب ایک تاریخ دوسری تین تاریخون کے
ہوجاے تو الہامی قرار پائے اس تقدیر پر دنیا کی بہت سی تاریخین الہامی ہوجائینگی اسکے سوا
یہ ہی کہ لوقا کے الہامی ہونیکا ثبوت تو اس طرح دیا جاتا ہی کہ متی وغیرہ کے موافق ہی اور متی کا الہا
ہونا لوقا وغیرہ کی موافقت سے ثابت کرتے ہین حاصل یہ ہوا کہ لوقا کا الہامی ہونا متی کی موافقت
پر موقوف اور متی کا الہامی ہونا لوقا کی موافقت پر موقوف پھر کس عاقل کے نزدیک ایسی دلیل
دعوی ثابت ہوسکتا ہے اسکو تو عقلا کی اصطلاح مین دور کہا کرتے ہین ؛
(۴) انجیل یوحنا۔ اس انجیل کے مصنف یوحنا حضرت مسیح کے حواری اور رشتہ دار ہین بعض علما
کہتے ہین کہ بھانجے تھے (دیکھو روممن تفسیر اسکاٹ دیباچہ یوحنا) پہلے مچھلی بیچا کرتے تھے انہون
حضرت مسیح کے سوانح عمری اور ملفوظات یونانی زبان مین لکھے بعض معتبر مسیحی عالمون نے اس
سے بالکل انکار کیا ہی چنانچہ اسٹاڈلن اپنی کتاب مین لکھتا ہے کہ انجیل یوحنا کی یقینا کسی طالب
مدرسہ اسکندریہ نے لکھی ہی بارن صاحب گرچہ اس قول کو لکھکر اس امر کو بیان کرتے ہین کہ یہ ا

Marfat.com

حنا حواری نے لکھی ہے مگر مجھے یہان طرفین کے دلائل کو تولنا مدنظر نہین ہی اوسکا دوسرا موقع ہی
عن یہ بھی کہتے ہین کہ دوسری صدی مین جسوقت یہ کہا گیا کہ یہ انجیل یوحنا کی تصنیف نہین ہے
س وقت اَرینیوس پولیکارپ کا شاگرد موجود تھا اور پولیکارپ یوحنا کا شاگرد ہے اسنے منکرین
مقابلے مین بیان نکیا کہ پولیکارپ نے مجھ سے خود کہا ہی کہ یہ انجیل یوحنا کی ہے ایسی مقام پر ارینیوس
پ رہنا صاف اس بات کی دلیل ہی کہ پولیکارپ نے یہ خبر اوسے نہین دی اگر یہ انجیل یوحنا حواری
ہوتی تو پولیکارپ کو ضرور علم ہوتا اور پھر وہ اپنے شاگرد ارینیوس سے ضرور کہتا کیونکہ یہ وہ خبر تھی جسپر
ن کا مدار تھا پھر کیسے خیال مین آسکتا ہی کہ پولیکارپ اپنے شاگرد سے بیان نکرتا پھر جسطرح پولیکارپ کا اپنے
گرد سے بیان کرنا ضرور تھا اسی طرح یہ بھی ضرور تھا کہ اپنے وقت کے منکرون کا منہ بند کرنیکو ارینیوس اسکو
ان کرتا مگر نہین کیا جو عیسائی اسے یوحنا کی تصنیف بتاتے ہین وہ یقینی طور سے اسکی تالیف کا وقت
ن بیان کرسکتے ہارن صاحب لکھتے ہین کہ ۶۸ء یا ۶۹ء یا ۷۰ء یا ۹۷ء یا ۹۸ء مین تالیف ہوئی
ری ٹھاکرداس صاحب انکے قولون کو معتبر نہین قرار دیتے جو ۶۸ یا ۶۹ء مین اسکی تالیف بتاتے ہین
اظہار عیسوی کے صفحہ ۷ مین لکھتے ہین "پس ظاہر ہی کہ انجیل یوحنا یروشلم کی بربادی کے بعد
یعنی ۹۸ء مین لکھی گئی" اور اسکاٹ صاحب دیباچۂ یوحنا مین لکھتے ہین کہ "اکثرون کی راے یہ ہے کہ
مس سے لوٹ آنے کی بعد افاسوس مین یوحنا کی وفات سے تھوڑے دن پیشتر قریب ۹۸ء کی وہ
یعنی صحیفۂ یوحنا) تصنیف ہوا (رومن تفسیر اسکاٹ صفحہ ۱۸۴) اب مین کہتا ہون کہ اگر یہ انجیل یوحنا
لکھی ہے تو بھی کل انجیل اوسکی نہین ہوسکتی ضرور دوسرے شخص کا کلام اسمین ملا ہی مثلاً اس انجیل
ے آخری باب کا ۲۴ ورس یہ ہے کہ " یہ وہ شاگرد ہی جسنے ان کامون کی گواہی دی اور ان باتونکو
ھا اور ہمکو یقین ہی کہ اوسکی گواہی سچ ہی کہ شاگرد سے مراد یوحنا ہی اب کون منصف کہہ سکتا ہی کہ یہ قول
حنا کا ہے۔ اس قول کا متکلم اپنے تئین متکلم کے صیغہ سے اور یوحنا شاگرد کو غائب کے صیغہ سے تعبیر
تا ہی اور کہتا ہی کہ ہمکو یقین ہی کہ اوسکی (یعنے یوحنا کی) گواہی سچ ہی۔ افسوس ہی کہ ایسے صاف اور
ریح بات کا بھی بعض علماے مسیحیہ انکار کرتے ہین اور اس ورس کو یوحنا حواری کا لکھا ہوا بتاتے ہین

Marfat.com

مگر اس بیجا پاسداری کی نسبت ہم کچھہ نہین کہتے ناظرین انصاف پسند خود ہی ورس مذکور کو دیکھ حق امر کو دریافت کرسکتے ہین ؁

الغرض یہ چار کتابین ہین یعنی انجیل متی اور انجیل یوحنا اور انجیل مرقس اور انجیل لوقا عیسائیون کے محاورے مین ان مین سے ہر ایک کو بھی انجیل کہتے ہین اور چارون کے مجموعہ کو بھی انکا طرز تالیف بعینہ ایسا ہی جیسے ہمارے یہان مریدین یا معتقدین اپنے مرشدون اور بزرگون کے حالات و ملفوظ لکھا کرتے ہین جس طرح یہ مصنفین بعضے دیکھکر بعضے سنکر بزرگون کے سوانح عمری اور تعلیمات اور ارشادات اور انکی کرامات اور خوبیون کا ذکر کرتے ہین اسی طرح ان چار صاحبون نے حضرت مسیح کے سوانح عمری اور تعلیمات اور معجزات کا ذکر اپنی کتابون مین کیا ہے ؁

(۵) اعمال اسمین پہلے باب سے ۱۲ باب تک پطرس حواری کا ذکر ہے اور تیرہوین باب سے آخر تک پولوس کے حالات ہین اسکا مصنف بھی وہی پولوس کا رفیق لوقا ہے معلوم ہوتا ہی کہ جس تہیوفلس کے لیے اس شخص نے حضرت مسیح کے حالات لکھے تھے اسی طرح اوسکے لیے اوسنے بعض حواریون کے حالات بھی لکھے مگر بجز اسکے کہ اوسے ایک تاریخ کہا جاے اور کچھہ نہین کہہ سکتے تعجب اوسکی انجیل ہی الہامی نہین ہوسکتی تو یہ رسالہ کیونکر الہامی ہوسکتا ہی اسکے بعد پولوس کے خطوط ہین جو جابجا اوسنے لکھے ہین و

نمبر	نام مکتوب الیہ	کیفیت
۶	رومیون	بقول علماے مسیحی سنہ ۵۵ع یا سنہ ۵۷ع یا سنہ ۵۸ع مین لکھا
۷	۱ قرنتیون	سنہ ۵۲ع یا سنہ ۵۷ع یا سنہ ۵۶ع مین لکھا گیا ؁
۸	۲ قرنتیون	بقول علماے مسیحی سنہ ۵۲ع یا سنہ ۵۷ع یا سنہ ۵۸ع مین لکھا گیا
۹	گلیتون	یہ خط سنہ ۴۹ع یا سنہ ۵۰ع یا سنہ ۵۲ع یا سنہ ۵۳ع یا سنہ ۵۴ع یا سنہ ۵۵ع یا سنہ ۵۶ع یا سنہ ۵۹ع یا
۱۰	افسیون	یہ سنہ ۵۸ع یا سنہ ۵۹ع یا سنہ ۶۰ع یا سنہ ۶۱ع مین لکھا گیا ؁
۱۱	فلپیون	ایضاً
۱۲	قلسیون	ایضاً

Marfat.com

نمبر	نام مکتوب الیہ	کیفیت
۱۳	تسلنقیون ۱	یہ خط سنہ ۴۶ء یا سنہ ۵۱ء یا سنہ ۵۲ء مین لکھا گیا ؎
۱۴	ایضاً ۲	یہ خط سنہ ۴۷ء یا دیگر سنین مذکورہ مین لکھا گیا۔
۱۵	تمطاؤس ۱ [۱]	یہ سنہ ۵۶ء یا سنہ ۵۵ء یا سنہ ۵۷ء یا سنہ ۵۸ء یا سنہ ۶۴ء یا سنہ ۶۵ء مین لکھا گیا
۱۶	ایضاً ۲	یہ بھی سنہ ۵۵ء یا سنہ ۵۶ء یا سنہ ۵۹ء یا سنہ ۶۱ء یا سنہ ۶۵ء یا سنہ ۶۶ء یا سنہ ۶۷ء مین لکھا گیا
۱۷	طیطس	یہ سنہ ۵۱ء یا سنہ ۵۲ء یا سنہ ۵۳ء یا سنہ ۵۵ء یا سنہ ۶۲ء یا سنہ ۶۴ء مین لکھا گیا۔
۱۸	فلیمون	یہ سنہ ۵۸ء یا سنہ ۶۰ء یا سنہ ۶۱ء یا سنہ ۶۲ء مین لکھا گیا جیروم کے وقت مین بعض عالم مسیحی کہتے تھے کہ یہ ایک خانگی چٹھی ہی عہد جدید سے نکال دینے کے لائق ہی۔
۱۹	عبرانیون	دوسری اور تیسری صدی کے معتبر علمای مسیحی نے اس نامہ سے انکار کیا ہی اور یہی حال اسکے بعد کے رسائل کا ہی سوائے نامۂ اول پطرس اور نامۂ اول یوحنا کے

یہ ۱۴ خط تو پولوس کیطرف منسوب ہین اور چند خطوط اور مشاہدات ہین جو حواریون کیطرف منسوب ہین ؎

نمبر	نام کاتب	کیفیت
۲۰	یعقوب کا خط	لوتھر صاحب اسے گھاس پھوس بتاتے ہین اور سنہ ۳۶۲ء تک غیر مقبول رہا اور جب سنہ مذکور مین کونسل لوڈیسیا جمی جب یہ نامہ واجب التسلیم ٹھہرا۔
۲۱	پہلا خط پطرس کا	
۲۲	دوسرا خط پطرس کا	سریا کا کلیسیا تمام اس خط کو نہین مانتا اور اسکا مجر کہتا ہی کہ جسنے اس خط کو لکھا ہی اوسنے ناحق اپنی وقت فرصت کو ضائع کیا ہی یوسے بیس اپنی تاریخ کتاب ۳ کے ۳ باب مین لکھتا ہی کہ یہ خط کبھی پاک کتاب مین شامل نہین کیا گیا لیکن پڑھا جاتا تھا
۲۳	یوحنا کا خط اول	جمہور محققین نے باب ۵ کے بعض ورسون کو غلط بتایا ہے ؎

[۱] روز صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۶۷ مین لکھتا ہی کہ شلی ہیجر نے اول نامہ تمطاؤس پر اور اکہارن نے دونون نامون تمطاؤس اور نامہ طیطس پر حملہ کیا ہی (یعنی واجب التسلیم نہین جانا)

Marfat.com

نمبر	نام کاتب	کیفیت
۲۴	یوحنا کا خط دوم	سریا کا کلیسیہ اب تک ان دونون خطون کو نہین مانتا اور یوسی بیس تاریخ کلیسیا کے تیسری کتاب کے پچیسوین باب مین لکھتا ہی کہ ان دونون خطون کی نسبت گفتگو ہی کہ آیا یہ خط یوحنا نے لکھے ہین یا کسی اور شخص نے جسکا نام یوحنا تھا۔
۲۵	ایضاً سوم	
۲۶	یہودا کا خط	اسمین گفتگو ہی کہ اسکا کاتب خود یہودا حواری ہی یا اور کوئی شخص جسکا یہ نام تھا دیکھو تاریخ یوسی بیس کی کتاب ۳ باب ۲۵-
۲۷	مشاہدات یوحنا	سرل اور تمام کلیسیا یروشلم اوسکے وقت مین اسکو واجب التسلیم نہین جانتے تھے اور ڈیونیسیس کہتا ہی کہ بعض نے ہمسے پیشتر اسکو علیحدہ کردیا اور اوسکے رد مین کوشش کی ہی اور کہا ہی کہ یہ بے معنی اور بے عقلی اور بڑا بھاری جہالت کا حجاب ہی اور یوحنا کی طرف اوسکی نسبت جھوٹ ہی اوسکا مصنف نہ کوئی حواری ہی نہ پاک آدمی

یہ ۲۷ رسالے ہین جو بعض عیسائیون کے نزدیک لہامی ہین اور اس مجموعہ کو عہد جدید کہتے ہین انمین سے چار انجیلون اور اعمال کا حال تو بیان کیا گیا خطوط باقی رہے مگر غور کا مقام ہی کہ جب انجیلون کا الہامی ہونا ثابت نہین ہوتا تو پھر خطون کا کیا ذکر خطون مین اگرچہ بعض باتین نصیحت کی بھی ہین مگر اونکی تحریر خود اس بات کی شہادت دیتی ہی کہ یہ خانگی خطوط ہین جن مین کچھ نصیحت کی باتین بھی لکھی ہین ناظرین ملاحظہ کرین کہ پولوس تمطاوس کو لکھتے ہین "آگے کو صرف پانی نہ پیا کر بلکہ اپنے ہاضمہ اور اکثر کمزوریون کے واسطے تھوڑی می پی" (طمطاوس اول ۵ ۲۳) اب کون کہہ سکتا ہی کہ یہ الہامی بات ہی کیا خدا کو تمطاوس کے شراب پینے کے لیے الہام کرنا ضرور تھا اور نامہ ۲ طمطاوس باب ۴ درس ۱۱ سے ۱۳ آیت تک ہی "لوقا اکیلا میرے ساتھ ہی تو مرقس کو اپنے ساتھ لے کیونکہ وہ اس خدمت مین میرے اس کام کا ہی مینے تخکس کو افسس مین بھیجا اور وہ لبادہ جسے

Marfat.com

تو اس مین قرپس کے یہان چھوڑا اور کتابین خاص کر رق کے طومار تو لیتا آئیو" اب ناظرین دیکھین کہ یہ خانگی خطوط نہین تو کیا ہین کیا ایسے مضامین کو کوئی الہامی کہہ سکتا ہی ہرگز نہین پھر کیا ان مضامین کی تصدیق قرآن سے چاہتے ہین کیا قرآن نے کسی مقام پر پولوس کی تحریر کی تصدیق کی ہی حاشا وکلا ہرگز نہین قرآن مجید صرف تعلیم مسیح کو انجیل کہتا ہی چنانچہ اوپر ذکر کیا گیا پھر کیا وجہ ہی کہ یہ تمام مجموعہ لیکر قرآن سے مقابلہ کرنے بیٹھے ہین۔ جب اونھون نے اعتراض کی بنیاد قرآن مجید کی تصدیق پر رکھی ہی تو اونھین ضرور ہی کہ اوسی کتاب سے مقابلہ کرین جسکی تصدیق قرآن مجید نے کی ہی ان خانگی خطونکو بحث سے خارج کرین باینہمہ ان خطون مین جسقدر عمدہ مواعظ و پند ہین اونسے قرآن مجید کو ہرگز مخالفت نہین ہے[1] البتہ ان باتونمین مخالفت ہی کہ قرآن مجید توریت کو نور و ہدایت کہتا ہی اور پولوس اوسے کمزور و بیفائدہ او رعیب دار او ظلمت بتاتا ہی (دیکھو نامہ عبرانیون ۸ ۷ ۱۳) قرآن مجید ستھری اور پاک چیزونکو حلال فرماتا ہی اور پولوس مقدس ہر پاک و ناپاک کی حلت کا فتوی دیتا ہی (طیطس ۱ ۱۵) پولوس شراب نوشی کا حکم دیتا ہی (اول تمطاوس ۵ ۲۳) قرآن مجید اس مضر شے سے منع کرتا ہی۔ غرضکہ اگر اختلاف ہی تو اس قبیل کا ہی اب ناظرین خود انصاف کر سکتے ہین کہ کونسے حکم خدای قدوس کیطرف سے ہو سکتے ہین۔

اس بیان کے بعد یہ سوال ہوگا کہ جس کتاب کو اس وقت انجیل کہا جاتا ہی وہ تو حواریون وغیرہ کی تاریخ اور مجموعہ خطوط ہین قرآن مجید اونکو انجیل نہین کہتا پھر وہ انجیل کہان ہی جسکی تصدیق قرآن مجید کرتا ہی اسکا جواب یہ ہی کہ قرآن مجید حضرت مسیح کی تعلیمات کو انجیل کہتا ہی پس اس مجموعۂ عہد جدید مین جو تعلیمات اور نصیحتین حضرت مسیح کی ہین وہ انجیل ہے[1] قرآن مجید اوسکی تصدیق کرتا ہی ماسوا اسکے جس قدر تواریخی امور حواریون نے بچشم دید یا سنکر لکھے ہین یا جو باتین اپنی رائے اور اجتہاد سے بیان کی ہین اوسے قرآن مجید ہرگز انجیل نہین کہتا۔ اس وقت گرچہ ہمین اس سے بحث نہین ہی کہ یہ بات عیسائیون کے اعتقاد کے موافق ہی یا مخالف یہان تو صرف اس امر کو بیان کیا جاتا ہی کہ قرآن مجید کسکی تصدیق کرتا ہی مگر ہم نہایت مسرت سے بیان کرتے ہین کہ علماے محققین مسیحیہ کا قول بھی اسکے مطابق ہے حواری کی اجتہادی رائے کی نسبت مارٹین لوتھر صاحب مقتدائے فرقہ پراٹسٹنٹ اپنی کتاب کی دوسری جلد

[1] البتہ وہ اختلاف و شکوک جو تفسیری باتکی تحقیق مین بیان ہوے ہین وہ ان تعلیمات مین بھی باقی ہین اسلیے ہم اوسپر بھی پورا یقین نہین کر سکتے ۱۲ منہ

Marfat.com

مین جہان ذکر ہی کہ ہیمار مجلس کے قسیس تیل بو الین وہان لکھتے ہین کہ ”گو یہ نامہ یعقوب کا ہو لیکن اوس کو نہین سوجھتا کہ اپنی طرف سی حکم شرعی بنا دین یہ منصب صرف حضرت مسیح کو تھا – یہ قول بالکل ہمارے مطابق ہی – ہارن صاحب جلد اول صفحہ ۲۴۸ کے حاشیہ پر لکھتے ہین کہ ” جب ہم کہین کہ کتب مقدسہ خدا کا کلام ہین ہماری یہ مراد نہین ہی کہ وہ سب خدا نے بولا ہی یا لکھوایا ہی یا ہر چیز جو اوسمین ہی کلام خدا ہی بلکہ انصاف اور رحم اور زندگی کے پاکی کے احکام کے بیان اور اُن تاریخی حصون مین جنمین ایسی زندگی کا جو اون اصول و احکام کے برخلاف ہی نتیجہ دکھایا گیا ہے تفریق کرنا چاہیے پہلا تو پاک خدا کا کلام ہی اور دوسرا یعنی تاریخی حصہ اون مین بعض کلام نیک آدمیون اور بعض شریر کا اور بعض کلام شیطان کا ہی اور اس سبب سے اسکو کلام خدا نہین کہہ سکتے“ پھر اوسی جلد کے پہلے ضمیمہ مین لکھتے ہین کہ ” جب یہ کہا جا کہ کتب مقدسہ خدا کیطرف سی وحی کی گئی ہین تو ہم یہ نسمجھین کہ خدا نے ہر لفظ یا ساری عبارت بتلائی ہی – اور نہ یہ خیال کیا جا کہ ہر ایک معاملہ مین جو وہ بیان کرتے تھی یا ہر ایک حکم مین جو وہ دیتے تھے اونکو الہام ہوتا تھا“ مختصراً – پھر لکھتے ہین کہ ” عہد عتیق کے تاریخی کتابون کے مصنفون کو کبھی کبھی الہام ہونا متحقق ہی“ پھر لکھتے ہین کہ ” اونمین سی بعض کتابین پیچھے سے اُن پاک ملفوظات سی جنکے مصنف پیغمبر یا سیر لوگ تھے اور اون دفتر کے کاغذات یا اور سچے ملفوظون سی جمع کی گئین جو غیر الہامی لوگون کی تصنیف تھے“

ہارن صاحب کے بیان سے بخوبی واضح ہو گیا کہ بیبل مین کل کلام الہامی نہین ہی خصوصاً تاریخی حصہ میں یہی ہمارا مدعا ہی – اور سائیکلوپیڈیا برٹینکا کی جلد ۱۱ الہام کے بیان مین لکھا ہی کہ ” اس بات پر گفتگو ہی کہ آیا کتب مقدسہ کی ہر بات اور ہر معاملہ الہامی ہی یا نہین جیروم اور گروشیس اور اراسمس اور پروکوپیس اور بہت سے لوگ کہتے ہین کہ کتب مقدسہ کی سب باتین الہامی نہین ہین پھر اوسیکی ۱۹ جلد کے صفحہ مین ہی کہ ” جو لوگ اس بات کے قائل ہو گئے ہین کہ کتب مقدسہ کا ہر معاملہ اور تمام گذارشات الہامی ہین وہ اپنے دعوی کو بآسانی ثابت نہین کر سکینگے (پھر لکھا ہی کہ) اگر ازراہ تحقیق ہمسے استفسار کیا جا کہ تم عہد جدید کے کونسے اجزا کو الہامی مانتے ہو تو ہم جواب دینگے کہ مسائل

اور احکام اور پیشین گوئیان ایسی چیزین جو دین عیسوی کے اصل اصول ہین انمین الہام کا
خیال علحدہ نہین ہوسکتا گذارشات کے لیے حواریون کی یادداشت کافی تھی" اور ریس کی
سائیکلوپیڈیا کی ۱۹ جلد مین لکھا ہی کہ لوگون نے کتب مقدسہ کے تمامہا الہامی ہونیکی نسبت گفتگو کی
ہے اور وہ کہتے ہین کہ اون لوگون یعنی مولفین کے افعال و ملفوظات ہین غلطیان اور اختلاف ہے
متی کے باب ۱۰ ورس ۱۹ و ۲۰ اور مرقس کے ۱۳ باب ورس ۱۱ اعمال کے باب ۲۳ ورس ایک سے
ہ تک مقابلہ کرکے دیکھو۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حواری لوگ ایک دوسرے کو صاحب وحی نہین سمجھتے
تھے جیسا کہ یروشلم کی کونسل کے آپس کی بحث اور پولوس کے پیٹر کو الزام دینے سے ظاہر ہے اور
یہ بھی کہا گیا ہی کہ قدمائے مسیحین اون لوگون کو خطا سے خالی نہین سمجھتے تھے کیونکہ بعض اوقات
اونکے افعال پر روک ٹوک کی گئی ہے (دیکھو اعمال باب ۱۱ ورس ۲ و ۳ اور باب ۱۲ ورس ۲۰ سے ۲۴
تک) اور یہ بھی کہا گیا ہی کہ پولوس مقدس جو اور حواریون سے اپنے تئین کمتر نہین سمجھتا (دیکھو ۲ گرنتھون
کا باب ۱۱ ورس ۵ اور باب ۱۲ ورس ۱۱) خود اپنے حال مین ایسا بیان کرتا ہے جس سے صاف ظاہر
ہے کہ وہ اپنے تئین ہمیشہ اور ہر وقت الہامی نہین سمجھتا تھا اول گرنتھون کا باب ۷ ورس ۱۰ و ۱۲ و ۲۵
و ۴۰ اور دوم گرنتھون کا باب ۱۱ ورس ۱۷) اور ہم نہین پاتے ہین کہ حواری لوگ ایسی طور پر گفتگو شروع
کرتے ہین جیسے پیغمبر لوگ شروع کرتے تھے کہ گویا وے خدا کیطرف سے بولتے ہین پھر لکھا ہے۔ کہ مسیح کا
اوس ہوشیاری اور خیال سے جو ایسی بڑے مطلب کے لیے ضرور تھا طرفین کے دلائل کو تول کر اس امر
کا یون فیصلہ کرنا مناسب جانا کہ ناموس کے لیے تو الہام البتہ مفید ہے لیکن تاریخی کتابون کے
واسطے مثلاً انجیلین اور اعمال اگر الہام سے بالکل قطع نظر کیجاے تو کچھ نقصان نہین بلکہ کچھ فائدہ
ہوگا اگر تاریخی معاملون مین حواریون کی گواہی صرف اور انسانون کی سی گواہی مانی جاسے
(جیسا حضرت عیسی نے بھی ورس ۲۷ باب ۱۵ یوحنا مین خود کہا ہے تم بھی میرے گواہ ہو کیونکہ اسلیے
کہ تم میرے ساتھ شروع سے تھے) تو بھی کچھ نقصان نہین اور کوئی شخص منکر کے مقابلہ مین دین
عیسوی کی صداقت کی بابت کسی مسئلہ کو اولا فرض و تسلیم کرکے گفتگو نہین کریگا بلکہ مسیح کی معجزہ

Marfat.com

جی اوٹھنے اور معجزات کی صداقت کی دلیلون کی بنا انجیل نویسون کے اعتبار پر رکھیگا یہ سمجھکر
کہ گویا وے مورّخ ہین ورنہ وہ لوگ جو اپنے ایمان کی بنا کو جانچین اونکو لازم ہی کہ انجیل نویسون کی
گواہی انسانون کی سی سمجھین کیونکہ انجیل کی گذارشات کو الہامی قرار دیکر سچا ٹھہرانے مین دور
لازم آتا ہے اس لیے کہ انجیلین بلحاظ مضامین الہامی ٹھہرائی گئی ہین - پس حالات مذکورۂ بالا
مین بجز اسکے اور کچھہ چارہ نہین کہ انجیل نویسون کی گواہی اور آدمیون کی سی گواہی سمجھی جاے
اور تمام تاریخی معاملون مین حواریون کو ایسا سمجھنے سے دین عیسوی مین کچھہ نقصان لازم نہ آئیگا
اور ہم کہین صراحتًا لکھا نہین پاتے کہ عام معاملے جنھین حواریون نے اپنے تجربے سے اور لوقا نے
اپنی تحقیقات سے دریافت کیا الہامی ہون بلکہ اگر ہمکو اس خیال کرنے کی اجازت حاصل ہوے
کہ بعض انجیل نویسون نے کچھہ غلطی کی اور پیچھے سے یوحنا نے اوسکو درست کیا تو انجیل کی
تطبیق کے لیے بڑا فائدہ حاصل ہوگا مسٹر گڈل صاحب کی راے اپنے رسالۂ الہام کی دوسری فصل مین
میکائلس کی راے کے ساتھہ متفق ہی عہد جدید کی اون کتابون کے الہامی ہونیکی نسبت جنکو حواریون
کے شاگردون نے لکھا یعنی انجیل مرقس اور لوقا اور اعمال حوارئین میکائلس تامل کرتا ہے" مختصرًا
یہ منصفانہ اور محققانہ تحریر ابراہام ریس کی قابل غور ہے یہ محقق ہمارے دعوی کو بالکل ثابت کرتا ہے
ڈاکٹر بنسن کا بھی یہی قول ہی اسیواسطے یہی ریس سائیکلوپیڈیا کی ۱۹ جلد مین ڈاکٹر مذکور کے حال مین
اسکی راے کو بنیظیر اور لاثانی بتاتا ہے -

رابرٹ جمبرس بھی سائیکلوپیڈیا کی جلد ۵ مین لفظ الہام کے بیان مین اسیطرح کہتا ہے محصل اوسکا یہ
کہ بعض کہتے ہین کہ بیبل مین ہر لفظ الہامی ہی اور بعض صرف اوسکے مسائل مذہبی کو اس طور پر سمجھتے ہین
اور دیگر حالات کو مثل تواریخ اور علوم کے انکو الہامی نہین سمجھتے اسکے بعد جمبرس لکھتا ہی کہ مین اس
کتاب مین محض اقوال نقل کرتا ہون کسی قول کو ترجیح دینا اور فیصلہ کرنا منظور نہین ہی با اینہمہ اوسنے
کچھہ اختلافات اور اغلاط بیبل کے بیان کرکے اس امر کو صحیح ٹھہرایا ہے کہ بیبل کل الہامی نہین
یہ امر بھی غور کے لائق ہے کہ محققین مسیحیہ نے جب قدیم نسخون کی تصحیح کی تو بہت سی آیتون کو داخل

Marfat.com

خارج کیا مثلاً گریسباخ نے جو اپنے نسخہ سے آیات خارج کر دی ہین اونہین تفسیر اسکاٹ انگلش مطبوعہ اکسفورڈ جلد ۳ صفحہ ۲۵۱ خاتمہ تفسیر متی مین ناظرین ملاحظہ کرین کتنی لمبی فہرست آیات خارج شدہ کی لکھی ہے ۔

حاصل یہ کہ یہانتک جس قدر کتب عہد عتیق اور عہد جدید کا ذکر کیا گیا اوس سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ یہ کتابین خود شہادت دیتی ہین کہ انمین خالص الہامی کلام نہین بلکہ غیر الہامی کلام بہت کچھ نہین ملا ہی اور جب اون محققین کے کلام کو دیکھا جو اِن کتابون کے حامی اور مددگار اور معتقد ہین اوس سے بھی اِس دعوی کے ثبوت مین کچھ شک نرہا محققین اہل کتاب نے خوب روشن کر دیا کہ یہ تمام مجموعہ ہرگز الہامی نہین ہی ہان الہامی کلام اسمین مخلوط ہے پس جسقدر کلام الہامی اِن کتابون مین مخلوط ہے اوسی کی تصدیق وہ علام الغیوب قرآن مجید مین کرتا ہے کیونکہ وہ کلام اونکے پاس ہی گرچہ دوسرے کلام کے ساتھ ملا ہی مگر یہ خلط وملط ہماری نظر مین ہی وہ علام الغیوب خوب جانتا ہی کہ یہ کلام الہامی ہے اور یہ انسانی ۔ پس قرآن مجید کی تصدیق صحیح ہی مگر اس تصدیق کے یہ معنی نہین ہین کہ اِن کتابون مین تمام کلام الہامی ہی لہذا اس مجموعہ سے مخالفت ثابت کرنا بیکار ہے جو مضمون بیبل سے آپ مخالف قرآن نکالینگے ہم اوسے غیر الہامی کہدینگے ۔

واضح ہو کہ پادری صاحب نے صفحہ ۱۸۵ مین توریت کے الحاقی فقرون کی نسبت یہ جواب دیا کہ " جو توریت زمانہ محمدی مین جاری تھی وہ یہی ہی جسکی تصدیق قرآن کرتا ہی پس اگر مسلمانون کو ان عبارتون کی نسبت کچھ شبہہ ہی تو اُن قدیمی نسخون کو ملاحظہ کرین جو قبل محمد صاحب کے دو سو تین سو برس پہلے کے لکھے ہین اور اب تک موجود ہین " اب شاید پادری صاحب یا اور کوئی اسیطرح کا جواب تمام مجموعۂ بیبل کی نسبت دے اور کہے کہ یہ تمام صحیفے وہی ہین جو زمانہ محمدی مین جاری تھے جسکی تصدیق قرآن کرتا ہی اسلیے مین ناظرین کو متنبہ کرتا ہون کہ یہ جواب ہرگز قابل توجہ نہین ہی کئی وجہ سے

اول یہ کہ قرآن مجید کی تصدیق کے لحاظ سے بیبل کے تین حصے کرنا ضرور ہین ایک توریت یعنی حضرت موسی کی کتاب دوسری انجیل یعنی مجموعۂ عہد جدید تیسری اور صحیفے تیسرے حصہ کی نسبت بجز زبور داؤد کے اور کسی صحیفہ کا پتہ قرآن مجید سے نہین لگتا کہ وہ کونسے ہین جیسا کہ ذکر کیا گیا پھر ان خاص صحیفونکی تصدیق

Marfat.com

قرآن مجید سے ثابت کرنا کسی محقق کا کام نہین دوسرے حصہ کی نسبت ہم انجیل کے بیان مین لکھ چکے ہین کہ جس انجیل کی تصدیق قرآن مین ہی وہ صرف الہامات مسیح ہین نہ یہ تمام مجموعہ عہد جدید جو حواریونکی یادداشتین ہین اسکی تصدیق کا دعوی کرنا محض دھوکا ہی اب رہی موسی کی کتاب اوسکی کچھ علامتین قرآن مجید مین مذکور ہوئی ہین مگر اون علامتون سے اسکی تعیین ہرگز نہین ہوتی کہ یہ پانچ کتابین موسی کی جو بالفعل رائج ہین یہی مراد ہین چنانچہ توریت کے بیان مین اسکا ثبوت گذرا اب اگر یہ کہیے کہ قرآن مجید مین یہ دعوی نہین کیا گیا کہ ان کتابون مین خلط ہی اگر یہ امر واقعی تھا تو جس طرح ان کتابون کی تعریف کی تھی اسی طرح اونکا مخلوط ہونا بھی بیان کرتا تاکہ خلقت اوس سے پرہیز کرتی یہ شبہہ بھی محض ناواقفی کی وجہ سے ہے کیونکہ اول تو یہ ضرور نہین کہ جو امر واقعی ہو اوسے بیان ہی کردیا جاے دیکھیے حضرت مسیح اور حواریون نے سامریونکو کہین تحریف کا الزام نہین دیا حالانکہ جمہور مسیحیہ کے نزدیک ثابت ہی کہ اونھون نے عیبال کی جگہ گذرزم بنالیا اور احکام عشرہ مین اپنی طرف سے ایک حکم داخل کردیا پھر اگر اسکا قول صحیح ہو تو سامری کہہ سکتے ہین کہ ہماری کتاب صحیح ہی کیونکہ مسیح نے اونکی کتاب کو غلط نہین بتایا اور لطف یہ ہی کہ حضرت مسیح کا سکوت ایسے محل پر ہے جہان بیان کرنا ضرور تھا کیونکہ سامریہ عورت نے آکر دریافت کیا کہ ہمارے باپ دادون نے اس پہاڑ پر سجدہ کیا اور تم کہتے ہو کہ وہ مقام جہان چاہیے کہ لوگ سجدہ کرین یروشلم مین ہی اسکے جواب مین مسیح نے یہ نکہا کہ تمھارے نسخہ مین تحریف کی گئی ہی صحیح یہی ہے کہ وہ مقام یروشلم مین ہی بلکہ یہ کہا کہ ای عورت میری بات کو سچ جان کہ وقت آتا ہی کہ تم نہ تو اس پہاڑ مین اور نہ یروشلم مین سجدہ کروگے (دیکھو یوحنا باب ۴ ورس ۲۰ و ۲۱) پھر جب ایسے بھاری سکوت سے سامریون کے نسخہ کی صحت ثابت نہین ہوئی تو قرآن مجید کے سکوت سے کتب سابقہ کا غیر مخلوط ہونا اس وجہ سے ثابت کیا جاتا ہی - دوم یہ کہ جب باقرار پادری صاحب قرآن مجید کے مضامین کچھ تو بیبل کے موافق اور کچھ مخالف ہین اور بعض باتون کا تصریح رد بھی کیا ہے پھر اس کہنے کے کیا معنی کہ قرآن مجید بیبل کو مخلوط نہین بتاتا اس طرز سے تو ثابت ہوا کہ قرآن مین خلط کا دعوی

Marfat.com

کرنا کافی نہین سمجھا گیا بلکہ دکھا دیا گیا کہ یہ غلط ہے آلغرض یہ دعوی کرنا کہ قرآن مجید انجیل کے
ہر جملہ کی تصدیق کرتا ہے محض غلط ہے بس استقدیر پر مخالفت نکالکر قرآن کو اپنا آپ مکذب ٹھہرانا محض
نادانی یا دھوکا دہی ہی اور قدیم نسخونکے ملاحظہ کرنیکا حکم جو پادری صاحب دیتے ہین تو جواب اول تو
یہ ہے کہ ہمین اسکی ضرورت نہین دوسرے کہین اونکا وجود واقعی نہین پاتے بجز ادعائی کے اور تیسرے
اونکی طرف رجوع کرنا فضول ہی۔ چونکہ پہلے کتب سماویہ مین غلط ملط ہو گئی ہین اسی لیے
علمانے لکھا ہی۔ قد تقرر فی الاصول ان شرع من قبلنا شرع لنا اذا قصہ اللہ تعالی ورسولہ من
غیر انکار ولم یظہر نسخہ (درمختار) یعنی علم اصول مین ثابت ہو چکا ہی کہ اگلے لوگون کی شریعت ہمارے
لیے شریعت ہی (یعنی مسلمانون کو اوسپر عمل کرنا واجب ہی) بشرطیکہ اللہ تعالے نے یا اوسکے رسول نے
اوسے بیان کیا ہو بغیر انکار کے اور اوسکا منسوخ ہونا ظاہر نہوا ہو۔

پادری صاحب نے آخر کتاب مین لکھا ہے کہ یہ قول حنفیہ کا ہی شافعیہ اسکے قائل نہین ہین۔
مین کہتا ہون کہ شافعیہ بھی کہتے ہین علامہ قسطلانی شافعی کا قول ارشاد الساری مین ملاحظہ کیجیے
اور قطع نظر اسکے شافعیہ اور حنفیہ کو رہنے دیجیے تحقیق کیجیے حق یہی ہی جو مینے یہان لکھا ہی جو حنفی
اور شافعی نہین ہین وہ لکھتے ہین قد اختلف اہل العلم فی شرع من قبلنا ہل یلزمنا ام لا فذہب الجمہور
الی انہ یلزمنا اذا لم ینسخ وہو الحق (فتح البیان) اہل علم نے اختلاف کیا ہی کہ اگلی شریعت ہمپر لازم
ہی یا نہین اکثر کا مذہب یہ ہی کہ لازم ہے جبکہ وہ منسوخ نہوئی ہوئی ہو اور یہی بات حق ہے
ہان یہ امر بھی قابل بیان ہی کہ جب قرآن مجید نے توریت و انجیل کو نور و ہدایت فرمایا ہی تو اوسکو
ممتاز کیون نکر دیا تاکہ لوگ اوس سے نفع حاصل کرتے اور ہدایت پاتے۔ اسکا جواب تحقیقی یہ ہے
کہ جس قدر کلام نور و ہدایت تھا اوسکو بلا شبہہ جدا کر دیا اس طرح پر کہ قرآن مجید مین اوسے
بتکمیل بیان کر دیا تاکہ دین محمدی جامع ہدایات الٰہی ہو جائے اور کسی کتاب کیطرف عمل کرنے مین
حاجت نرہے چند آیات سے یہ مدعا ثابت ہی اول یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُبَیِّنَ لَکُمْ وَیَھْدِیَکُمْ سُنَنَ الَّذِیْنَ
مِنْ قَبْلِکُمْ اللہ چاہتا ہی کہ واضح کر دے تمھارے لیے اور بتا دے تمکو طریقے اگلے لوگون کے۔

یعنی جو طریقے اور احکام شریعت اگلے نبیون کو دیے گئے تھے وہ اللہ تعالے نے امت محمدیہ کے لیے قرآن مجید مین بیان کردیے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری مین لکھتے ہین۔ ہذہ الآیۃ دلیل علی ان شرائع من قبلنا مالم یظہر کونہا منسوخۃ فی شریعتنا واجب علینا اتیانہا اذا ثبت عندنا بالکتاب او السنۃ یعنی یہ آیت ثابت کرتی ہے اس بات کو کہ پہلے انبیا کی شریعت پر عمل کرنا ہمپر واجب ہے جس وقت تک اوسکا منسوخ ہونا ہماری شریعت مین معلوم نہو اور قرآن و حدیث سے اوسکا شریعت ہونا ثابت ہوجاے دوم وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْکِتٰبِ وَمُهَیْمِنًا عَلَیْهِ فَاحْکُمْ بَیْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اور اوتاری ہمنے تیری طرف کتاب سچی (یعنی قرآن مجید) سچ بتاتی ہوے پہلی کتابون کو (یعنی توریت و انجیل کو) اور[1] اوسپر مشتمل پس حکم کر اون مین (یعنے اہل کتاب مین) ساتھ اوسکے جو اوتارا اللہ نے تجھپر اس آیت مین اللہ نے قرآن مجید کو توریت و انجیل کا مہیمن فرمایا اور اس وصف پر یہ امر متفرع کیا کہ محمد رسول اللہ اہل کتاب مین حکم کرین یعنی قرآن مین جب یہ وصف پایا گیا تو حضرت اس امر کے مستحق ہین کہ اہل کتاب پر حکم کرین اب مہیمن کے معنی دریافت کرنا چاہیے یہ لفظ مشترک ہے کئی معنی رکھتا ہے۔ نگہبان۔ حافظ۔ گواہ۔ امین۔ غالب۔ بلند۔ ان مین سے جو معنی اس مقام

[1] شاہ عبد القادر صاحب نے مہیمن کا ترجمہ شامل کیا ہے اور یہی مدعا بنظر غور و انصاف سورۂ لم یکن کی آیت سے اور سورۂ انعام کی اوس آیت سے جسے پادری صاحب نے صفحہ ۲۵۶ مین نقل کیا ہے ثابت ہوتا ہے اور چونکہ قرآن مجید ہدایات انبیا سابقین پر مشتمل ہے اسلیے اللہ تعالے نے سورۂ انعام مین فرمایا فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ یعنی اونکی ہدایت کی پیروی کر اگر اونکی ہدایتین قرآن مین مذکور نہوتین تو آنحضرت کو اتباع کا حکم نہوتا کیونکہ حضرت امی تھے اور یہ بھی معلوم کرلینا چاہیے کہ سورۂ مائدہ مین اہل کتاب کو جس توریت و انجیل پر عمل کرنا موجب فلاح ٹھہرایا ہے وہ یہی ہے جسپر قرآن مجید مشتمل ہے پادری صاحب نے جو صفحہ ۱۲۲ ۱۲۳ مین ان آیات سے اپنی بیبل پر عمل کرنا ثابت کیا ہے وہ محض نادانی ہے یہ آیات پادری صاحب کی عمدہ دلیلین تھین جنسے اونھون نے بیبل کا صحیح موجود اور مشہور ہونا ثابت کیا ہے پس اونکا اجمالی جواب یہان دیا گیا تفصیلی جواب دوسرے حصہ مین انشاء اللہ آئیگا اور وہ جو ایمان بالکتاب یا بعض اہل کتاب کی تعریف سے یا اس سے کہ بعض صورتون مین اون سے دریافت کرنیکا حکم ہوا تمام مجموعہ بیبل کا وجود اور صحت اور تسلیم ثابت کرنا تو عجب دانشمندی ہے ایصاحب کتاب الٰہی پر ایمان لانا

لیے جایئن وہ صحیح ہوسکتے ہین کیونکہ قرآن مجید ان کل اوصاف کا جامع ہی اور یہ سب معنی اوس مین
پائے جاتے ہین اسکی وجہ یہ ہی کہ پہلے چار معنی کی جو علت ہی وہ قرآن مجید مین پائی جاتی ہی اوس ایک
وصف کا ہونا ان کل معانی کا ہونا ہی وہ وصف اور علت اشتمال ہی یعنی چونکہ قرآن مجید جمیع ہدایات
اور احکامات ضروریہ توریت وانجیل پر شامل ہے اسلیے اوسکو حافظ توریت وانجیل بھی کہہ سکتے ہین
اور گواہ وامین بھی کہہ سکتے ہین کیونکہ قرآن مجید تو بسبب وعدۂ خداوندی ہمیشہ تغیر وتبدل سے
محفوظ ہی پس جسپر یہ مشتمل ہوگا لامحالہ وہ بھی محفوظ رہیگا اور تغیر اور تبدل نہونے پائیگا اوریہی معنی امین
کے ہین کہ امانت کو بحفاظت رکھے اور شہادت تو ظاہر ہی کہ خود آئینہ بنکر اوسکی صورت دکھا رہا ہے
اس سے زیادہ اور کیا گواہی ہوگی غالب اور بلند اسلیے ہی کہ احکام توریت وانجیل کی تکمیل کی ہی جسکا بیان
اختلاف چہارم مین آئیگا۔ اس تقریر سے ظاہر ہوگیا کہ قرآن مجید بسبب مشتمل ہونے کے توریت وانجیل کے
احکام کا جامع ہی پس اگر ان احکام کو محمد رسول اللہ اہل کتاب مین جاری کرین تو ہوسکتا ہی اونکو چاہیے
کہ بلا عذر اوسے قبول کرین کیونکہ یہی احکام تو اونکی کتاب مین ہین اگر کچھہ تغیر ہوگا تو اونکی غلط فہمی
کا اظہار ہوگا یا اوسی حکم مذکور کی تکمیل ہوگی ہمارے بعض علما بھی ایسا لکھتے ہین چنانچہ علامہ ابو سعود نے
آیت مذکورہ کی تفسیر مین لکھا ہی۔ ای اذا کان شان القرآن کما ذکر فاحکم بین اہل الکتاب عند تحاکمہم
الیک بما انزل اللہ ای بما انزلہ الیک فانہ مشتمل علی جمیع الاحکام الشرعیۃ الباقیۃ فی الکتب الالٰہیۃ جب کہ
قرآن شریف کی شان ایسی ہی جیسی اس آیت مین مذکور ہی تو جو احکام خدا نے تجھپر اوتارے ہین او

فرض ہی مگر یہ تو وہان نہین ہی کہ یہ کتاب وہی ہی جو پادری صاحب یا اونکے مرشدون کے
ہاتھہ مین تھی اور تعریف اون اہل کتاب کی ہی جو سچے مسلمان ہوگئے تھے یا اونکی جو حضرت موسیٰ
یا دیگر انبیا کے وقت مین تھے پھر اسے کتاب کی صحت سے کیا تعلق ہی اور سوال کرنیکا حال یہ ہے
کہ بمقابلہ مشرکین عرب کے اہل کتاب ذی علم اور بہت باتون سے واقف تھے اور خدا کی ہدایتین
بالکل ناپید تو نہین ہوگئی تھین البتہ کچھہ خلط ملط تھا بہت باتین صحیح صحیح بھی جانتے تھے اسوجہ سے
اونسے دریافت کرنیکا حکم بعض وقت ہوا اس سے تمام مجموعۂ بیبل کی صحت کیسے ثابت ہوئی یہ مختصر بیان
اوس تمام تحریر کا جواب ہی جو پادری صاحب نے بیبل کی صحت اور کاملیت کے ثبوت مین
کی ہے ۱۲

Marfat.com

فیصلہ کر اہل کتاب مین جب وہ تیرے پاس فیصلہ کے لیے آوین کیونکہ جو کتاب تجھپر اوتاری گئی ہی وہ
شامل ہی تمام شرعی احکام باقیہ کو جو خدا کی کتابون مین ہین۔ جب ناظرین نے قرآن کی حفاظت
کے معنی معلوم کر لیے تو یاد رکھنا چاہیے کہ اوس کتاب مین جو اہل کتاب کے ہاتھہ مین ہی کیسا ہی تغیر و
تبدل ہوجاے مگر اوسکی نگہبانی اور امانت مین کچھہ فرق نہین آسکتا پادری صفدر علی صاحب صفحہ
۱۵۱ مین یہ آیت نقل کر کے بہت کچھہ خوش ہوے ہین شاید وہ نگہبان کے معنی بسبب اپنے عہدے
کے کوتوال یا پیادہ کے سمجھے ہین کہ ڈنڈا لیے سر پر کھڑا رہے یا گشت کرے اور کسیکو دست اندازی نکرنے
دے بھلا یہ کونسی عقل کی بات ہی کہ قرآن مجید کی نگہبانی اون کتابون کے تغیر و تبدل سے مانع ہو
جو غیرون کے ہاتھہ مین ہین ذرا پادری صاحب ہی انصاف کرین ؂

الحاصل آیات مذکورہ سے ظاہر ہوا کہ توریت و انجیل کو خدا تعالے نے قرآن مجید مین تکمیل کے ساتھہ
بیان کر دیا جسکے سبب وہ تعلیمات الٓہی جو نور اور ہدایت تھے کلام انسان سے ممتاز اور علحدہ ہوگئے
اسیواسطے فرمایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ الخ اس آیت کا یہ مطلب ہی
کہ جو دین حق اور وصول الی اللہ کا رستہ آدم کے وقت سے موافق استعداد اہل زمانہ یا کسی
مصلحت سے تعلیم ہوتا رہا آج اوسکی تکمیل ہوگئی اب کسی طرحکے تغیر و تبدل کی حاجت نرہی اور اللہ
نے دین کی تعلیم کو پورا کر کے اپنی نعمت اور احسان کو اس انسان پر پورا کر دیا وہ دین حق اسلام
اسی وجہ سے فرمایا اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ بیشک دین حق اللہ کے نزدیک اسلام ہے اور
دوسری جگہ تاکیداً فرمایا وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ جو کوئی اسلام کے سوا دین

پادریصاحب نے نسخ کی بحث کو بہت طول دیا ہی اور یہ بات ثابت کرنا چاہی ہے کہ قرآن و حدیث سے توریت
و انجیل کا نسخ ثابت نہین ہوتا مگر اونکی نظر سے یہ دونون آیتین نہین گذرین جنسے تمام ادیان
مخالفہ کا نسخ اظہر من الشمس ہی اگر توریت و انجیل قرآن مجید کے مخالف ہی جیسا پادری صاحب
گمان کرتے ہین تو قرآن شریف صاف صاف اوسے منسوخ بتاتا ہی کیونکہ جب یہ کہدیا کہ مذہب اسلام
کے سوا کوئی مذہب خدا کے نزدیک مقبول اور پسندیدہ نہین ہی تو معلوم ہوا کہ تمام ادیان منسوخ
ہین پادری صاحب نے عبث نسخ کی بحث مین اس قدر دردسری کی ہی ۱۲ منہ

دین اختیار کرے سو ہرگز مقبول نہوگا الحاصل دین اسلام کو کامل اور جامع جمیع ہدایات کرکے باقی ادیان کو غیر مقبول قرار دیا اور اوسکی طرف توجہ کو منع فرمایا پس گویا دین موسوی ہی تو دین اسلام ہی اور دین عیسوی ہی تو یہی دین اسلام ہی اور دین محمدی ہی تو یہی ہی اب یہی معجون مرکب اوس حکیم مطلق نے کل بنی آدم کے لیے تجویز کی ہی اور ازالۂ مرض وشفا کو اسی پر منحصر کیا ہے۔

اے برادران مسیحی بنظر انصاف اسمین غور کرو تعصب اور ہٹ دھرمی کو دخل ندو اور سچے عیسائی بن جاؤ ایسا نہو کہ یہ وقت ہاتھ سے نکل جائے اور پھر پچھتانا کام نہ آئے کسی نے ہندی مین خوب کہا ہی
آگے کے دن پاچھے گئے ہر سے کیو نہ ہیت * اب پچھتائے کا ہوت ہے کہ چڑیان چگ گئین کھیت

جب یہ امر ثابت ہولیا کہ قرآن وحدیث جس توریت وانجیل کا مصدق ہی اوسکی ہدایات وغیرہ کو شامل ہی اور اسی لحاظ سے اونکا نگہبان اور حافظ ہی تو اب توریت وانجیل کے احکام کی تصدیق اور اونکی صحت وغلطی کا معیار یہ ٹھہرا کہ قرآن مجید کے مطابق ہو پس جو احکام کہ مطابق قرآن ہین وہ صحیح ہین اور اونہین کو اصلی توریت وانجیل کے مضامین کہنا چاہیے اور جو مطابق نہین اونکا کچھ اعتبار نہین بلکہ وہ توریت وانجیل کے احکام ہی نہین اور جو امر کہ قرآن مجید مین مذکور نہین اور مجموعہ بیبل وغیرہ مین ہی اوسکی نسبت حضرت نے فرمایا لا تصدقوا اہل الکتاب ولا تکذبوھم[1] پس اس تحریر کا نتیجہ یہ ہوا کہ جس قدر مجموعۂ بیبل کو قرآن وحدیث سے مطابقت زیادہ ہوگی اوسی قدر اوسکا اعتبار زیادہ ہوگا اور جس قدر مخالفت ہوگی اوتنی ہی بے اعتباری بڑھیگی کیونکہ جو اوسکا نگہبان اور امین اور گواہ کہہ رہا ہے اوسکے خلاف ہی پادری صاحبنے یہ عجیب اولٹی بات نکالی کہ جب توریت وانجیل مخالف قرآن وحدیث ہو تو قرآن کی بے اعتباری پائی جائیگی یہ محض نادانی وجہالت ہے +

دوسری بات کی تحقیق

یہ امر ظاہر ہی کہ اگر کوئی شخص کسی کتاب کی تعریف وتوصیف کرے تو یہ ضرور نہین کہ یہ شخص اوسکے

[1] یعنی جس امر کی تصدیق قرآن وحدیث نے نہین کی ہی اوسمین اہل کتاب کو نہ تو سچا جانو اور نہ جھٹلاؤ کیونکہ نہ اونکی بات پر اطمینان ہی نہ اونکی کتاب پر اور سچ ہونیکا بھی احتمال ہی اسلیے دونون امر سے سکوت چاہیے ۱۲

Marfat.com

جمیع مقاصد کو اوّل سی آخر تک تسلیم کرتا ہی اور کسی امر مین مخالفت روا نہین رکھتا اوّل تو یہ دیکھا جائے
کہ تعریف کرنے والا کس نوع کی اور کس امر کی مدح کرتا ہی مثلاً قرآن مجید نے توریت کی اسطرح تعریف
کی کہ نور ہی ہدایت ہی نصیحت ہی اس سے اوسکی تعلیم کی خوبی نکلی اور وہ بھی اصول اور اہم امور کی
نہ کہ ہر ہر جزئی تعلیم کی کیونکہ عالی دماغ شخصون کا ہرگز یہ دستور نہین کہ اوسکی جزئیات پر نظر کرکے اوسکی
تعریف یا برائی کرین بلکہ اونکی نظر اصول ہی پر رہتی ہے پس اسطرح کی تعریف سے جزئیات اور تمام
قصص وحکایات خارج ہین - اب مین اپنے مدعا کی تائید مین ایک معتبر عالم مسیحی کی رائے نقل کرتا ہون
پیلی صاحب جو نہایت حامی دین مسیحی ہین اپنی کتاب کے تیسرے حصے کے تیسرے باب مین لکھتے ہین
کہ ہمارے شفیع نے بلاشبہہ آئین موسوی کو منجانب اللہ کہا ہے اور بلاشبہہ ہمارے شفیع نے اکثر اون
پرانے لکھنے والون کی نبوت کو تسلیم کیا ہے اور اس حد تک ہم عیسائیون کو جاننا واجب ہی اور
سب عہد عتیق یا ہر فرقہ کی سچائی اور اصل ہونے پر کتاب کے اور تحقیق پر لکھنے والیکے لیے دین عیسوی کو
مدعا علیہ کرنا بہت تو مین نہین کہتا لیکن بلا ضرورت تمام سلسلہ کو مشکل مین ڈالنا ہے یہ کتابین تمام
پڑھی جاتی تھین اور ہمارے شفیع کے ہمعصر یہودی مانتے تھے اور اوسنے اور اوسکے حواریون نے عموماً
تمام یہودیون سے اونکی طرف رجوع کیا ہی اور اشارہ کیا ہے اور استعمال مین لائے ہین پھر بھی
استعمال اور اشارے سے اور کچھ نتیجہ سوا اسکے نہین نکلتا کہ جہان حضرت عیسے نے کسی پیشین گوئی
کے حق مین صاف کہدیا ہے کہ من جانب اللہ ہے وہ تو الہامی ہی وگرنہ فقط اتنا ثابت ہوتا ہے
اوسوقت مین یہ کتابین مشہور اور مسلم تھین الخ -

مقام انصاف ہی کہ یہ فاضل مسیحی کہتا ہے کہ مسیح یا حواری کا کسی مضمون کیطرف رجوع کرنا اور اوسکا
استعمال کرنا اوسکے الہامی ہونیکو ثابت نہین کرتا پھر اگر ہم یہ کہین کہ محمد رسول اللہ نے بلاشبہ
توریت وانجیل کی تصدیق کی ہی مگر اس سے صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ جس مضمون کیطرف
حضرت نے رجوع کیا ہے اور اوسکا حوالہ دیا ہے وہ الہامی ہے اور جسکی طرف رجوع نہین کیا اوسکا
ہونا ثابت نہین ہوتا اور جس مضمون کا رد کیا ہے وہ بلاشبہہ الہامی نہین پھر کیا نا انصافی ہی ہمارے

Marfat.com

قول مین اوراس فاضل مسیحی کے قول مین کتنا فرق ہی ہم تو استعمال ورجوع سرورعالم سے الہامی ہونا
ثابت کرتے ہین اور یہ فاضل اوسکو بھی تسلیم نہین کرتا اور مسیح کے رجوع کو ثبوت الہام کے لیے کافی سبب
قرار نہین دیتا پھر پادری صاحب کیون اون مضامین کو مخالفت مین پیش کرتے ہین جنھین بالتصریح
قرآن مجید رد کرتا ہی اون مضامین کی اوسنے کب تصدیق کی تھی جنھین وہ رد کر رہا ہی جس وقت وہ
توریت وانجیل کو منزل من اللہ کہہ رہا ہے اوسی وقت تو وہ یہ بھی کہتا ہی کہ فلان امر منزل من اللہ
نہین ہے بھلا کون عاقل ایسی مخالفت کو موجب تکذیب کہہ سکتا ہی ۔ الحاصل دوسرا امر جسپر پادری صاحب
کا اعتراض مبنی ہی پایۂ ثبوت کو نہین پہونچتا پس اعتراض محض بے بنیاد ٹھہرا ۔ اب اگر ہمارے مخاطب
اس امر بدیہی کو تسلیم نکرین اور پہلی صاحب کے قول کو بھی غلط جانین تو ہم بحث کو زیادہ نہین پھیلاتے
صرف اس قدر کہتے ہین کہ توریت وانجیل کے بعض احکام مین بھی باہم اختلاف ہی اور اختلاف کیسا
پولوس نے تو تمام شریعت موسوی کو گویا نیست و نابود کر دیا اور جتنی حرام شے تھین سب پر حلت کا
فتوی دیدیا ابدی احکام کو میٹ دیا اور توریت کو باعث ظلمت و ضلالت بتایا پھر اب اس سے زیادہ
مخالفت اور کیا ہوگی اب اگر تصدیق کو یہ امر لازم ہے کہ مُصَدَّق کی کسیطرح مخالفت نہو ورنہ خود اپنا
مکذب ہوگا تو چاہیے کہ پادری صاحب عہد جدید مین بھی یہ قاعدہ جاری کرین اور مخالفت توریت
سے انجیل کی تکذیب کرین اور اگر یہ کہین کہ فروعات مین مخالف ہونا موجب تکذیب نہین بلکہ امور
ایمانیہ مین مخالفت باعث تکذیب و بطلان ہوتی ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ اگر عیسائی لوگونکا یہی تسلیم
ہے کہ انجیل تثلیث کی تعلیم کرتی ہے اور حضرت مسیح کی ابنیت حقیقیہ ثابت کر رہی ہی اور کفارہ مسیح پر
ایمان لانیکو واجب بتاتی ہی تو ہم یقین کہہ سکتے ہین کہ انجیل اصول ایمانیہ مین توریت کے مخالف ہے توریت مین تو
خدا کو وحدہ لاشریک بتایا ہی وہان نہ تثلیث کا ذکر ہے اور نہ مسیح کا کسیکو اسطرح بیٹا بتایا ہی اور نہ کفارہ مسیح
پر ایمان لانیکو واجب کیا ہے تو صرف کج فہمونکی کج بحثی ہی یا عاقبت اندیشونکی زبان درازیان ہین
ذکر کچھ آنیوالا ہے توریت کو اول سے آخر تک بغور دیکھیے کہین انکا پتا نہین لگتا بھائیو ذرا غور
تو کرو اگر توریت مین یہ امور ہوتے تو یہود کیون ان عقائد سے منحرف رہتے اگر دید کے یہود

بسبب[1] عداوت مسیح اسکا انکار کیا تو اونکے اگلے عقائد اور دینیات کی کتابون مین دیکھنا چاہیے کیا جتنے بنی اسرائیل توریت کے مطیع گذر گئے کوئی مومن نتھا ہرگز ایسا نہین ہو سکتا بلکہ کہین توریت مین ان کفریات کا نشان نہین پایا اس وجہ سے کوئی اس عقیدے کا معتقد نہین ہوا۔
الغرض اگر عیسائیون کا یہ عقیدہ صحیح ہی تو انجیل توریت کی مخالفت کرکے اپنی آپ تکذیب ٹھہرتی ہی مگر اے بھائیو خوب یاد رکھو یہ سب شیطانی تعلیم کا اثر ہے نہ توریت مین یہ تعلیم ہی نہ انجیل مین خدائے وحدہ لاشریک کا دین ایک ہے اصول ایمان جو توریت مین ہین وہی انجیل مین اور وہی قرآن مین سب ایک زبان ہوکر پکار رہے ہین کہ خدا یکتا اور بے ہمتا ہی نہ اوسکے باپ ہی نہ بیٹا ہے اسی طرح تمام اصول ایمان اور کل وہ احکام جنکا ہونا ہر وقت مین ضروری ہے تینون کتابون مین متحد ہین کسیطرح انکا اختلاف نہین ہی اور پادری صاحب نے جو اس قسم کے اختلاف بیان کیے ہین وہ محض اونکے فہم کا تقاضا ہی واقع مین مخالفت نہین ہی آیندہ بیان مخالفت مین یہ امر بخوبی ظاہر ہو جائیگا +

تیسری بات کی تحقیق

اہل علم خوب جانتے ہین کہ جب دو کتابون کا مقابلہ کرکے یہ دیکھنا چاہین کہ اونکے مقاصد مین باہم مطابقت ہی یا مخالفت تو ہمپر واجب ہے کہ دونون کتابون کو نہایت غور و تامل سے دیکھین اور نہایت تحقیق اور تدقیق سے چند امور کا لحاظ رکھکر اس وادی مین قدم رکھین ورنہ ممکن نہین کہ مطابقت یا مخالفت کو دریافت کر سکین بلکہ سچ یہ ہے کہ اس امر کو پورے طور سے دریافت کر لینا اور یہ کہدینا کہ یہان اختلاف واقعی ہی نہایت ہی دشوار ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ظاہرا دو کلامون مین مخالفت ہوتی ہی مگر جس وقت متکلم کے منشا و غرض یا طرز کلام یا فحوای مقام معلوم ہو جاتا ہی تو بالکل مخالفت دفع ہو جاتی ہی اگر انصاف سے دیکھا جائے تو امور مذکورہ کا دریافت ہونا نہایت دشوار ہے ہر شخص مطابق

[1] اور عداوت حضرت مسیح ان عقائد سے انحراف کا باعث ہو ہی نہین سکتی کیونکہ جسے وہ ابن اللہ قرار دیتے اور تثلیث کا جز سمجھتے اوسے کوئی دوسرا شخص فرض کرتے چنانچہ وہ مسیح کے اب تک منتظر ہین اور حضرت عیسی کو مسیح موعود نہین سمجھتے اگر یہ عقیدہ نہین ہی تو پھر کیا ایسے ضروری عقیدہ کو خدا نے ایسے مبہم اور چیستان کے طور پر بیان کیا

اپنی فہم اور اپنی عادت اور اپنے مسلک کے متکلم کا منشا اور غرض بیان کر سکتا ہی پھر اوسمین اموافقی
کو دریافت کرنا کیونکر نہ دشوار ہوگا پھر کس طرح ہو سکتا ہی کہ کوئی شخص بلا غور و فکر سرسری طور پر
ان کتابون کی ورق گردانی کرکے اونکے مطالب مین مخالفت ثابت کردے واے برحال وس شخص
کے کہ پوری پوری ورق گردانی بھی نکرے صرف لوگون سے سُن سنا کے کچھہ اپنے وہم کو دخل دیکے
دونون کتابون کا مطلب اپنے ذہن مین قرار دیلے اور کہے یہ مطلب فلان کتاب کا ہی اور یہ فلان
کا ہی اور ان دونون مین مخالفت ہی ہمارے مخاطب مصنف نیاز نامہ کا بعینہ یہی حال ہے ؛
اب مین وہ امور بیان کرنا چاہتا ہون جنکا لحاظ رکھنا تحقیق مخالفت اور مطابقت کے لیے ضرور ہے
جنکی رعایت اور لحاظ کے بعد (اگر وہ پورے پورے لحاظ کیے گئے ہون) ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ ان
دونون کلام مین مخالفت ہے ؛

اوّل اون دونون کتابون یا کلامون مین اوس مدعا کا ہونا جسمین ہم مخالفت ثابت کرنا
چاہتے ہین اگر ایک کلام مین ایک مطلب مذکور ہے اور دوسرے مین اوسکا ذکر نہین تو کسی عاقل
کے نزدیک یہ مخالفت نہین ہو سکتی خواہ ایک امر ایک کلام مین بالکل مذکور نہو اور دوسرے مین ہو
یا ایک مین کم مذکور ہو اور دوسرے مین اوسپر کوئی بات زائد کردی ہو ان دونون قسم کی مثالین
عہد عتیق و جدید دونون مین بکثرت ملینگی مثلاً حضرت مریم کو ایک فرشتہ نظر آنا لوقا ۱ ۲۶ لغایت ۳۸ مین ہے
اور یوحنا بپتسما دینے والے کی پیدایش لوقا کے باب ۱ ورس ۵ سے ۸۰ تک مذکور ہے اور کسی انجیل مین
نہین ہے اس سے یہ نہین کہہ سکتے کہ لوقا کی انجیل مین اور دوسری اناجیلون مین مخالفت ہی
اسیطرح نامۂ عبرانیون کے باب ۱۲ ورس ۲۱ مین موسی کا قول ''مین حیران و لرزان ہون'' کتب عہد عتیق مین
کہین مذکور نہین حالانکہ یہ قصہ خروج کے ۱۹ باب مین مذکور ہے اسیطرح وہ مضمون جو نامہ یہودا کے
۹ ورس مین ہے عہد عتیق مین کہین نہین ہے یا مثلاً طلاق کے قصہ مین کئی طرح کے اختلاف ہین
متی کے باب ۵ ورس ۳۲ مین ہی جو کوئی اپنی جورو کو زنا کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑدے اوسے
زنا کرواتا ہے اور اوسی انجیل کے ۱۹ باب مین یہ قصہ مذکور ہے مگر اوسمین زنا کروانا نہین ہی ؛

Marfat.com

۲- متی کے ۱۹ باب مین ہی جو کوئی اپنی جورو کو سوائے زنا کے اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے باب پنجم مین دوسرے سے بیاہ کرنا اور خود مجرم زنا کا ہونا مذکور نہین پھر اس سے کیا ہمارے مخاطب یہ کہینگے کہ متی کے کلام مین تخالف ہے ؛

۳- متی کے دونون مقام مذکورہ مین ہی کہ جو کوئی اوس چھوڑی ہوئی عورت کو بیاہے زنا کرتا ہے اور مرقس مین یہ نہین ہے بلکہ اوسکی جگہ یون ہی " اور اگر جورو اپنے شوہر کو چھوڑ دے اور دوسرے سے بیاہی جاوے تو وہ بھی زنا کرتی ہی" پھر کیا اسکی وجہ مرقس اور متی کے کلام مین مخالفت ہو جائیگی ہرگز نہین ایسے ہی حضرت نوح کے قصہ کا حال ہے کہ توریت مین اولاد صالحہ اور نیک بیوی کا ذکر ہے کہ اونھون نے نجات پائی اور جو بیٹا کہ صالح نتھا اوسکا ذکر ہی نہین ہی قرآن مجید مین دونون کا ذکر ہی پھر تعجب ہی کہ پادری صاحب اس ذکر و عدم ذکر کی وجہ سے توریت و قرآن مین مخالفت قرار دیتے ہین اگر ایسی ہی مخالفت ہی تو سیکڑون مخالفتین خود توریت و انجیل مین نکلین گے -

دوم الفاظ کا متعین ہونا -

سوم معنی مقصود کا معین ہونا یعنی پہلے یہ امر بالیقین معلوم ہونا چاہیے کہ اون دو کلامون کے متکلم نے جن الفاظ کا استعمال کیا تھا تقریرًا یا تحریرًا وہ اب تک بلا تردد موجود ہین اور بالیقین معلوم ہی کہ جس کلام مین ہم مقابلہ کر رہے ہین وہ وہی الفاظ ہین جو متکلم نے تقریر یا تحریر مین ادا کیے تھے - دوسرے یہ دریافت ہونا چاہیے کہ جو معنی مخالفت بیان کرنے کے وقت لیے جاتے ہین وہی معنی متعین ہین دوسرا احتمال صحیح نہین ہو سکتا اگر ان دو امرون مین سے ایک بھی نہ پایا جائیگا تو جس طرح پہلے امر کے نہونے سے مخالفت ثابت نہین ہوتی تھی ویسے ہی اب بھی نہو گی بغیر تعیین لفظ و معنی ہرگز یہ دعوی قابل سماعت نہو گا کہ متکلم فلان کے دو کلامون مین مخالفت ہی اگر الفاظ پر اعتماد نہین تو کیونکر یقین کر سکتے ہین کہ یہ مضمون جو ان ظاہر الفاظ سے سمجھ مین آتا ہے مصنف اور متکلم کا مطلب یہی ہی جب یہ امر ظاہر ہے کہ معنی کو ہم لفظون سے سمجھتے ہین اور لفظون کے تغیر سے معنی بھی متغیر ہو جاتے ہین تو پھر کون وجہ ہے کہ الفاظ کی صحت مین تو تردد ہو یا یقین ہو کہ مصنف کے الفاظ نہین اور اسپر اصرار کیا جاے

Marfat.com

کہ بلاشک مصنف کا مطلب یہی ہی اس احتمال مین یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بالکلیہ مصنف کا مطلب مفقود ہوگیا ہو یا ایسا نہو بلکہ مصنف کا مقصود باقی ہو مگر بسبب تغیر الفاظ کے اوسکا سمجھنا دشوار ہوگیا ہو مثلاً ایک لفظ مشترک کے ایسے قرائن تھے کہ ایک معنی خاص اوس سے سمجھے جاتے تھے اب الفاظ کے تغیر سے وہ قرائن جاتے رہے یا پہلے لفظ خاص تھا اب عام ہوگیا پس ظاہر ہے کہ وہ معنی جو متکلم کے مقصود تھے کیونکر سمجھے جائینگے گرچہ وہ معنی بھی اس وقت اس کلام مین موجود ہین یا پہلے الفاظ کے جو اصلی معنی تھے وہ اب بطور مجاز فہم مین آسکتے ہین مگر اونکے لیے قرینہ نہین ہے غرضکہ ایسی صورتین بھی بہت ہین کہ الفاظ متغیرہ مین مطلب اصلی موجود ہو مگر اوس طرف ذہن نجاوے اس صورت مین جو کوئی مصنف کے مطلب کو کسی طور سے جانتا ہی وہ تو یہ کہہ سکتا ہے کہ مصنف کا یہ مطلب ہے اور جو اس سے آگاہ نہین وہ ہرگز کہہ نہین سکتا کہ مصنف کی غرض کیا تھی ؛

اسی طرح اگر معنی متعین نہوے مثلاً مصنف نے لفظ مشترک یا مجمل کا استعمال کیا یا معنی حقیقی چھوڑکر مجازی معنی مراد لیے یا بحسب ظاہر یا بطور فہم مخاطب کلام کیا اور کہین پر اسکی تفصیل نکی کہ فلان معنی مراد ہین یا فلان وجہ سے ہمنے ایسا کلام کیا تو بغیر دلیل قوی اپنی اٹکل سے کوئی معنی لیکر مخالفت ثابت کرنا ہرگز ذی شعور کا کام نہین اگر کوئی ایسا دعوی کرے تو اہل عقل کے نزدیک قابل قبول نہوگا جب یہ امور ذہن نشین ہولیے تو اب معلوم کرنا چاہیے کہ مصنف نیاز نامہ نے جو توریت و انجیل کا قرآن و حدیث سے مقابلہ کیا ہی تو امور مذکورہ کی رعایت اور لحاظ کے ساتھہ کیا ہی یا بلا رعایت کیا ہے — مین کہتا ہون کہ جو منصف اونکی تحریر کو دیکھکر قرآن و حدیث اور توریت و انجیل کو دیکھیگا وہ بلا تامل کہدیگا کہ ہرگز نہین کیا ہرگز نہین کیا اور عبث دردسری کی ہے. کیونکہ بسبب فقد ان تواتر لفظی کے توریت و انجیل کے الفاظ کا تعین دشوار بلکہ محال ہے مثلاً حضرت عیسے جس زبان مین تعلیم فرماتے تھے بالاتفاق یونانی نہتی بلکہ عبری یا عبرانی اور سریانی ملی ہوئی تھی اور یہی زبان فلسطین مین رائج تھی دیکھو (متی باب ۲۷ درس ۴۶ مرقس باب ۳ ورس ۱۷) اور اب اون کلمات اور الفاظ کا کہین پتا بھی نہین ہے پس جسے ہم انجیل اور کلام الٰہی کہتے ہین اور

Marfat.com

غلطی ہوتی تھی مگر ایسی غلطیون سے کتاب مین کچھہ ٹبا اثر نہین ہوا (یہ دعوی بلا دلیل ہی جب تھوڑا اثر ہوا تو ٹبرے اثر کو کون مانع تھا ممکن ہی کہ ٹبا اثر ہوا ہوا اور اوسپر اطلاع نہوئی ہو یا اطلاع ہوے مگر اوسکا اظہار اور افشا نہوا بسبب کسی مصلحت کے جبتک اس احتمال کا جواب کافی نہ دیا جاے ہرگز یہ دعوی قابل سماعت نہین ہوسکتا (دفعہ ۷۷) ایسا کہین واقع ہوگا کہ صورت کی مشابہت سے کاتب لاجرم ایک جھوٹی عبارت بنائے گا (دفعہ ۷۹) بہت سے اختلاف عبارتونکی اصل مترادف مضامین کا استعمال کرنا ہی (دفعہ ۸۳) عہد عتیق کے کاتبون کا یہ دستور تھا کہ وہ کسی لفظ کی تقسیم نہین کرتے تھے اور سطر کے آخر مین خالی جگہ نہین چھوڑتے تھے اگر سطر کے آخر مین جگہ رہگئی تو کسی لفظ سے پورا کر دیتے تھے یا دوسرے لفظ کے حروف ابتدائی لکھدیتے تھے اور پھر دوسری سطر مین اوسکو دوبارہ لکھتے تھے اور علاوہ اسکے جاہل کاتبون نے کبھی آخری حرف کو اصطلاحی حافظ السطور سمجھکر چھوڑ دیا ہے (دفعہ ۸۴) کبھی حاشیہ کی عبارتین اصل متن مین ہوگیئن ہین تصحیح یا تشریح کی غرض سے (دفعہ ۸۵) اور اختلاف عبارات قصداً بھی ہوا ہے خواہ نیک نیتی سے یا بدنیتی سے مثلاً ایک یونانی کاتب جو اپنی خالص زبان کو بلا آمیزش مشرقی محاورات کے سننے کا عادی ہی وہ عبریت کو خلاف قاعدہ سمجھکر صحیح کر دیگا - اور کبھی کبھی وہ یونانی لفظون کی جگہ اور الفاظ جنھین وہ زیادہ واضح اور آسان جانتا ہے رکھدیگا اور کبھی ایک انجیل کو دوسری انجیل سے صحیح کریگا اور کبھی مختصر کو مطول سے پورا کر دیگا اور عہد عتیق کے حوالون کو خواہ وہ عبری ہون یا یونانی ہون یا لاطینی اپنے نسخے کے موافق کر دیگا اور اصلی متن سے انحراف کرنے کے اور بھی باعث ہوسکتے ہین (دفعہ ۸۶) کبھی کبھی کتب الہیہ کے خاص نسخہ مین جو کوئی غلطی کسی لفظ کی تہجی مین ہوگئی تو تمام نسخون مین اوسکی رعایت رکھی ہی (دفعہ ۸۷) کبھی اس غرض سے بھی اصلاح کا قصد کیا گیا ہے کہ زبان زیادہ واضح اور آسان ہوجاے (مقام غور ہے کہ باوجود ان اصلاحون کے کیونکر معنی کی صحت کا یقین ہوسکتا ہے اور کون عاقل کہہ سکتا ہی کہ باینہمہ بالیقین مطلب مین تغیر نہین آیا) (دفعہ ۸۸) کبھی کبھی اس غرض سے بھی تغیرات واقع ہوے ہین تاکہ فقرات مقابل کو یکسان کر دین یا کہ جہان سے حوالہ ہے اوسکے موافق ہوجاے -

Marfat.com

(دفعہ۹۹) کبھی کبھی کسی فقرے کو اس غرض سے بھی بدلا ہے کہ فریق کے مقصد کی تائید ہو یا جو بات کہ باعث اشاعت حق معلوم ہوتی ہے اسکی تائید ہو جاوے- مگر ایسے قصدی تغیرات عہد عتیق مین بہت ہی نادر ہین اور عہد جدید مین بھی بہت نہین ہین انتہی ۔

اس فاضل مسیحی کے قول سے ثابت ہوتا ہی کہ ایسے قصدی تغیرات جو بسبب اثبات کسی مقصد اور اشاعت حق مظنون کے ہوی عہد جدید مین بہ نسبت عہد عتیق کے زائد ہین- واضح ہو کہ جیمبرس کی سائیکلوپیڈیا جلد دوم مین لفظ بیبل کے ذیل مین لکھا ہے کہ غلطی کے اسباب اس طریق پر ترتیب دیے گئے ہین اول ناقص نگاہ یا بے توجہی سے غلطیان پیدا ہوئین چنانچہ کاتبون نے ایک متشابہ حرف کی جگہ دوسرا حرف رکھدیا اور حرف اور الفاظ اور جملون کو بدل دیا یا چھوڑ دیا اور اوسکی کئی ایک مثالین ہین (الی قولہ) پنجم وہ غلطیان جو کاتب کی جانب سے قصداً متن کے واقعی یا خیالی الہام کی توضیح یا ترمیم کی غرض سے ہوی ہین اس خاص امر مین سامریون پر الزام شدید ہے انتہی مختصراً ۔

اب ناظرین انصاف فرمائین کہ باوجود ایسے ایسے تغیرات قصدی کے جسکے خود محققین مسیحی قائل ہین پھر بھی تثلیث اور ابنیت پر عہد جدید سے استدلال کیا جاتا ہے آئی بھائیو ذرا غور کرو کہ جب ثبوت مطلب و اشاعت حق کے لیے بدل دینا صرف ممکن ہی نہین بلکہ وقوع پایا گیا تو کون امر ہمکو اس کہنے سے مانع ہے کہ کسی اہل تثلیث نے ازراہ دینداری اشاعت حق سمجھکر یا کسی بددین نے ازراہ شرارت اون الفاظ کو بدل دیا ہو جنسے تثلیث کی بو پائی جاتی ہے گو واقع مین یہ اشاعت حق نہو بلکہ امر باطل اور گمراہی کی اشاعت ہو مگر اس بیچارے نے بسبب اپنی غلط فہمی یا سادہ لوحی کے اس عقیدۂ باطل کو حق سمجھکر اسکی اشاعت مین سعی کی اور سعی اوسکی کارگر ہو گئی یعنی اوس نسخے کی نقلین پھیل گئین اور اوسکی مخالف نسخے ناپید ہونا شروع ہوے اور تثلیث کا عقیدہ خوب دلون مین محکم ہو گیا پس جب متاخرین نے مقابلہ اور تصحیح کا قصد کیا تو اول تو صحیح نسخے ناپید ہو چکے تھے اور اگر کوئی نسخہ کسیقدر صحیح مخالف اس عقیدۂ باطل کے پایا گیا وہ غلط ٹھہرایا گیا اور جس سے یہ عقیدہ باطل ثابت ہوتا تھا صحیح مانا گیا کیونکہ وقت مقابلہ جو قواعد تصحیح کے مقرر کیے گئے تھے اونمین سے یہ بھی قاعدہ تھا

Marfat.com

کہ اپنے معتقدات کی تائید یعنی جس نسخہ سے اپنے اعتقاد کی تائید ہوتی تھی وہ صحیح سمجھا جاتا تھا اور مقابل اوسکا غلط اور مردود ہوتا تھا مثلاً یوحنا کی انجیل باب ۶ ورس ۶۹ مین حواریون کا قول مسیح کی نسبت یون ہے کہ "ہم ایمان لائے ہین اور جان گئے ہین کہ تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے"۔

یہان محقق گریسباخ کی تحقیق یہ ہے کہ اصل مین یون تھا کہ۔ تو خدا کا مقدس ہی۔ مگر تثلیث کی حمایت کرنے والے اس پہلی عبارت کو تسلیم کرتے ہین اور کوئی قوی وجہ بیان نہین کرتے بجز اسکے کہ اونکے گمان مین تثلیث کی تائید ہوتی ہے اسکے بعد جوزف انگس لکھتا ہے۔ جو عبارتین ان وجوہ سے پیدا ہوئی ہین کئی ہزار تک ہین مگر کوئی سی عبارت مختلف لے لو مضمون مین کچھ اثر نہو گا کیا خوب کہا گیا ہے کہ کتنا ہی غلط لکھا ہوا نسخہ ہو مگر اوسمین کتاب آیہ کی حقیقتین اصل مین کچھ نہ بدلینگی انتہے۔ مین کہتا ہون کہ اول تو یہ کہنا محض دل خوش کر لینا ہے مخالف اسے کب تسلیم کرتا ہے اور اگر مانا جائے کہ حقیقۃً مین ان اسباب کی جہت سے اصول ایمانیہ مین فرق نہین آیا مگر اسمین شک نہین کہ بعض وہ الفاظ داخل ہوگئے جنسے بظاہر عقیدہ باطلہ کی تائید ہونے لگی گو واقع مین غلط فہمی ہوا اور ان الفاظ کے وہ معانی مراد نہون جیسا اوسکے معتقد سمجھے ہین:

ہماری غرض ان وجوہ کے بیان کرنے سے صرف یہ ہی کہ کتب مقدسہ کے الفاظ مین تغیر آگیا اور اعتماد کی جاتا رہا کیونکہ انکی نسبت مصنف کیطرف قطعی اور یقینی نہین چنانچہ یہ امر ہارن صاحب کی تفسیر کے اوس مقام سے بھی ظاہر ہے جہان اونھون نے اختلاف عبارت اور سہو کاتب مین فرق بیان کیا ہے لکھتے ہین کہ "جب دو عبارتین یا زیادہ مختلف ہون تو اون مین سے سچی ایک ہی ہوتی ہی اور باقی قصداً تحریف ہی یا سہو کاتب اور اصل کو ساختہ سے پہچاننا اکثر دشوار ہوتا ہی پس جہان تھوڑا سا بھی شبہہ ہوتا ہی تو اسکو اختلاف عبارت کہتے ہین لیکن جب صریح معلوم ہو کہ کاتب نے جھوٹ لکھا ہے تو اوسکو غلطی کاتب شمار کرتے ہین" (جلد ۲ صفحہ ۳۲۵)

اس مفسر کے کلام سے ظاہر ہے کہ بائبل مین اسطرحکا اختلاف عبارت ہی جس سے الفاظ پر اطمینان باقی نہین رہتا اگرچہ وسٹیٹن کے مقابلے سے ایسے اختلافات کی تعداد دس لاکھ تک پائی جاتی ہے

Marfat.com

مگر کوئی وجہ نہین ہی کہ اس تعداد پر حصر کردیا جاے کیونکہ سب نسخون کا مقابلہ نہین کیا گیا اور جنکا مقابلہ کیا گیا ہی وہ بھی پورے نسخے نتھے اکثر ناقص اور بعض تو نہایت ہی ناقص تھے محض شمار بڑھانے کے لیے اونکو نسخہ فرض کیا تھا چند نسخون کے نام ڈاکٹر انگس کے ہنڈبک سے نقشہ مین لکھے جاتے ہین ÷

نمبر	نام نسخہ	کیفیت
۱	برجیانوس	انجیل یوحنا کا ایک جز
۲	کوٹونیانوس	اسمین صرف متی کے ۱۰ ورس تو ۲۶ باب کے اور نو ۲۰ باب کے اور یوحنا کے ستره ورس ۱۴ باب کے اور آٹھ ۱۵ باب کے تھے۔
۳	ونڈوبونن سس	اسمین صرف انجیل لوک کا باب ۲۴ ورس ۱۳ سے ۲۱ تک
۴	لوٹین جن سس	اسمین انجیل یوحنا کا باب ۱ ورس ۳۸ سے ۵۰ تک یعنی کل ۱۳ ورس کا نسخہ تھا
۵	کواسلیانوس	اسمین پولوس کے خطوط کا ایک حصہ تھا
۶	لاڈیانوس	اسمین اعمال حوارین وہ بھی ناقص
۷	ریجیوس	اسمین لوک کا ایک حصہ تھا

پس جب الفاظ کی تعیین ثابت نہوئی تو مخالفت واقعی دریافت نہین ہوسکتی کیونکہ کہنے والا کہہ سکتا ہی کہ یہ مخالفت بسبب تغیر لفظ کے پیدا ہوگئی ہی اصل مین نہین ہی جب تک یہ احتمال رفع نہو کیونکر کوئی مخالفت کو قطعی کہہ سکتا ہے اور پادری صاحب یہ نہین کہہ سکتے کہ قرآن مجید نے انھین الفاظ کے ساتھ تصدیق کی ہی جو اب موجود ہین پھر انکی بے اعتباری کیا مضر ہے اسواسطے کہ اول تو جو الفاظ وقت تصدیق قرآن کے تھے اونپر بھی یقین نہین کیونکہ ہزارون بلکہ لاکھون اختلافات بعد تصدیق کے ظاہر ہوے ہین علاوہ اسکے ہمنے پہلے ہی اسکا جواب دیدیا ہے جہان بیان کیا ہے کہ باوجود تغیر الفاظ کے کسیقدر معنی محفوظ رہ سکتے ہین مگر ہر شخص اوسپر مطلع نہین ہوسکتا البتہ جو شخص اوس مطلب کو کسی دوسرے طریق سے [illegible] ہی بیان سکتا ہے

یہ مختصر بیان تو تعیین الفاظ کا کیا گیا اب تعیین معنی کا ذکر کیا جاتا ہے ÷

Marfat.com

جب یہ امر ثابت ہو لے کہ یہ الفاظ وہی ہین جو مصنف کی زبان سے نکلے ہین تو یہ بات دیکھی جائیگی کہ جو معنے اون الفاظ کے لیے جاتے ہین اونپر وہ الفاظ قطعاً دلالت کرتے ہین یا نہین اگر قطعاً دلالت نہین کرتے بلکہ دوسرے معنی کا بھی احتمال ہی تو مخالفت کا ثبوت دشوار ہے ؎

اور قطعی الدلالۃ کی صورت یہ ہے کہ جو معنی مراد لیے جاتے ہین وہ صراحتاً اوس لفظ سے سمجھے جاوین کسی تاویل یا تفسیر کی حاجت نہو بشرطیکہ کسی نقل صریح یا عقل صحیح کے مخالف نہون۔ کیونکہ اگر وہ معنی صراحتاً نہین سمجھے جاتے بلکہ تاویل کی حاجت ہی مثلاً لفظ مشترک ہی دو معنی یا زائد رکھتا ہے تو وہ اس معنی پر قطعی الدلالۃ ہرگز نہوگا بلکہ بسبب اشتراک کے دوسرے معنی کا احتمال رہیگا البتہ اگر قراین صحیحہ لفظیہ یا عقلیہ سے کسی معنی کو ترجیح دی گئی ہی تو وہ معنی بطور ظن اور گمان کے تسلیم کیے جائینگے نہ بطور قطع اور یقین کے مگر جہان قراین سے قطعیت ہوجاے یعنی اون معنی سے کوئی امر یقینی ثابت نہوگا البتہ اگر ایسے قراین لفظیہ یا عقلیہ پائے جائین کہ دوسرے معنون کی نفی قطعاً ہوجاے تو وہ معنی بطور یقین تسلیم کیے جائینگے اور اگر تفسیر کی حاجت ہی مثلاً لفظ مجمل ہے تو بغیر بیان متکلم کوئی معنی اوسکے نہین لیسکتے وہان قطعی الدلالۃ ہونیکا کیا ذکر ہے اور اگر باوجود صراحت کے کسی دوسرے مقام کی تصریح یا بدیہۃ عقل کے مخالف ہی تو معلوم ہوگا کہ متکلم کی ہرگز یہ مراد نہین کیونکہ متکلم یہان اللہ تعالے عالم الغیب مانا گیا ہے اور یہ محال ہی کہ عالم الغیب کا کلام متعارض ہو یعنی کہین ایک امر بیان کرے اور دوسری جگہ اوسکے مخالفت ظاہر کرے بشرطیکہ یہ تغیر اور مخالفت از قبیل نسخ نہو جسکا بیان آگے کیا جائیگا اور اسیطرح اگر بدیہۃ عقل یا برہان عقلی اوس معنی کے بطلان پر شاہد ہے تو بھی وہ معنی مراد نہین ہوسکتے۔

الغرض قطعی الدلالۃ کے واسطے چار امر ضروری ہین اوّل یہ کہ تاویل کی حاجت نہو۔ دوسرے یہ کہ تفسیر کی ضرورت نہو تیسرے وہ معنی مخالف نص نہون۔ چوتھے مخالف برہان عقلی نہون۔ پس جب چارون شرطین پائی جائینگی تو بلاشبہہ وہ معنی متعین ہوجائینگے خواہ وہ معنی عام ہون یا خاص اگر وہ معنی عام ہین تو صرف اپنے عندیہ سے تخصیص کرلینا جائز نہین اور اگر کوئی تخصیص کریگا تو اوس لفظ کی دلالت اوس معنی خاص پر قطعی ہرگز نہوگی اور اسیطرح خاص سے عام مراد نہ لیا جائیگا مثال اول کی لفظ علم

Marfat.com

ہے جسکے معنی مطلق جوان عورت کے ہین خواہ کنواری ہو یا بیاہی جیسا کہ ولیم گزینوس اور ولیم ہودر صاحب
کی لغات عبرانی سی ظاہر ہی اب صرف کنواری کے معنی لینا اور اوس عام کو خاص کر دینا جائز نہین —

اور اگر شرائط مذکورہ مین سے کوئی بھی شرط مفقود ہوگی تو معنی کی تعیین بطور قطع و یقین دشوار ہے البتہ
بعض مقام پر بطور گمان اور ظن غالب تعیین ہوسکیگی مثلا لفظ مشترک ہین کوئی قرینہ سیاق یا سباق سی ایسا
پایا جاتا ہے جس سے ایک معنی راجح معلوم ہوتے ہین مثلاً لفظ نجات ہی کہ اسکے معنی مخلصی دینا کہین ہوتے ہین
(دیکھو خروج باب ۱۴ درس ۱۳) اور کہین شفاے مرض (نامہ یعقوب باب ۵ درس ۱۵) کہین انجیل (نامہ
عبرانیان باب ۲ درس ۳) مگر دلالت سیاق و سباق سے مقامات مذکورہ مین بطور ظن غالب معنی متعین
کیے جاتے ہین اور اسی طرح اگر معنی اصلی صریح مخالف نص یا دلیل قطعی کے ہین تو ہرگز مراد نہ لیے جاینگے
بلکہ وہ معنی مجازی متعین کیے جائینگے جو اوس مقام پر چسپان ہون اور قرینہ لفظیہ یا عقلیہ و سپر دلالت
کرتا ہو مثلا وہ کلام جس سے خدا کا پچھتانا یا مجسم ہونا اور مکان مین رہنا ثابت ہوتا ہی (۲ اسموئیل ۷ کے
باب درس ۵ کیا تو میرے لیے ایک گھر جسمین مین رہون بنایا چاہتا ہے الخ اور کتاب پیدایش ۶ باب
درس ۶ و ۷ تب خداوند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا اور اسیطرح کا مضمون ارمیا کے باب ۲۶
درس ۳ مین ہی) اسکے ظاہری معنی ہرگز مراد نہ لیے جاینگے کیونکہ سیکڑون نصوص صریحہ اور دلائل عقلیہ کے
مخالف ہین اسپر تو مسیحی اتفاق کرتے ہین اور یہ نہین کہتے کہ پہیل سے خدا کا پچھتانا اور نہ پچھتانا دونون ثابت
ہے یا یون کہین کہ نہ پچھتانا خالص نہین ہی بلکہ پچھتانے کے ساتھ ملا ہوا ہی بلکہ یہی کہتے ہین کہ خدا پچھتانے
سے بالکل منزہ ہی پشیمانی کا اصلا شائبہ اوس مین نہین مگر افسوس ہی کہ تثلیث مین بہکے جاتے ہین
اور اس راہ کو اختیار نہین کرتے باوجودیکہ سیکڑون نصوص صریحہ کے مخالف ہے مگر زبردستی محض
اشارون اور کنایون سے ثابت کرتے ہین اور اوس وحدہ لا شریک کی ذات مین شریک کا دھبا لگاتے
ہین تعالی اللہ عما یصفون مقام حیرت ہی کہ بعض مقامات پر مخالف نص کے وجہ سے تاویل کرتے ہین
اور اوسکے معنی ظاہری پر عمل نہین کرتے مگر تثلیث کے اثبات پر اصرار ہے گو سیکڑون نصوص صریحہ
اور دلائل عقلیہ کے خلاف ہی ای بھائیو ذرا غور کرو خدا کا پچھتانا جو نص صریح سے ثابت ہے مگر اسیوجہ سے

Marfat.com

قبول نہین کرتے کہ مخالف دلائل عقلیہ اور نصوص صریحہ کے ہی اور باوجودیکہ تثلیث کسی قول صریح سے ثابت نہین ہوتی پھر بھی اوسپر ایمان ہی اگر بالفرض تثلیث نص صریح سی نکلتی تو بھی چھپانے کے ثبوت سی زائد اوسکا ثبوت نہوتا پھر کیا وجہ ہے کہ تثلیث پر تو اصرار ہے اور چھپانے سے انکار ہے اے میرے پیارو کیون بہکے جاتے ہو وائے بر گمراہی شما اور لفظ ابن اللہ کا بھی یہی حال ہی کہ مقامات کثیرہ پر انبیا اور مومنین کی شان مین آیا ہی مگر چونکہ معنی حقیقی اوسکے مخالف عقل و نقل ہین اسلیے معنی مجازی اوسکے رسول اللہ یا برگزیدۂ خدا وغیرہ کے لیے جاتے ہین جو مطابق عقل اور نقل ہین اور اسمین کل عیسائی ہمارے متفق ہین مگر جہان حضرت مسیح کی شان مین یہ لفظ آیا ہے وہان مسیحی بہکے جاتے ہین اور بلا وجہ اس راہ کو اختیار نہین کرتے عجب بات ہے کہ یہ لفظ جب اور انبیا کی شان مین آئے تو معنی اسکے رسول خدا اور برگزیدۂ خدا ہون اور جب مسیح کے اوپر اطلاق کیا جاے تو وہ معنی لیے جائین جو صراحۃً عقل اور نقل کے مخالف ہون۔ قل[1] ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین۔ الحاصل قطعًا اور یقینًا تعیین معنی کی اوسی صورت مین ہی جو بیان کی گئی اور جن صورتون مین تعیین معنی کی بطور ظن اور گمان غالب کے ہوتی ہے اوسکی شرائط بھی مجملاً اوپر کے کلام سی ظاہر ہین محض کسیکے عندیہ یا عقیدے سے کوئی معنی متعین نہین ہو سکتے جن مقامات سے کہ مسیحی تثلیث اور ابنیت مسیح ثابت کرتے ہین وہ محض اونکے تراشے ہوے عندیہ کے معنی ہین پہلے یہ عقیدہ اپنے ذہن مین مستحکم کرکے زبردستی کلام مقدس کو اپنے عقیدے کے مطابق کرتے ہین اونکی تعیین نہ بطور قطع و یقین کے ہیں اور نہ بطور ظن و گمان غالب کے۔ اب مین چند اقوال ڈاکٹر انگس کے نقل کرتا ہون جس سے میرے کلام کی تائید ہوتی ہے اور تعیین معنی کی صورتین اور تعیین لفظ کی ضرورت معلوم ہوتی ہے ڈاکٹر مذکور اپنی کتاب کے صفحہ ۲۷ مین لکھتا ہے قول اول "کتب آسمانی کے کسی فقرے کے حقیقی معنی وہ ہر ایک مضمون نہین ہی جو کہ الفاظ سے نکلتا ہے اور نہ وہ ہر ایک مضمون ہی جو کہ فی نفسہ حق ہی بلکہ حقیقی معنی وہی ہین جو الہام سے لکھنے والون کی مراد ہے یا بعض صورتون مین جو خود روح القدس کی مراد ہے گو خود ان لکھنے والون نے اسے ناقص سمجھا ہو" ۔ ظاہرًا اس عبارت سے تو یہ نکلتا ہے کہ لفظی معنون کا اعتبار ہی نہین ہی معنی صحیح اور معتبر وہی ہین جو صاحب الہام یا روح القدس کے مراد ہین

[1] کہ لاؤ کوئی دلیل اپنے پاس سے اگر سچے ہو ۱۲

اور جب تک وہ بیان نکرین ہم کوئی معنی نہین لے سکتے مگر یہ معنی عقلاً بہت بعید ہین اور کلام مابعد کے
مخالف ہین اسلیے ہم اسکے معنی اسطرح کرتے ہین کہ بعض مقام پر الفاظ کے ظاہری معنی نہین لے سکتے
مثلاً ایسا لفظ ہے کہ معنی اوسکے ظاہر ہین مگر اوس معنی مین کوئی قباحت عقلاً یا نقلاً پائی جاتی ہی اس
تقدیر پر وہ معنی ظاہری نہ لیے جاوینگے بلکہ کہا جائیگا کہ اسکے معنی وہ ہین جو صاحب الہام کی مراد ہین
خواہ اوسنے بیان کر دیا ہو یا نکیا ہو اسکے بعد ڈاکٹر موصوف لکھتا ہی **قول دوم** "کتب مقدسہ کا مطلب
الفاظ سے تحقیق ہوسکتا ہی اسلیے الفاظ کا حقیقی علم خود مضمون ہی کا علم ہی" یہان سے ثابت ہوا کہ
تعیین الفاظ ضرور ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین پس جسوقت ہم تعیین الفاظ نہین پاتے بلکہ مفقود
پاتے ہین تو نہایت افسوس کرتے ہین **قول سوم** "لفظون کے معنی زبان کے محاورہ استعمال سے
مقرر کیے جاتے ہین اور جب ممکن ہو تو محاورہ استعمال کو خود انھین کتب مقدسہ ہی سے دریافت کرنا
چاہیے" - افسوس ہی کہ باوجود اس قول کے پھر مسیح کو خدا اور خدا کا بیٹا کہا جاتا ہی کیا کتب مقدسہ
کا یہ محاورہ نہین کہ سیکڑون مومنین اور انبیا کو خدا اور خدا کا بیٹا کہا ہے پھر کیون بہکتے ہو **قول
چہارم** "الفاظ کتب مقدسہ کے معنی معروف لیے جاتے ہین مگر یہ کہ ایسے معنی اس فقرے کے اور الفاظ
یا سیاق دلیل یا کتب مقدسہ کے اور مقامون کے مخالف ہون" یہی ہم بھی اوپر بیان کر آئے ہین
اب کوئی ڈاکٹر صاحب سے یہ دریافت کرے کہ جب آپ کا یہ قول ہی تو لفظ الوہیم سے تثلیث کا ثبوت
جو ہزارون نصوص صریحہ کے مخالف ہی کس طرح کیا جاتا ہی **قول پنجم** "جو معنی لفظون کو پہرائے جاوین
وہ ضرور ہے کہ قرائن کے ساتھ ہون یعنی ہمیشہ متن کے سیاق کے موافق ہون اور جب کہ معنی معروف
مخالف قرائن ہون تو ترک کیے جائین اور ایسے معنی لیے جائین کہ اس فقرے اور الفاظ کے تقاضے
کو پورا اور شرائط کو ادا کرتے ہون اور ثابت ہوسکین استعمال محاورہ خواہ کتب مقدسہ یا دیگر کتب عامہ مین
ایسا طرز کلام جائز ہے" یہان بھی مین بڑے افسوس سے کہتا ہون کہ تثلیث کے ثبوت مین
یہ قاعدہ بالکل چھوڑ دیا جاتا ہی اور برخلاف اسکے عمل کیا جاتا ہی مثلاً یوحنا کے باب دہم ورس ۳۰ مین
مسیح کا قول ہے - مین اور باپ ایک ہون یہان سے اتحاد حقیقی مراد لیا جاتا ہے حالانکہ مسیح کے اور

Marfat.com

اقوال اور محاورہ کتب مقدسہ اسکا مقتضی ہے کہ اتحاد مجازی مراد لیا جاے کیونکہ اسی بیبل مین بہت مقامات ایسے ہین جنسے خدا اور مسیح مین مغائرت پائی جاتی ہے اور بعض مقام مسیح نے باپ کو اپنے سے بزرگ بھی کہا ہے (یوحنا باب ۱۴ ورس ۲۸) پس واسطے مطابقت کلام کے ضرور ہوا کہ اتحاد مجازی مراد لیا جاے یعنی وہ قرب اور نزدیکی جو انبیا علیہم السلام اور صلحای مومنین کو ہوتی ہے اور یہ محاورہ خود حضرت مسیح کے قول سے ثابت ہے کیونکہ مسیح نے حواریون کے حق مین فرمایا کہ وے جس طرح ہم ایک ہین ایک ہون (یوحنا باب ۱۷ ورس ۲۲ و ۲۳) اس مقام پر کوئی اتحاد حقیقی نہین لیتا بلکہ اتحاد مجازی مراد لیتے ہین پھر کیا وجہ ہے کہ وہان خلاف محاورہ اتحاد حقیقی مراد لیا جاتا ہے۔

اس تقریر سے واضح ہوا کہ ہمارے مخاطب نے نہ تعیین الفاظ کی رعایت کی نہ تعیین معنی کا لحاظ رکھا اور نہ دوسرے امور مذکورہ کی پابندی کی حالانکہ یہ امور اثبات مخالفت کے لیے ضرور تھے پھر کس بھروسے پر مخالفت کے اثبات مین اس قدر زور و شور ہے اور اپنے اعتراض کو حجر اصم اور لاجواب کہہ رہے ہین **تنبیہ** مصنف نیاز نامہ خوب غور سے ملاحظہ کرین کہ اس ایک مقدمہ سے چار جواب نیاز نامہ کے ظاہر ہوتے ہین **پہلا جواب** تحقیق اول سے یعنی قرآن مجید اس مجموعۂ بیبل کا تمامہ مصدق نہین جس سے ہمارے مخاطب مخالفت ثابت کر رہے ہین پھر قرآن شریف پر کیا اعتراض ہے **دوسرا جواب** تحقیق دوم سے یعنی کسی کتاب کی تصدیق و تعریف سے یہ لازم نہین آتا کہ تصدیق کرنے والا اوس کتاب کو تمامہ تسلیم کرتا ہے اور واجب العمل کہتا ہے اور پیلی صاحب کا قول اسکی شہادت مین نقل کیا گیا پس جب یہ ضرور نہین تو بعض امر مین مخالفت کیا مضر ہے **تیسرا جواب** تحقیق سوم کے شق اول سے یعنی اس بیبل کے الفاظ پر اعتماد نہین تا کہ معنی کی صحت پر حجت ہو سکے اور مخالفت ثابت کیجاے **چوتھا جواب** شق ثانی سے یعنی ہمارے مخاطب نے فہم مطلب و تعیین معنی مین غلطی کی ہے کہین تو بیبل کے بیان مطالب مین بسبب تقلید محض کے خطا کی اور کہین پر معانی قرآن مجید اور حدیث شریف کے فہم مین بہک گئے اور مخالفت ثابت کرنے لگے۔ الغرض اول تو اختلاف نہین اور اگر کسیقدر اختلاف ہو تو قرآن و حدیث پر حرف نہین آتا کسی شاعر عربی نے سچ کہا ہے ؎

Marfat.com

کم من عائب قولاً صحیحا ﴿ و آفتہ من الفہم السقیم ﴿

دوسرا مقدمہ

واضح ہو کہ اہل اسلام قرآن شریف اور مطلقاً حدیث کو یکسان نہین سمجھتے ہین قرآن مجید بلفظ اول سے آخر تک بلاشک کلام خدا ہی اور قطعی الثبوت ہی کوئی لفظ اوسکا مشکوک نہین اور احادیث دو قسم ہین صحیح اور غیر صحیح قسم ثانی بالکل قابل اعتبار نہین ایسی حدیث کو پیش کرنا اور اوس سے حجت پکڑنا محض نادانی ہی کیونکہ ہم اوسے رسول اللہ کا قول ہی نہین سمجھتے اور پھر قسم اول یعنی صحیح کی دو قسمین ہین ایک متواتر یعنی وہ حدیث جسکی روایت کرنے والے حضرت کے زمانے سے اوس وقت تک علی الاتصال اسقدر کثیر یا ایسے معتبر ہون کہ جھوٹ کا احتمال اونکے کلام مین نرہے ایسی حدیثین کمتر ہین اور جسقدر ہین وہ بھی وہ ہین جنمین تواتر معنوی ہی دوسری غیر متواتر جسکی روایت کرنے والے اسقدر یا ایسے معتبر نہون۔ اہل اسلام کے نزدیک قرآن شریف اور پہلی قسم کی حدیث سے جو امر ثابت ہوگا وہ یقینی ہوگا خواہ وہ امر اعتقادی ہو یا عملی ہو مگر یہ شرط ہے کہ جو امر ثابت کیا جائے وہ قرآن اور ایسی حدیث سے صاف صاف سمجھ مین آئے ایسا نہو کہ کسی نے اپنی راے سے استنباط کیا ہو اگر کسیکا استنباط ہے تو اوسکا ثبوت بالیقین نہوگا یہی دو امر ہین جنسے عقیدہ ثابت ہوسکتا ہی اور دوسری قسم کے حدیث سے کوئی امر اعتقادی ثابت نہین ہوسکتا کیونکہ اونکا ثبوت یقینی نہین ہی اور عقیدے کے ثبوت کے لیے امر یقینی ہونا چاہیے پس معترض کو چاہیے کہ جب کسی امر اعتقادی کو ثابت کیا چاہے تو صرف قرآن اور حدیث متواتر سے دلیل پکڑے اور اگر امر اعتقادی نہو تو حدیث کی دوسری قسم سے بھی ثابت ہوسکتا ہے مگر یہ یاد رہے کہ جو امر ایسی حدیث سے ثابت ہوگا وہ ظنی ہوگا یقینی نہین ہوسکتا جتنے اسلام پر اعتراض کرنے والے دیکھے کوئی ان اصول کا پابند نہین رہتا۔ ہمارے معزز مخاطب نے بھی کچھ لحاظ نکیا آنکھین بند کرکے لکھنا شروع کردیا۔ ایک اور امر بھی معلوم کرلینا چاہیے جسکے سبب ایک غفلت کا پردہ اوٹھ جائگا اور ہمارے مخاطب کی بیضابطگی ظاہر ہوگی وہ یہ ہے کہ اس قسم کی احادیث سے مخالفت ثابت کرنا محض بیفائدہ ہی دو وجہ سے اوّل یہ کہ اس

Marfat.com

مخالفت سے یہ اعتقاد ثابت نہین ہوسکتا کہ مذہب اسلام منجانب اللہ نہین کیونکہ ایسی احادیث سے کوئی امر اعتقادی اور یقینی ثابت نہین ہوسکتا۔ دوسرے یہ کہ ہر ایک حدیث کی سند جداگانہ ہی اسیوجہ سے احادیث کے متعدد اقسام ہین بعض احادیث صحیح ہین اور بعض غیر صحیح ہین یہ نہین ہوسکتا کہ ایک حدیث کے صحیح ہونے سے دوسری حدیث کا بھی صحیح ہونا ضرور ہوجاے یا ایک کے غیر صحیح ہونے سے دوسرے کا غیر صحیح ہونا ضرور ہو بلکہ جسمین صحت کے شروط پائی جائین وہ صحیح ہے اور جسمین نپائے جائین وہ صحیح نہین ہمکو اسوقت تک اختیار ہی کہ ہم حدیث کی جانچ اور پڑتال کیا چاہین تو بنظر سند اور دیگر امور صحت اور سقم کے کرسکتے ہین اور بعد جانچ کے اگر کسی طرح کا سقم پائین تو اوسکو مرتبہ صحت سے گرا دین مذہب اسلام مین اسکے سبب سے کوئی نقص نہین آسکتا۔ اب ناظرین مخالفت کو اسی پر قیاس کرین یعنے پادری صاحب نے جہان حدیث سے مخالفت بیان کی ہی وہان اگر اونکے تمام بیانات تسلیم کیے جائین تو اوسکا ثمرہ محققین کے نزدیک صرف اسقدر ہوگا کہ وہ حدیث خاص جسکا مضمون مخالف ہے ساقط الاعتبار ہوجائیگی اس سے مذہب اسلام کو کیا ضرر پہونچیگا یہ حدیث تو اس قبیل سے تھی کہ قطع نظر مخالفت کے اگر ہم جانچتے اور کسی طرح کا سقم پاتے تو ساقط الاعتبار کر دیتے پھر نہایت نافہمی ہے کہ اگر ایسی حدیث سے کوئی نقص پیدا ہو تو مذہب اسلام کو ناقص کہا جاے۔ پادری صاحب یون سمجھ لین کہ بعض کتابون کو تمام عیسائی پندرہ سو برس تک کلام الٰہی یقین کرتے رہے اور بعد اسکے فرقہ پروٹسٹنٹ نے تحقیق کرکے اونہین کلام الٰہی سے خارج کر دیا اور ساقط الاعتبار سمجھا پھر کیا اسکے سبب سے مذہب عیسوی ساقط الاعتبار ہوجائیگا ذرا انصاف کیجیے حاصل یہ کہ ایسے مقام پر حدیث کی مخالفت کو پیش کرنا محض نافہمی ہے اگر مخالفت کو تسلیم کیا جاے اور جو باتین ہمنے پہلے مقدمہ مین لکھی ہین اونسے بھی قطع نظر کیجاے تو بھی پادری صاحب کا مدعا حاصل نہوگا۔

پس اب قابل سماعت وہی مخالفت رہی جو قرآن اور حدیث متواتر سے ہو مگر پادری صاحب نے بیان مخالفت مین عجب خبط کیا ہی نہ تو قران و حدیث مین تمیز کی ہے نہ حدیث صحیح اور غیر صحیح مین فرق کیا ہے اور نہ یہ دیکھا ہے کہ یہ علما کی راے ہی نص قطعی نہین ہر جگہ لکھ دیا ہی کہ قرآن و حدیث مین آیا ہے یا حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہی گرچہ قرآن مین اوسکا پتہ نہو یا حدیث صحیح مین اوسکا نشان نملے جیسے حضرت اسمٰعیل

کے ذبح ہونیکو پادری صاحب نے قرآن وحدیث کی طرف منسوب کیا ہی حالانکہ نہ قرآن مین اسکی تصریح ہے نہ احادیث مین - حاصل یہ ہے کہ کہین تو پادری صاحب نے نص قرانی کو علمای مسیحیہ کی راے سے مقابلہ کیا ہی جیسے مسئلہ تثلیث وابنیت اور نجات مین اور کہین اپنی راے کو اپنی راے سے لڑایا ہی اور اختلاف نصوص بتایا ہے جیسا کہ اختلاف چہارم مین کیا ہے - اور کہین اپنے یا اپنے علما کی رسم کو یا سنے سنائے کو نص قرآن وحدیث قرار دیکر نصوص کتب سابقہ سے ملایا ہی چنانچہ اختلاف پنجم مین اسی امر کو کام فرمایا ہی اور کہین اپنے علما کی راے کو ہمارے علما کی راے سے مقابلہ کیا ہی - پھر افسوس ہی کہ ایسے مقابلون کو مقابلہ کتب سابقہ اور قرآن وحدیث قرار دیا ہی اور مخالفت بیان کرکے قرآن وحدیث کو اپنا آپ مکذب ٹھہرایا ہی واے بر نافہمی ایشان - مقام انصاف ہی کہ ایسی بے تحقیق باتون سے مذہب اسلام پر کچھ الزام آسکتا ہی ہرگز نہین بلکہ ایسی تحریر سے لکھنے والے کا اعتبار جاتا ہی اور جہالت یا خیانت کا دھبّا اوسکی پیشانی پر لگتا ہی مگر افسوس یہ ہے کہ فہیدہ کم ہوتے ہین ورنہ نیازنامہ کوئی ایسی کتاب نہین ہی کہ اوسے لاجواب خیال کیا جاے یا اوسپر فخر کرنا روا ہو پادری صاحب کیا اسی کتاب کو آپ لاجواب سمجھتے تھے جسکے متعدد جواب ان دو مقدمون سے ظاہر ہوگئے کیا یہی کتاب تھی کہ عرب عجم مین کوئی جواب نہ لکھ سکا بنظر انصاف میری تحریر کو ملاحظہ کیجیے اور اپنے اوس بڑے بول کو یاد فرمائیے *

یہان تک تو وہ امور بیان کیے گئے جو نیازنامہ کے جواب اجمالی تھے اب مین جواب تفصیلی شروع کرتا ہون واللہ الموفق والمعین وبہ نستعین -

آمدم بر جواب تفصیلی و رفع مخالفت

مخالفت اول — قولہ صفحہ ۸ — کتاب مقدس مین توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کی تعلیم صاف پائی جاتی ہے یعنی اگرچہ یہ بات بلاشبہہ مذکور ہے کہ خدا واحد ہی تاہم اوسکی ذات مین تین اقنوم ہونیکی تلقین بھی واضح اور لائح ہے یعنی اب اور ابن روح القدس ان تینون اقانیم سے ہر ایک خدا ہی تاہم تین خدا نہین بلکہ خدای وحدہ لاشریک ہے لیکن افسوس ہی کہ قرآن وحدیث باوجود تصدیق کے

Marfat.com

انسے اول اس خاص تعلیم کو چھوڑا یا چاہتے ہین تو اسطرح سے آپ ہی اپنے کو رد کرتے ہین ؛

جواب

واضح ہو کہ ایسے عظیم الشان اختلاف کو کہ طرفین کی حقیت گویا اوسی پر منحصر ہے پادری صفدر علیصاحب نے ایسا مہمل چھوڑ دیا کہ ایک مقام کا بھی حوالہ ندیا جہان صاف صاف یہ تعلیم مذکور ہوتی ہمکو تو کہین انجیل و توریت مین اس تعلیم کا پتہ نہین ملا یہ دونون کتابین اس تعلیم سے منزہ ہین بلکہ صاف صاف توحید کی اور خدا کے لاشریک ہونے کی تعلیم جابجا ہی چند حوالے نقل کرتا ہون ناظرین ملاحظہ کرین - استثنا باب ۳۲ ورس ۳۹ میں ہے اب دیکھو کہ مین ہان مین ہی وہ ہون اور کوئی معبود میرے ساتھ نہین - ایضاً باب ۴ ورس ۳۵ یہ سب تجھی کو دکھایا گیا تا کہ تو جانے کہ خداوند تو خدا ہے اور اوسکے سوا کوئی نہین ہے زبور ۸۶ ورس ۱۰ تو بزرگ ہے عجائب کام کرتا ہی تو ہی اکیلا خدا ہے اور اول تواریخ باب ۱۷ ورس ۲۰ اے خداوند کوئی تجھ سا نہین اور تیرے سوا جہان تک ہمنے اپنے کانون سے سنا ہی کوئی خدا مطلق نہین مرقس باب ۱۲ ورس ۲۸ اور فقیہون مین سے ایک جسنے اوسکا سوال و جواب سنکے سمجھا کہ اوسنے اونھین خوب

سلہ تثلیث کا عقیدہ چوتھی صدی مین قسطنطین اعظم کے عہد مین تسلیم کرایا گیا ہی چنانچہ جان ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب مطبوعہ لندن ۱۸۶۹ء کے صفحہ ۱۴۳ و ۱۴۴ مین لکھتے ہین تفصیل اسکی یہ ہی کہ سینٹ اریوش نے جو اسکندریہ کے قسیسون مین تھا اجسب عقائد کے ذریعے سے مسیح کی انسانیت کا ثبوت پھیلانا شروع کیا تو اتھاسیس اوسکا مقابل ہوکر تثلیث کا حامی ہوا قسطنطین اعظم نے اس نزاع کو دیکھکر ۳۲۵ء مین کونسل نائس مقرر کیا اس کونسل مین تیرہ بشپ اور بہت پادریون نے تثلیث سے انکار کیا اور بعض تثلیث کے تو قایل ہوے مگر روح القدس کی جگہ حضرت مریم کو داخل کرتے تھے اسیواسطے اونکا نام میریامایٹ رکھا گیا مگر جب قسطنطین اعظم نے علانیہ حکم دیا کہ جو شخص تثلیث سے انکار کریگا اوسکا مال ضبط ہوکر جلاوطن کیا جائیگا اوسوقت اکثر نے بادشاہ کے خوف سے تثلیث کے عقیدے پر دستخط کردی اور اتھاسیش کا عقیدہ مشہور ہوا شہنشاہ کانسٹن تیوس نے اریوش کی تعلیم کو پسند کیا اور بہت بڑی بڑی مجلسین ۳۵۱ء و ۳۵۵ء آرلس اور میلن مین منعقد ہوئین اونمین اکثر اس تعلیم کو قبول کرتے تھے اور اسوقت بھی یونی ٹیرین امریکا اور لندن وغیرہا مین بکثرت موجود ہین کلکتہ مین بھی اونکا وکیل رہتا ہی یہ گروہ تثلیث کا سخت منکر ہے اور اسی انجیل سے بنہایت زور و شور سے توحید ثابت کرتا ہے اب ہمارے مخاطب پادری کو چھوڑ کر ملاحظہ فرمائین کہ اگر انجیل مین صاف صاف یہ تعلیم موجود ہوتی جیسا کہ اوسکو ہونا چاہیے تھا تو خود اوسکے ماننے والون مین اس قدر اختلاف کیون ہوتا اور بادشاہ کو اس جبریہ حکم کرنے کی حاجت کیون پڑتی - امریکن یونی ٹیرین اسوسی ایشن نے معاہ

جواب دیا پاس آیا اور اوس سے پوچھا کہ سب حکمون مین اول کون ہے ۲۹ یسوع نے اوسے جواب دیا کہ سب حکمون مین اول یہ ہے کہ اے اسرائیل سن وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے (مرقس باب ۱۲ ورس ۲۹) اوسنے (یعنی مسیح نے) اوسے کہا تو کیون مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہین مگر ایک یعنی خدا (انجیل متی باب ۲۳ ورس ۹ سے ۱۰ تک استثناء ۶ باب ۴ ورس۔ یشعیاہ ۴۲ باب ۸ ورس اور ... باب ۴۵ ورس ۵ و ۶ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۸۔ اول سلاطین باب ۸ ورس ۲۳ وغیرہ ہین جسطرح پر ان مقامات مین صریح تعلیم خالص توحید کی ہے جسمین کسیکو شک و شبہ نہین ہوسکتا پادری صاحب ایک ہی مقام صریح تثلیث کی تعلیم نکال دین یا یہ ثابت کردین کہ اوسکی ذات مین تین اقنوم ہین اس ثبوت مین پادری صاحب کے ذمہ یہ بھی فرض ہے کہ ایسا مقام بتائین جہان یہ تعلیم صاف صاف پائی جاے پھر وہ بھی خاص حضرت مسیح کی تعلیم ہو کیونکہ قرآن مجید نے اوسیکو انجیل کہا ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ عہد عتیق سے بھی اسکا ثبوت دین ورنہ عہد عتیق و عہد جدید مین مخالفت لازم آئیگی مگر مین سچ کہتا ہون کہ اس تعلیم کا صاف صاف پایا جانا تو درکنار اشارۃً اور کنایۃً بھی نہین پائی جاتی۔ حضرت مسیح کی تعلیم کو جانے دیجیے کسی حواری کے کلام سے بھی اسکا ثبوت نہین ہوتا شاید اس مقام پر ہمارے مخاطب نامہ اول یوحنا کا باب ۵ ورس ۷ پیش کرینگے جسکا یہ مضمون ہے "تین ہین جو آسمان پر گواہی دیتے ہین باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینون ایک ہین" مین کہتا ہون کہ اوّل یہ امر یاد رکھنا چاہیے کہ اسکی صحت اور عدم صحت سے قرآن کو کچھ تعلق نہین ہے کیونکہ قرآن مجید یوحنا کی تحریر کو انجیل نہین کہتا لہذا یہ حوالہ پادری صاحب کے مفید نہوگا۔ دوسرے یہ کہ حواری وہ ہین جنھون نے بعد مستفید ہونے روح القدس سے بھی عقائد ایمانیہ مین غلطی کی اور مسیح کی باتون کو برخلاف سمجھا اور اسیوجہ سے ضعیف الایمان کہلائے۔ پھر اگر اس جملے کی نسبت یوحنا کیطرف مانی جاے تو بھی لائق تسلیم نہین ہوسکتی خصوصاً اوس وقت مین کہ صاف صاف تمام انبیاء کرام کے تعلیم کے خلاف ہو۔ تیسرے یہ کہ محققین علماے مسیحیہ نے مان لیا ہے کہ یہ جملہ الحاقی ہے یوحنا حواری کا نہین ہے اسکے ثبوت کے لیے مین زیادہ کیا کہون بائبل مطبوعہ مرزاپور جو نہایت صحت کے بعد چوتھے مرتبہ ڈاکٹر میتھر صاحب کے اہتمام سے ۱۸۷۰ء مین چھپی ہے اوسکے حاشیہ کے اوپر اس ورس کی نسبت

(۱) اس باب مین پانچ حوالے ہین اسلئے اوسپر ۱۴ کا ہندسہ لکھا گیا ۱۲

Marfat.com

لکھاہی "یہ الفاظ کسی قدیم نسخے مین نہین پائے جاتے" پس یہ سند جملہ کے جعلی ہونیکا کامل ثبوت ہے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین ہی۔ ناظرین اس امر کو بھی ملاحظہ فرمائین کہ پادری صاحب نے اون تحریرون پر اصلا نظر نہ کی جو ہمارے علما نے نہایت تفصیل سے اس مخالفت کے اوٹھانے مین کی ہین رسالہ اصح الاحادیث خاص اسی بحث مین لکھا گیا ہی اظہار الحق کے چوتھے باب مین نہایت عمدہ طور سے اسکا جواب دیا ہے ازالۃ الاوہام کے باب دوم مین بخوبی اسکا رد موجود ہی مگر نہین معلوم کہ ان جوابات سے کیون چشم پوشی کی گئی شاید پادری صاحب کی نظر سے اظہار الحق اور اصح الاحادیث نگذری ہو مگر ازالۃ الاوہام تو ضرور دیکھی ہے کیونکہ نیاز نامہ کے نسخ کی بحث مین اوسکی عبارت نقل کی ہی پھر کس وجہ سے ادھر لحاظ نہین کیا گیا کیا کوئی طالب حق ان سب جوابات سے قطع نظر کرکے صرف پادری صفدر علی صاحب یا اونکے ہم مشربون کے فقط کہنے سے اس مخالفت کو تسلیم کریگا ہرگز نہین۔ پادری صاحب کو چاہیے کہ بنظر انصاف کتب مذکورہ کا ملاحظہ کرین ان کتابون مین بدلائل ثابت کردیا ہے کہ بیبل سے تثلیث اور الوہیت مسیح ہرگز ثابت نہین ہوتی پس جب تک پادری صاحب کتب مذکورہ کے دلائل کو نہ اوٹھائین ہمین زیادہ لکھنا ضرور نہین صرف اون جوابات کیطرف اشارہ کیا جاتا ہے جو مقدمہ اوّل سے ظاہر ہوتے ہین*

جواب اول

ہم تحقیق اول مین ثابت کرچکے ہین کہ قرآن مجید اس تمام مجموعۂ بیبل کا مصدق نہین بلکہ بعض مضامین کا ہے اور ہم بالیقین اوسکی تعیین نہین کرسکتے بغیر اسکے کہ قرآن مجید ہی اوسکی تعیین کردے جس مضمون کو وہ متعین کردیگا اوسے ہم بالیقین کلام خدا کہینگے اور جسکی وہ تکذیب کریگا اوسے ہم بالیقین غلطی کتاب یا فہم کی خطا کہینگے اور توریت و انجیل کا مضمون اوسے ہرگز خیال نکرینگے پس جب قرآن مجید نے تثلیث کو بدلائل واضحہ رد کیا اور باطل بتایا پس جن مقامات سے مسیحی تثلیث کو ثابت کرتے ہین یا تو وہ انجیل نہین یا مسیحی سمجھنے مین غلطی کرتے ہین فرقہ یونی ٹیرین وغیرہ اسی بیبل کو تسلیم کرتے ہین اور تثلیث سے انکار کرتے ہین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ بالتصریح مذکور نہین عیسائی محض استنباط کرتے ہین۔ دیکھیے قرآن مجید کی صاف اور نکلا ...... کہ جو ...... ان توریت و انجیل کا نتھا لوگون نے اپنی خطاء فہم سے بڑھالیا تھا اوسے صاف صاف

باطل کردیا اور جو تعلیم حضرت موسی اور حضرت عیسے اور تمام انبیای سلف کی تھی کہ خدا وحدہ لاشریک ہی وہی اللہ تعالے نے امت محمدیہ کو تلقین فرمائی اگر اللہ ہمکو ہدایت نکرتا تو ہم بھی مثل اور اہل کتاب کے گمراہی کے گرداب مین غوطے کھاتے اور خالص توحید کو چھوڑکر تثلیث وغیرہ پر ایمان لاتے مگر الحمدللہ اوسکی رحمت ذاتی دستگیری کی کہ ہمکو دریا ضلالت مین ڈوبنے سے بچالیا اور سیدھا راستہ اپنے سچے نبیون کا بتادیا واویلا اونپر جو تمام انبیاء کرام کا طریقہ چھوڑکر دوسرا طریقہ مخالف اختیار کرین یا دعیان تثلیث کے باطل کرنے سے قرآن کا مطلب یہ ہے کہ یہ مسئلہ توریت انجیل کا نہین ہی اب یہ کہنا کہ قرآن مجید اس مسئلہ مین مخالف انجیل ہے محض نافہمی ہے *

جواب دوم

دوسری تحقیق سے ظاہر ہی کہ ایک کتاب کی توصیف سے اوسکے ہرایک مضمون کی توصیف وتصدیق لازم نہین آتی خصوصاً اوس مضمون کی کہ تصدیق کرنے والا بڑے شد ومد سے اوسے رد کرتا ہوا اس وقت مین کون عاقل کہہ سکتاہی کہ تصدیق کرنے والا اس مضمون کی بھی تصدیق وتوصیف کرتاہی بلکہ اس مضمون دیگر کا کہنا توصاف دلالت کرتاہی کہ جن مضامین کی تصدیق مصدق نے کی ہے اوس سے یہ مضمون خارج ہے الغرض قرآن مجید نے کسیوقت تثلیث کی تصدیق نہین کی تاکہ اوسکی تکذیب سے اپنا مکذب ٹھہرے *

جواب سوم

تحقیق سوم کے شق اول سے عیان ہی یعنی ثبوت مخالفت کے واسطے اصلی الفاظ کا متعین ہونا ضرور ہے اور انجیل مین یہ بات پائی نہین جاتی جب الفاظ پر اعتماد نہین ہی تو اوسکے معنی پر کیونکر یقین ہوسکتاہے حاصل یہ ہے کہ ہماری تحقیق سوم سے ظاہر ہی کہ صرف انجیل مروجہ کے الفاظ سے کسی مضمون پر استدلال نہین ہوسکتا کیونکہ یقیناً نہین کہہ سکتے کہ یہی مضمون انجیل کا ہی جو لفظا ہر اب ان لفظون سے سمجھہ مین آتا ہے خصوصاً اوس وقت مین کہ انجیل کا محافظ ونگہبان اسکو غلط بتاتا ہوا اور رد کرتا ہو اس صورت مین تو یقین ہوجائیگا کہ یہ مضمون ہرگز انجیل کا نہین ہے *

جواب چہارم

Marfat.com

تحقیق سوم کی شق دوم سے ظاہر ہوتا ہے تقریر مذکور سے جواب اجمالی کل مخالفتون کا اور بالتخصیص اس مخالفت کا ظاہر و عیان ہے یعنے جو معنے ان ورسون کے لیے جاتے ہین وہ بالیقین نصوص صریحہ اور دلائل عقلیہ کے مخالف ہین پس بشہادت عقل اور بموجب قول چہارم ڈاکٹر انگس انکے یہ معنی نہین جو اہل کتاب سمجھتے ہین یہان تک اختلاف اول کے جوابات ہولیے - اب پادریصاحب کے بعض اقوال سے کسیقدر تعرض کیا جاتا ہے اور اونکی غلطی بیان کیجاتی ہے ؏

قولہ صفحہ ۹۰ - اگر کوئی کہے کہ یہ بات مطلق میری فہم مین نہین آتی ؏

جواب پادری صاحب اس طرح کوئی اہل فہم اعتراض نہین کرتا جس طرح آپنے بیان کیا ہی بلکہ یہ محض نافہمون کی تراشی ہوئی تقریر ہے ہمارا اعتراض یہ ہے کہ تثلیث بدلایل عقلیہ باطل ہے اور بالیقین اسکے بطلان پر عقل حکم کرتی ہی کسی طرح تردد نہین کرتی پس ایسی تعلیم ہرگز خدا کیطرف سے نہین ہوسکتی جو بالیقین عقل کے نزدیک باطل ہو اسکی وجہ یہ ہی کہ اگر عقل کے حکم کا بالکل اعتبار نکیا جاے تو اثبات رسالت اور نبوت کچھ نہین ہوسکتا تمام کارخانہ دین درہم و برہم ہوا جاتا ہی اور یہ لاکھہ کا گھر سب خاک مین ملا جاتا ہی کیونکہ اول جسکے سبب ہمنے خدا کو جانا اور انبیا کو پہچانا وہ عقل ہی ہی اسی سے دریافت ہوا کہ انبیا کا آنا ضرور ہے اسی عقل نے ہمکو بتایا کہ فلان فلان سچا نبی ہی اور فلان جھوٹا ہی اگر عقل کے حکم کا اعتبار نہو تو خدا کے وجود اور انبیا کی صداقت پر کیا دلیل ہوگی اور کس وجہ سے ہم یقین کرینگے کہ انبیا کا آنا ہماری ہدایت کے لیے ضرور ہے کیونکہ ان امور کو تو بذریعہ عقل مانا تھا جب عقل کے حکم کا اعتبار نرہا تو جو امور اوس سے ثابت ہوے تھے وہ سب غیر معتبر ہوگئے جب وجود خدا اور انبیا ثابت نہوا تو احکام دین اور شرائع سابقین اور لاحقین کیونکر ثابت ہوسکتے ہین یہ فرع ہین پہلے امور کی جب جڑ ہی ندارد ہی تو شاخ کا وجود کس طرح ہوسکتا ہی الغرض برہان قطعیہ عقلیہ کا اعتبار ضرور ہے چنانچہ امور مذکورہ مین بالاتفاق اسکا اعتبار کیا جاتا ہی کوئی عیسائی انکار نہین کرتا پس جو عقل کہ خدا کے ہونے اور انبیا کے آنے پر شہادت دیتی ہی وہی تثلیث کے بطلان کی گواہ ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ابطال تثلیث پر اوسکی گواہی معتبر نہو -

پادری صاحب اس اعتراض کا جواب دیکھیے کیا آپنے تقریر لاطائل کرکے کاغذ کو سیاہ کیا ہی لیکن

Marfat.com

عقل مین نہ آنا اور بات ہی اور عقل کا بدلیل باطل بتانا اور بات ہی اِن دونون مین زمین آسمان کا فرق ہی
عقل مین نہ آنیکے تو یہ معنی ہین کہ عقل اوسکے ابطال اور اثبات دونون مین متحیر کچھ نہین کہہ سکتی اور تثلیث
یسی نہین بلکہ اسکے بطلان مین تو براہین قطعیہ قائم کرتی ہی پس اسکو عقل سے باہر سمجھنا محض بیعقلی ہے
ور اگر اون براہین کے دیکھنے کا شوق ہو تو اظہار الحق اور اصح الاحادیث اور تنخیص المقال ملاحظہ کرین
قولہ عقل قاصر ہین یہ بات کہان کہ ذات مطلق کے ادراک کا دعوی کرے —
جواب پادری صاحب عبث یہ تقریرین کر رہے ہین ایصاحب یہ تو ہم بھی مانتے ہین کہ ذات باریتعالے
کا ادراک نہین ہو سکتا مگر تثلیث کو ذات کون کہتا ہے یہ تو ایک صفت ہی کہ ذات کو عارض ہوتا ہی اور
ذات کے عدم ادراک سے وصف کا عدم ادراک لازم نہین آتا ملاحظہ کیجیے کہ اللہ تعالے کا وجود ہمنے
بذریعہ اوسکی صفات کے جانا ہی اگر اوسکی صفت کا ادراک نکرتے تو اوسکی ذات کا کیونکر اقرار کرتے —
غرض تثلیث کا ادراک اور ابطال ذات کے ادراک پر موقوف نہین بلکہ ہم تثلیث کا بطلان بغیر ادراک
ذات بلاشبہہ کرتے ہین —
قولہ مسئلہ تثلیث جو اسرار ماہیت خدا سے ہی دلائل عقلی سے اوسکا ثبوت و بطلان دونون ناممکن ہین —
جواب تثلیث کا اسرار ماہیت خدا سے ہونا کہین سے ثابت بھی ہی یا زبردستی ایک ناممکن امر اسرار ماہیت
مین داخل کیا جاتا ہے اگر یہی حال ہی تو ہر ایک شخص اپنے سب خرافات اور غیر ممکن امر کو اسرار ماہیت خدا مین داخل کر کے مخالفونکا
منہ بند کر سکتا ہی ہمتو ثبوت توحید مین بہت سی نصوص پیش کرتے ہین آپ تثلیث کے ثبوت مین ایک ہی نص
پیش کیجیے علاوہ اسکے ہم تو اسکے بطلان مین قطعی دلائل پیش کرتے ہین پھر اوسے ناممکن کہنا عجب بات ہی
قولہ مگر اس بات کو فراموش نکرنا چاہیے کہ ابھی یہ گفتگو نہین ہی کہ آیا تعلیم تثلیث درست ہی یا نہین —
جواب اگر اس تعلیم کے درست ہونے مین گفتگو نہین تو یہ تمام ورق کس بیان مین سیاہ کیا ہی پادری صاحب
یہ جو آپنے تقریر کی کہ تثلیث اسرار ذات الٰہی سے ہی اور ذات الٰہی کا ادراک عقل قاصر سے نہین ہو سکتا
اس حیلے کی اصل بات یہ معلوم ہوتی ہی کہ جب آپ تثلیث کے درست ہونیکی توجیہ کر چکے تو خیال آیا کہ یہ کیا
بیہودہ بیجڑ توجیہ ہی اہل شعور کے نزدیک محض ابلہ فریبی مین داخل ہے اسلیے اوس سے گریز کیا اور فرمایا کہ ابھی

Marfat.com

تعلیم تثلیث کے درست ہونےمین گفتگو نہین بلکہ یہ دکھایا جاتا ہی کہ یہ تعلیم کتاب مقدس مین صاف موجود ہے
جسکو قرآن وحدیث کلام اللہ بتاتے ہین مین کہتا ہون کہ پادری صاحب نے کچھ دکھایا بھی یا شروع سے
اب تک دعوی ہی ہورہا ہی آپ نے تو ساری کتاب مین کہین بھی ثابت نہین کیا کہ جس کتاب کی قرآن
تصدیق کرتا ہی اوس مین تثلیث کی تعلیم صاف صاف موجود ہے —

قولہ لیکن افسوس ہی کہ باوجود اس تصدیق کے پھر اوسی کتاب کی ایسی خاص تعلیم کو جھٹلایا جاتا ہے
جواب پادریصاحب قرآن مجید نے اس تعلیم کی کبھی تصدیق نہین کی اور کتاب کی تصدیق سے اس
تعلیم کی تصدیق لازم نہین آتی ہی اور یہ بھی یاد رکھیے کہ یہ جھٹلانا نہین ہی بلکہ آپ کے بزرگون کی غلط فہمی
تنبیہ ہے چونکہ انجیل کا نگہبان اور امین ہی اسلیے اوسکی نگہبانی اور امانت داری کرتا ہی تاکہ اصلی انجیل کے
مضامین ضرور یہ محفوظ رہین۔ جس وقت چشم انصاف سے آپ اس امر مین غور فرمائینگے اوس وقت اظہر من الشمس
ہو جائیگا کہ تثلیث کی تعلیم ہرگز منجانب اللہ نہین اور اصلی انجیل کا ہرگز یہ منشا نہین اور قرآن مجید بلاشک
اوس خدائے وحدہ کا کلام ہے جو شرک یعنی تثلیث وغیرہ سے بالکل مبرا اور نہایت بیزار ہے

دوسرا اختلاف

کتاب مقدس سے خداوند مسیح کی الوہیت اور ابنیت نصوص صریحہ سے ثابت ہی۔ مگر قرآن وحدیث گویا
اسی بات کے درپے ہین کہ اس تعلیم کو جڑ سے اوکھاڑین (صفحہ ۱۱ نیاز نامہ مطبوعہ ۱۸۶۰ء)

جواب

بیشک قرآن مجید وحدیث اس بات کے درپے ہین کہ اس تعلیم شرک کو جڑ سے اوکھاڑ کر پھینک دین
قرآن شریعت خدا کی خالص توحید پھیلانے کے لیے آیا ہے وہ کیونکر نہ شرک کو جڑ سے اوکھاڑیگا جس طرح
بت پرستی کی بیخ وبن اوکھاڑی اسی طرح اسکی بھی اصلیت کو مٹایا اور ظاہر کر دیا کہ یہ تعلیم ہرگز خدا کیطرف
سے نہین پادری صاحب نے اتنا بڑا دعوی تو کیا مگر ایک حوالہ بھی یا جس سے صاف صاف الوہیت یا ابنیت
مسیح کی ثابت ہوتی خیر کیا کیجیے پادری صاحب کی عادت ہی کہ اکثر دعوی ہی پر اکتفا کرتے ہین دلیل
کیطرف توجہ کم فرماتے ہین اس اختلاف کے بھی وہی جوابات ہین جو پہلے اختلاف کے جواب مین

Marfat.com

یے گئے اور مقدمۂ اولی مین بھی بالتفصیل اسکا جواب دیا گیا ہی اب اونکے مکرر ذکر کی حاجت نہین مگر یہان
یان دوسرا جواب دیتا ہون اہل انصاف ملاحظہ کرین - مخفی نرہے کہ حضرت مسیح کی الوہیت یا ابنیت
ثبوت کتاب مقدس سے ایسا بدیہی البطلان ہے کہ کوئی عاقل منصف مزاج اسکا دعوی نہین کر سکتا
یح نے تا دم عروج کبھی ایسا خیال نہین کیا بلکہ شاید اسی خیال کے دفع کے لیے ایک شخص کے جواب مین
ن ارشاد فرمایا کہ تو مجھے نیک کیون کہتا ہے کہ نیک کوئی نہین مگر ایک خدا (مرقس باب ۱۰ ورس ۱۸)
ر انجیل لوقا باب ۱۸ ورس ۱۸ و ۱۹ آیت مین ہی کہ "ایک سردار نے اوس سے پوچھا کہ اے نیک استاد مین
یا کرون کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہون یسوع نے اوسکو کہا تو کیون مجھکو نیک کہتا ہے کوئی نیک
نہین مگر ایک یعنی خدا" اور ایسا ہی انجیل متی کے باب ۱۹ ورس ۱۷ آیت مین ہے *
عجب ہی کہ باوجود اس قول کے حضرت مسیح کی الوہیت اور ابنیت ثابت کیجاتی ہی یہ قول تو الوہیت
مسیح کی جڑ اوکھیڑتا ہے یہان وہ تاویل بھی نہین چل سکتی کہ مسیح جس طرح اله تھے اسی طرح انسان بھی تھے
پس انسانیت کی جہت سے وہ ایسے کلمات کہتے ہین کیونکہ اہل تثلیث کے عقیدہ مین مسیح کی انسانیت
تمام انسانون کی انسانیت سے برتر ہے اور اوسمین نقص اور گناہ کا بالکل پتا نہین ہی پھر جب وہان
کسی طرح کا نقص اور گناہ نہین ہی تو حضرت مسیح کا اپنے تئین نیک قرار دینا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ
کسر نفسی سے بھی وہی قول صحیح ہو سکتا ہے جسکی صحت واقعی کسی وجہ سے ہو سکے مثلاً اور انسان کیسا
نیک ہو مگر چونکہ اوسکی انسانیت مین نقص ہے تو اس نظر سے اپنے آپ کو ناقص کہہ سکتا ہے اور حضرت
مسیح تو ہر طرح کامل ہین اونکی انسانیت بھی برائی سے ہر طرح منزہ ہے وہان نکوئی کی نفی کسی طرح نہین
ہو سکتی پس جب نکوئی کی نفی کی گئی تو ثابت ہو گیا کہ مثل اور انسانون کے حضرت مسیح بھی انسان تھے
پھر یوحنا کا باب ۲۰ ورس ۱۷ ملاحظہ کیجیے مسیح فرماتے ہین "مین اوپر اپنے باپ اور تمھارے باپ
اور اپنے خدا اور تمھارے خدا پاس جاتا ہون" انصاف کا مقام ہے کہ حضرت مسیح کیسا صاف صاف
خدا کی خدائی اور اپنی عبدیت کا اقرار کرتے ہین افسوس ہی اونپر کہ دیکھتے ہوے نہین دیکھتے پھر یوحنا
باب ۸ ورس ۲۸ مین حضرت مسیح کا قول اس طرح منقول ہی "مین آپ سے کچھ نہین کرتا مگر جو میرے

Marfat.com

باپ نے مجھے سکھلایا مین وہ باتین کہتا ہون " اور اوسیکے باب ۵ ورس ۳۰ مین مسیح کا قول یہ ہی کہ "مین آپ سے کچھ نہین کرسکتا جیسا مین سنتا ہون حکم کرتا ہون اور میری عدالت درست ہی کیونکہ اپنی مرضی کو نہین پر باپ کی مرضی کو جسنے مجھے بھیجا ہی چاہتا ہون " ناظرین ملاحظہ کرین کہ کس صفائی کے ساتھ حضرت مسیح اپنی عبدیت ثابت کرتے ہین یہی مضامین انجیل کے ہین جنھین قرآن مجید نور وہدایت کہتا انھین کی تصدیق کرتا ہے اسکے مخالف اور معارض جو تعلیم ہے وہ محض عیسائیون کی بناوٹ ہے نہایت حیرت کا مقام ہے کہ باوجود ان نصوص صریحہ کے عیسائی حضرت مسیح کو خدا کہتے ہین ای صاحبو حضرت مسیح کا ایک ہی ارشاد ایسا نکال دو جس سے اس صفائی کے ساتھ اونکی الوہیت کا ثبوت ہوتا ہو اگر آپ کو کہین اشارہ کنایہ معلوم ہو تو اوسکا جواب نوید جاوید ازالۃ الاوہام اصح الاحادیث وغیرہ مین ملاحظہ کرو - عیسائیون کا ایک استدلال یہ بھی ہی کہ مسیح کو ابن اللہ کہا ہی مگر یہ نہین دیکھتے کہ اور انبیائے بنی اسرائیل پر بھی یہ اطلاق آیا ہی مثلاً کتاب خروج باب ۴ ورس ۲۲ مین حضرت موسی کی نسبت یون ارشاد ہوا "تب تو فرعون کو یون کہیو کہ خداوند نے یون فرمایا ہے کہ اسرائیل میرا بیٹا ہے بلکہ میرا پہلوٹھا ہے" اور یرمیاہ کے باب ۳۱ ورس ۹ مین ہی "کیونکہ مین اسرائیل کا باپ ہون اور افرائیم میرا پہلوٹھا ہے" پھر جس طرح کے بیٹے حضرت موسی اور افرائیم ہین ایسے ہی حضرت مسیح کو بھی ہم بڑے متحیر ہین کہ اسی ابن اللہ کے اطلاق سے اور انبیا وغیرہ تو الوہیت مین شامل نہین کیے جاتے اور خدا کے ساتھ اونکو اتحاد نہین ہوتا اور حضرت مسیح الوہیت مین شامل کیے جاتے ہین - ای بھائیو کیون بہکے جاتے ہو ذرا سوچو اور غور کرو ابن اللہ کے اطلاق سے الوہیت ہرگز ثابت نہین ہوتی بلکہ بطور پیار و اخلاص کے یہ لفظ استعمال کیا گیا ہی جیسے اور انبیا پر اور ایسا بھی ہوتا ہی کہ جس شخص کو کسی شی سے خصوصیت ہوتی ہے اوس شخص کو اوسکا بیٹا کہدیتے ہین یہ محاورہ بھی عہد عتیق وجدید مین شائع ہے چنانچہ لوقا کے باب ۱۰ ورس ۶ مین ہی اگر سلامتی کا بیٹا وہان ہوگا الخ - دیکھو نیکوکار کو سلامتی کا بیٹا کہا اسی طرح بدکارون کو شیطان کا بچہ اور خبیث کا بیٹا کہا گیا ہے چنانچہ اول سموئیل کے باب ۲ ورس ۱۲ مین عیلی کے بیٹون کو بنی بلعال یعنی خبیث کا بیٹا کہا ہے اور ایسا ہی استثنا کے باب ۱۳ ورس ۱۳ مین بعض

Marfat.com

لوگون کو بنی بلیعال اور شیطان کا بچہ کہا ہے پس جسطرح ان مقامات پر بسبب خصوصیت کے اوس شی کا بیٹا
کہا گیا ہے اسی طرح حضرت مسیح کو کہا گیا یعنی مسیح چونکہ خدا کے رسول اور خدا کے خاص بندے تھے اس وجہ
سے اونکو خدا کا بیٹا کہا گیا۔ جب کتاب مقدس کے استعمال اور بول چال سے ثابت ہی کہ بسبب خصوصیت
کے ایک شخص کو ایک شی کا بیٹا کہتے ہین تو کیون یہ معنی چھوڑکر مسیح کو خدا کہا جاتا ہی اور ابن اللہ کے وہ معنی
لیے جاتے ہین جو سیکڑون نصوص صریحہ کے مخالف ہین۔ ڈاکٹر انگس کا قول سوم یاد کیجیے وہ کہتے ہین
کہ لفظون کے معنی زبان کے محاورہ اور استعمال سے مقرر کیے جاتے ہین اور جب ممکن ہو تو محاورہ استعمال
کو خود انھین کتب مقدسہ ہی سے دریافت کرنا چاہیے اسکے سوا جن جن مقامات سے مسیحی استدلال
کرتے ہین اون سب کا تفصیلی جواب اون کتابون مین مذکور ہے جنکا مین حوالہ دے آیا ہون افسوس ہے
کہ پادری صاحب نے اوس طرف اصلا توجہ نکی پھر ہم کس طرح یقین کرین کہ پادری صاحب کو اظہار حق منظور ہے
واضح ہو کہ یہ توجیہین ہماری محض تبرعًا ہین اور آپ کو متنبہ کرنا منظور ہے کہ آپ اپنی کتاب کو نہین سمجھتے
ورنہ ہمین اس قدر کہنا کافی ہے کہ قرآن مجید جو توریت و انجیل کے مطالب اصلیہ کا حافظ و امین ہی وہ
اس تعلیم کو غلط بتا رہا ہی اور اصلی انجیل کا مطلب اس طرح بیان کرتا ہی وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ
اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ط
(مائدہ ایہ ۵۷) مسیح نے کہا اے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور تمھارا پروردگار ہے بے شبہہ جسنے
شریک کیا اللہ کا (جیسا عیسائی کرتے ہین) تحقیق حرام کردی اوسپر اللہ نے جنت اور اوسکا ٹھکانا آگ ہی
پس یہ تعلیم اصلی انجیل کی ہے جو اوسکے حافظ و امین نے بیان کی نہ وہ تعلیم جو صریح شرک ہی ممکن نہین کہ
شرک آمیز تعلیم انجیل کی ہو جس کتاب مین یہ تعلیم ہو وہ کسی طرح منجانب اللہ نہین ہو سکتی باوجود ان
دلائل واضحہ کے پھر مسیح کو خدا کہنا (نعوذ باللہ منہ) بڑی بے ایمانی اور کفر کی بات ہی اہل حق کی خدمت
مین ایک عرض یہ بھی ہی کہ اہل تثلیث کی یہ تعلیم بلا شک و شبہہ توریت کے بالکل مخالف ہی کسیوقت توریت
کے ماننے والون نے مسیح کو خدا کا حقیقی بیٹا نہین سمجھا اور کتب سابقہ مین کہین اسکا اشارہ بھی نہین پایا
جاتا ہے بلکہ صاف صاف خدا کو یکتا اور بےنظیر بتایا ہے پھر ایک دو جگہ نہین بلکہ نہایت کثرت سے اسکی

Marfat.com

تعلیم ہے صحیفۂ یرمیا کا باب ۱۰ آورس ۶ و ۷ ملاحظہ کیجیے "اے خداوند تیرا کوئی نظیر نہین ہے۔ قومون کے سارے حکیمون کے درمیان اور اونکی ساری مملکتون کے بیچ تیرا ہمتا کوئی نہین ہے" اسی طرح سلاطین دوم ۱۹ آور ۱۵ یسعیا ۴۴ آیت ۶ و زبور ۸۶ آ ۸ اور استثنا ۴ آ ۳۵ وغیرہ مین ہے اور اسی مضمون کے بعض حوالے پہلے اختلاف مین بھی گذرے ہین پھر جب توریت اور دیگر صحیفون مین جابجا کثرت سے خدا کو یکتا اور بےنظیر بتایا ہے اب اگر انجیل مین خدا کا ایسا بیٹا بتایا ہو جو خدا کے مانند ہو تو بلاشبہہ توریت اور صحف سابقہ سے انجیل مخالف ہوگی اور اپنے آپ مکذب ٹھہریگی کیونکہ جسکی تصدیق کرتی ہے اوسکے صاف صاف مخالف ہے۔

تیسرا اختلاف

توریت و انجیل و صحف انبیائے کرام ہم آواز ہوکر صاف شہادت دیتے ہین کہ خدا نے گنہگارون کی نجات کے لیے ایک ہی راہ ٹھہرائی ہے وہ یہ ہے کہ جیسا کلام مقدس مین ارشاد ہوا کہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اپنا اکلوتا بیٹا کو بخشدیا کہ جو کوئی اوسپر ایمان لاوے ہلاک نہووے بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے۔ جسکا مطلب کتاب مقدس کے اور مقامون کے ملانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا ازلی و ابدی بیٹا انسان کی نجات کے لیے اس جہان مین آیا اور اوسنے انسان کے گناہون کے عوض انواع و اقسام کی تکالیف اوٹھا کر صلیب پر اپنی جان کو کفارہ مین دیا تاکہ آدمیون کے بدلے اونکے گناہونکی سزا آپ اوٹھا کے خدا کی عدالت کو پورا کرے اور گنہگار کو سزائے ابدی سے رہائی بخشے مگر قرآن و حدیث اسکو رد کرتے ہین اور دوسری انوکھی راہین ٹھہرانا چاہتے ہین اس سے اوسی کتاب کی بباطن تکذیب کرتے ہین جسکی بظاہر تصدیق کی ہے لہذا حقیقت مین آپ ہی رد ہوجاتے ہین انتہی ملخصاً صفحہ ۱۲ و ۱۴ و ۱۸۔

جواب

یہان پر بھی پادری صاحب نے موافق اپنی عادت کے اپنے دعوی کو ثابت کیا اور ایسی عظیم الشان امر کے ثبوت مین کوئی آیت پیش نکی جس سے اونکا دعوی یقینی طور سے ثابت ہوتا پہلے جو انجیل یوحنا باب ۳

Marfat.com

کی سولھوین آیت نقل کی ہے وہ بہت صحیح اور بالکل قرآن مجید کے مطابق ہی بیشک خدا تعالے نے اپنا پیارا بیٹا یعنی اپنا برگزیدہ رسول مسیح کو بھیجا جو کوئی اوسپر ایمان لائے نجات پائے اسی طرح تمام انبیا کا حال ہی اون مین سے اگر ایک پر بھی ایمان نہ لائیگا ہلاکت ابدی مین گرفتار ہوگا اور جو اون پر ایمان لائیگا حیات سرمدی پائیگا اسکے بعد جو پادری صاحب اس صاف وصریح مطلب کو اپنی طرف سے ملاکر بگاڑ رہے ہین وہ محض تثلیث پرستون کی بناوٹ ہی اوسے کلام خدا سے کچھ واسطہ نہین ہے ہمنے کتب مقدسہ کے اور مقامون کو خوب ملاکر دکھا دیا ہے — چونکہ پادری صاحب نے اپنے دعوی کے ثبوت مین کوئی دلیل پیش نہین کی اسلئے ہمین اسی قدر اوسکے جواب مین لکھنا کافی تھا خصوصًا اوس وقت مین کہ پہلے مقدمہ مین ہر ایک اختلاف کے چار چار جواب ہوگئے ہون مگر ہم اس قدر پر کفایت نکرینگے بلکہ کتب مقدسہ کے اور مقامات بھی نقل کر کے اپنے دعوی کی حقیقت کو دکھا دینگے تاکہ [illegible] کسی طرح کا شک باقی نرہے اور ناظرین پر بخوبی واضح ہوجائے کہ پادری صاحب کس قدر گول گول بات کہکر عوام کو دھوکا دیا چاہتے ہین —

واضح ہو کہ توریت و انجیل اور باقی صحیفے اور قرآن مجید و حدیث کے دیکھنے سے بخوبی روشن ہوتا ہے کہ سب ایک زبان ہو کر پکار رہے ہین کہ مدار نجات خداوند رحیم کا فضل و کرم ہے جسپر اوسکا فضل ہوا اوسنے نجات پائی اور جو اوسکے کرم سے محروم رہا وہ ہلاکت ابدی مین پڑا بعض بعض حوالے انجیل و قرآن مجید کے لکھے جاتے ہین جنسے اس دعوی کا ثبوت بخوبی ہوتا ہی ناظرین ملاحظہ کرین

ہولی بیبل	قرآن مجید
زبور ۱۳۰ ورس ۳ و ۴ و ۷ اے یاہ اگر تو گناہ کا حساب لے تو اے خداوند کون کھڑا رہیگا پر تیرے پاس مغفرت ہی ... اے اسرائیل خداوند پر توکل کر کہ رحمت خدا کے پاس ہی اوسکے پاس کثرت سے مخلصی ہی اور افسوس ... باب ۲ ورس ۵ وہ ہمکو جو گناہون کے سبب مرگئے تھے	وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ سورہ دخان مین اللہ تعالے پرہیزگارون کی تعریف کرکے فرماتا ہے بچا لیا انکو دوزخ کے عذاب سے تیرے پروردگار کے فضل نے — اور سورہ زمر کی آیت ۵۳ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ

ہولی بیبل

مسیح کے ساتھ جلایا ہم فضل ہی کے سبب بچ گئے کیونکہ تم فضل کے سبب ایمان لا کے بچ گئے ہو اور یہ تم سے نہین خدا کی بخشش ہے۔ اور زبور ۷۸ ورس ۳۸ مین ہے "پر وہ رحیم ہے اور اوسنے اوسکی بدکاریان بخشین اور اونھین ہلاک نہ کیا" گنتی باب ۱۴ ورس ۱۹ و ۲۰ مین ہے "اب تو اپنی رحمت کی فراوانی سے اس امت کا گناہ بخش دے جیسا تو مصر سے لیکے یہانتک اونھین بخشتا رہا ہے خداوند نے فرمایا کہ مینے تیرے کہے سے بخشا" میکہ باب ۷ ورس ۱۸ مین ہے "تجھسا خدا کون ہے جو بدکاری کو معاف کرے اور اپنی میراث کے باقی لوگون کے گناہون سے درگذرے وہ اپنا غصہ ہمیشہ تک نہین رکھہ چھوڑتا ہے کیونکہ وہ رحم کرنے سے بہت خوش ہے"—

قرآن مجید

لا تقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا انه هو الغفور الرحيم ۝ وانيبوا الى ربكم واسلموا له من قبل ان ياتيكم العذاب ثم لا تنصرون ۝

ای میرے بندو جنھون نے زیادتی کی ہے اپنی نونپر نا امید نہو خدا کی رحمت سے بیشک اللہ بخشدیتا ہے تمام گناہون کو کیونکہ وہی ہے بخشنے والا مہربان اور رجوع ہو اپنے پروردگار کیطرف اور اوسکے مطیع ہو پہلے اس سے کہ تمپر عذاب آوے پھر کوئی تمھاری مدد کو نہ آویگا۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ نجات رحمت پر منحصر ہے اور ہر ایک بندہ کیلیے رحمت کا دروازہ کھلا ہے مگر خدا کی طرف متوجہ ہونا اور اطاعت کرنا چاہیے—

اسیطرح سورہ نساء کی آیات ۹۹ و ۷۰ و ۱۷۵ سے بھی ظاہر ہے—

اسی حصل یہ امر تمام کتب مقدسہ سے بالیقین ثابت ہے کہ نجات خدا کے فضل پر ہے اب اگر کوئی یہ دریافت کرے کہ خدا کا فضل کسپر ہوگا تو اسکا جواب قرآن مجید کی آیت منقولہ سے تو معلوم ہو چکا ہے کہ نزول رحمت کے لیے توجہ اور اطاعت چاہیے اور سورۂ جاثیہ کی آیت ۳۰ مین ہے کہ جو ایمان لایا اور نیک کام کیے اوسکو خدا اپنی رحمت مین داخل کریگا اسکا مآل بھی وہی ہے جو پہلی آیت مین ذکر کیا گیا اور یہی امر بیبل کے ملاحظے سے ثابت ہوتا ہے اگرچہ صحیفہ دانیال مین یہ آیا ہے کہ خدا جسے چاہے بخشتا ہے (دیکھو دانیال ۴ ۳) مگر اور مقامات پر صاف صاف فرمایا ہے "پر اونمین سے ہزارون پر جو مجھے پیار کرتے اور میرے

حکمون کو حفظ کرتے ہین رحم کرتا ہون (خروج ۲۰ و استثنا ۵) حضرت داؤد فرماتے ہین خداوند کی رحمت اونپر جو اوس سے ڈرتے ہین ازل سے ابتک ہی اور اوسکی صداقت فرزندون کے فرزندون پر جو کہ اوسکے عہد کو حفظ کرتے ہین اور اوسکے حکمون کو یاد کرکے اونپر عمل کرتے ہین (زبور ۱۰۳ - ۱۷ و ۱۸) -

غرضنکہ اسمین بھی اتفاق ہی کہ مطیع اور فرمانبردار پر خدا کا فضل ہوگا - ان دونون باتون کے ملانے سے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ جو ایمان لائے اور شریعت الٰہی پر عمل کرے اوسکی نجات ہوگی اسیوجہ سے جابجا کثرت سے توریت و انجیل و صحف انبیا اور قرآن مجید مین ایمان اور عمل کو موجب نجات و فلاح دارین قرار دیا ہے چند حوالے نقل کرتا ہون ناظرین ملاحظہ کرین *

اول کتاب استثنا کے باب ۲۸ مین بار بار یہ ارشاد ہوا کہ اگر تو احکام خداوندی پر دھیان کرکے عمل کرے اور اوسکی راہون پر چلے تو خدا تعالے تجھے سرفراز کریگا اور برکتین بھیجیگا اور مقدس قوم بنائیگا اور اگر عمل نکریگا تو لعنتین پڑینگی غرضنکہ تمام باب اسی بیان مین ہی -

دوم استثنا کے باب ۱۱ ورس ۲۶ - ۲۸ - " دیکھو مین آج کے دن تمھارے آگے برکت اور لعنت رکھتا ہون برکت جبکہ تم خداوند اپنے خدا کے حکمون کو جو آج مین تمھین فرماتا ہون مانو اور لعنت جبکہ خداوند اپنے خدا کی فرمانبرداری نکرو " کتاب استثنا مین بہت مقام پر یہ مضمون مذکور ہے جسکا جی چاہے باب ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۱۰ وغیرہ کو ملاحظہ کرے مین نے صرف دو مقام نقل کردیے ہین -

سوم کتاب اشعیا کے باب ۳ ورس ۱۰ و ۱۱ مین ہی راست بازون سے کہو کہ بھلا ہوگا کہ وے اپنے کامونکا پھل کھائینگے شریرون پر واویلا ہی کہ برا ہوگا کیونکہ اونکے ہاتھون کی کمائی اونھین ملیگی - "

چہارم دوم تواریخ باب ۷ ورس ۱۴ " پس اگر میرے لوگ جو میرے نام سے کہلائے جاتے ہین اپنے تئین عاجز کرین اور دعا مانگین اور میرا منہ ڈھونڈھین اور اپنی بری راہون سے پھرین تو مین آسمان پر سے سنونگا اور اونکی خطائین بخشونگا -

پنجم - متی کے باب ۱۹ مین ہی " (۱۶) دیکھو ایک نے آکے اوس سے کہا کہ اے نیک استاد مین کونسا نیک کام کرون کہ ہمیشہ کی زندگی پاؤن (۱۷) اوسنے اوسے کہا تو کیون مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہین

Marfat.com

مگر ایک یعنی خدا پر اگر تو زندگی مین داخل ہوا چاہے تو حکمون پر عمل کر (۱۸) اوسنے اوسے کہا کون سے حکم یسوع نے
اوس سے کہا یہ کہ تو خون نکر جھوٹی گواہی نہ دے (۱۹) اپنے باپ اور اپنی مان کی عزت کر اور اپنے پڑوسی کو
ایسا پیار کر جیسا آپ کو" اسی طرح مرقس کے باب ۱۰ ورس ۱۷ سے ۱۹ تک اور لوقا کے باب ۱۸ ورس ۱۸
سے ۲۰ تک یہی مضمون ہے دیکھیے حضرت مسیح نے حیات ابدی مین داخل ہونا اور ہمیشہ کی زندگی پانا
اسی پر منحصر کیا کہ حکمون پر عمل کرے نہ تو یہ فرمایا کہ تو کفارے پر ایمان لا اور نہ یہ ارشاد کیا کہ تو مجھے خدا کہہ
بلکہ محض توحید کی تعلیم کی اور اپنے خالص بندہ ہونیکو اس صراحت سے بیان کیا کہ الوہیت کا شائبہ بھی باقی نرہا
اب ناظرین انصاف فرمائین کہ حضرت مسیح کے اس قول سے پادری صاحب کی وہ انوکھی نجات کیسی رد
ہوئی جاتی ہے اور جو مطالب وہ لوگ نے شروع اختلاف مین بیان کیا ہے وہ کیسا غلط ثابت ہوتا ہے
افسوس ہے کہ بھائی مسیحی کہان بہکے جاتے ہین اور مسیح کے ان اقوال کیطرف کان نہین دہرتے اگر کفارہ
کو نجات مین کچھ بھی دخل ہوتا تو اس مقام پر حضرت مسیح ضرور ہی بیان کرتے۔

ششم لوقا کے باب ۱۰ مین ہے (۲۵) ایک شریعت سکھلانے والا اوٹھا اور یہ کہکر اوسکی آزمایش کی
کہ اے استاد مین کیا کرون کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہون (۲۶) اوسنے اوس سے کہا کہ شریعت
مین کیا لکھا ہے تو کس طرح پڑھتا ہے (۲۷) اوسنے جواب مین کہا تو خداوند کو جو تیرا خدا ہے اپنے
سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنے سارے زور اور اپنی ساری سمجھ سے پیار کر اور جیسا آپ کو ویسا ہی اپنے پڑوسی
کو (۲۸) اوسنے اوسے کہا تو نے ٹھیک جواب دیا یہی کر تو جیے گا دیکھیے یہان بھی حضرت مسیح نے کفارہ
کا ذکر نہین کیا صرف محبت خدا اور شفقت ہمسایہ پر نجات کا مدار رکھا۔

ہفتم متی کے باب ۷ ورس ۲۱ مین حضرت مسیح نے کیا خوب اس مضمون کو تھوڑے لفظون مین ختم کر دیا
اور فرمایا "نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت مین داخل ہوگا مگر وہی
جو میرے باپ کی جو آسمان پر ہے اوسکی مرضی پر چلتا ہے"

الحاصل چونکہ نزول رحمت ایمان و عمل پر موقوف ہے اسلئے تمام صحیفے آسمانی ایک زبان ہو کر شہادت دیتے ہین
کہ ایمان و عمل کے ذریعہ سے نجات ہے یہی امر قرآن مجید مین بیان کیا گیا ہے چنانچہ سورہ بنی اسرائیل

Marfat.com

کے آخر مین ارشاد خداوندی اس طرح ہو اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا خٰلِدِیْنَ فِیْهَا بیشک جو ایمان لائے اور نیک کام کیے اونکے لیے مہمانی جنت الفردوس ہمیشہ اوسمین رہا کرینگے اب اگر پادری صاحب کے نزدیک کوئی دوسرا طریقہ بھی نجات کا جو خلاف اسکے ہو کتب مقدسہ مین بتایا ہے تو قطع نظر اسکے کہ وہ کتابین اپنے آپ مخالف ہو کر آپ ہی مکذب ٹھہرتی ہمارا جواب یہ ہی کہ ہمنے قرآن مجید کے طریقہ نجات کو کتب مقدسہ کے نصوص صریحہ سے مطابق کر دیا اب جو مضمون کہ آپ اوسکے مخالف سمجھتے ہین وہ یا تو آپ کے فہم کی غلطی ہے یا وہ مضمون کتاب مقدس کا نہین ہی کسیکا ملایا ہوا ہی اور کتب مقدسہ مین الحاق کا ثبوت مستند طور سے بخوبی کیا ہے لہذا قرآن مجید سے توریت و انجیل مخالف نہین ہین۔ یہان سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ پادری صاحب نے جو صفحہ ۱۰۸ مین یہ بیان کیا ہی کہ قرآن و حدیث دوسری کئی طرح طرح کی راہ نجات ثابت کرتا ہین اور انوکھی راہین ٹھہراتے ہین بالکل غلط ہے۔ مین نہین سمجھتا کہ پادری صاحب جو اسلام مین متعدد راہین نجات کی بتاتے ہین اوس سے اونکا کیا مقصود ہی آیا یہ مراد ہی کہ نجات اخروی اور حیات ابدی کا ملنا کئی طریقون سے بیان کیا ہی یا یہ مراد ہے کہ دنیا مین بعض گناہون کا معاف ہو جانا متعدد امور کے سبب بتایا ہی غرضکہ جو کچھ اونکی مراد ہو غلط فہمی سے خالی نہین ہی کیونکہ کلام الٰہی کا مقصد یہ ہی کہ نجات اور مخلصی اور معافی خدا کی رحمت پر ہے خواہ کل گناہونکی معافی ہو یا بعض کی البتہ باعث نزول رحمت نیک اعمال ہین اسی وجہ سے کلام الٰہی مین کسی مقام پر تو اعمال حسنہ پر نجات کو منحصر کیا ہے کسی مقام پر نیک اعمال کو گناہون کا کفارہ ٹھہرایا ہے مگر حقیقت مین اوس ارحم الراحمین کی رحمت کا اظہار ہے کہین تو یہ رحمت کاملہ اوس نیکوکار کو نجات کا مژدہ دیتی ہی اور کہین گناہون کے مٹانے کی خوشخبری سناتی ہی اس امر مین بھی قرآن مجید اور کتب سابقہ ہم زبان ہین یہان بھی کوئی انوکھی بات قرآن مجید نے نہین بیان کی۔ اب مین چند صورتین نجات کی بائیبل اور قرآن مجید سے نقل کرتا ہون تاکہ ناظرین ملاحظہ کرین کہ یہ صورتین گرچہ بظاہر مختلف ہین مگر جس وقت غور کرکے انصاف کی نظر سے دیکھا جاوے تو سب کا مآل ایک نکلتا ہے۔

Marfat.com

کتب سابقہ

اوّل جو خداوند کا نام لیگا نجات پاویگا۔
دیکھو یوئیل ۲ و اعمال ۲ نامئہ رومیون ۱۰
دوم حضرت مسیح فرماتے ہین کہ وہ جسنے مجھے بھیجا ہے
اوسکی مرضی یہ ہے کہ ہر ایک جو بیٹے کو دیکھے اور اوسپر
ایمان لاوے (یعنی اوسے سچا رسول جانے) ہمیشہ کی زندگی پاوے (یوحنا ۶)۔
سوم خدا کو خدا اور مسیح کو رسول جاننے پر چنانچہ
حضرت مسیح فرماتے ہین "کہ ہمیشہ کی زندگی یہ ہے
کہ وہ تجھکو اکیلا سچا خدا اور یسوع مسیح کو جسے تو نے
بھیجا ہے جانین (یوحنا ۱۷)
چہارم مطلق ایمان پر مسیح فرماتے ہین "جو کہ ایمان
لاتا اور بپتسما پاتا ہے نجات پائیگا (مرقس ۱۶)
پنجم جو خدا پر ایمان لائے اور مسیح کا کلام سنے
چنانچہ حضرت مسیح فرماتے ہین "مین تمسے سچ کہتا ہون
وہ جو میرا کلام سنتا ہی اور اوسپر جسنے مجھے بھیجا ہے

قرآن مجید

اوّل جنھون نے کہا کہ پروردگار ہمارا اللہ ہے پھر قائم رہے اونپر نہ کچھ خوف ہی اور نہ وہ غمگین ہونگے۔
یہی لوگ جنتی ہین ہمیشہ رہینگے اوسمین۔ بدلا اوسکا جو کرتے تھے (احقاف آیت ۱۳ و ۱۴) قائم رہنے کے معنی یہ ہین کہ احکام الٰہی بجالائے کیونکہ جو ایسا نہین کرتا وہ گویا اللہ کو اپنا منعم یعنی رب نہین سمجھتا
دوم جو یقین کرتے ہین اوس (کلام) پر جو تجھپر (ای محمد) اوتارا گیا اور جو پہلے تجھسے اوتارا گیا (یعنی قرآن مجید اور توریت و انجیل پر اونھین ایمان ہی) اور آخرت پر بھی وہ یقین کرتے ہین اونھون نے اپنے رب کی راہ پائی ہی اور وہی فلاح پانے والے ہین (بقرہ آیۃ ۴ و ۵) حاصل یہ کہ جو خدا کی کل شریعتونکو سچا اور قیامت کو حق جانے اوسکی نجات ہی۔
سوم جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین بن دیکھے اونکے لیے مغفرت ہی اور بڑا اجر ہے (ملک آیۃ ۱۲)

سلہ اسی باب کا درس ۵۴ اس طرح ہی "جو کوئی میرا گوشت کھاتا ہی اور میرا لہو پیتا ہی ہمیشہ کی زندگی اوسکی ہی" یہان حضرت مسیح نے استعارہ مین کلام کیا ہی اسکے معنی یہ ہین کہ جو میری تعلیم ظاہری اور باطنی کو اس طرح قبول کرے کہ رگ و پے مین اوسکے سما جاوے یا میری محبت اوسکی رگ و پے مین ایسی اثر کر جاوے جیسے غذا بدن مین اثر کر جاتی ہی اوسکی نجات ہی یہ وہ مطلب ہے کہ تمام کتب مقدسہ کے مطابق ہی اور مسیحی جو یہان سے کفارہ ثابت کرتے ہین اونکو بھی مسیح کے کلام مین تاویل نا منظور ہے کیونکہ لہو پینا اور کفارہ پر ایمان لانا ایک چیز نہین ہو سکتا پس ایسی تاویل کو چھوڑ کر جو بالکل عقل کے مطابق اور تعلیم کتب مقدسہ کے موافق ہی اوس تاویل کو اختیار کرنا جو سراسر عقل و نقل کے خلاف ہے دانشمند کا کام نہین رہا یہان سے کفارہ ثابت کرنا محض غلط فہمی ہے۔

ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اوسکی ہے (یوحنا ۳ باب ۳۶)
اسمین کفارہ کا ذکر تو درکنار بظاہر حضرت مسیح کے اوپر
ایمان لانے کا ذکر بھی نہین ہے ۔

ششم جو نیت باز ہو دیکھو متی کا ۶ باب ۱۴ ۔

ہفتم محبت خدا اور شفقت ہمسایہ پر دیکھو لوقا کا ۱۰ باب ۲۵ یہان بھی نہ کفارہ کا ذکر ہے نہ حضرت مسیح پر
ایمان لانے کا ۔

ہشتم ۔ خدا سے ڈرنے پر زبور ۸۵ ۔ ورس ۹ مین ہے
یقیناً اوسکی نجات اونسے جو اوس سے ڈرتے ہین نزدیک ہے

نہم شریعت پر عمل کرنے سے ۔ اسکے حوالے اوپر
گذر چکے ہین مگر ابھی سنیے اللہ تعالے حضرت حزقیل
سے فرماتا ہے "سو جب کہ بیٹے نے وہ جو شرع مین
درست اور روا ہے کیا اور اوسنے میرے حکمون کو
حفظ کیا اور انپر عمل کیا سو وہ یقیناً جیے گا لیکن
اگر شریر اپنی ساری خطاؤن سے جو اوسنے کی ہین
باز آوے اور میرے سارے حکمون کو حفظ کرے
اور جو کچھ شرع مین درست و روا ہے کرے تو وہ
یقیناً جیے گا وہ نہ مریگا اوسکے سارے گناہ جو اوسنے

یہان اگرچہ ایمان و عمل کا بظاہر ذکر نہین ہے مگر حقیقت
مین سب کچھ ہے جو خدا سے ڈرتا ہے ممکن نہین کہ ایمان
نہ لائے اور نیک عمل نکرے

چہارم بلاشک جو مومن ہو ظاہر مین اور جو یہودی
ہوا اور نصاری اور بے دین جو کوئی اللہ پر اور قیامت
کے دن پر ایمان لایا اور نیک کام کیے اونکے لیے خدا
کے پاس بدلہ ہے اور اونکو نہ خوف ہے اور نہ وہ
غمگین ہونگے (بقرہ آیۃ ۶۲) حاصل یہ کہ یہود
اور نصارے وغیرہ کا ایمان ہرگز لائق اعتبار نہین
ہے بلکہ جس گروہ کا آدمی مسلمان ہو اوسکی نجات ہے
خصوصیت کسی فرقہ کی نہین ہے ۔ اس آیت سے
بعض نافہم یہ سمجھتے ہین کہ اس سے یہود و نصارے
وغیرہ کی نجات ثابت ہوتی ہے مگر وہ یہ خیال نہین
کرتے کہ اگر ان گروہون کا ایمان قابل اعتبار ہوتا
تو پھر اونکو ایمان لانیکا حکم کیون ہوتا اس آیت
مین جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لانیکا
حکم ہے اس سے مراد مسلمان ہو جانا ہے چنانچہ قرآن مجید کے دوسرے
مقامات اور احادیث سے اسکا ثبوت بخوبی ہوتا ہے[1]

[1] مثلاً سورۂ بقرہ کی آیت ۲۳۲ مین بعد بیان احکام طلاق کے ارشاد ہوتا ہے ذٰلِکَ یُوْعَظُ بِہٖ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۔ یعنی یہ نصیحت کیجاتی ہے اوسکو جو ایمان لایا ہے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اس آیت سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ مومن باللہ والیوم الآخر سے مراد خاص مسلمان ہے کیونکہ وہ جزئیات احکام طلاق جنکی طرف اس آیت مین اشارہ ہے انکا حکم خاص مسلمانون ہی کی نسبت ہو سکتا ہے نہ تمام لوگون کی نسبت اور حدیث مین آیا ہے کہ لا یبغض

کیئے اوسکے لیے محسوب نہونگے اپنی راست بازی مین جو
اوسنے کی وہ جیئیگا - خداوند یہوواہ کہتا ہی کہ کیا
مجھے اس سے کچھہ شادمانی ہی کہ شریر مرجاوے اور اس سے
نہین کہ وہ اپنی راہون سے بازآوے اور جیے
(حزقیل ۱۸ باب ۲۱–۲۳) پادری صاحب ملاحظہ کرین کہ
اوسکے انوکھے کفارہ کی ضرورت ان نصوص صریحہ
سے کیسی باطل ہوتی ہی یہان سے صاف ظاہر ہے
کہ بدی سے بازآنا اور نیک کام کرنا ہی اوسکی
برائیون کا کفارہ ہی پھر کیا ممکن ہی کہ خداتعالے
اپنے وعدے اور اپنے ارشاد کو کسی وقت آپ باطل
کرکے ایک ایسا کفارہ تجویز کرے جو بالکل عقل کے
خلاف ہو ہرگز نہین -

اس آیت کا مال یہ ہوا کہ جو ایمان لاے اور نیک
کام کرے اوسکی نجات ہی یہی مضمون قرآن مجید
اور بیبل مین جابجا کثرت سے ہے اسکا مطلب نہ
سمجھنا چاہیے کہ خدا کے فضل کی حاجت نہ رہی محض
ایمان وعمل نجات کے لیے کافی ہوگیا بلکہ ہم کہہ چکے
ہین کہ ایمان وعمل فضل کا باعث ہوتے ہین اسلیے
انکو نجات کا سبب قرار دیا گیا ہی بلکہ ایمان بھی خدا کے
فضل پر ہے دیکھو حجرات کی آیت ۶ و ۷ یہ بھی اوسکا
فضل ہے کہ ہمارے ناقص اعمال کو قبول کرلیتا ہے
یہ اوسکی کمال رحمت ہی کہ بعد توبہ کے ہمارے
گناہون کو بےحساب معاف کردیتا ہے -
دیکھو حزقیل باب ۳۳ ورس ۱۴–۱۶ و زبور ۳۲ -

یہانتک کتب سماویہ کے اکثر حوالون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مطلق اعمال حسنہ سے نجات ہوگی باقی رہا یہ
امر کہ کسی خاص نیک کام سے گناہ بخشا جانا یہ بھی عہد عتیق وجدید سے ثابت ہی چند مثالین پیش کرتا ہون
اول حضرت موسی کی شریعت مین جانورون کی قربانی سے بعض گناہ معاف ہوتے تھے اس واسطے

عہ لا یبغض الانصار رجل یؤمن باللہ والیوم الآخر - جو کوئی شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہی وہ قبیلہ انصار
سے دشمنی نہین رکھتا - ظاہر ہے کہ اس سے مراد مسلمان ہی ہوسکتے ہین کیونکہ انصار وہ لوگ ہین جنھون نے سرور عالم
صلے اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمانون کی نہایت نازک وقت مین مدد کی تھی اسلیے کوئی مسلمان اونسے بغض نہین
رکھہ سکتا ہی اور جو یہود ونصارے اوس وقت آنحضرت اور مسلمانون کے دشمن تھے انکو تو انصار سے نہایت عداوت
ہوگی اونسے دشمنی کی نفی کسیطرح نہین ہوسکتی بلکہ اونکی حالت ایسی تھی کہ انصار سے دشمنی رکھتے تھے پس لامحالہ اس حدیث مین مسلمان ہی
اشخاص مراد ہوسکتے ہین اس سے ثابت ہوا کہ ایمان باللہ والیوم الآخر کی صفت قرآن وحدیث مین خاص مسلمانونکی
قرار دی ہی - ایسے مقام قرآن وحدیث میں بہت ہین جس سے یہ امر ثابت ہوتا ہی مگر اختصار کیوجہ سے
دو حوالون پر کفایت کی گئی اور اسکی وجہ کہ یہ صفت خاص اہل اسلام کی کیون قرار دی گئی ہی آئندہ مقام مین بیان ہوگی

خطا کی قربانی اور تقصیر کی قربانی مقرر تھی جسکا ذکر احبار کے باب ۴ و ۵ و ۶ وغیرہ مین ہے - قربانی کی بحث مین پادری صاحب لکھتے ہین کہ قربانی سے اور گناہونکی معافی سے کیا نسبت ہے اسکا جواب تو اوسی بحث مین دیا جائیگا مگر یہان اس قدر کہتا ہون کہ خدا تعالی مقامات مذکورہ مین صاف فرماتا ہی کہ "کاہن اوسکی خطا کا کفارہ دیوے اور وہ بخشے جائینگے" اب ہمارے مخاطب اس کلام خدا کو سچا جانتے ہین تو ثابت ہوگیا کہ نیک کام سے گناہ بخشا جا سکتا ہی پھر وہ نسبت کیا دریافت کرتے ہین اوسنے اپنی رحمت سے جس کام کو چاہا گناہ کا کفارہ قرار دیدیا - دوم حضرت مسیح فرماتے ہین اگر تم آدمیون کے گناہ بخشوگے تو تمھارا باپ بھی جو آسمان پر ہے تمھین بھی بخشیگا پر اگر تم آدمیون کو اونکے گناہ نہ بخشوگے تو تمھارا باپ بھی تمھارا گناہ نہ بخشیگا" (متی ۶/۱۴ و ۱۵) یہان سے بھی ثابت ہوا کہ نیک عمل کی وجہ بخشش ہوگی کیونکہ کسیکا گناہ اور قصور معاف کرنا نیک کام ہے -

سوم توبہ کی وجہ سے گناہ کا بخشا جانا جسکا ذکر عنقریب آنے والا ہے پھر توبہ بھی ایک نیک کام ہی جب اسکی وجہ سے گناہ بخشے گئے تو ثابت ہوا کہ نیک کام گناہ کا کفارہ ہو سکتے ہین -

چہارم ایک فاحشہ عورت نے جو حضرت مسیح کے پیر دہوئے اور اپنے سر کے بالون سے پونچھے اونھین چوما اوسکی نسبت مسیح فرماتے ہین کہ اوسکے گناہ معاف ہوئے کیونکہ اوسنے بہت پیار کیا چنانچہ لوقا کے باب ۷ ورس ۴۷ سے ۴۸ تک یہ قصہ مذکور ہے یہان سے ثابت ہوا کہ محبت مین ایسے فعل کرنے سے جیسے اس عورت نے کیے گناہ بخشے جاتے ہین -

پنجم لوقا ۱۹ باب ۸ و ۹ ورس مین ہی "زکی نے کھڑے ہوکے خداوند سے کہا دیکھ اے خداوند مین اپنا آدھا مال غریبون کو دیتا ہون اور اگر کسیکا مال دغابازی سے لیا ہی اوسکا چوگنا دیتا ہون تب یسوع نے اوسکے حق مین کہا کہ آج اس گھر مین نجات آئی" دیکھیے یہان خیرات کرنے اور پرایا مال واپس دینے سے حضرت مسیح نجات کا مژدہ دیتے ہین - پس جسطرح ان کتابون مین نیک اعمال کی وجہ سے گناہ کا بخشا جانا لکھا ہی اسی طرح قرآن مجید مین ہی باقی رہا یہ امر کہ احادیث مین بہت سے نیک اعمال پر کم و بیش گناہ بخشے جانیکا وعدہ کیا گیا ہے حالانکہ بیبل مین کہین اوسکا پتہ نہین ہی اسکا مختصر جواب یہ ہی

Marfat.com

کہ گناہ بخشا جانا حقیقت مین خدا کے فضل پر موقوف ہی جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ نیک اعمال فضل کا ذریعہ ہوجاتے ہین لہذا کتب سابقہ واحادیث مذکورہ مین کوئی مخالفت نہین ہی صرف اتنی بات ہی کہ شریعت محمدیہ فضل ورحمت الٰہی کے ذریعے بہت بیان کرتی ہی پھر اسپر پادری صاحب کو ناخوش ہونا چاہیے متی کی باب ۲۰ مین تاکستان کے مزدورون کی تمثیل ملاحظہ کرین حضرت محمد مصطفےٰ رحمۃ للعالمین ہین اسلیے اونکی اُمت پر رحمت وسیع کردی گئی ہی آپ تو خود اس رحمت سے بھاگ گئے خود کردہ را چہ علاج نیک اعمال کے باعث نجات ہونے پر پادری صاحب دو اعتراض کرتے ہین اول یہ کہ جتنے اعمال نیک انسان کرسکتا ہی سبکی تعمیل اوسپر فرض ہی ایک متنفس اپنے فرائض واجب الادا سے زائد خدا کی خدمت بجا نہین لاسکتا ہی۔ پس جبکہ جملہ اعمال صالح جو انسان کرسکتا ہی اوسکے فرض واجب الادا مین داخل ہین تو بھلا اپنے بیشمار گناہون کے عوض مین کیا دیسکتا ہے (صفحہ ۱۳ نیاز نامہ)

جواب اسکا یہ ہی اگر خدائے رحیم اپنی رحمت سی اونھین فرائض کو گناہون کا کفارہ بھی کردے تو کیا پادری صاحب کی حکومت اوسپر چل سکتی ہے۔ واویلا اوسپر جو اپنے خدا سے جھگڑتا ہی (یشیاہ ۹ ۴۵) کیا پادری صاحب نے یہ سچا شعر نہین سنا ؎ رحمت حق بہانہ می جوید ٭ رحمت حق بہا نمے جوید ٭ ہمارے مخاطب اتنا بھی خیال نہین کرتے کہ دنیا مین اکثر کریم مزاج مالک اپنے نوکر کو بعض وقت ایک کام کے بدلے مین مالامال کردیتے ہین گرچہ اوس نوکر سے پیشتر بہت سی نافرمانیان ہوئی ہون مگر اوس شفقت اور عنایت کے جوش مین ہرگز اونکی طرف وہ مالک خیال بھی نہین کرتا پھر کیا اوس ارحم الراحمین کا بیپایان دریائے رحمت اتنا بھی کام نہین کرسکتا جتنا اوسکے ایک ادنے مخلوق کی شفقت کرسکتی ہے حالانکہ یہ شفقت اوسی دریائے بے پایان کا ایک قطرہ ہی پھر کیسا اندھیر ہے کہ جو کام ایک قطرہ سے نکلتا ہوا ہم دیکھتے ہین اوسکا دریائے بیپایان سے نکلنا غیر ممکن خیال کرین۔ ای عیسائی بھائیو ذرا تو سوچو خدا کی رحمت کو کس قدر تنگ و ناقص کرکے اوسکی ذات مین دھبا لگاتے ہو واے برنافہمی شما۔

زیادہ افسوس تو یہ ہی کہ آپ اوس کتاب کو بھی نہین دیکھتے جسکو مقدس کتاب کہتے ہین نیک اعمال کی وجہ سے گناہ بخشا جانا تو آپکی کتاب سے ہم بیان کرچکے ہین اب اوسنیے اوسی کتاب مین یہ بھی لکھا ہی کہ جب ارحم الراحمین چاہتا ہے

Marfat.com

تو سئیات کو حسنات سے بدل دیتا ہی کتاب یشعیاہ کا باب اوّل ورس ۱۶ سے ۱۸ تک ملاحظہ کیجیے وے اپنے تئین دہوؤ آپ کو پاک کرو اپنے بُرے کامون کو میرے آنکھون کے سامنے سے دور کرو بدفعلی سے باز آؤ نیکوکاری سیکھو انصاف کے پیرو ہو مظلومون کی مدد کرو یتیمون کی فریاد رسی کرو بیوہ عورتون کے حامی ہو۔ اب آؤ ہم باہم حجت کرین خداوند کہتا ہی اگرچہ تمھارے گناہ قرمزی ہووین پر برف کے مانند سفید ہو جاوینگے اور ہر چند وے ارغوانی ہووین پر اون کی طرح اوجلے ہونگے" اس تمام عبارت سے ظاہر ہے کہ جو کوئی نیکوکاری پر مستعد ہوا اور بدکاری چھوڑ دے اللہ تعالے اوسکی سئیات کو حسنات سے بدل دیگا یہی مضمون قرآن مجید مین ہے مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ جسنے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کیے پس بدل دیگا اللہ اونکی برائیون کو بھلائیون سے اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

دوسرا اعتراض یہ ہی کہ آدمی ہرگز ایسے بے نقص اعمال نہین کرتا جو خدا کی پاک نظر مین پسندیدہ ہون بلکہ اسکے نیک اعمال بھی گناہ آمیز ہوتے ہین پھر ایسے اعمال کو گناہ کا کفارہ کیسے کرسکتا ہے انتہے محصلہ۔

جواب الجواب یہ کون کہتا ہی کہ انسان اپنی طاقت سے اپنے اعمال کو گناہون کا کفارہ کرسکتا ہے نہین ہرگز نہین بلکہ وہ ارحم الراحمین اپنی کمال رحمت سے نکوہیدہ اعمال کو برگزیدہ کرکے کفارہ کر دیتا ہے ان دونون باتون مین زمین و آسمان کا فرق ہی اور یہ مین اپنی طرف سے نہین کہتا بلکہ خدا کی کتابین پکار پکار کر کہہ رہی ہین چنانچہ توریت و زبور او صحیفہ یشعیاہ اور حزقیل وغیرہ سے اوسکے حوالے اوپر گذرے پھر کیا پادری صاحب اپنے توہمات کی بنیاد پر خدا کی تمام کتابون کو جھٹلانا چاہتے ہین۔ اتنا خیال نہین کرتے کہ اگر انسان کے کل اعمال بیکار ٹھہرین تو اسکا ایمان بھی بیکار ٹھہریگا کیونکہ وہ بھی ایک عمل قلبی ہے اس صورت مین پادری صاحب کے عقیدے کے بموجب تمام عیسائیون کی نجات غیر ممکن ہو جائیگی کیونکہ ایمان جو موجب نجات ہی وہی بیکار اور لائق قبول نہین نکلا پھر نجات کی کیا سبیل ہے اور اگر ایمان کو پادری صاحب خدا کی پاک نظر مین پسندیدہ سمجھتے ہین تو اوسیکو موجب نزول رحمت اور کفارہ سئیات سمجھیں نہ کسی انسان کو خدا بنانے اور کسی بیگناہ کو صلیب پر چڑھانے اور جہنم مین بھیجنے کی حاجت نہین ہے

Marfat.com

اب یہان پادری صاحب کو وہم ہے کہ خدا تعالے اگرچہ رحمت سے معمور ہے تاہم اوسکی پاک نظر مین گناہ نہایت بُری چیز ہے پس اگر وہ اپنی محض رحمت سے گنہگار کو بخشدے تو اوسکی قدوسیت اور عدالت کے خلاف ہی (دیکھو صفحہ ۱۲ و ۱۳) اس وہم کو پادری صاحب چند طور پر دفع کرین - اول یہ کہ بیشک گناہ اوسکی پاک نظر مین نہایت برا اور باعث قہر او رغصہ الٰہی ہے مگر وہ خداوند خدا رحیم اور مہربان قہر مین دھیما اور گناہ بخشنے والا ہے (خروج ۳۴ باب ۶ و ۷) پس مقتضای رحمت اور شان غفاری یہی ہی کہ اپنے نکوہیدہ عاجز بندے کو برگزیدہ کرے اور اوسکے گناہون کو بخشدے او ر اگر برے کام ناپسندیدہ نہوتے تو ظہور رحمت اور مغفرت کے کیا معنی تھے دوم یہ کہ اگر گنہگار کو بخشدینا خلاف قدوسیت اور عدالت ہے تو ضرور ہی کہ بخشدینے کی صفت اوسکی ذات مین نہو گی کیونکہ جو امر قدوسیت کے خلاف ہی وہ کس طرح اوس قدوس مین ہو سکتا ہے مگر خدا کی سب کتابین پکار رہی ہین کہ وہ غفور ہے گناہ اور خطا کا بخشنے والا ہے دیکھو زبور ۱۰۳ درس ۳ ”وہ تیری ساری بدکاریون کو بخشتا ہے“ اور صحیفہ نحمیا ”توخدای غفور اور رحیم وکریم ہے قہر مین دھیما اور مہربانی مین بڑھکر“ اور دوسرے مقامات - اب پادری صاحب فرمائین کہ اگر خدا تعالے گنہگار کو بغیر سزا نہین چھوڑ سکتا تو پھر وہ خطا اور بدکاریون کا بخشنے والا کیونکر ہو سکتا ہے اور اوسے غفور کیونکر کہہ سکتے ہین اسمین شک نہین کہ اگر پادری صاحب کا قول صحیح ہو تو خدا کی کتابین غلط ہوئی جاتی ہین پھر کیا ممکن ہی کہ کسی انسان پُر عصیان کے قول سے خدا کا کلام غلط ہو جاے اور اوس ذات جامع الکمالات کی ایک صفت مین دھبا آئے ہرگز نہین - سوم یہ کہ حضرت مسیح فرماتے ہین ”جیسا تمھارا باپ رحیم ہی تم رحیم ہو - اور مجرم نہ ٹھہراؤ تو تم مجرم نہ ٹھہرائے جاؤگے معاف کرو تم بھی معاف کیے جاؤگے (لوقا ۶ باب ۳۶ و ۳۷) یہان حضرت مسیح کا یہ حکم ہے کہ خدا کا سا رحم کرو اب اگر خدا کا رحم یہی ہے کہ بغیر سزا دیے یا فدیہ لیے خطاوار کا گناہ ہرگز معاف نہین کرتا تو معلوم ہوا کہ انسان کو بھی اسیطرح کا رحم کرنا چاہیے کہ بغیر سزا دیے کسیکا گناہ معاف نکرے کیونکہ اگر معاف کردیگا تو خدا کا سا رحم نہوگا غرض کہ اس حکم سے ثابت ہوا کہ گناہ معاف نکرو مگر اوسکے بعد ہی حکم ہوتا ہے کہ معاف کرو تم معاف کیے جاؤگے - اب پادری صاحب فرمائین کہ اگر خدا مین معاف کرنے کی صفت نہین ہی بلکہ یہ صفت قدوسیت کے خلاف ہی تو حضرت مسیح کا یہ کلام

صحیح نہین ہوسکتا بلکہ یہ جملہ کہ معاف کرو تم بھی معاف کیے جاؤگے خود دلالت کرتا ہے کہ خداوند مین معافت کرنیکی صفت ہے مگر افسوس ہی کہ اسکے برعکس پادریصاحب کہہ رہے ہین کہ اوسمین معاف کرنیکی صفت نہین ہی کیونکہ یہ کہنا کہ گناہ کا معاف کرنا اوسکی قدوسیت وعدالت کے خلاف ہی بعینہ یہی کہنا ہے کہ معاف کرنے کی صفت اوسمین نہین ہی جسکا حاصل یہ ہوتا ہی کہ مسیح کا قول غلط ہے۔ اب ناظرین انصاف فرمائین کہ قرآن وحدیث انجیل کے مخالف ہی یا عیسائیون کے عقائد باطلہ جنکا زعم یہ کہ اوس ذات غیر محدود قادر مطلق کا ایک پنجرہ خاکی مین بند ہوجانا اور سبکے گناہ اپنے ذمہ لے لینا اور بندون کے ہاتھ سے ذلیل وخوار ہونا اور ایک بیگناہ کو خطاوار ٹھہرانا اوسکی قدوسیت اور عدالت کے خلاف نہین ہے اور اپنے خطاوارے خطا کو معاف کرنا خلاف قدوسیت ہی یہ کیسا اندھیر ہے صاحبو ذرا انصاف کرو کہ جو عقیدہ ہر طرح خداوند کی قدوسیت اور قدرت اور عدالت کے سراسر خلاف ہی اوسکو تو نہایت خوشی سے مانتے ہین اور قدوسیت اور عدالت کے موافق بتاتے ہین اور جو صفت اوسکی صفات کمالیہ مین سے ہے اوسے خلاف عدالت وقدوسیت بتاتے ہین۔ وائے بر سبز عقلی ایشان بنجیشم نامہ یعقوب باب ۲ ورس ۱۳ مین ہی " رحم عدالت پر غالب ہوتا ہی " اب مین کہتا ہون کہ بالفرض عدالت کا مقتضا یہ ہو کہ گنہگار بعد توبہ بھی بغیر سزا کے نچھوڑا جائے مگر جب رحم عدالت پر غالب ہے تو پھر رحم کیوجہ سے گنہگار کے نہ بخشے جانے کی کیا وجہ ہے غلبہ کے تو یہی معنی ہین کہ جب کسی محل پر باہم تعارض ہو تو غالب اپنا کام کرجاے اور مغلوب رہجاے۔ مثلاً گنہگار کی نسبت رحمت کا تقاضا تو یہ ہے کہ بخشدیا جاے اور عدل چاہتا ہی کہ سزا پاے مگر چونکہ رحمت غالب ہی عدل پر اسلیے اوسکا بخشا جانا کچھ بعید امر نہین ہی جب گنہگار کی بخشش مین رحم کا غلبہ کام نہ آیا تو پھر کس کام آیگا۔

الغرض تمام کتب مقدسہ اس امر مین قرآن وحدیث کے مطابق ہین کہ نیک اعمال مغفرت کا ذریعہ ہوسکتے ہین اور جو شکوک پادری صاحب کے تھے وہ بھی سب رفع ہوگئے۔

سوال یہ ہمنے مانا کہ نیک اعمال بخشش کا ذریعہ ہوسکتے ہین مگر یہ امر تو نہایت دشوار بلکہ غیر ممکن ہی کہ انسان کامل طور سے احکام خداوندی بجالاوے اور جیسا کرنا چاہیے اوسکی مرضی پر چلے بلکہ ضرور ہے کہ یہ انسان

Marfat.com

جو نفسانی خواہشون سے بھرا اور سہو و نسیان سے مالامال ہی کچھہ نہ کچھہ قصور کرے اور پوری بندگی اوس سے نہو سکے پھر اوسکی بخشش کی کیا سبیل ہی۔

جواب ای گنہگار و خدا کی رحمت سے ناامید نہو اوس ارحم الراحمین کا فضل کسی گنہگار کو محروم نہین چھوڑیگا۔ اوّل تو اوس رحیم نے ہمکو اوسی قدر تکلیف دی ہی جسکے ہم متحمل ہو سکتے ہین وہی احکام ہمپر واجب و لازم کیے گئے ہین جو ہماری طاقت سے باہر نہین (دیکھو نامۂ اوّل یوحنا باب ۵ ورس ۳) جو کوئی ایسا کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے انسان پر ایسے احکام فرض کیے ہین کہ اونکا بجالانا طاقت انسانی سے باہر ہے وہ خدا کو الزام دیتا ہے اور اوسکی رحمت وسیع کو گھٹاتا ہے کوئی ذی عقل اپنے خادم کو ایسی تکلیف نہین دیتا کہ اوس سے نہو سکے پھر وہ رحیم و کریم کیونکر اپنے بندون کو ایسی تکلیف دیگا۔

دوسرے یہ کہ اگر باوجود طاقت کے احکام خداوندی کی تعمیل مین اسنے کوتاہی کی تو اوسکی نجات کے لیے بھی اوسنے دو طریقے رکھے ہین ایک توبہ دوسرے شفاعت مقربین ان دونون طریقون کا ثبوت جس طرح قرآن مجید سے ہے اسی طرح صُحُف سابقہ سے ہی چند مقام نقل کرتا ہون ملاحظہ کیجیے۔

اوّل یسعیاہ کے باب ۵۵ ورس ۷ مین ہی جو شریر و فاسق اپنے اندیشون سے باز آوے اور خدا کیطرف پھرے سو وہ اوسپر رحم کریگا اور کثرت سے عفو کریگا۔

دوم صحیفہ یرمیاہ کے باب ۳ ورس ۱۲ و ۱۳ مین ہی "خداوند فرماتا ہی کہ ای برگشتہ اسرائیل پھر آ مین آگے کو تجھپر گھر کونگا کیونکہ خداوند فرماتا ہی مین رحیم ہون مین سدا تک اپنا غصہ نرکھہ چھوڑونگا صرف اپنی بدکاری کا اقرار کر"

سوم ۲ تواریخ کے باب ۷ ورس ۱۴ مین ہی "اگر میرے لوگ جو میرے نام سے کہلاتے ہین اپنے تئین عاجز کرین اور دعا مانگین اور میرا منہ ڈھونڈھین اور اپنی بُری راہون سے پھرین تو مین آسمان پر سنونگا اور اونکی خطا مین بخشونگا"

چہارم زبور ۳۲ ورس ۵ مین ہی "مینے تجھہ پاس اپنے گناہ کا اقرار کیا اور مینے اپنی بدکاری نہین چھپائی مینے کہا مین خداوند کے آگے اپنے گناہ کا اقرار کرونگا سو تونے میری بدذاتی کے گناہ کو بخشدیا"

پنجم امثال کے باب ۲۸ ورس ۱۳ مین ہی "وہ جو اپنے گناہون کو چھپاتا ہے کامیاب نہوویگا پر وہ جو گناہ کا اقرار کرتا ہے اور اوسے چھوڑ دیتا ہے اوسپر رحمت ہوویگی" ان مقامات پر جن امور کی وجہ سے بخشش کا

Marfat.com

وعدہ یا بخشدینے کی خبر دی ہی اونھین کو ہماری اصطلاح مین توبہ کہتے ہین توبہ کے معنی رجوع کرنے کے ہین یہی مضمون قرآن مجید مین آیا ہے الحاصل عہد عتیق سے تو بخوبی واضح ہو گیا کہ توبہ سے گناہ بخشے جاتے ہین اب عہد جدید کے حوالے سنیئے —

ششم لوقا باب ۱۷ ورس ۳ و ۴ خبردار ہو اگر تیرا بھائی تیرا گناہ کرے اوسے ڈانٹ اگر توبہ کرے اوسے معاف کر اور اگر ایک دن مین سات بار تیرا گناہ کرے اور ایک دن مین سات بار آ کے کہے کہ توبہ کرتا ہون اوسے معاف کر" اب خیال کرنیکا مقام ہے کہ جب خدا تعالے بندہ کو توبہ کی وجہ سے معاف کرنیکا حکم دیتا ہی تو وہ ارحم الراحمین ہو کر خود کیونکر توبہ کرنے والے کے گناہ معاف نکریگا —

ہفتم حضرت یوحنا خاص گناہونکی معافی کے لیے توبہ کا بپتسمہ دیتے تھے مرقس کا باب ۱ ورس ۴ ملاحظہ کیجیے — یوحنا بیابان ہی مین بپتسمہ دیتا تھا اور گناہونکی معافی کے لیے توبہ کے بپتسمہ کی منادی کرتا تھا اب مین ایک حوالہ اور دیتا ہون جسمین حضرت مسیح نے توبہ کی عظمت اور کیفیت کو تمثیل دیکر خوب ہی بیان کیا ہی

ہشتم لوقا کے ۱۵ باب مین ہی (۴) تم مین سے کون ہی جسکے پاس سو بھیڑ ہون اگر اون مین سے ایک کھو جاے اون ننانوے کو بیابان مین نچھوڑے اور اوس کھوئی ہوئی کو جب تک نپاوے ڈھونڈھا کرے (۵) اور پاکے خوشی سے اپنے کاندھے پر اوٹھا نلے (۶) اور گھر مین جا کے دوستون اور پڑوسیون کو بلا کے نکہے کہ میرے ساتھ خوشی کرو کیونکہ مینے اپنی کھوئی ہوئی بھیڑ پائی (۷) مین تم سے کہتا ہون کہ اسی طور آسمان مین ایک گنہگار کے واسطے جو توبہ کرتا ہے ننانوے راستبازون سے جو توبہ کی حاجت نہین رکھتے زیادہ خوشی ہوگی (۸) یا کون عورت ہی جسکے پاس دس درہم ہون اگر ایک کھو جاے چراغ بال کے گھر کو نجھاڑے اور جب تک نپاوے کوشش سے ڈھونڈھا نکرے (۹) اور جب پاوے دوستون اور پڑوسنون کو بلا کے نکہے کہ میرے ساتھ خوشی کرو کہ مینے اپنا کھویا ہوا درہم پایا (۱۰) مین تمھین کہتا ہون کہ خدا کے فرشتون کے آگے ایک گنہگار کے لیے جو توبہ کرتا ہے خوشی ہوتی ہے (۱۱) پھر اوسنے کہا ایک شخص کے دو بیٹے تھے (۱۲) اونمین سے چھوٹے نے باپ سے کہا کہ اے باپ مال کا حصہ جو مجھے پہونچتا ہی مجھے دے اوسنے مال اونھین بانٹ دیا (۱۳) اور تھوڑے دن بعد چھوٹے بیٹے نے سب کچھ جمع کر کے ایک دور کے ملک کو

Marfat.com

سفر کیا اور وہان اپنا مال بدچالی مین اوڑایا (۱۴) جب سب خرچ کر چکا اوس ملک مین بڑا کال پڑا اور
وہ محتاج ہونے لگا (۱۵) تب وس ملک کے ایک رئیس کے یہان جا لگا اوسنے اوسے اپنے کھیتون مین سور
چرانے بھیجا (۱۶) اور اوسے آرزو تھی کہ اون چھلکون سے جو سور کھاتے ہین اپنا پیٹ بھرے کہ کوئی اوسے
ندیتا تھا (۱۷) تب ہوش مین آکے کہا کہ میرے باپکے کتنے مزدوردن کو بہت روٹی ہے اور مین بھوکون مرتا ہون
(۱۸) مین اوٹھکے اپنے باپ پاس جاؤنگا اور اوسے کہونگا کہ اے باپ مینے آسمان کا اور تیرے حضور گناہ
کیا ہے (۱۹) اور اب اس لائق نہین کہ پھر تیرا بیٹا کہلاؤن مجھے اپنے مزدورون مین سے ایک کے مانند بنا
(۲۰) تب اوٹھکے اپنے باپ پاس چلا اور وہ ابھی دور تھا کہ اوسکو دیکھکے اوسکے باپ کو رحم آیا اور دوڑکے
اوسکو گلے لگا لیا اور بہت چوما (۲۱) بیٹے نے اوسکو کہا کہ اے باپ مین نے آسمان کا اور تیرے حضور
گناہ کیا اور اب اس قابل نہین کہ پھر تیرا بیٹا کہلاؤن (۲۲) باپ نے اپنے نوکرون سے کہا کہ اچھی سے اچھی
پوشاک نکال لاؤ اور اوسے پہناؤ اور اوسکے ہاتھہ مین انگوٹھی اور پانون مین جوتی (۲۳) اور پلے ہوے
بچھڑے کو لاکے ذبح کرو کہ کھائین اور خوشی منائین (۲۴) کیونکہ میرا بیٹا موا تھا اب جیا ہے کھو گیا تھا
اب ملا ہے تب وہ خوشی کرنے لگے " سبحان اللہ کیا عمدہ اور سچا بیان حضرت مسیح نے فرمایا واقعی وہ
ارحم الراحمین ایسا ہی مہربان ہے جیسا یہان بیان ہوا پادریصاحب اور اونکے تمام ہم مشرب اس باب کو
بنظر انصاف ملاحظہ فرمائین بھلا کہان یہ مضمون اور کہان وہ کہ بغیر سزا دیے خدا چھوڑتا ہی نہین ذرا
کچھہ تو غور کیجیے کہ جب خدا تعالے صرف بندے کی توبہ سے اس قدر خوش ہوتا ہے تو بھلا فدیہ اور کفارہ کی
کیا حاجت ہے توبہ کی وجہ سے خدا تعالے کا خوش ہونا جس طرح حضرت مسیح نے تمثیل مین یہان بیان
کیا ہے اسیطرح حضرت ختم المرسلین نے ارشاد فرمایا ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ مثلاً ایک شخص نے اونٹنی
پر سوار ہوکر سفر کیا اور جنگل مین پہونچکر درخت کے نیچے سو گیا اور اونٹنی اوسکے پاس تھی اوسی پر اوسکا کل
سامان کھانے پینے وغیرہ کا رکھا تھا یکبارگی سوکر جو اوٹھا تو دیکھا کہ اونٹنی ندارد ہے متردد پریشان ہا
اٹھا پر جا کر ادھر ادھر دیکھا کہین نشان نہ ملا انجام کار زندگی سے مایوس ہوکر بھوکا پیاسا آکر بیٹھ رہا
اور اس امر کا یقین اوسے ہو گیا کہ اب موت آئی یکایک کیا دیکھتا ہے کہ اوسکی اونٹنی چلی آتی ہے مع سامان

Marfat.com

اس حالت مین اپنی اوٹنی کو دیکھکر جس قدر خوش ہوتا ہی خدا تعالےٰ اپنے بندہ کی توبہ سے اس سے زیادہ خوش ہوتا ہی۔ الحاصل تمام کتب سابقہ اس امر مین قرآن وحدیث کے مطابق ہین کہ توبہ کی وجہ سے خدا تعالےٰ بندہ کے گناہ معاف کرتا ہی اور یہی مقتضای رحمت وعدل ہی کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ اپنے مجرم سے درگذر کرنا اور اپنے قصوروار کی عاجزی اور گڑگڑانے پر رحم کرکے اوسکا قصور معاف کردینا خلاف عدل ہے —

یہان تک تو مختصر طور سے توبہ کا ذکر کیا گیا اب شفاعت کا حال سنیے۔ عیسائیون نے جو ایک انوکھا طریقہ نجات کا نکالا ہے وہ بالکل خدا کی عظمت اور شان کے مخالف ہی ہمارے نزدیک جس طرح نیک اعمال اور توبہ نزول رحمت الٰہی کا ذریعہ ہوتے ہین اسی طرح شفاعت بھی نزول رحمت کا ایک باعث ہوتی ہی جس سی شفاعت کرنے والیکا تقرب ظاہر ہوتا ہے عیسائی کہتے ہین کہ سوا حضرت مسیح کے کوئی شفاعت نہین کرسکتا مگر یہ اونکا خیال خام اونھین کی کتاب مقدس سے باطل ہوتا ہی چند حوالے مین نقل کرتا ہون

۱- گنتی کے باب ۱۴ ورس ۱۹ و ۲۰ مین ہی۔ "اب تو اپنی رحمت کی فراوانی سے اس امت کا گناہ بخشدیجیے جیسا کہ تو مصر سے لیکے یہان تک اونھین بخشتا رہا ہی خداوند نے فرمایا کہ مینے تیرے کہے سے بخشا"

۲- خروج کے باب ۱۰ ورس ۱۶-۱۹ "تب فرعون نے موسیٰ اور ہارون کو جلد بلایا اور کہا کہ مین خداوند تمھارے خدا کا گنہگار ہون سو اب مین تمھاری منت کرتا ہون فقط اس مرتبہ میرا گناہ بخشو اور خداوند اپنے خدا سے شفاعت کرو کہ فقط اسی موت کو مجھسے دور کرے چنانچہ وہ فرعون پاس سے نکل گیا اور خداوند سے شفاعت کی اور خدا نے پچھوا آندھی بھیجی جو ٹڈیون کو لیگئی الخ" اسی طرح باب ۹ و ۸ مین قہر الٰہی کے دفع کے لیے شفاعت حضرت موسیٰ کی مقبول ہوئی ہے —

۳- جب بنی اسرائیل نے گوسالہ پرستی کی اور خدا کا قہر اونپر بھڑکا اوس وقت حضرت موسیٰ کی شفاعت سے خدا تعالےٰ نے معاف کیا ہی جسکا ذکر خروج کے باب ۳۲ ورس ۱۱ سے ۱۴ تک ہے۔

۴- حزقیاہ کی سفارش سے بعض بنی اسرائیل کا گناہ معاف کیا گیا چنانچہ تاریخ دوم باب ۳۰ ورس ۱۸ سے ۲۰ تک مرقوم ہی "کیونکہ بہت سے لوگون نے افرائیم مین سے اور منسی مین سے اور اشکار مین سے

Marfat.com

اور زیون لون مین سے اپنے کو پاک نہین کیا تھا اور اوسکے برخلاف جو لکھا ہوا ہے فسح کھایا لیکن حزقیاہ
نے اونکے لیے دعا مانگی اور کہا ای خداوند کریم تو ہر ایک کو جسنے خدا کو جو اوسکے باپ داودون کا خدا
ہے ڈھونڈھنے کو دل لگایا ہی معاف کر اگرچہ بیت قدس کی طہارت سے پاک نہوا ہو اور خداوند
نے حزقیاہ کی سنی اور لوگون کو معاف کیا" غرضکہ جا بجا کتب مقدسہ مین شفاعت کے سبب گناہ
کا بخشا جانا لکھا ہے اور اگر کسیکو یہ وہم ہو کہ یہ دنیاوی شفاعت ہی آخرت مین کوئی انسان شفاعت نہین کر سکتا
اوسکا جواب یہ ہی کہ جس طرح گناہون کا معاف کرانا خداتعالے سے یہان ہے وہی وہان ہوگا جو خدا کے غضب کا
ٹالنا یہان ہی وہی آخرت مین ہوگا پھر کیا وجہ ہے کہ یہان تو انسان شفاعت کر سکے اور آخرت مین نکر سکے
حضرت مسیح علیہ السلام کو جو شفیع کہا گیا ہے اوسکے بھی یہی معنی ہین اور حواریین وغیرہ جو حضرت مسیح کی شفاعت
سے امت کے گناہون کی معافی بیان کرتے ہین یا مثلاً یوحنا حواری یون کہتے ہین کہ "مسیح کا لہو
ہمکو سارے گناہون سے پاک کرتا ہے" اوسکے معنی یہ ہین کہ جو گروہ مقربان الٰہی شفاعت گنہگارون کی
کرینگے اونمین سے شہید بھی ہین اس گروہ نے جو اپنی جان خدا کے واسطے دی ہی اور اپنا خون اوسکی
راہ مین نثار کیا ہے اوسکی وجہ سے اونھین شفاعت کا مرتبہ ملیگا حضرت مسیح اگرچہ واقع مین شہید نہین
ہوے مگر دشمنون نے اونکی شہادت مین کوئی کسر نہین چھوڑی اور اپنی دانست مین سولی دے ہی
دی اب با این ہمہ خدا کا اونھین بچا لینا محض اوسکی قدرت کے عجائبات مین سے تھا اسکو بجا نہ
شمار کرنا چاہیے لہذا خدا نے اونکو شہادت کا مرتبہ عنایت کیا اور اس مرتبہ کی وجہ سے حضرت مسیح اپنی
امت کی شفاعت کرائینگے اگرچہ مرتبہ نبوت بھی شفاعت کے لیے کافی تھا مگر مرتبہ شہادت سے اونکی
اور ترقی ہوگئی اس وجہ سے یہ کہنا صحیح ہوا کہ مسیح کا لہو گناہون کو پاک کرتا ہے کیونکہ وہ شفاعت کا
بڑا ذریعہ ہے یہ وہ شفاعت ہی جو خدا کی کتابون کے موافق اور عقل کے بالکل مطابق ہی پھر کیا پادری صاحب اور
اونکے مقتداؤن کی خاطر سے خواہ مخواہ شفاعت مسیح کے وہ معنی لین جو قرآن مجید کے مخالف ہونیکے
علاوہ عقل بھی دلائل قطعیہ سے اوسی رد کرتی ہی کیا ایسی معنی سی مخالفت ثابت ہوسکتی ہی ہرگز نہین مقدمے کی تحقیق ہم ملاحظہ
اس بیان سے یہ امر تو اظہر من الشمس ہوگیا کہ خداوند کریم تین طور پر اپنی رحمت کاملہ کو ظاہر فرما کر اپنے

Marfat.com

بندون کو نجات دیگا مگر ایک امر یہان اور بھی قابل اظہار ہے جس سے دریای رحمت الٰہی کی نہایت طغیانی ثابت ہوتی ہی وہ ارحم الراحمین اپنے گناہگارون کو بہت کچھ بھروسا دلاتا ہی اور حضرت داؤد کی زبانی یون ارشاد فرماتا ہے "خداوند رحیم و کریم غصہ ہونے مین دھیما اور شفقت مین بڑھکر ہے اوسکا جھنجھلانا دائمی نہین وہ غصہ کو ابد تک نہین چھوڑتا (زبور ۱۰۳: ۸ و ۹) پادری جوزف اوین اس زبور کی شرح مین لکھتے ہین کہ "خدا اپنے لوگون پر اس سبب سے مہربانی نہین کرتا کہ وہ بے عیب اور بیگناہ اور اوسکی مہربانی کے مستحق ہین کیونکہ وہ گنہگار اور اوسکے محتاج ہین وہ حلم اور صبر سے اونپر رحم فرماکر اونکے گناہون کو معاف کرتا ہے"

یہان سے ظاہر ہے کہ خداوند کریم اپنے گنہگار بندون کو ہمیشہ عذاب مین نہین چھوڑیگا مگر اور مقامات کے ملانے سے معلوم ہوتا ہی کہ ایمان ہونا چاہیے مثلاً حضرت مسیح فرماتے ہین کہ "مین تمسے سچ کہتا ہون کہ بنی آدم کے سب گناہ اور کفر جو وے بکتے ہین معاف کیے جائینگے لیکن وہ جو روح کے حق مین کفر بکے اوسکی معافی ہرگز نہین ہوتی بلکہ وہ ہمیشہ کے عذاب کا سزاوار ہو چکا" (مرقس ۳: ۲۸ و ۲۹ و متی ۱۲: ۳۱ و ۳۲) روح سے مراد یہان نبی ہی کتب مقدسہ مین یہ محاورہ بہت آیا ہی (دیکھو نامہ اول یوحنا ۴: ۱)

الحاصل ان دونون مقامون کے ملانے سے ثابت ہوا کہ جو خدا اور رسول پر سچے دل سے یقین لایا ہی وہ گرچہ گنہگار ہی کیون نہو مگر عذاب ابدی سے نجات پاویگا چنانچہ اوسکا سچا رسول خاتم النبیین اسی مطلب کو اس طرح ارشاد کرتا ہی "ما من عبد قال لا الٰہ الا اللہ ثم مات علی ذالک الا دخل الجنۃ قلت و ان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق علی رغم انف ابی ذر" جو بندہ صدق دل سے کہے کوئی پرستش کے لائق نہین ہی مگر خدا اور پھر اسی یقین پر مر جاوے وہ جنت مین داخل ہوگا (یعنی عذاب ابدی سے نجات پاویگا) ابوذر کہتے ہین کہ مینے کہا اگرچہ اوسنے زنا کیا ہو یا چوری کی ہو آنحضرت نے فرمایا کہ اگرچہ زنا کیا ہو یا چوری کی ہو تین مرتبہ ابوذر نے تعجبا اسی طرح سوال کیا اور وہی جواب پایا تیسرے مرتبہ یہ فرمایا کہ اوپر خاک آلودہ ہونے ناک ابوذر کے یعنی گرچہ ابی ذر کے خلاف ہو مگر گنہگار نجات پاویگا۔

حاصل اس تمام کلام کا یہ ہوا کہ انسان دو قسم کے ہین ایک مومن یعنے اللہ کے ماننے والے اور

Marfat.com

اوسکے جمیع انبیا کے برحق جاننے والے دوسرے کافر یعنی اللہ یا اوسکے کسی رسول کے نماننے والے دوسری
قسم کے لیے کوئی طریقہ نجات نہیں بلکہ اونکے لیے ابدالآباد جہنم مین رہنا ہے - پہلی قسم کو اللہ اپنے فضل
نجات دیگا اور ہمیشہ کی عیش مین اونھین داخل کریگا - اگر اونھون نے ایمان کے ساتھہ اعمال صالحہ بھی کیے
اور کامل طور پر خدا کی مرضی پر چلے تو اللہ تعالے اونھین اسکی جزا عنایت فرمائیگا اور آتش جہنم سے بچائیگا
اور اگر کسیقدر اوس سے قصور ہوا اور پھر وہ نادم ہوکر پچھتایا اور خداوندکریم کے حضور مین رویا اور گڑگڑایا
بھی اسی زمرہ مین داخل ہوا اور بسبب اپنی عاجزی کے گروہ صلحا مین شامل ہوا اور اگر بغیر توبہ کے مر اگنا
ساتھہ لیگیا تو بھی اوسکی رحمت دستگیری کریگی اور آتش جہنم سے اوسے نجات دیگی خواہ کسی کی شفاعت
ٹھہرے یا محض اوسکی رحمت سے رہائی ملے یا کسی قدر نافرمانی کا مزہ چکھہ کر مخلصی پائے غرضکہ یہی طریقہ نجات
ہے جو خداوندکریم نے اپنے برگزیدہ رسولونکی زبانی بیان کیا ہی اب کون ہے جو اس طریقہ کو غلط بتاتا ہی اور اوسپر
انگشت اوٹھاتا ہی کیا ممکن ہی کہ خدا کی مقرر کی ہوئی بات ایسی ناقص ٹھہرے کہ کوئی انسان اپنی غلط فہمی سے
دوسری راہ اوس سے افضل معین کرے کیا ہوسکتا ہے کہ وہ خداے قدوس و رحیم اپنے تمام انبیا کی معرفت
اپنی قدوسیت اور وسعت رحمت کا اس قدر اظہار کرے کہ کسی ایماندار کو بغیر وعدہ نجات نچھوڑے اور اوسکے
وقت وہ اپنی رحمت کو ایسا تنگ اور قلیل ٹھہرائے کہ گنہگار مومن کی نجات محال بتائے اور ایسا طریقہ
نکالے جسمین اوسکی قدوسیت اور عدالت اور غفوری اور اوسکے تمام وعدے غلط اور بیکار ٹھہرین ہرگز ہرگز
ایسا نہین ہوسکتا - سُبحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُونَ بلکہ یہ سب انسان کی نافہمی اور اوسکی بے عقلی ہی وا بے بر بخیرو
ایشان - اَی طالبان نجات اخروی و ای خواستگاران حیات ابدی دوڑو اور اس نجات کو حاصل کرو
خوب خبردار رہو ایسا نہو کہ شیطان تمھارا دشمن دھوکا دیکر ہلاکت مین ڈالدے بالیقین جان لو جسنے ایک
نبی کا بھی انکار کیا وہ واصل جہنم ہوا خواہ وہ موسیٰ ہون یا عیسیٰ یا محمد رسول اللہ خاتم الانبیا پھر کوئی
نجات نہین جنھین تم شفیع جانتے ہو وہ تم سے دور بھاگین گے اور کہینگے ہم تمھین نہین جانتے ہمارے پاس
سے دور رہو پھر نہ مسیح کو خدا کہنا کام آئیگا اور نہ کفارے پر ایمان لانا آڑے آئیگا بلکہ اولٹا جہنم مین لیجائیگا
اے بھائیو اپنی جانون پر رحم کرکے میری عرض کو سنو اور غور کرو اور سچی نجات کو ہاتھہ سے ندو ایسا نہو

Marfat.com

کہ وہ دن آجاے کہ پھر پچھتانا کام نہ آئے —

چونکہ ہمارے مخاطب نے کفارہ کی ضرورت عقلی طور پر بھی ثابت کرنا چاہی ہی (جسکا بطلان متعدد طور سے اوپر کیا گیا) لہذا ہم معارضۃً اوسکے بطلان مین چند دلیلین پیش کرتے ہین —

دلیل اوّل عیسائیون کا یہ انوکھا کفارہ تثلیث اور الوہیت مسیح پر موقوف ہی جسکے بطلان پر عقلی اور نقلی دلیلین شاہد ہین پس جب اوسکی بنیاد ہی غلط ہی تو وہ بطریق اولے غلط اور باطل ہوگا —

دلیل دوم جب پادری صاحب کا یہ عقیدہ ہی کہ تمام بنی آدم علاوہ اپنے گناہون کے حضرت آدم و حوا کے گناہ کی وجہ سے گناہگار ہین اور گناہگار کا فدیہ گناہگار نہین ہو سکتا تو اب فرماوین کہ حضرت مسیح بحیثیت الوہیت کفارہ ہوے یا بحیثیت انسانیت مگر کوئی عاقل خدا کا ماننے والا اسکا اعتقاد نہین کر سکتا کہ الوہیت کی جہت سے کفارہ ہے یعنی الوہیت ذلیل و خوار ہوئی اور سولی دی گئی (نعوذ باللہ منہا) کیونکہ الوہیت ایسی شی نہین ہی کہ وہ کسی کے قبضہ مین آجاے اور اومین کوئی شی اثر کر سکے اس وجہ سے بالضرور یہی کہنا پڑیگا کہ بحیثیت انسانیت کفارہ ہوا اور انسانیت کی جہت سے حضرت مسیح آدم زاد ہین اسی وجہ سے بہت مقام پر انجیل مین مسیح کو ابن آدم کہا ہے اور جب آدم زاد ہوے تو مثل اور بنی آدم کے گنہگار رہے کیونکہ مسیح انسانیت کی جہت سے آدم کی نسل سے علحدہ نہین ہو سکتے لہذا ضرور ہے کہ گنہگار ہون اور علاوہ آبائی گناہ کے حضرت مسیح کے ذاتی گناہ بھی انجیل سے ثابت ہوتے ہین مثلاً والدہ کی تحقیر کا گناہ انجیل یوحنا کے باب ۲ درس ۴ مین حضرت مسیح کا قول اپنی والدہ کی نسبت یہ ہے ”اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام ہے“ مقام غور ہے کہ کیسی تحقیر مسیح نے اس مقام پر اپنی والدہ کی کی ہے مفسرین بھی اس بات کو مانتے ہین کہ یہان پر نہایت تحقیر اور بے عزتی کے الفاظ بولے گئے ہین حالانکہ تعظیم والدین ایسا تاکیدی حکم ہے کہ خدا تعالے نے اپنے ہاتھ سے لکھکر حضرت موسیٰ کو عنایت کیا تھا اور اوسکے ساتھ فرمایا اور تجھے (خروج ۲۰ باب) پھر جو کوئی اسکے خلاف کریگا وہ بیشک گناہگار ہوگا - الحاصل دونون جہت سے حضرت مسیح کا گناہ ثابت ہے لہذا اونکا کفارہ ہونا آپ کے عقیدے کے بموجب باطل ہے —

دلیل سوم یہ عیسائیون کا عقیدہ ہی کہ گناہ عذاب ابدی کا باعث ہی اس سے یہ لازم آتا ہے کہ

Marfat.com

حضرت مسیح علیہ السلام عذاب ابدی مین گرفتار رہین اور پھر بھی خدا کی عدالت پوری نہو کیونکہ عدالت کا اقتضا یہ ہی کہ ہر ایک گناہگار اپنے گناہ کے سبب عذاب ابدی مین گرفتار رہے پھر جو شخص کہ تمام عالم کے گناہون کا مجموعہ ہوجاے اوسکا کیا حال ہوگا اگر وہ بھی عذاب ابدی مین مثل ہر ایک گناہگار کے گرفتار رہا تو بھی عدالت کے خلاف ہوا کیونکہ ادنی مجرم اور اعلے مجرم کی سزا ایک مقرر کی گئی اگر کمیت مین زیادتی نہین ہوسکتی تو کیفیت مین بحیثیت جرم ترقی ہونا چاہیے اور یہان تو لطف یہ ہی کہ تمام عالم کے گناہ اپنے ذمے لیے مگر تین دن بھی عذاب مین گرفتار نرہے اب فرمائیے کہ یہ کون سی عدالت کا مقتضا ہی کہ اگر غلام گنہگار ہو تو عذاب ابدی مین گرفتار ہو اور اگر بیٹے کے ذمہ کروڑ حصہ اوس غلام سے گناہ زائد ہون تو بھی عذاب ابدی مین نہ پڑے بلکہ صرف چند پہر گرفتار رہے اسکا حاصل جس عدالت کے قائم کرنے کے لیے کفارہ کی ضرورت عیسائیون نے ثابت کی تھی وہ ہرگز قائم نہین رہتی لہذا یہ کفارہ محض فضول و باطل ٹھہرا

دلیل چہارم یہ کہ حضرت مسیح جو تیسرے روز گناہون کی سزا بھگت کر چلے آئے اگر از روی عدالت گناہونکی سزا اسیقدر چاہیے تھی تو خدا کے بیٹے کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت تھی چند پہر ہر ایک شخص سزا بھگت لیتا اور پھر ابدالآباد چین کرتا اور اگر بیٹے کی رعایت سے کمی کی گئی تو پھر عدالت قائم نرہی اور اس کہنے کی گنجایش ہوئی کہ جب خداوند کریم نے رعایت کرکے سزاے ابدی کی جگہ چند پہر کی سزا قائم رکھی (جو اصل سزا کے مقابل مین کالعدم ہے) تو اگر وہ اس قلیل سزا سے بھی درگذرے تو اوسکی ذات مین کیا نقص لازم آئیگا جو اوس بڑی رعایت مین نہین آتا ذرا انصاف کرکے کہو۔

دلیل پنجم ۔ اگر خدا تعالے گناہگار کو بغیر سزا یا کفارہ نہین چھوڑ سکتا تو لازم آتا ہے کہ قبل مسیح جتنے انبیا مثل حضرت ابراہیمؑ و حضرت موسیٰؑ اور حضرت داؤدؑ اور تمام مومنین سب کے سب عذاب مین گرفتار ہون کیونکہ اوس وقت تک مسیح نے اونکے گناہون کے عوض سزا نہین بھگتی تھی اور عیسائیون کے نزدیک کل آدمی خواہ انبیا ہون یا سنون سب گناہگار ہین غرضکہ یہ عقیدہ کہہ رہا ہی کہ تمام انبیاے کرام اور مقربان خدا سیکڑون برس تک مثل فرعون اور دیگر منکرون کے جہنم مین پڑے رہے ہون اب ناظرین خود ہی انصاف کرین کہ یہ کیسا عقیدہ ہے میرے کہنے کی حاجت نہین ہی۔

Marfat.com

دلیل ششم ۔ تمام عقلا اسپر اتفاق کرتے ہین کہ اپنے مجرم سے درگذر کرنا اور بمقتضای رحمت اوسکا گناہ عفو کرنا نہایت عمدہ صفت ہے اسی وجہ سے حضرت مسیح نے اس صفت پر بخشش کا وعدہ کیا ہے اب اگر کوئی حاکم اپنے مجرم کو نہ تو بمقتضای شفقت چھوڑے اور نہ اوسکے رونے اور گڑگڑانے پر رحم کرے اور نہ کسی مقرب کی سفارش سے بلکہ اپنے اکلوتے بیٹے کو جو بالکل معصوم ہے اوسکی عوض سزا دے تو فرمایئے کہ ایسے حاکم کو دانشمند کیا کہینگے کیا اوسے سفیہ اور بیوقوف کا خطاب نہ دینگے یا یہ خیال نکرینگے کہ یہ حاکم بیٹے سے دربردہ کسی وجہ سے ناخوش تھا اس واسطے اوسکی سزا کا یہ حیلہ کیا ہے بیشک ایسا ہی کہینگے ظاہر ہے کہ مجرم کو چھوڑ دینا اور بے قصور کو اوسکی عوض سزا دینا عاقل اور منصف کا کام نہین بلکہ سفیہ اور ظالم کا فعل ہے پس اگر ایسے فعل کی نسبت خدای قدوس کیطرف کیجاے جیسا کہ مسیحی کرتے ہین تو اوسکا سفیہ اور ظالم ہونا لازم آئیگا اور اوسکی حکمت اور قدوسیت باطل ہوجائیگی یا یہ کہنا پڑیگا کہ خدا تعالے حضرت مسیح سے ناخوش تھا نعوذ باللہ منہ ۔ غرضکہ اسیطرح بہت دلیلین اس کفارہ کے بطلان مین ہوسکتی ہین منصف کے لیے ایک دلیل بھی کافی ہے مینے تو چھ لکھدین ہین حاصل یہ ہے کہ جس طرح تثلیث کا عقیدہ خدا کی توحید کے سراسر خلاف ہے اسی طرح یہ کفارہ خدا کی قدرت اور عدالت اور غیوری اور دانائی اور رحمت وغیرہ صفات کمالیہ کے بالکل مخالف ہے ان دونون عقیدون سے خدا کی کئی صفتین باطل ہوتی ہین ۔

واضح ہو کہ جب پادری صاحب حتی الوسع اپنے انوکھے طریقۂ نجات کے ثبوت مین خوب زور لگا چکے اور اپنے گمان مین عقلی طور سے اوسی موافق عدالت ٹھہرا چکے تو شاید اونھین یہ خیال آیا کہ یہ وہی پورانی تقریر ہے جو ہمنے انشاپردازی کے لباس مین ہمنے اوسے ظاہر کیا ہے پھر اسکی دھجیان تو اہل اسلام خوب اوڑا چکے ہین اب اگر کوئی منصف مزاج دیکھیگا تو کیا کہیگا اسلیے صفحہ ۱۸ مین فرماتے ہین ۔ مین بہ امر مزید احتیاط پھر عرض کرتا ہون کہ ابھی یہ گفتگو نہین ہے کہ آیا وہ سبیل نجات جو کتاب مقدس مین مذکور ہے اور جسکا اوپر ذکر کیا گیا درست ہے یا نا درست مگر جس کتاب کو قرآن و حدیث خدا کی برحق کتاب مانتے ہین اوسمین صاف صاف کہا ہے کہ صرف یہی راہ نجات کی ہے انتہے مختصرا ۔

اب مین بھی براے مزید احتیاط پھر عرض کرتا ہون کہ مینے جو اس قدر دردسری کرکے یہ باتین سمجھائی ہین

یہ ثابت کردی کہ توریت وانجیل اورصحف انبیامین وہی طریقہ نجات بیان ہوا ہی جو قرآن وحدیث مین ہے اور وہ انوکھی نجات جسے پادری صاحب تان رہے ہین عقلاً اور نقلاً باطل ہے اسکی وجہ فقط یہ تھی کہ پادری صاحب اور اونکے ہم مشرب اپنی غلط فہمی پر متنبہ ہون ورنہ ہمین اس قدر کہنا کافی تھا کہ وہ کتاب خدا یعنی قرآن مجید جو تمام کتب انبیا کے مطالب اصلیہ پر مشتمل ہوکر حافظ ونگہبان قرار پائی ہی وہ آپ انوکھے طریقۂ نجات کو غلط بتاتی ہی اور بزبان حال کہہ رہی ہی کہ توریت وانجیل مین ہرگز یہ طریقہ نجات نہین ہے

اختلاف چہارم

اس اختلاف کے بیان مین پادری صاحب نے بہت طولانی تقریر کی ہے مگر حاصل اوسکا اسقدر ہے کہ شریعت دو قسم ہے اخلاقی اور رسمی اور شریعت اخلاقی افضل ہے شریعت رسمی سے - جو اعمال بذاتہ نیک ہین یا بد وہ شریعت اخلاقی کہلاتے ہین اور جو افعال بذاتہ نیک ہین نہ بد بلکہ محض خدا کے حکم سے وہ حلال یا حرام ہوگئے ہین اوسے شریعت رسمی کہتے ہین - شریعت رسمی خدا کی پاک ذات کا عکس نہین اور نہ انسان کی کاملیت کا نشان بلکہ ابتدا مین حضرت موسی کو یہ شریعت اسلیے عنایت ہوئی کہ اوس وقت کے لوگ شریعت اخلاقی کے متحمل نتھے بعد ازان جب اہل زمانہ اس قابل ہوے تو حضرت مسیح نے وہ شریعت بیان فرمائی اور اب شریعت رسمی کی حاجت نرہی - مگر قرآن وحدیث اوسکے برعکس پہر شریعت رسمی کی تعلیم کرتے ہین اور تمام بندوبست الٰہی کو اولٹے دیتے ہین دیکھو صفحہ ۱۰ - ۳۱ -

جواب

ماہرین صحف سابقہ بخوبی جان سکتے ہین کہ پادری صاحب کی تمام تقریر محض خیالی ہی شاید کتب عہد عتیق وجدید کو سرسری طور پر دیکھکر یا محض سنکر نافہمی سے ایسا خیال اونھون نے اپنے دماغ مین پکالیا ہی اسکا مختصر جواب یہ ہے کہ قرآن مجید توریت وانجیل کا مصدق ہی آپ کے خیالات کا عبث آپ نے اس قدر طول تقریر کی ہے ہمنے مانا کہ یہ خیالات آپ نے کتب مقدسہ سے مستنبط کیے ہین مگر کیا آپ نہین جانتے کہ استنباط بھی انسان کا ایک خیال ہی جسمین غلطی بھی ہوا کرتی ہی پھر ایسے محتمل ومشکوک

Marfat.com

بات سے کوئی یقینی امر ثابت ہو سکتا ہے ذرا آپ ہی انصاف کیجیے اور یہان تو آپ کا خیال یقیناً غلط ہے کیونکہ حضرت مسیح نے نہ رسمی شریعت کو بالکل موقوف کیا نہ کوئی شریعت اخلاقی ایسی بیان فرمائی جو پہلے نتھی اور نہ قرآن وحدیث کتب سابقہ کے مخالف کوئی رسمی شریعت تعلیم کرتے ہین البتہ تکمیل کرتے ہین ان تینون باتون کا ثبوت آئینہ اسلام مین بخوبی دیا گیا ہی یہان مختصر طور سے ذکر کیا جاتا ہی۔ پہلے دعوے کے ثبوت مین ہمین اس قدر کہنا کافی ہی کہ حضرت مسیح اگلی شریعت پر خود عمل کرتے تھے چنانچہ شاگردون کے ہمراہ عید فسح کی تھی جسکا ذکر مرقس کے باب ۱۴ ورس ۱۲ سے ۱۸ تک آیا ہے اور پھر اپنے معتقدون کو اوسپر عمل کرنیکو بھی کہا ہے چنانچہ متی کے باب ۲۳ ورس ۲ و ۳ مین ہے "فقیہ اور فروسی موسی کی گدی پر ہین اسلیے جو کچھ وے تمھین ماننے کو کہین مانو اور عمل مین لاؤ" دیکھیے یہان صاف صاف تمام شریعت موسوی کی بجاآوری کی ہدایت ہی اور اسی طرح مسیح نے جب ایک کوڑھی چنگا کیا تو اوس سے کہا تو جاکے اپنے تئین کاہن کو دکھا اور جو نذر موسی نے مقرر کی گذران "(دیکھو متی ۸/۴ ولوقا ۵/۱۴)

اب ناظرین ملاحظہ کرین کہ جب حضرت مسیح نے خود رسمی شریعت پر عمل کیا اور دوسرون کو اوسکی ہدایت کی تو پادری صاحب کا اوسے بیکار بتانا کیسا غلط ہو گیا اور معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث مخالف انجیل کے نہین ہین البتہ پادری صاحب کے خیال باطل کے مخالف ہین۔

رہا دوسرا دعوی یعنی حضرت مسیح نے اخلاقی شریعت ایسی نہین بیان فرمائی جو پہلے صحیفون مین نہو سکا ثبوت اظہر من الشمس ہی جسکا جی چاہے انجیل کو صحف سابقہ سے ملا کر دیکھ لے چند احکام کا حال یہان بھی معلوم ہو جائیگا اب مین تیسرے دعوی کی تحقیق کے لیے شریعت اخلاقی اور رسمی کو کسیقدر بیان کرنا چاہتا ہون پادری صاحب نے تو ان دونون مین یہ فرق بیان کیا ہے کہ جو اعمال بذاتہ نیک ہین یا بد اونکا حکم کرنا یا منع کرنا شریعت اخلاقی ہے (دیکھو صفحہ ۱۹ و ۲۰) اور جو احکام از خود نیک و بد نہین ہین بلکہ محض حکم الٰہی کی وجہ سے اونکی حلت اور حرمت معین ہوتی ہی (صفحہ ۱۲ سطر ۱۰-۱۲) اور اسی صفحہ کی سطر ۲ و ۳ مین یہ بھی کہتے ہین کہ "بعضے اعمال بذاتہ نیک ہین جنسے خدا تعالے ممنون ہے اور بعضے از خود بد ہین جنسے وہ منزہ ہے" اور صفحہ ۲۲ سطر ۱۲ و ۱۳ مین شریعت اخلاقی کی تمثیل مین یہ بیان کیا ہے کہ محتاجون بیوادن یتیمون بیکسون

Marfat.com

وغیرہ کی مدد کرنا ہے میں کہتا ہون کہ اہل علم اسکو خوب جان سکتے ہین کہ پادری صاحب کا بیان
محض ناقص بلکہ باہم متعارض ہے اس سے کوئی امر تشفی بخش نہین معلوم ہوتا کیونکہ شریعت اخلاقی اون افعال کو
قرار دینا جو بذاتہ نیک ہین یا بد اسکے دو معنی ہو سکتے ہین ایک یہ کہ جو افعال بنظر خاص اپنی ذات کے عمدہ
ہین یا بُرے ہین وہ شریعت اخلاقی مین داخل ہو سکتے ہین اس بنا پر شریعت اخلاقی کی وہ مثالین
غلط ہو جاینگی جو اوپر نقل کی گئین کیونکہ محتاجون وغیرہ کی مدد کرنا بیشک نہایت عمدہ فعل ہے مگر اسکی
عمدگی بنظر اوس فعل کے ذات کے نہین ہے کیونکہ وہ فعل تو یہ ہے کہ اپنی مشقت اور جانفشانی کی
کمائی کو مفت دیدینا یا اپنے ہاتھہ پیرون کو تکلیف دینا ہے اسمین کسی طرح کی خوبی نہین ہے دیکھو اگر
کوئی شخص اپنی کمائی کسی ظالم کو دیدے یا بُرے کام مین صرف کرے تو اوسے کوئی عمدہ نہین کہہ سکتا
حالانکہ وہ فعل یعنی مال کا دیدینا دونون جگہ ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اوس فعل کی ذات مین بھلائی
اور برائی کچھہ نہین ہے ہان دوسری جہت سے اوسمین بھلائی یا بُرائی آجاتی ہے یعنی جس وقت مدد
کرنے سے ایک مخلوق خدا قابل رحم کی حاجت برآتی ہے اور فائدہ پہونچتا ہے اوس وقت وہ فعل عمدہ
اور نیک کہلاتا ہے اور جب اوس سے ظلم کی اعانت ہوتی ہے اور خلقت کو مضرت پہونچتی تو وہی فعل بد
کہلاتا ہے اسی طرح قتل کا حال ہے جسکو پادری صاحب نے صفحہ ۲۳ مین بذاتہ اعمال بد مین داخل کیا ہے
کیونکہ اس فعل کی بھی دو حالتین ہین ایک تو یہ کہ کوئی ناحق کسیکو مار ڈالے دوسرے یہ کہ قصاص مین
مارے پہلا قتل برا ہے اور دوسرا عمدہ ہے حالانکہ قتل مین دونون برابر ہین۔ حاصل یہ کہ یا تو جن
افعال کو پادری صاحب شریعت اخلاقی مین داخل سمجھتے ہین وہ اونکے بیان سے شریعت اخلاقی
مین داخل نہین ہو سکتے یا وہ بیان اونکا غلط ہے۔ دوسرے معنی یہ کہ اون افعال مین بھلائی یا برائی
پائی جاے خواہ اونکی خاص ذات مین یہ امر ہو یا کسی وجہ سے آگیا ہو اس تقدیر پر کوئی رسمی شریعت
نہین ہو سکتی کل احکام الہی اخلاقی شریعت ہین کیونکہ وہ حکیم مطلق جس فعل کے کرنیکا حکم کریگا ضرور ہے
کہ اوسمین کسی طرح کی خوبی ہوگی اور جس سے منع کریگا بالضرور اوسمین کچھہ نہ کچھہ برائی ہوگی۔
اور صفحہ ۲۱ مین نیک اعمال اونھین قرار دیا ہے جنسے خدا تعالے مسرور ہے بد افعال اونھین ٹھہرایا ہے

جنسے وہ منزہ ہی اس سے لازم آتا ہی کہ غرور اور تکبر اور مارڈالنا انسان کے لیے عمدہ فعل ہون کیونکہ اوس خداوند کبریا کی ذات ان صفات سے معمور ہے زندہ کرنا اور مارنا اوسیکا فعل ہے تکبر اور غرور اوسیکو زیبا ہے اسی طرح عجز وانکسار کو برا ہونا چاہیے کیونکہ وہ قادر توانا اس سے منزہ ہے اسکا حاصل یہ ہوا کہ بعض وہ افعال جو انسان کے لیے برُے ہین پادری صاحب کے بیان سے عمدہ ٹھہرینگے اور بعض عمدہ افعال بری ہوجائینگے اس بیان سے ثابت ہوگیا کہ شریعت اخلاق کا بیان جو پادری صاحب نے کیا ہے وہ کسی طرح صحیح نہین ہوسکتا۔ اب شریعت رسمی کا حال سنیے وہ بھی غلط ہے کیونکہ بموجب اونکی تحریر کے جب شریعت رسمی وہ افعال ٹھہرے جو ازخود نیک و بد نہون بلکہ محض حکم الہی کی وجہ سے حلال یا حرام ہوگئے ہون تو اوسپر وہی اعتراض ہوگا جو خود اونھون نے صفحہ ۲ کی سطر ۱ سے ۱۲ تک لکھا ہی یعنی اونکو خواہ مخواہ نیک و بد قرار دیکر بے وجہ آدمیون کو تنگ کرنا ٹھہرا صفحہ ۲۴ مین پادری صاحب نے احکام رسمی کے مشروع ہونے کی وجہ بیان کرنا چاہی تھی مگر نہین ہوسکی صرف ایک مثال پر کفایت کی ہے لکھتے ہین کہ "دیکھیے کہ دال بھات یا روٹی وغیرہ آدمی کی خوراک ہے اور وہ ازخود اچھی ہے مگر جب حکیم کسی مریض کو اوسکا کھانا منع کرتاہے تو اس باعث سے نہین کہ وہ بذاتہ بری ہے بلکہ کسی خاص مصلحت سے اور جب وہ غرض پوری ہوجاتی ہے تو پھر اجازت دیتاہے" یہ بیان بھی کئی وجہ سے مخدوش ہے اوّل یہ کہ رسمی احکام تو اونھین قرار دیا ہے جو ازخود نیک ہین نہ بد اور دال بھات وغیرہ یا اونکا کھانا پادری صاحب کے نزدیک ازخود اچھا ہے پھر دال بھات شریعت رسمی کی مثال کیونکر ہوسکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ شریعت سابقہ کے کل حرام چیزین مثل دال بھات کے تھین اسپر کیا دلیل ہی بلکہ ہم کہتے ہین کہ بعض چیزین مثل دال بھات کے تھین اور بعض مثل زہر کے جو دال بھات کے مانند تھین وہ بعد کو شریعت عیسوی یا شریعت محمدی مین حلال ہوگئین مثلاً اونٹ وغیرہ کا گوشت اور جو زہر کے مانند تھین وہ حرام رہین جیسے سور کا گوشت وغیرہ۔

تیسرے یہ کہ اس مثال سے معلوم ہوتا ہے کہ رسمی احکام وہ نہین ہین جو محض حکم الٰہی کے باعث حلال یا حرام ہوگئے ہین بلکہ قطع نظر حکم کے بنفسہ اونکی ضرورت تھی کیونکہ مریض کو بعض چیزون سے پرہیز کرنا

Marfat.com

ضروری ہوتا ہی اور اون اشیا کا استعمال بنفسہ اوسے مضر ہوتا ہے کچھ حکیم کے کہنے پر موقوف نہین ہے
البتہ اکثر اوقات اوسکی مضرت کا مریض کو علم نہین ہوتا واقعی اور سچی بات بھی یہی ہی جو اس مثل سے
سمجھی جاتی ہے ۔ چوتھے یہ کہ یہ مثال تو ہمارے مفید مدعا ہی نہ پادری صاحب کے کیونکہ کھانے کی
چیزون کی مختلف حالتین ہین کسی مریض کو تو صحت کے بعد مطلق اجازت دیجاتی ہی کسیکو قطعاً کہدیا
جاتا ہے کہ تم فلان شے نکھانا بعض وقت حکیم کسی اشیا کے استعمال کا حکم دیتا ہی اور بعض وقت کیکا یہ
کوئی نہین کہہ سکتا کہ طبیب نے جن اشیا کے استعمال کا پہلے حکم دیا تھا اونکا استعمال پھر کبھی نکرا سکے
گو کیسی ہی ضرورت کیون نہو یا جن چیزون کو منع کیا تھا اونھین پھر منع نکرسکے یا اونکی جگہ دوسری
اشیا کا استعمال یا پرہیز نہ بتا سکے بلکہ ہر عاقل یہی کہیگا کہ مریض کے حال کے مطابق ہر طرح کا تغیر
ہوسکتا ہی اسمین کوئی شک نہین ہی کہ جس طرح ایک مریض کا حال متغیر ہوتا ہے اور حسب حالت
اوسکے دوا دغذا دیجاتی ہے اسی طرح مزاج عالم کے تغیر کا حال ہی وہ حکیم مطلق اوسکے حسب حال
احکام فرماتا ہے جنکی وجہ سے امراض روحانی سے انسان نجات پاتا ہی اسی وجہ سے شریعت موسوی
کے بعض احکام شریعت عیسوی مین متغیر ہوے اور بعض شریعت محمدی مین اور بعض کو شریعت
عیسوی نے بدلا تھا مگر شریعت محمدیہ نے پھر بحال کیا جیساکہ ختنہ اور سور کی حرمت ہے کہ توریت
مین جس طرح ان دونون چیزون کو حرام بتایا تھا قرآن و حدیث مین بھی اونھین حرام بتایا گیا ۔
الحاصل پادری صاحب نے جسقدر بیان شریعت اخلاقی اور رسمی مین کیا ہے وہ اول سے آخر
تک غلط اور باہم متعارض ہی مین کہان تک بیان کرون جب وہ شریعت اخلاقی اور رسمی کے
معنی ہی نہین بیان کرسکے اور اوسکے مطلب ہی کو نہین سمجھے پھر اونکا اعتراض بجز ناسمجھی کے اور
کیا ہوسکتا ہے جس بنیاد پر وہ اعتراض کرنا چاہتے ہین وہی درہم وبرہم ہے ۔ اس بات
پر تو تمام عقلا کا اتفاق ہی کہ اوس حکیم مطلق علام الغیوب اور کریم ورحیم کے احکام مصلحت اور
خوبی سے خالی نہین ہوسکتے جس شے کا وہ حکم کریگا بلاشک اوسکی بجا آوری مین بندے کے لیے
نفع ہے اور جس امر سے وہ منع کریگا بالضرور اوسمین کچھ نہ کچھ نقصان ہے البتہ احکام الٰہی دو طرح

Marfat.com

کے ہوتے ہین ایک وہ جنکا نفع وضرر عقل سے معلوم ہوجاتا ہی دوسرے وہ جنکا نفع ونقصان معلوم نہین ہوتا پہلی قسم کا نام احکام عقلی اور دوسری قسم کا نام احکام تعبدی ہی کتب اہل اسلام مین ان دونون قسمون کی مثالین بعض مقام پر ایسی دی ہین جسکی وجہ سے علماے مسیحیہ پہلی قسم کو شریعت اخلاقی سمجھے اور دوسری کو رسمی اول تو اونسے یہی غلطی ہوئی کیونکہ احکام تعبدی اور عیسائیون کی مصطلحہ شریعت رسمی ہرگز ایک نہین ہوسکتی ورنہ تثلیث پرستی کو شریعت رسمی کہنا پڑیگا دوسرے یہ کہ بعض نافہم عیسائیون نے کچھ اوسپر اور بھی اضافہ کیا اور غلطی ہین اور غلطی بڑھائی مثلاً ہر ایک شے کی حلت وحرمت کو رسمی شریعت مین داخل کردیا اور اصلی مدعا کو نہ سمجھا علماے اہل اسلام نے اس امر مین بھی گفتگو کی ہی کہ احکام معقولی اور تعبدی مین سے کون احکام افضل و اعلی ہین اور کون ادنی ہین اکثر کی راے یہ قرار پائی ہی کہ احکام تعبدی سے احکام معقولی افضل ہین مگر اسکی یہ وجہ نہین ہی کہ احکام تعبدی مین بذاتہ کوئی خوبی نہین ہی جیسا کہ پادری صاحب شریعت رسمی مین بیان کرتے ہین - ہمارے نزدیک جتنے احکام الٰہی ہین خواہ عقلی ہون یا تعبدی سب مین کسی طرحکی خوبی ضرور ہی یہ بات جدی ہی کہ اوسکی خوبی ہمارے معلوم نہو - جسوقت حکیم نسخہ تجویز کرتا ہی تو ہوشیار مریض بہت سی دواؤن کے نفع ونقصان کو جان لیتا ہی اور بعض کو نہین جانتا مگر اوسکے نجاننے سے یہ نہین ہوسکتا کہ اوس دوا مین بنفسہ کوئی نفع ونقصان نہو یہ دو قسمین احکام الٰہی کی جو بیان کی گئین ان مین سے ہر ایک کی دو دو قسمین ہوسکتی ہین یعنی احکام معقولی مین بعض ایسے ہون جنکا نفع ونقصان دائمی ہو اور بعض ایسے ہون جنکا دائمی نہو بلکہ ایک وقت مین ہو دوسرے وقت مین نہو اور اسیطرح احکام تعبدی کی دو قسمین ہوسکتی ہین مگر ظاہر ہے کہ جب خود نفع ونقصان کا معلوم کرنا بعض وقت بہت دشوار ہوتا ہی تو اس امر کا دریافت ہونا کہ اسکا نفع یا ضرر دائمی ہی یا غیر دائمی نہایت دشوار ہوگا - جن احکام کا نفع وضرر [illegible] اونھین احکام مین ہمارے نزدیک نسخ ہوتا ہے -

توریت کے بہت سے قیودات اسی قبیل کے تھے جنکو شریعت عیسوی اور محمدی نے اوٹھا دیا یعنی یہ بات ظاہر کردی کہ اون احکام کا نفع وضرر دائمی نہ تھا اب جبتک پادری صاحب ثابت نکردینا

کہ قرآن وحدیث مین وہ احکام تعلیم کیے گئے جو نفع سے خالی ہین اوس وقت تک یہ کہنا کہ
قرآن وحدیث بندوبست الٰہی کو اولٹے دیتے ہین سراسر اونکی اولٹی سمجھ کا ثمرہ ہی مگر مین نہایت
سچائی اور بڑے استحکام سے کہتا ہون کہ اسکا ثبوت غیر ممکن ہی پادری صاحب نے نیاز نامہ مین چند احکام
کو رسمی قرار دیکر ناکارہ بتایا ہے آئینۂ اسلام مین اوسکا جواب دیا گیا اور اسمین بھی اپنے موقع پر دیا جائیگا
اس قدر تحریر سے اہل انصاف پر ظاہر ہوگیا کہ پادری صاحب کا اعتراض بالکل بے بنیاد ہی بجز
نافہمی اور دھوکا دہی کے اور کوئی منشا اسکا نہین ہی - اب مین چاہتا ہون کہ تعلیم قرآن وحدیث
کا کتب سابقہ سے مقابلہ کرکے طالبان حق پر ظاہر کردون کہ شریعت محمدیہ بندوبست الٰہی کے بالکل مطابق
اور اوسکی تکمیل ہی اور پادری صاحب کا یہ کہنا کہ قرآن وحدیث بندوبست الٰہی کو اولٹے دیتے ہین محض غلط ہے

تعلیم اوّل خدا تعالےٰ خالق عالم کو ماننا اس تعلیم مین تمام کتب آسمانی متفق ہین علاوہ اسکے یہ امر
کچھ ایسا فطرتی ہے کہ ہر ایک انسان انصاف کی نظر سے اپنے دل مین اسکی تصدیق پاتا ہی مگر ماننا وہی
قابل اعتبار ہی جو اوسکی عظمت وشان کے موافق ہو یعنی جتنی اوسکی صفتین ہین اونکو بھی علی وجہ الکمال
مانتا ہو اور اگر ماننا صرف زبانی ہی اور دل مین ایسے عقیدے بھی رکھتا ہی جو اوسکی شان کے مخالف
ہین تو وہ ایمان کسی شمار مین نہین ہوسکتا مثلاً خدا تعالیٰ کی اعلےٰ صفات مین سے یکتائی بھی ہے
یعنی وہ ذات ایسی ہی کہ اوسکا کوئی نظیر نہین ہوسکتا اب اگر کوئی خدا کو یکتا نجانے یا صرف زبان سے
یکتا کہے اور عقیدہ ایسا رکھے جو اوسکے مخالف ہو مثلاً عیسائیون کی طرح تثلیث کو مانے اور حضرت
مسیح اور روح القدس کو خدا کے مانند جانے وہ ہرگز خدا کو نہین مانتا کیونکہ جسے وہ مان رہا ہی وہ یکتا
وبےنظیر نہین ہی اور خدا کی ذات یکتا وبےنظیر ہے پس جسے وہ مانتا ہے وہ خدا کی ذات نہین ہی اسوجہ
سے ہم کہہ سکتے ہین کہ عیسائی حقیقی خدا پر ایمان نہین لائے کیونکہ تثلیث پر اونکا ایمان ہی ایک چھوڑ
دو دو کو خدا کا مانند جانتے ہین اس سے خدا کی یکتائی بالکل باطل ہوتی ہی اسی طرح اوسکی صفات
مین سے غفاری اور غیوری اور قدوسی وغیرہ ہی ان صفات کا بھی عیسائی صرف زبانی اقرار کرتے
ہین اختلاف رسوم مین جو کفارہ کا عقیدہ بیان ہوا ہی وہ بالکل ان صفات کے مخالف ہی —

Marfat.com

ظاہر ہی کہ جب خدا تعالی نے بغیر سزا یا کفارے کے گناہگار کو چھوڑا تو وہ کسی طرح غفار نہین ہو سکتا اور جب وہ دنیا مین آکر اپنے عاجز بندون کے ہاتھہ سے ذلیل و خوار ہوا تو وہ کسی طرح غیور نہین کہلا سکتا اور جب اوسنے تمام لوازمات انسانی اختیار کیے تو قدوسیت اوسکی باطل ہو گئی - الغرض عیسائیون کے عقیدہ سے خداے وحدہ لاشریک کی صرف توحید ہی باطل نہین ہوتی بلکہ بہتسے صفات کلیا میٹ ہو جاتے ہین افسوس صد افسوس کہ پھر بھی عیسائی اپنے تئین ایماندار سمجھتے ہین مگر عقل و انصاف یہی کہتا ہے کہ ایسا ایمان کسی شمار مین نہین ہو سکتا کیونکہ جس ذات مین صفات مذکورہ نہین ہین وہ خدا ہی نہین ہی پھر اوسکو ماننا خدا کا ماننا نہین ہی اسیواسطے خدا تعالے نے اپنے کلام پاک مین حضرت سرور عالم کی زبانی اہل کتاب کی نسبت صاف فرما دیا ہی کہ وہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہین رکھتے چنانچہ سورہ توبہ کی آیۃ ۲۹ مین ہی کہ "لڑو اون لوگون سے جو ایمان نہین رکھتے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور نہ حرام جانتے ہین جو اللہ و رسول نے حرام کیا ہے اور نہ قبول کرتے ہین سچے دین کو یعنی وہ لوگ جنھین کتاب دی گئی ہے -"

اور سورہ بقرہ کی آیۃ ۶۲ مین ایمان لانے کی ترغیب اس طرح دی گئی ہی اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ الخ بیشک جو ظاہری مسلمان ہین اور یہودی اور نصاری اور صابئین (ان مین سے) جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور نیک کام کرے اونکے لیے بدلہ ہے اونکے پروردگار کے پاس اور نہ اونکو کچھہ خوف ہی اور نہ وہ غمگین ہونگے - پہلی آیت مین تو اہل کتاب سے صاف صاف ایمان کی نفی کی گئی تھی اس آیت مین یہ معنی دیے ہے کیونکہ جب اونکو ایمان لانیکا حکم ہوا تو اونکا پہلا ایمان کالعدم شمار کیا گیا اور چار فرقون کو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لانیکا حکم ہوا اور یہ بشارت دی گئی کہ جو کوئی سچے طور پر ایمان لائے اور نیک کام کرے اوسکی نجات ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ یہ چارون فرقے اللہ کو اور قیامت کے دن کو جیسا کہ وہ ہی نہین مانتے منافقین اگر اللہ کو اور قیامت کے دن کو مانتے تو بخوف جزا و سزا نفاق نکرتے - یہود کو جابجا عہد جدید مین بھی بے ایمان کہا ہے - غرضکہ یہود کا ایمان بھی قابل اعتبار

Marfat.com

نہین قیامت کا ذکر توریت مین بالکل ندارد ہی اسی وجہ سے بعض فرقے یہود کے قیامت کے بالکل منکر ہین اور دوسرے صحیفون مین قیامت کا کچھ ذکر ہے مگر بہت مجمل طور پر اس وجہ سے کوئی یہودی قیامت پر پورا پورا ایمان جیسا کہ چاہیے نہین رکھتا اور عیسائی تو نہ خدا کو مانتے ہین اور نہ قیامت کو خدا کے نہ ماننے کا ذکر تو اوپر کیا گیا اور قیامت کا نہ ماننا بھی اس وجہ سے ہے کہ جس طور پر اوسکا وقوع ہوگا اوس طور پر نہین مانتے اسوجہ سے جسقدر کہ مانتے ہین وہ مثل نہ ماننے کے ہی رہی صابی یہ لوگ تو ستارہ پرست تھے انکا نماننا ظاہر ہی الحاصل کسی فرقے کے یہ دونون عقیدے ٹھیک نہین ہین اور اسکی بڑی وجہ تو اونکی غلط فہمی ہی مگر کسی قدر اونکی کتابون مین بھی بیان قاصر ہی جسکی وجہ سے وہ ایسے امراہم مین مغالطے مین پڑگئے - علاوہ اسکے جب عیسائیون کے نزدیک تثلیث وکفارہ کا عقیدہ خود اونکی کتاب سے صاف صاف ثابت ہی تو بموجب اونکے اقرار کے اونکی کتاب ناقص اور مورد اعتراض ہے قرآن ہی خدا کی وہ سچی کتاب ہی جسنے ہمکو اس مغالطے سے نکالا اور اپنا سیدھا رستہ بتایا اسمین شک نہین کہ قرآن مجید مین جس صفائی اور عمدگی اور تفصیل سے خداوند تعالے کی ذات اور جمیع صفات کا بیان ہی کسی اور کتاب مین نہین پایا جاتا اور یہی حال قیامت کا ہے کہ جابجا کس کس دردناک طور سے اوسکا ذکر کرکے اپنے بندونکو متنبہ کیا ہے اور کس کس عمدگی سے اوسکی حالت کی تفصیل کی ہے جس سے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ بیشک یہ خدا کی کامل کتاب ہے جسنے خدا کی اگلی کتابون کو پورا کردیا اسیوجہ سے قرآن ہی کے ماننے والے یعنی مسلمان خدا کے اور قیامت کے سچے ماننے والے ہوسکتے ہین اسی گروہ نے خدا کو اوس عظمت اور شان کے ساتھہ مانا ہی جیسا کہ چاہیے اور قیامت کو اوس حالت کے ساتھہ تسلیم کیا ہے جو واقع مین ہی اسیواسطے قرآن مجید اور احادیث مین یہ صفت خاص مسلمانون کی قرار دی ہی (دیکھو آیت ۲۳۲ سورہ بقرہ اور آیت ۱۸ و ۱۹ و ۴۴ سورہ توبہ وصحیح مسلم کی کتاب الایمان وغیرہ) یہان سے اون صاحبونکی خوش فہمی قابل ملاحظہ ہے جو آیت مذکور سے یہود ونصارا کی نجات ثابت کرتے ہین حالانکہ اس آیت مین تو اونکا ایمان ہی کالعدم شمار کیا گیا ہے اور اونکو ایمان لانے کا حکم ہوا ہے -

Marfat.com

تعلیم دوم وسوم خداسے محبت رکھنا اور کثرت سے اوسکی یاد کرنا یہ دونون باتین باہم
یک دوسرے کولازم ہین کثرت سے یاد اوسی شی کی ہوتی ہی جسکی محبت دل مین سماجاتی ہی — اور
ریادہ یادکرنا جس طرح محبت دلی پر شہادت دیتا ہے اسی طرح محبت دلی کو بڑھاتا بھی ہی تجربہ اسپر
ناہد ہے - اِن دونون باتون کی تعلیم قرآن وحدیث مین اس تفصیل اور تاکید وعمدگی سے ہی جس سے
یہ ثابت ہوتا ہی کہ گویا یہ مقدس کتاب خاص اسی کی تعلیم کے لیے نازل ہوئی ہے -
ورریت مین بھی خداسے محبت رکھنے کا حکم ہے مگر اوسمین اون باتون کا نشان بھی نہین ملتا جو قرآن
حدیث مین ہین اور انجیل مین بعینہ توریت کا مقولہ نقل کردیا ہے کسیطرح کی تکمیل نہین کی ناظرین بلاحظہ کرین

قرآن مجید وحدیث

اگر تمھارے باپ دادے اور تمھاری اولاد اور
بھائی بند اور تمھاری جوروین اور تمام برادری
ور تمھاری کمائی اور سوداگری جسکے نقصان سے
تم ڈرتے ہوا ور مکانات جنھین پسند کرتے ہوتمکو
زیادہ محبوب ہین اللہ سے اور اوسکے رسول سے
اور اوسکی راہ مین سعی کرنے سے تو منتظر رہو کہ
خدا اپنا عذاب لاوے (توبہ آیت ۲۴) تین
باتین جسمین پائی جائین اوسنے ایمان کا مزہ
پالیا (۱) اللہ اور اوسکا رسول زیادہ محبوب ہون
اوسے کل چیزون سے (۲) جس کسیکو دوست
رکھے اوسے اللہ کے واسطے رکھے (۳) کفر مین لوٹ
آنے کو ایسا ناپسند کرے جیسا آگ مین ڈالے
جانے کو ناپسند کرتا ہے (بخاری ومسلم) پھر حصول

عہد عتیق وجدید

تو اپنے سارے دل اور اپنے سارے جی اور
اپنے سارے زور سے خداوند اپنے خداکو دوست
رکھ (استثنا $\frac{6}{5}$) ای خداوند کے سارے مقدس
لوگو اوس سے محبت رکھو (زبور $\frac{31}{23}$) یسوع نے
اوس سے کہا خداوند کو جو تیرا خدا ہی اپنے سارے
دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری سمجھ
سے پیار کر—پہلا اور بڑا حکم یہی ہی (متی $\frac{22}{35، 34}$)
(لوقا[1] کے بیان سے صاف ظاہر ہی کہ یہ حکم خود
حضرت مسیح نے بیان نہین کیا بلکہ ایک
شریعت کے ماہر نے بیان کیا چنانچہ لوقا
باب ۱۰ درس ۲۵ مین ہی اور دیکھو ایک شرعیہ
سکھلانے والا اوٹھا اور یہ کہکے اوسکی آزمائش

[1] اس سے مقصود یہ ہی کہ متی اور لوقا کے بیان مین تخالف ہے

قران مجید وحدیث

محبت کے لیے دعا تعلیم ہوئی ہی اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ حُبَّکَ الخ اے اللہ مین تیری محبت اور جو تجھے دوست رکھے اوسکی محبت اور جو کام مجھے تیری محبت تک پہونچا دے تجھسے چاہتا ہون - اے اللہ تو اپنی محبت مجھے اپنی جان سے اور اپنے گھر کے لوگون سے زیادہ عزیز کر دے اور پیاسے کو ٹھنڈے پانی کی چاہ سے زیادہ اپنی محبت کی چاہ دیدے یعنی پیاسے کو جسقدر ٹھنڈا پانی محبوب ہوتا ہے اوس سے زیادہ تیری محبت مجھے محبوب ہوجاے (ترمذی وغیرہ)

عہد عتیق وجدید

کی کہ اے اوستاد مین کیا کرون کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث ہوؤن (۲۶) اوسنے اوسے کہا کہ شریعت مین کیا لکھا ہے توکس طرح پڑھتا ہی (۲۷) اوسنے جواب مین کہا تو خداوند کو جو تیرا خدا ہے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنے سارے زور اور اپنی ساری سمجھ سے پیار کر اور جیسا آپکو ویسا ہی اپنے پڑوسی کو

اس آیت او حدیث مین جس تفصیل وتاکید سے خدا کی محبت رکھنے کا بیان ہوا ہی بیبل مین ہرگز نہیں آیت مین اون تمام چیزون کا ذکر کرکے جنسے انسان کو زیادہ تعلق اور محبت ہوا کرتی ہی ظاہر کر دیا کہ ان سب سے زیادہ اللہ اور رسول کی محبت ہونا چاہیے۔

حدیث مین اس تفصیل کو صرف ایک لفظ مما سواہ مین ختم کر دیا جیسا کہ قسطلانی اسی لفظ کی شرح مین لکھتے ہین مما سواہ ای من نفس وولد ووالد واہل ومال وکل شی یعنے ایمان کا مزہ اوسنے پایا جسنے اپنے جان اور اولاد اور باپ دادے اور اہل وعیال اور مال اور کل شے سے اللہ اور رسول کو زیادہ دوست رکھا - اس حدیث کا دوسرا امر بھی محبت خدا کے کمال کو بتاتا ہے کیونکہ اوسکا مطلب یہ ہے کہ کسی انسان سے محبت ہونا چاہیے مگر اللہ ہی کے واسطے یہ بات جبھی

ل پوری دعا اس طرح ہی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ اِلَی الْعَطْشَانِ ۱۲

ل اس مضمون او پیاری دعا مین غور کرنا چاہیے کہ کس عمدگی سے ایک وجدانی حالت کی تمثیل دیکر خدا کی محبت کا اندازہ بیان کیا ہی اسمین شک نہین کہ یہ وہ اندازہ ہے جس سے بڑھکر محبت نہین ہو سکتی بیبل مین کسی مقام پر ایسی دعا کا نشان نہین ملتا

Marfat.com

ہوسکتی ہی کہ محبت الٰہی مین کمال ہوجاے اور بجز اوسکی محبت کے کوئی خیال دل مین نرہے یہ امر بھی لحاظ کرنا ضرور ہے کہ قرآن مجید مین صرف محبت الٰہی کے حکم پر اکتفا نہین کی بلکہ سچی اور جھوٹی محبت مین تمیز کرنے کے لیے امتحان کا طریقہ بھی بتایا ہی چنانچہ اپنے کلام مقدس مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ کہدے (اے محمد) اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ ہر عاقل اس بات کو تسلیم کریگا کہ سچی محبت کی عمدہ نشانی یہ ہے کہ محبوب کا ایلچی جو پیغام پہونچاوے اوسے بسر و چشم قبول کرکے نہایت دل سے اوسکی تعمیل مین سعی کرے اور اگر کوئی شخص محبت کا دعوی کرکے محبوب کے پیغام رسان کی بات نہ سنے وہ اپنے دعوی مین محض جھوٹا ہے ہرگز اوسے محبت نہین ہی۔

ٹھاکرداس صاحب اس آیت سے جو یہ سمجھتے ہین کہ آمین خدا سے محبت رکھنا انقیادی امر سے مقید کیا ہی یہ محض اونکی غلط فہمی ہی اس آیت مین محبت الٰہی کی صرف کسوٹی بیان کی گئی ہی جسکے بغیر محبت کا حکم مفید نہین ہوسکتا۔ الحاصل کئی طور پر قرآن و حدیث کو کتب سابقہ پر اس تعلیم مین ترجیح ہی اول تو کتب سابقہ مین یہ تفصیل نہین ہی جو قرآن و حدیث مین ہی۔ دوسرے توریت وغیرہ مین یہ تہدید نہین ہی جس سے نہایت مرتبہ کی تاکید اس حکم مین سمجھی جاتی ہی اسکی مثال ایسی ہی کہ ایک حاکم تو کسی کام کا صرف حکم کرے اور دوسرا حاکم یہ بھی کہدے کہ اگر تم اس کام کو نکروگے تو تمھارا مال و اسباب ضبط کرکے تمھین دائم الحبس کردیا جائیگا۔ ان دونون حکمون مین فرق ہے اوسی قدر قرآن مجید اور کتب سابقہ مین سمجھنا چاہیے تیسرے یہ کہ قرآن مجید مین کہا گیا کہ رسول خدا سے بھی وہ محبت ہو کہ دوسرے سے نہو اور اسی طرح راہ خدا مین سعی کرنا بھی اوسے زیادہ محبوب ہو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ خدا سے نہایت اعلے مرتبہ کی محبت رکھنے کا حکم ہے کیونکہ جب یہ حکم ہوا کہ اوسکے رسول کی محبت اس قدر ہو کہ دنیا مین کسی سے نہو تو خود اوسکی محبت کا کیا حال ہوگا جبکہ یہ رسول ہی مصرعہ قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ اسی طرح جان و مال سے اوسکی راہ مین حاضر ہونا بھی اوسی وقت ہوسکتا ہی کہ جان و دل سے اوسپر فدا ہو۔ چوتھے یہ کہ قرآن و حدیث نے محبت کی کسوٹی بھی بیان کردی

پھر ایک طور سے نہین کئی طور سے ایک کا تو ذکر اوپر گذرا اور بعض کا بیان عنقریب کیا جائیگا۔ ظاہر
ہی کہ بغیر امتحان سچی اور جھوٹی محبت مین تمیز نہین ہو سکتی اکثر اوقات انسان کو اپنے نفس کا بھی
حال کما حقہ دریافت نہین ہوتا اسی وجہ سے بہت سے کم علم اور نا فہم اپنے آپ کو بڑا عالم اور فہیم سمجھا
کرتے ہین۔ اسی طرح اگر کوئی جھوٹی محبت کو سچی خیال کرے تو اوسکے لیے محبت کا حکم کیا کام کریگا
اس نظر سے کسوٹی کا ہونا ضرور ہے تاکہ ہر ایک شخص اپنے دل مین انصاف کرکے سچی اور جھوٹی محبت
کو جان سکے اور سچی محبت کے پیدا کرنے مین کوشش کرے مگر اس ضروری امر کو صرف قرآن مجید
نے بیان کیا ہے انجیل اس بیان سے خالی ہی اور تیسرا حکم یعنی خدا کو یاد کرنا یہ حکم حقیقت مین دو
حکم کا تکملہ ہے قرآن مجید مین جا بجا مختلف طور سے اسکی تاکید آئی ہی مثلاً کہین تو اس طرح فرمایا ہے
کہ خدا کی یاد کثرت سے کرو کہین نہایت پیاری ترغیب سے یون ارشاد ہوا ہی فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ
تم میری یاد کرو مین تمھاری یاد کرونگا۔ کہین پر یون فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَ
لَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اى ایمان والو تمھارے مال اور تمھاری اولاد تمھین خدا کی یاد سے غافل
نکردین۔ دیکھیے یہان بھی محبت الٰہی کی کمال تاکید اور اوسکی کسوٹی مذکور ہوئی ہی کیونکہ باوجود مال
اور اولاد کے اللہ سے غافل نرہنا کمال محبت الٰہی کا ثمرہ ہی جو شخص مال و اولاد مین پڑکر اللہ کی
یاد سے غافل ہوجاے وہ جان لے کہ مجھے محبت الٰہی نہین ہی یہ بھی محبت کی شناخت کی عمدہ کسوٹی ہی
کہین پر اقسام اور اوقات بیان کرنے کے ساتھہ یاد کا حکم ہوا چنانچہ سورۂ اعراف کی آیۃ ۲۰۵ مین
ہے وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ
مِنَ الْغَافِلِينَ ۝ یاد کر اپنے پروردگار کی دل مین گڑگڑا کر اور ڈر کر اور یاد کر اپنے پروردگار کی پست
آواز سے صبح و شام اور غافل نہو۔ اس آیت مین پہلے تو دو طور یاد کرنے کے ارشاد ہوے ایک یہ کہ
عاجزی اور ڈر سے دل مین خدا کی یاد کرو۔ دوسرے یہ کہ دھیمی آواز سے یاد کرو آواز سے یاد کرنے مین دل
کو ترغیب ہوتی ہی اس وجہ سے بعض وقت آواز سے یاد کرنے کا بھی حکم ہوا۔ پھر صبح و شام کا وقت
بھی بتایا اگرچہ خدا کی یاد ہر وقت چاہیے مگر یہ اوقات خاص طور کی یاد کے لیے ہین۔

Marfat.com

اس قدر خدا کی یاد کی تاکید اس غرض سے ہی کہ خدا کی محبت مین کمال پیدا ہو جاوے اور جب بے تکلف یاد ہونے لگی تو معلوم ہوا کہ محبت نے دل مین پوری جگہ کر لی کیونکہ بغیر محبت کے یاد نہین ہو سکتی اس قدر خدا کی یاد کرنے پر اصرار و تاکید انجیل مین نہین پائی جاتی جب اس حکم کے بیان مین انجیل قاصر ہے تو بلا شبہہ محبت الہی کے بیان مین بھی قاصر ٹھہرے گی کیونکہ یہ حکم اوسکا تکملہ ہے۔

اس بیان سے بخوبی واضح ہو گیا کہ یہ عمدہ اور اعلے رکن شریعت اخلاقی کا یعنے محبت خدا جسے حضرت مسیح بھی سب سے بڑا حکم بتاتے ہین شریعت عیسوی مین بلا تکمیل توریت سے نقل کر دیا گیا اور شریعت محمدی مین اوسکی تکمیل ہوئی۔ چونکہ شریعت محمدی مین اس حکم کو نہایت تکمیل اور تفصیل سے بیان کیا ہے اور سچی اور کامل محبت کے جانچنے کے لیے مسلمانون کو متعدد کسوٹیان بھی بتا دین ہین اسوجہ سے مسلمانون نے محبت الٰہی مین وہ مرتبہ حاصل کیا کہ خود خدا تعالے اپنی کتاب مقدس مین اونکا مداح ہوا چنانچہ فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللهِ اَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا اور بعضے آدمی اللہ کے برابر دوسرون کو پکڑتے ہین اور اونکو ایسا دوست رکھتے ہین جیسا اللہ کو رکھنا چاہیے اور ایمان والون کو سب سے زیادہ اللہ کی محبت ہی (بقرہ آیہ ۱۶۵) اور دوسرے مقام پر بعض مسلمانون کی تعریف مین فرمایا ہی کہ اونکو تجارت اور لین دین اللہ کی یاد سے غافل نہین کرتا دیکھیے یہ مرتبہ مسلمانون کو اسی کامل تعلیم کیوجہ سے ہوا۔ اب ذرا انجیل کو بھی ملاحظہ کیجیے کہ اوسمین اس تعلیم کا اثر کیا بیان ہوا ہی سب سے زیادہ کامل الایمان حضرت مسیح کے حواری ہو سکتے ہین مگر اونکی نسبت خود حضرت مسیح فرماتے ہین کہ اے کم اعتقادو تم اپنے دل مین کیون سوچتے ہو (متی ۱۶/۸) مین تم سے سچ کہتا ہون کہ اگر تمھین رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوتا تو اگر تم اس پہاڑ سے کہتے کہ یہان سے وہان چلا جا تو وہ چلا جاتا (متی ۱۷/۲۰) اور پطرس حواری کی شان مین ارشاد ہوتا ہی ای شیطان میرے سامنے سے دور ہو تو میرے لیے ٹھوکر کا باعث ہی کیونکہ تو خدا کی باتون کا نہین بلکہ انسان کی باتون کا خیال رکھتا ہے (متی ۱۶/۲۳) پھر جب حواریون پر اوس تعلیم کا اثر یہ ہوا تو اور عوام کس شمار مین ہین۔ اب پادری شاکرداس صاحب آنکھین کھول کر ملاحظہ فرماوین (اللہ اونھین آنکھین عنایت کرے) کہ محبت

Marfat.com

الہی کا بیان کامل طور پر بیبل مین ہے یا قرآن مجید مین افسوس اونکی لاعلمی پر کہ باینہمہ عدم ضرورت قرآن کے صفحہ ۲۲ مین لکھتے ہین کہ قرآن مجید مین خدا سے محبت رکھنے کی تعلیم نہین ہے

تعلیم چہارم ۔ تعظیم والدین ۔ احکام شریعت مین یہ بھی اعلے مرتبہ کا حکم ہے پولوس بھی اسے پہلا حکم کہتے ہین اللہ تعالے نے احکام عشرہ مین یہ حکم حضرت موسی کو دیا تھا حضرت مسیح نے اس حکم کی کسی طرح پر تکمیل نہین کی بلکہ کسی قدر اسکی بے وقعتی کردی البتہ قرآن مجید نے اس حکم کو نہایت موکد اور مفصل کرکے بیان کیا ہے جس سے توریت کے حکم کی تکمیل ہوئی ہے ۔

قرآن مجید	بیبل
حکم کیا تیرے پروردگار نے کہ سوا اوسکے کسیکو نہ پوجو اور والدین کے ساتھ احسان کرو اگر تمھارے پاس بڈھے ہو جاوین ایک اونمین سے یا دونون تو اف تک اونھین نکہو اور نہ اونکو جھڑک اور اون سے ادب سے بات کر اور پیار سے اونکے آگے عاجزی کے ساتھ کندھے جھکادے اور کہہ اے پروردگار رحم کر اونپر جیسا اونھون نے مجھے چھوٹا سا پالا ہے (بنی اسرائیل آیہ ۲۳ و ۲۴)	تو اپنے ماں باپ کو عزت دے تاکہ تیری عمر اوس زمین پر جو خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے دراز ہووے تم مین سے ہر ایک اپنی ماں اور اپنے باپ سے ڈرتا رہے (خروج ۱۲/۲۰ و احبار ۳/۱۹) جو اپنے ماں باپ پر لعنت کرے مارڈالا جاوے (خروج ۱۷/۲۱) اے فرزندو تم خدا کے لیے اپنے ماں باپ کے تابع رہو کیونکہ یہ واجب ہے تو اپنے ماں باپ کی عزت کر کہ یہ پہلا حکم ہے جسکے ساتھ وعدہ ہے (افسیون ۱و۲/۶)

ناظرین ملاحظہ کرین کہ قرآن مجید کے صرف ایک مقام پر اس ضروری حکم کی کس عمدگی سے تاکید اور تفصیل کی ہے بیبل کے تمام حوالے ملکر بھی اس بیان کے برابر نہین ہین پھر جب وہ سب مقامات قرآن مجید کے ملائے جائین جن مین والدین کے ساتھ احسان کرنے کی تاکید ہے تو کس قدر زیادہ اس حکم کی تکمیل ثابت ہوگی اور جب اسپر نظر کیجاوے کہ احادیث مین کسقدر اس حکم کی تعمیل کے لیے ترغیب اور نافرمان کے لیے ترہیب ہے تو یہ کہنا کچھ مبالغہ نہوگا کہ بیبل اس حکم کے بیان مین ناکامل و قاصر ہے اور قرآن و حدیث کے مقابلے مین اوسکا بیان کالعدم ہے بعض وہ ترغیبین جو احادیث

Marfat.com

ہین اس حکم کے لیے آئی ہین وہ سینے حضرت عبداللہ بن مسعود نے آنحضرت سے دریافت کیا سب سے عمدہ کون کام ہے آپ نے فرمایا کہ وقت کے اوپر نماز پڑھنا پھر اونھون نے دریافت کیا کہ اسکے بعد کون عمدہ ہے فرمایا کہ والدین کے ساتھ نکوئی کرنا ایک مرتبہ یہ ارشاد ہوا کہ باپ عمدہ دروازہ جنت کا ہے بعض وقت یون فرمایا باپ کی خوشنودی مین اللہ کی خوشنودی ہے اور اوسکی ناراضی مین اللہ کی ناراضی ہے اس بیان نے باپ کی وقعت کی انتہا کردی اس سے زیادہ اور کیا ترغیب والدین کے راضی رکھنے کے لیے ہوسکتی ہے پھر ان باتون کا نشان بیبل مین کوئی دیکھتا ہی ہرگز نہین۔ کوئی انصاف پسند اسکا انکار نہین کرسکتا کہ قرآن وحدیث نے جس طرح اوس منعم حقیقی اور خالق اصلی خداوند تعالے کی ذات وصفات کو عمدہ عمدہ دلائل اور عجیب عجیب اسلوب سے بیان کرکے اوسکی پرستش کی تاکید اور اوسکے حقوق کی تفصیل فرمائی ہے بلا مبالغہ جسکا دسوان حصہ بھی انجیل مین نہین ہے اسی طرح ان منعم مجازی اور خالق ظاہری یعنی والدین کی تعظیم اور اونکے حقوق کے لحاظ رکھنے کی تعلیم دی ہے اور اونکی نافرمانی کو سخت گناہ قرار دیا ہے اور جب آنحضرت نے بہت بڑے گناہونکو بیان کیا اوس وقت دوسرے نمبر مین اوسکو رکھا یعنے اول بڑے گناہون مین خدا کے ساتھ شریک کرنا اوسکے بعد والدین کی نافرمانی کرنا۔ انجیل سے بجاے ان تاکیدون کے اس عظیم الشان حکم کی بیوقعتی ظاہر ہوتی ہی مثلاً ایک مقام پر حضرت مسیحؑ مکان مین اپنے معتقدین کے پاس بیٹھے تھے اور اونکی والدہ آکر باہر کھڑی ہوئین اور کچھ بات کرنا چاہتی تھین ایک شخص نے مسیحؑ سے آکر کہا کہ دیکھ تیری مان اور تیرے بھائی تجھسے بات کرنا چاہتے ہین اوسنے کہا کہ کون ہے میری مان اور میرے بھائی میرے بھائی بہن اور مان وہی ہین جو خدا کی مرضی پر چلین (متی ۱۲ باب ۴۶) اس بیان سے اظہر من الشمس ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ اپنی والدہ کو نہایت بے وقعتی سے رکھتے تھے کیونکہ اول تو اونھین مکان کے اندر مجال نہوئی کہ خود آکر کہین کہ ہمین کچھ کہنا ہے دوسرے شخص نے اطلاع دی اوسوقت بھی آپ نے ایسی بے توجہی کا جواب دیا کہ کوئی ادنے ذلیل شخص کو بھی نہین دیتا یہودی اس جواب سے ثابت کرتے ہین کہ حضرت مسیح کی والدہ اور بھائی مسیح پر ایمان نہین لائے تھے اس سے زیادہ اور سینے ایک مرتبہ مسیحؑ نے

Marfat.com

اپنی والدہ کو یہ الفاظ فرمائے کہ اے عورت مجھے تجھسے کیا کام ہی" (یوحنا ۲/۴) ناظرین ملاحظہ کرین کہ اس جملے سے کتنی بے توقیری والدہ کی ثابت ہوتی ہے پس جب باقی شریعت نے ایک شی کی بے توقیری مکر اپنے فعل سے ثابت کردی تو اوسکی شریعت سے کیونکر اوس شے کی توقیر ثابت ہوگی اور پولوس کا قول ان اقوال کے سامنے کیا کام کریگا اور اگر پولوس کے قول کو مقدم کیا جاے تو حضرت مسیح پر سخت الزام آئیگا آب اہل انصاف فرمائین کہ احکام اخلاقی کی تکمیل قرآن وحدیث نے کی ہی یا انجیل نے اور قرآن وحدیث بندوبست الٰہی کو اولٹے دیتی ہین یا کامل کرتی ہین۔

یہان یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ شریعت محمدیہ مین والدین کی تعظیم پر نہایت اصرار اور اونکی بے توقیری کو سخت گناہ قرار دیا ہے مگر نافرمان یا برا کہنے والے کو قتل کا حکم نہین دیا جیسا کہ توریت مین ہے اسکی وجہ یہی ہی کہ شریعت محمدیہ جان کا خوف دیکر جبرًا احکام منوانا نہین چاہتی اسلیے اس حکم کی جگہ صرف یہ کہا گیا کہ والدین کی نافرمانی اکبر الکبائر یعنے بہت بڑا سخت گناہ ہے۔

تعلیم پنجم ۔ مخلوق کے ساتھہ احسان وسلوک کرنا۔ یہ تعلیم بھی کتب سابقہ اور شریعت محمدیہ سب مین ہے مگر جس وقت اسکی تفصیل اور حفظ مراتب پر بنظر انصاف لحاظ کیا جاے تو بے تامل ہر منصف یہی کہیگا کہ شریعت محمدیہ نے اسکی تکمیل کی اسکی تفصیل کے لیے تو بہت طول چاہیے مگر مجمل طور سے کچھہ لکھتا ہون سورۂ النساء کی آیت ۳۶ جو یہ ہے وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا الآیہ عبادت کرو اللہ کی اور کسی کو اوسکا شریک نہ بناؤ اور احسان کرو مان باپکے ساتھہ اور قرابت والون اور یتیمون اور مسکینون اور پڑوسی قریب اور پڑوسی اجنبی اور ساتھی اور مسافر اور جنکے تم مالک ہو ان سبکے ساتھہ سلوک کرو اللہ دوست نہین رکھتا اترانے والے اور شیخی کرنے والے کو۔

انجیل مین کوئی آیت ایسی جامع نہین ہی جسمین اسقدر حقوق کا ایک جگہ بیان کیا گیا ہو اب مین چاہتا ہون کہ جس قدر احکام اس آیت مین ذکر کیے گئے ہین اونمین سے بعض کا کتب سابقہ سے مقابلہ کردون تاکہ ظاہر ہوجاے کہ توریت کا مکمل انجیل ہے یا قرآن وحدیث اس آیت مین چند حکم ہین۔

۱۔ خدا کی عبادت کرنا۔ اس حکم کی نسبت قرآن مجید کے دو جملے لائق ملاحظہ ہین پہلا یہ کہ مَا خَلَقْتُ الْ

وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ یعنے جن اور انسان کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ میری بندگی کرین۔
اور دوسرا یہ کہ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ اور اونکو یہی حکم ہوا کہ اللہ ہی کی خالص بندگی کرین ان دونون جملون سے عبادت الہی کی جس قدر تاکید اور ضرورت ثابت ہوتی ہی اوسکو ہر سمجھدار جان سکتا ہے۔ اسکے مقابل کا کوئی جملہ بیبل مین نظر نہین آتا باقی رہی تفصیل عبادت کی جو ارکان اسلام کے ضمن مین بیان کی گئی ہے تو وہ صاف صاف شریعت محمدیہ ہی سے خاص ہے کچھ بیان کی حاجت نہین۔

۲ خدا کا شریک کسیکو نکرنا۔ اس حکم کو تو شریعت محمدیہ نے اس تصریح اور تاکید سے بیان کیا جسکی کچھ انتہا نہین اسکا کوئی منکر نہین ہی اور کتب سابقہ کا حال اسکی نسبت اختلاف اول و دوم مین ذکر کیا گیا

۳۔ مان باپ کے ساتھ سلوک کرنا۔ اسکا بیان تعلیم چہارم مین گذرا۔

۴۔ قرابت والون کے ساتھ سلوک کرنا۔ یہ حکم سب کتابون مین ہے مگر عیسائیون کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم مین قرابت والے اور غیر قرابت والے سب برابر ہین اور قران وحدیث سے قرابت والون کی ایک خصوصیت ثابت ہوتی ہی جابجا قرابتی کے حق کی تاکید آئی ہے اور جہان عام احسان کا حکم ہوا ہے وہان بالتخصیص قرابت والون کو علٰحدہ بیان کیا ہے چنانچہ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی بیشک اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنے کا اور سلوک کرنے کا اور قرابت والون کو دینے کا عام طور پر سلوک کرنے مین قرابت والون کو دینا بھی آگیا تھا مگر بعد اسکے پھر قرابت والون کو بالتخصیص دینے کا حکم ہوا اس سے ظاہر ہے کہ انکو ایک خصوصیت ہی تخصیص اور تقدیم نہایت ضروری اور واجبی امر ہے کوئی عاقل منصف مزاج اسکا انکار نہین کرسکتا فطرت الٰہی اس امر کی کامل شہادت دیتی ہی کہ قرابت والون کو ترجیح اور تخصیص ہو اسمین شک نہین کہ مطلق افراد انسانی مین ایک طور کا ناتا اور احتیاج ہے جسکی وجہ سے ہمدردی باہمی اور احسان وسلوک واجب ہے مگر جن اشخاص کو قرابتی کہا جاتا ہی اونمین تو اوس ناتے کے علاوہ ایک ایسا رشتہ اور زیادہ ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے وہ ایک کنبہ یا ایک قبیلہ یا ایک قوم کہلائے جاتے ہین اس سے ظاہر ہوتا ہے

Marfat.com

کہ قرابت والون کے ساتھ رشتہ اتحاد اوس سے زیادہ ہوگیا جو مطلق افراد انسانی مین تھا یون کہئے کہ اوس ناتے کو نہایت اعلے مرتبہ کا استحکام اور مضبوطی ہوگئی اس لحاظ سے بے تامل عقل یہ کہتی ہے کہ قرابتی کو بلا شبہہ غیر پر تقدم ہے —

اس واجبی حق کو جس تاکید اور تفصیل سے قرآن مجید و حدیث مین بیان کیا ہی توریت و انجیل مین نہین ہے

۵ - یتیمون سے سلوک کرنا شریعت محمدیہ مین جس خوبی سے اسکی ترغیبین دیگئی ہین کسی مین نہین ہین —

۶ - غریبون سے سلوک کرنا مین ایسا گمان کرتا ہون کہ یہ حکم شرائع سابقہ اور شریعت محمدیہ مین یکسان ہے

۷ - پڑوسی قریب سے اور پڑوسی اجنبی سے سلوک کرنا —

یہ حکم بھی توریت کے احکام عشرہ مین داخل ہے مگر انجیل مین تاکید زائد معلوم ہوتی ہی اسلیے مین مجموعہ عہد جدید اور قرآن مجید و حدیث مین جو کچھ پڑوسی کے حق مین لکھا ہے نقل کرتا ہون —

قرآن مجید و حدیث

احسان کرو پڑوسی قریب کے ساتھ اور پڑوسی اجنبی کے ساتھ (آیہ مذکورہ) جو کوئی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہے وہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ دے اور اپنے پڑوسی کی تعظیم کرے —

جنت مین نجائیگا وہ شخص جسکی تکلیفون سے اوسکا پڑوسی بے خوف نہو — (آن حضرت فرماتے ہین) کہ پڑوسی کے حق مین جبرئیل نے مجھے اسقدر وصیت کی کہ مجھے گمان ہوا کہ پڑوسی کو وارث قرار دینگے (پھر آنحضرت فرماتے ہین) قسم ہے اوس ذات پاک کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کوئی بندہ مسلمان نہوگا جبتک کہ وہ اپنی ہمسایہ کے لیے وہ چیز پسند نکرے جو اپنی ذات کے لیے پسند کرتا ہے (بخاری مسلم)

عہد جدید

تو اللہ کو جو تیرا خدا ہے اپنے سارے دل سے اور اپنی ساری جان سے اور اپنی ساری عقل سے اور اپنے سارے زور سے پیار کر بڑا حکم یہی ہے — دوسرا اوسکے مانند یہ ہے جیسا آپ کو ویسا اپنے پڑوسی کو پیار کر ان سے بڑا اور کوئی حکم نہین ہے (مرقس باب ۱۲ درس ۳۰ و ۳۱) —

ساری شریعت اسی ایک بات پر پوری ہوتی ہے کہ تو اپنے پڑوسی کو ایسا پیار کر جیسا آپ کو (گلاتیون ۵ باب ۱۴) کیونکہ یہ حکم جو ہین کہ تو زنا نکر قتل نکر جھوٹی گواہی نہ دے لالچ نکر اور اگر اور کوئی حکم ہے سب کا خلاصہ اس بات مین ہے کہ تو جیسا آپ کو ویسا پڑوسی کو پیار کر (رومیون کا باب ۱۳ درس ۹)

Marfat.com

واضح ہو کہ عہد جدید کی یہ تعلیم بھی کوئی نیا امر نہین ہی بلکہ توریت سے ماخوذ ہی ناظرین خروج کے باب ۲۰ ورس ۱۶ و ۱۷ - اور احبار باب ۱۹ ورس ۱۳ و ۱۸ و ۳۳ و ۳۴ وغیرہ مقامات کو ملاحظہ کرین صرف اتنا فرق ہی کہ احبار کے باب ۱۹ ورس ۱۸ مین اس طرح ہی کہ تو اپنے بھائی کو اپنے مانند پیار کر اور ورس ۳۴ مین مسافر کے لیے لکھا ہی تو اوسے ایسا پیار کر جیسا آپ کو کرتا ہے اور عہد جدید مین بھائی اور مسافر کی جگہ پڑوسی کر دیا گیا ہی - الغرض اصل تعلیم توریت سے لی گئی ہے البتہ عنوان بیان سے ایک طور کی تاکید سمجھی جاتی ہی مگر قرآن و حدیث مین جس طرح اس حکم کو بیان کیا ہی اوس سے بھی اوسی قدر تاکید سمجھی جاتی ہی جس قدر عہد جدید سے اور کسی طرح اوس سے کم نہین البتہ وہ مبالغہ نہین ہی جس سے کوئی نافہم بہک سکے مثلاً پولوس کا یہ کہدینا کہ ساری شریعت اسی ایک بات پر پوری ہوتی ہے کہ تو اپنے پڑوسی کو ایسا پیار کر جیسا آپ کو - اس بیان سے عوام یہی سمجھینگے کہ اور ساری شریعت پر عمل کرنا فضول ہے -

۷ - مسافر سے سلوک کرنا - ۸ - اپنے مملوک کے ساتھ احسان کرنا خواہ وہ انسان ہو یا حیوان - مملوک کے ساتھ سلوک کرنیکی تاکید اور تفصیل جس قدر شریعت محمدی مین ہی شریعت موسوی اور عیسوی مین ہرگز نہین ہی کچھ مختصر بیان کرتا ہون - ناظرین ملاحظہ کرین کئی طور پر غلام اور لونڈی کے ساتھ سلوک کرنیکا ارشاد کیا ہے اول تو نہایت ترغیبانہ طور سے اونکے آزاد کرنے کو بیان کیا ہے مثلاً فرمایا ہے کہ جو کوئی لونڈی یا غلام کو آزاد کرے اللہ تعالے اوسکے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے عضو کو جہنم کی آگ سے بچا لیگا (بخاری و مسلم) ایک مرتبہ آنحضرتؐ کے پاس ایک دیہاتی نے آکر کہا کہ آپ مجھے ایسی بات تعلیم کیجیے جسکی وجہ سے مین جنت مین داخل ہون - آنحضرت نے فرمایا کہ تو نے اگرچہ کلام مختصر کیا مگر بڑی بات پوچھی پھر اوسے تعلیم کیا کہ لونڈی یا غلام کو آزاد کر اور گردن خلاص کر اوس شخص نے کہا کہ یہ دونون باتین تو ایک ہی ہین حضرت نے فرمایا کہ ایک نہین ہین غلام و لونڈی کے آزاد کرنے سے یہ مراد ہے کہ تو اپنے مملوک غلام یا لونڈی کو آزاد کر دے اور گردن آزاد کرنے کی کئی صورتین ہین ایک یہ کہ کسی کے غلام کی آزادی مین تو مدد دے دوسرے یہ کہ کسی محتاج کو دودھار بکری وغیرہ دیدے تاکہ وہ اوسکے دودھ سے منتفع ہو - تیسرے یہ کہ جو رشتہ دار تجھ پر ظلم کرتا ہو اوسکے ساتھ

Marfat.com

احسان کر اور اگر یہ نہو سکے تو بھوکے کو کھلا اور پیاسے کو پلا اور نیک کام کا حکم کر اور برے کام سے منع
کر اور اگر تو یہ بھی نکر سکے تو اپنی زبان کو بند کرلے بجز بھلائی کے اور کچھ منہ سے مت نکال (بیہقی) غلام
کے آزاد کرنے کے لیے اس سے زیادہ اور کیا ترغیب ہوسکتی ہے انھیں ترغیبون کی وجہ سے اہل اسلام
نے اسقدر غلام و لونڈیان آزاد کی ہین جسکی انتہا نہیں ہے چنانچہ صرف عبدالرحمٰن صحابی نے ۳۰ ہزار غلام آزاد کیے
دوسرے یہ کہ مذہبی طور پر اونکا آزاد کرنا بعض صورتون مین ضرور کردیا گیا مثلاً (۱) کفارۂ صوم۔
(۲) کفارۂ ظہار (۳) کفارۂ قتل (۴) کفارۂ ایلا (۵) کفارۂ یمین ہین۔ یعنی جو کوئی مسلمان ماہ
رمضان مین روزہ کی نیت کرکے بلا عذر توڑ ڈالے تو ایک غلام یا لونڈی آزاد کرے اسی طرح اگر اپنی
بیوی کو ماں بہن سے تشبیہ دے تو اب وہ شخص اوسکے پاس نہین جا سکتا بغیر اسکے کہ ایک بردہ آزاد
کرے اسی طرح اگر کسی مسلمان کو دھوکے سے مار ڈالے تو علاوہ خون بہا دینے کے ایک غلام بھی آزاد
کرے اور اسی طرح اگر کسی نے قسم کھالی کہ چار مہینے تک اپنی بیوی کے پاس نجاؤنگا اور پھر اوسنے
قسم توڑ دی تو غلام یا لونڈی آزاد کرے اور یہی حکم مطلق قسم توڑنیکا ہی اور اگر کسی شخص کا عزیز و قریب غلام
ہوا اور وہ شخص اوسے خرید کرلے تو اوسی وقت وہ آزاد ہوجائیگا۔ غلامون کے آزاد کرنے کی یہ سب
صورتین صرف شریعت محمدی مین بیان کی گئی ہین شریعت موسویہ مین صرف اسقدر ہے کہ اگر کوئی اپنے بھائی کو خریدے
تو وہ یوبل کے سال آزاد ہوجائیگا (احبار باب ۲۵ ورس ۴۰ وغیرہ) اور خروج ۲۱ باب مین ہے کہ عبری
غلام اگر مول لے تو چھ برس خدمت کرکے آزاد ہوجائیگا اور اگر وہ آزادی نچاہے تو ہمیشہ کے لیے
غلام رہیگا اور غلامی کی علامت کے لیے اوسکا کان چھید دیا جائیگا مگر شریعت محمدیہ نے ایک سال
کی بھی قید نہین لگائی بلکہ اپنی کمال رحیمی سے اوسیوقت آزادی کا حکم دیتی ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر غلام
و لونڈی مکاتب ہونے کی درخواست کرین یعنی مالک سے اس مضمون کا نوشتہ کرائین کہ اگر ہم اس قدر
مال دیدین تو آزاد ہوجائینگے تو مالک کو اس نوشتہ کے لکھدینے کا حکم ہے (دیکھو سورۂ نور آیت ۳۳) چوتھے
یہ کہ اونکے ساتھ نہایت نرمی کرنیکا حکم ہے اور اونکی دلدہی کے لیے یہ فرمایا ہے کہ اپنے کھانے مین سے
کھلاؤ اور اگر کوئی مشقت کا کام اونسے کرانا چاہو تو خود بھی اونکے شریک ہوکر اونکی مدد کرو غرضکہ اس

Marfat.com

قسم کے احکام بہت سے ہین اگر سب بیان کیے جائین تو بہت طول ہوجاے اسلیے قلم انداز کیے جاتے ہین توریت و انجیل مین ان باتون کا کہین پتہ نہین ملتا اگر کہین ہون تو دکھایا جاے ورنہ یہ اقرار کرنا ضرور ہے کہ شریعت محمدیہ اگلی شریعتون کی مکمل ہے—

تعلیم ششم۔ بدلہ نہ لینا اور معاف کرنا۔ یہ تعلیم وہ ہی جسپر عیسائیون کو فخر ہے اور سمجھتے ہین کہ مذہب عیسوی کیسے خاص ہی مگر یہ خیال اونکا غلط ہے پہلے صحیفون مین بھی یہ تعلیم موجود ہے اور قرآن و حدیث نے اسکو اس عمدگی سے بیان کیا ہی جسپر ہر عاقل صاد کرتا ہی ناظرین مقابلہ کرکے انصاف فرمائین

قرآن مجید	بائیبل
(۱) عادت کر معاف کرنے کی اور حکم کر نیک کام کا اور کنارہ کر نادان لوگون سے (اعراف آیت ۱۹۹) (۲) تمھین چاہیے کہ معاف کردا ور درگذر کرو کیا تم نہین چاہتے کہ اللہ تمھارے گناہ بخشے (نور آیت ۲۲) یعنی اگر تم لوگون کی خطائین معاف کروگے تو خدا تمھارا گناہ معاف کریگا۔ (یہان تو معاف کرنیکا حکم ہے اور بعض مقام پر اسکی ترغیب دیگئی ہی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے— (۳) جنت اونکے لیے بنائی گئی ہے جو فراخی اور تنگی مین خدا کے لیے صرف کرتے ہین اور غصے کو دباتے ہین اور لوگون کے گناہ معاف کرتے ہین (آل عمران آیت ۱۳۴)	تو مت کہہ کہ مین بدی کا بدلہ لونگا پر خدا کا انتظار کر وہ تجھے بچائیگا (امثال ۲۰ ۲۲) جیسا تمھارا باپ رحیم ہے رحیم ہو اور مجرم نہ ٹھراؤ تو تم مجرم نہ ٹھرائے جاؤگے معاف کرو تو تم بھی معاف کیے جاؤگے (لوقا باب ۶ ورس ۳۶ و ۳۷) مین تمھین کہتا ہون کہ ظالم کا مقابلہ نکرنا بلکہ جو تیرے[1] دہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اوسکی طرف پھیر دے (متی باب ۵ ورس ۳۹) مین اپنی پیٹھ مارنے والون کو دیتا اور اپنے گال اونکو جو بال کو نوچتے (یشعیاہ ۵۰ ۶) وہ اپنا گال اوسکو دیوے جو اوسے طمانچہ مارتا ہے (نوحہ یرمیاہ ۳ ۳۰) اگر تیرا بھائی تیرا گناہ کرے تو اوسے ڈانٹ اگر توبہ کرے اوسے معاف کر اگر ایک دن مین

[1] اس حکم کو اوس حکم کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیے جو اسکے بعد منقول ہوا ہی کہ اگر تیرا بھائی تیرا گناہ کرے اوسے ڈانٹ کہان دوسرا گال اوسکی طرف پھیر دینا اور کہان اوسے سرزنش کرنا ۱۲

Marfat.com

قرآن مجید	بائبل
(۴) جسنے معاف کیا اور اصلاح کی اوسکا بدلہ اللہ پر ہے بیشک اللہ دوست نہین رکھتا ظالمونکو (شوری آیت ۴۰) (۵) البتہ جسنے صبر کیا اور بخشدیا بیشک یہ ہمت کے کام ہین (شوری آیت ۴۳) (۶) زبردست اور پہلوان وہ شخص نہین ہی جو لوگون کو پچھاڑے پہلوان حقیقت مین وہ ہی جو غصے کی حالت مین اپنے نفس پر قادر ہو (بخاری ومسلم)	سات بار تیرا گناہ کرے اور سات بار کہے توبہ کرتا ہون اوسے معاف کر (لوقا باب ۱۷ ورس ۴و۳) جو غصہ کرنے مین دھیما ہی پہلوان سے بہتر ہے اور وہ جو اپنی روح پر ضابطہ ہے اوس سے جو شہر کو لے لیتا ہے (امثال باب ۱۶ ورس ۳۲)

تعلیم ہفتم — برائی کے بدلے مین بھلائی کرنا - اس تعلیم کو بھی چھٹی تعلیم کا ضمیمہ سمجھنا چاہیے اسپر بھی عیسائیون کو فخر ہے اور سمجھتے ہین کہ ہمارے ہی مذہب سے خاص ہی مگر یہ بھی محض اونکا خیال خام اس قسم کی تعلیمات کچھ اہل کتاب ہی سے خاص نہین بلکہ حکما اور بت پرستون مین بھی حضرت مسیح سے پیشتر رائج تھین اسی وجہ سے اسپہو موا اپنی کتاب مین لکھتا ہی کہ جسقدر عمدہ اخلاق کی باتین انجیل مین پائی جاتی ہین اور جنپر عیسائی فخر کرتے ہین وہ لفظ بلفظ کنفیوشس کی کتاب اخلاق سے نقل کی گئی ہین یہ شخص چھ سو برس پیشتر حضرت مسیح سے ہوا ہی یہ تعلیم اوس کتاب کے خلق ۱۵ و ۵۳ وغیرہ سے لی گئی ہی - اب قطع نظر اسکے قرآن وحدیث سے عہد عتیق وجدید کا مقابلہ کرکے دکھاتا ہون تاکہ ناظرین کو معلوم ہوجاے کہ یہ تعلیم عہد جدید سے خاص نہین ہے -

قرآن مجید وحدیث	عہد عتیق وجدید
برائی کے بدلے مین وہ کر جو بہتر ہے (یعنی برائی کے بدلے مین بھلائی کر (مومنون آیت ۹۶) بھلائی اور برائی برابر نہین ہی برائی کو بھلائی سے دفع (یعنی بدی کے بدلے مین نیکی کر) پھر تو دیکھیگا کہ تجھمین	اگر تو اپنے دشمن کے بیل یا گدھے کو بیراہ جاتے دیکھے تو ضرور اوسے اوس کنے پہونچائیو اگر تو اوسکے گدھے کو جو تیرا کینہ رکھتا ہے دیکھے کہ بوجھ کے نیچے دبا ہے اور تو اوسکی مدد کرنا چاہے تو البتہ اوسکی کمک کر

Marfat.com

قرآن مجید و حدیث

اور جسمین کہ دشمنی تھی گویا وہ رشتہ دار دوست ہی
یہ بات اونھین کو ملتی ہی جو صبر کرتے ہین اور اوسیکو
نصیب ہوتی ہی جسکی بڑی قسمت ہی[1] (پ ۲۴ ع ۱۹)
وہ لوگ دوہرا حق پائینگے اس سبب سے کہ اونھون نے
صبر کیا اور برائی کے بدلے مین بھلائی کرتے ہین
(قصص آیت ۵۴) لوگون کی محض پیروی نکرو اور
نکہو کہ اگر لوگون نے احسان کیا تو ہم بھی احسان کرینگے
اور اگر اونھون نے ظلم کیا تو ہم بھی ویسا ہی کرینگے
(یعنی اسکا بدلہ لینگے بلکہ اپنے نفسون کو عادی کرو
(اسبات کا) کہ اگر لوگ احسان کرین تو احسان کرو
اور اگر برائی کرین تو زیادتی نکرو یعنی بدلہ نہ لو (ترمذی)

عہد عتیق و جدید

(خروج باب ۲۳ ورس ۴ و ۵)
جب تیرا دشمن بھوکا ہو تو اوسے روٹی کھلا اور جب
پیاسا ہو تو پانی پلا (امثال $\frac{25}{21}$) اپنے دشمنون
کو پیار کرو اور جو تمسے دشمنی رکھین اونکے ساتھ نیکی کرو
جو تمکو بد دعا[2] کرین اونکو نیک دعا کرو اور اونکے لیے
جو تمھین دکھ دین دعا مانگو (لوقا باب ۶ ورس ۲۷ و ۲۸)
ایسا مت کہہ کہ مین اوس سے یون کرونگا جس طرح اوسنے
مجھسے کیا مین اوس آدمی سے اوسکے کام کے موافق
سلوک کرونگا (امثال $\frac{24}{29}$) دیکھو کوئی کسیسے بدی کے
عوض بدی نکرے بلکہ تم ہر وقت ایک دوسرے سے اور
سب سے خوش سلوکی کرو (تسلونیقیون $\frac{5}{15}$)

سان کئی امر قابل بیان ہین اول یہ کہ ان دونون حکمون کے مقابلہ سے ظاہر ہے کہ بدلہ نہ لینا اور

[1] اصل آیت قرآن مجید کی یہ ہی وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ
وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ
وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝ وَمَا يُلَقَّاهَا
إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ
(حم السجدہ آیت ۳۴ و ۳۵) عبد اللہ بن عباس صحابی اس
آیت کی تفسیر مین کہتے ہین کہ برائی کو بھلائی سے دفع کرنے
کے یہ معنے ہین کہ غصہ کے وقت ضبط کرنا اور برائی کیوقت معاف کرنا جب
یہ لوگ عمل کرینگے تو اللہ اونھین آفتون سے بچالیگا اور دشمن
انکا ایسا نرم ہو جائیگا کہ گویا دوست رشتہ دار ہی (بخاری)

[2] دشمنون کے لیے نیک دعا کرنا بیشک عمدہ اور بڑے تحمل کی بات ہی
اسی وجہ سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص اوس وقت
مین کہ دشمن لڑائی کر رہے تھے اور حضرت کے چہرہ مبارک سے خون جاری
تھا اور فرماتے تھے ای اللہ میری قوم کو ہدایت کر وہ جانتے نہین ہین مگر اسکے
لیے بھی ایک حد ہونا چاہیے کیونکہ بیل سے بخوبی ثابت ہی کہ اکثر انبیا نے اپنے
دشمنونکے لیے سخت سخت بد دعا کی ہی دیکھو حضرت داؤد کی بد دعا زبور ۳۵
مین جو کل زبور بھین ہی اور زبور $\frac{5}{10}$ و $\frac{2}{6}$ وغیرہ مین اور حضرت یرمیاہ کی
بد دعا یرمیاہ کے $\frac{18}{23-21}$ مین اور پولوس کی بد دعا سکندر ٹھٹھیرے کو دیکھو ۲
طیمطاوس ودوم $\frac{4}{14}$ سکندر ٹھٹھیرے نے مجسے بہت بدی کی خداوند اوسکے کاموں کے
موافق اوسے بدلا دے اسکا حاصل یا تو یہ کہنا پڑیگا کہ لوقا کا مضمون دوسرے
مقامات کے مخالف ہی یا اسکے لیے کوئی حد یا وقت معین کرنا پڑیگا ؛

اور اپنے دشمن سے سلوک کرنا خاص حضرت مسیح کی تعلیم نہین ہے - بلکہ پہلی کتابون مین بھی ہے دوسرے یہ کہ قران مجید و حدیث مین ان دونو حکمونکو نہایت تاکید اور عمدہ طور سے بیان کیا ہے قرآن مجید مین صرف معاف کرنے کا حکم ہی نہین دیا بلکہ اوسکی عادت کر لینے کا ارشاد ہوا جس سے اوسکی تاکید اور ہمیشہ معاف کرنیکا حکم ثابت ہوا اور برائی کے بدلے مین بھلائی کرنے کی بھی عمدہ طور سے ترغیب دی مگر چونکہ یہ امر نہایت ظاہر ہے کہ بعض وقت ظالم سے مقابلہ کرنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے اس وجہ سے قرآن مجید مین بدلہ لینے کی بھی اجازت دی گئی چنانچہ ٹھاکر داس صاحب نے عدم ضرورت قرآن کے صفحہ ۲۴ و ۲۵ مین ان آیتون کا ترجمہ لکھا ہے مگر یہ اونکے ایمان کا تقاضا ہے کہ بیبل کی تو وہ آیتین نقل کی ہین جنسے بدلہ نہ لینا ثابت ہوتا ہے اور قرآن مجید سے وہ آیات جنمین بدلہ لینے کی اجازت دی گئی ہے تاکہ عوام کی نظر دن مین تعلیم انجیل کی نرمی اور تعلیم قرآن کی سختی ظاہر ہو واہ رے ایمانداری ایشان - مین نہین سمجھتا کہ اس دھوکا دہی سے اونکی کیا غرض ہے اگر یہ مطلب ہے کہ بیبل مین مطلق بدلہ نہ لینے کا حکم ہے تو قطع نظر غلط ہونے کے دانشمند اہل انصاف بے تامل یہ کہینگے کہ ایسا حکم ہرگز منجانب اللہ نہین ہوسکتا کیونکہ اگر بدلہ لینا مطلقاً منع ہو تو ظلم کے انسداد کی کوئی سبیل نہین ہے اور مخلوق خدا ظالمون کے ہاتھ سے کسیطرح نہین بچ سکتی پھر ایسا حکم جس سے عالم مین امن و امان قائم نرہے خدا کیطرف سے کیونکر ہوسکتا ہے اور اگر کچھ اور پنہانی غرض ہے تو بیان کرنا چاہیے - تیسرے یہ کہ جھوٹے تعلیم مین اس حکم کو "جو تیرے داہنے گال پر طپانچہ مارے دوسرا بھی اوسکی طرف پھیر دے" نادان بڑی عمدہ تعلیم سمجھتے ہین مگر دانشمند اسکو خوب جان سکتے ہین کہ یہ صرف زبانی کہدینے کی بات ہے کیا عیسائی کسی قوم یا کسی شخص کو دکھا سکتے ہین جسنے اسپر عمل کیا ہو پھر کیا کوئی دعوی کر سکتا ہے کہ ہم اسپر عمل کر سکتے ہین ہرگز نہین پھر کیا خدا کے احکام صرف زبانی کہنے کے لیے ہوتے ہین خواہ کوئی اوسپر عمل کر سکے یا نکر سکے یہ سب خام خیالیان ہین عوام عیسائی جو ان الفاظ کے ظاہری معنی پر نظر کرکے فخر کرتے ہین وہ کسی طرح صحیح نہین ہوسکتے البتہ اگر کہا جاے کہ یہ مبالغہ کے طور پر بیان کیا ہے مراد اس سے وہی صبر و تحمل ہے تو بیشک درست ہے مجبوراً مفسرین بیبل کو بھی یہ ماننا پڑا ہے (دیکھو تفسیر اسکاٹ ومن ورس مذکور کی شرح) پھر یہ مضمون قران مجید و

Marfat.com

وغیرہ مین بخوبی مذکور ہے عہد جدید کو اس امر مین بھی کسی طرح کی فوقیت نہین ہے ۔ چوتھے یہ کہ ساتوین تعلیم مین مسیح کا یہ قول کہ اپنے دشمنون کو پیار کرو کسی عہد عتیق کی کتابون مین نہین پایا جاتا اس سے بھی عوام کی نظرون مین یہ ثابت ہوتا ہے کہ دین مسیحی مین نہایت محبت باہمی کی تاکید ہے مگر دانشمند اسکا یقین کر سکتے ہین کہ اس حکم کی تعمیل تو چھٹے حکم سے بھی زیادہ دشوار ہے کیونکہ دشمن کو پیار کرنا غیر ممکن امر ہے اسکاٹ صاحب تفسیر متی کے صفحہ ۴۵ مین صاف اقرار کرتے ہین کہ ”دشمن کو دلی محبت سے پیار کرنا ناممکن ہے“ ۔ پھر کیا انھین احکام پر فخر کیا جاتا ہے جسکی تعمیل غیر ممکن ہے کیا خدائے رحیم کیطرف سے ایسے احکام ہو سکتے ہین کیا اوس ارحم الراحمین کی نزول احکام سے یہ غرض ہو سکتی ہے کہ اپنے بندون کو خواہ مخواہ عاجز اور تنگ کرے استغفر اللہ استغفر اللہ ہرگز نہین اور اگر اس سے مراد حقیقت مین دشمن سے پیار کرنا اور محبت کرنا نہین ہے ۔ تو ٹھاکر داس صاحب نے کس لیے باہمی محبت مین اس ورس کو نقل کر کے فخر کیا ہے اور لکھا ہے کہ قرآن مین نادر ہے (دیکھو عدم ضرورت قرآن صفحہ ۴۲) بیشک قرآن مجید ایسے احکام سے مبرا ہے جنکی تعمیل انسان سے نہو سکے وہ خدائے رحیم کا کلام ہے اوس مین مکرر ارشاد ہوا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا یعنے اللہ کسیکو ایسی تکلیف نہین دیتا جو اوسکی طاقت سے باہر ہو ۔ اگر اس ورس کا حاصل صرف اسقدر ہے کہ برائی کے عوض بھلائی کرے اور جہانتک ہو سکے مخالف سے سلوک کرے تو بیشک صحیح ہے اور قرآن مجید مین صاف صاف یہ حکم مذکور ہے جیساکہ نقل کیا گیا ۔ پھر پادری صاحب نادر کس چیز کو بتاتے ہین جس امر کا ہونا چاہیے یعنے تمام طور پر حتی الوسع ہر ایک شخص سے سلوک کرنا معاف کرنا برائی کے بدلے مین بھلائی کرنا یہ سب کچھ قرآن مجید مین عمدہ طور سے مذکور ہے اگر حضرت موسی نے فرمایا ہے کہ ”تو اپنے بھائی کو اپنے مانند پیار کر“ تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ کوئی تم مین سے مسلمان نہوگا جب تک کہ اپنے بھائی کو وہی بات نچاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے اور بعض مرتبہ یون فرمایا احب للناس ما تحب لنفسک تکن مسلمًا تمام لوگون کے لیے وہ بات پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اوس وقت تو مسلمان ہوگا پھر خیر خواہی اور محبت باہمی کا حکم اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے ۔ ذرا ناظرین نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائین

Marfat.com

اور ٹھاکر داس صاحب کی ناحق کوشی اور ابلہ فریبی غور کریں۔
پھر پادری صاحب نے وہ آیت نقل کی ہی جسمین منکرین سے محبت نکرنیکا حکم ہے گرچہ وہ منکرین اوسکے کنبے ہی کے کیون نہون اسکا جواب تحقیقی اور الزامی ملاحظہ کرین۔
جواب تحقیقی جب توریت وانجیل مین صاف صاف یہ حکم دیا گیا کہ تو خدا کو اپنے سارے زور اور اپنے سارے دل سے پیار کر تو کس طرح ممکن ہی کہ انسان کو خدا کے منکرون سے محبت کرنے کی بھی اجازت ہو کیونکہ جب تمام زور محبت خدا مین صرف کرنیکا حکم ہوا اور سارے دل مین اوسکی محبت رکھنے کا ارشاد ہوا تو پھر دشمن خدا سے محبت رکھنے کے لیے کہان سے زور اور کسکا دل لائیگا جو برتن کہ پانی سے لبریز ہے اوسمین آگ کے انگارے نہین سما سکتے اسی طرح جو دل محبت خدا سے لبالب ہے اوسمین دشمن خدا کی محبت کبھی نہین آسکتی اس امر کو ہم بخوبی مشاہدہ کرتے ہین کہ جب کسی انسان سے کمال محبت ہوجاتی ہے تو خواہ مخواہ اوسکے دشمنون سے کشیدگی اور دوستون سے قلب کو میلان ہوتا ہی البتہ اگر کامل محبت نہین ہے سرسری اور ظاہری انس ہی تو اوس وقت اوسکے دوست اور دشمن برابر ہوسکتے ہین اس سے ثابت ہوا کہ جسے منکرین خدا سے محبت ہوگی اوسے خدا سے محبت نہین ہوسکتی اور اگر ہوگی تو ناقص ہوگی اسیلیے اللہ تعالے ایماندارون کو ایسی محبت سے منع فرماتا ہے جس سے خدا کی محبت مین خلل آوے مگر اس سے یہ خیال نکرنا چاہیے کہ عام طور سے عمدہ برتاو کرنا اور احسان وسلوک کرنا بھی جائز نہو کیونکہ محبت اور شی ہے اور عمدہ برتاو اور احسان وسلوک اور چیز ہے شریعت محمدیہ مین عمدہ برتاو کرنے کا تو عام طور پر حکم ہے اسکے لیے کوئی تخصیص نہین ہی مگر محبت کے لیے تخصیص ہی اور ایسا ہی ہونا چاہیے۔
عیسائیون کی عقل پر افسوس ہی کہ انجیل مین دو حکم متعارض ثابت کرکے اوسپر فخر کرتے ہین۔
جواب الزامی عہد جدید و عہد عتیق کی تمام کتابون مین کثرت سے اسکا ذکر ہے کہ بے ایمانون اور منکرون اور بدکارون سے نہ ملو اور اونسے عہد و پیمان نکرو اور اونکے ساتھ کھانا تک کھاؤ مگر افسوس ہی کیونکہ ناحق کوش مشنری عوام کے فریب دینے کو ایسے مقامات سے انجان بنجاتے ہین اب مین چند حوالے عہد عتیق و جدید سے نقل کرتا ہون ناظرین ملاحظہ کرین۔

Marfat.com

اوّل استثنا کے باب ۷ مین ہی (۲) اور جب کہ خداوند تیرا خدا اونھین تیرے حوالے کر دے تو تو اونھین مار یو اور حرم کیجیو نہ تو اونسے کوئی عہد کر یو اور نہ اونپر رحم کریو (۳) نہ اونسے بیاہ کرنا اونکے بیٹے کو اپنی بیٹی مدینا نہ اپنے بیٹے کے لیے اوسکی کوئی بیٹی لینا (۴) کیونکہ وے تیرے بیٹے کو میری پیروی سے پھیر دینگے تاکہ وے اور معبودون کی عبادت کرین اور خداوند کا غصہ تجھپر بھڑکیگا اور وہ تجھے ایکا ایک ہلاک کر دیگا ''

دُوم یشوع کے باب ۲۳ مین ہی (۱۲) اگر تم کسی طرحسے برگشتہ اور اون گروہون کے بقیہ سے لپٹو جو تمھارے درمیان باقی ہین اور اونکے ساتھ نسبتین کرو اور اونسے ملو اور وے تمسے ملین (۱۳) تو یقین جانو کہ خداوند تمھارا خدا پھر اون گروہون کو تمھارے سامنے سے دفع نکریگا بلکہ وے تمھارے لیے پھندے اور دام اور تمھاری بغلون کے لیے کوڑے اور تمھاری آنکھون مین کانٹے ہونگے یہان تک کہ تم اچھی سرزمین سے جو خداوند تمھارے خدا نے تمھین عنایت کی ہی نابود ہو جاؤ گے ''

سوم اول سلاطین کے باب ۱۱ درس ۲ مین ہی اون قومون کے جنکے بابت خداوند نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ تم اونکے پاس اندر نہ جاؤ اور وے تمھارے پاس اندر نہ آوین کہ وے یقیناً تمھارے دلون کو اپنے معبودون کیطرف مائل کرائینگے سو سلیمان اونھین سے عاشق ہو کے لپٹا پھر صرف میل جول ہی منع نہی مین کیا گیا بلکہ جن لوگون نے مخالفون سے میل کر کے اونکے یہان نکاح کیا تھا اور لڑکے بالے بھی ہو گئے تھے وہ سختی کے ساتھ علیحدہ کر دیے گئے اور باایک مدت کی رشتہ داری اور چھوٹے چھوٹے لڑکون کا بھی کچھ خیال نہین کیا گیا (دیکھو کتاب عزرا باب ۹ و ۱۰) الغرض ان حوالون سے بخوبی ثابت ہوا کہ جو گروہ حضرت موسی و دیگر انبیا کے مخالف تھے اونسے میل جول کی قطعاً ممانعت تھی جب میل جول کرنا منع ٹھہرا تو محبت کا کیا ذکر ہے پھر یہ ممانعت کچھ عہد عتیق ہی سے خاص نہین ہی بلکہ عہد جدید مین بھی ہے ملاحظہ کیجیے ـ

چہارم اول قرنتیون کا باب ۵ درس (۹) مین نے خط مین تمکو یہ لکھا کہ تم حرامکارون مین مت ملے رہو (۱۰) لیکن نہ یہ کہ بالکل دنیا کے حرامکارون یا لالچیون یا لٹیرون یا بت پرستون سے نہ ملو نہین تو تمھین دنیا سے نکلنا ضرور ہوتا (یعنے دنیا کے مطلب نکالنے کے لیے اونسے ملنا منع نہین ہے)

Marfat.com

(۱۱) پر مین نے اب تمھین یہ لکھا ہی کہ اگر کوئی بھائی کہلاکے حرامکار یا لالچی یا بت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی یا لٹیرا ہو تو اوس سے صحبت نہ رکھنا بلکہ ایسے کے ساتھہ کھانا تک نہ کھانا (۱۲) کیونکہ مجھے کیا کام ہے کہ باہر والون پر حکم کرون (۱۳) او پر جو باہر ہین خدا حکم کرتا ہے غرضکہ تم اوس برے آدمی کو اپنے درمیان سے نکال دو۔

پنجم ۲ قرنتیون کا باب ۶ (۱۴) اور تم بے ایمانونکے ساتھہ نالائق جوئے مین مت جٹے جاؤ کہ راستی اور ناراستی مین کونسا ساجھا ہی اور روشنی کو تاریکی سے کونسا میل ہے (۱۵) اور مسیح کو بلیعال کے ساتھہ کونسی موافقت ہی ایماندار کا بے ایمان کے ساتھہ کیا حصہ ہے (۱۶) خدا کی ہیکل کو بتون سے کونسی موافقت ہی کہ تم تو زندہ خدا کی ہیکل ہو الخ (۱۷) اسواسطے خداوند یہ کہتا ہے کہ تم اونکے درمیان سے نکل آؤ اور جدا ہو اور ناپاک کو مت چھوؤ ان حوالون سے صرف اتنی ہی بات ثابت نہین ہوتی کہ بدکارون اور منکرون سے محبت کرنا نچاہیے بلکہ اونسے میل جول کرنا اور اونکے ساتھہ کھانا اور پینا اور اونمین رہنا سب ممنوع ٹھہرتا ہی البتہ صرف ضرورت رفع کرنے کے لیے غیر قومون سے ملنا جائز ہے پھر پولوس مقدس یہ حکم ہی نہین بیان کرتے بلکہ اوسکی وجہ بھی ۲ قرنتیون کے باب ۶ مین بیان کرتے ہین۔ اب پادری ٹھاکر داس صاحب کدھر ہین ذرا عینک لگا کر ملاحظہ کرین کیا محبت باہمی اسیکا نام ہے کہ اونسے میل جول کرنے کی قطعاً ممانعت کردی گئی اگر یہی محبت باہمی ہی تو بیشک قرآن مین ندارد ہی کیونکہ قرآن مجید مین کہین نہین کہا گیا کہ مخالفون کے ساتھہ کھانا نہ کھاؤ بلکہ یہ فرمایا کہ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ یعنے اہل کتاب کا کھانا تمھین درست ہی اور اہل کتاب کی عورتون سے نکاح کرنیکو بھی منع نہین کیا۔ قرآن مجید مین یہ بھی صاف فرمادیا ہے کہ منکرون اور مخالفون کے ساتھہ نیکوئی اور سلوک کرنا درست ہے چنانچہ سورہ ممتحنہ کی آیت ۸ مین اسکی تصریح موجود ہے۔

تعلیم ہشتم۔ زنا سے بچنا۔ اس فعل کی برائی بھی ایسی ظاہر ہے کہ ہر ایک ملت والا اپنی کتاب کی رو سے اسے برا جانتا ہے مگر یہ امر دیکھنا چاہیے کہ کس کتاب مین اسکی روک زیادہ ہی اور کس مین ایسی بندشین لگیگئی ہین جسکے سبب سے اسکا وقوع کم ہو جس کتاب مین اسکی روک کے اسباب زیادہ بیان کیے گئے وہی

Marfat.com

کتاب کامل ہے اب مین قرآن مجید وحدیث اور بیبل کا مقابلہ کرکے دکھاتا ہون۔

عہد عتیق مین تو صرف اس قدر ہے کہ تو زنا نکر (استثنا ۵ پ ۱۸) اور عہد جدید مین اس طرح ہی "تم سن چکے ہو کہ اگلون سے کہا گیا کہ تو زنا نکر پر مین تمھین کہتا ہون کہ جو کوئی شہوت سے کسی عورت پر نگاہ کرے وہ اپنے دل مین اوسکے ساتھ زنا کر چکا (متی ۵ پ ۲۸) اب قرآن مجید اور حدیث کو ملاحظہ کرنا چاہیے کہ وہ کس طرح اور کیا کیا حکم اس مقدمے مین نافذ کرتے ہین ارشاد ہوتا ہے۔

زنا کے قریب مت جا کیونکہ وہ بیحیائی ہی اور برا طریقہ ہی (بنی اسرائیل آیت ۳۲) "آنکھون کا زنا غیر محرم کو شہوت سے نظر کرنا اور کانون کا زنا شہوت سے باتین سننا اور زبان کا زنا شہوت آمیز باتین کرنا اور ہاتھ کا زنا شہوت سے چھونا اور پیر کا زنا اس برے کام کے لیے چلنا اور دل کا زنا اوسکی تمنا اور خواہش کرنا ہی" یہ تو اس فعل بد کی نہی کی صورت تھی اور اوسکی روک اور بندش کے لیے بھی قرآن مجید مین احکام مذکور ہین مثلاً "کہدے ایمان والون کو کہ اپنی آنکھین نیچی رکھین اور اپنی شرمگاہین روکے رہین اسمین اونکے لیے خوب ستھرائی ہی بیشک اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہین اور کہدے ایمان والیون کو کہ اپنی نگاہین نیچی رکھین اور اپنی شرمگاہون کو روکے رہین اور اپنا سنگار کسی کو نہ دکھاوین مگر جو اوسمین سے کھلا ہے اور اپنے گریبان پر اوڑھنی ڈالین اور بجز اپنے خاوند یا اپنے باپ یا اپنے سسر یا اپنے سگے بیٹے یا سوتیلے بیٹے یا اپنے بھائی یا بھتیجے یا بھانجے یا اپنی عورتون یا اپنی لونڈی غلام یا وہ کمیرے جو شہوت نہین رکھتے یا چھوٹے بچے جو عورتونکی باتون سے واقف نہین ہین کسیکے سامنے اپنے بناؤ سنگار کو ظاہر کرین اور زمین پر دھمک کر نہ چلین[1] تا کہ اونکا چھپا سنگار معلوم ہو اے ایمان والو سب ملکر اللہ کے آگے توبہ کرو (نور آیت ۳۱)

اس تعلیم مین بھی ناظرین شریعت محمدیہ کا کمال ملاحظہ کرین توریت مین کہا گیا کہ زنا نکر قرآن مجید مین ارشاد ہوا کہ زنا کے نزدیک مت جا انجیل مین صرف شہوت سے دیکھنے ہی کو منع کیا گیا اور حدیث مین آنکھ اور کان اور زبان اور ہاتھ اور پاؤن اور دل سب کو اس فعل سے روک دیا پھر قرآن مجید مین اوس سے بچنے اور احتیاط کے لیے نگاہون کو نیچی رکھنے کا حکم ہوا اور عورتون کو تاکید کی گئی کہ غیر مردون پر اپنا [illegible]

[1] یعنی اسطرح نہ چلین کہ جو زیور وہ پہنے ہین اوسکی آواز غیر محرم کے کانون تک پہونچے اور فتنہ کا باعث ہو ۱۲

سنگار ظاہر نکرین ان باتون کا پتہ توریت وانجیل مین نہین ہے یہ امر بھی لحاظ کے لائق ہے کہ توریت
مین زانی کے لیے سخت سزا مقرر تھی (دیکھو استثنا ۲۲ وغیرہ) اور حضرت مسیح نے اوسے منسوخ کر دیا
(دیکھو یوحنا ۸-۱۱) مگر قرآن مجید اوسکے لیے سزا کا حکم دیتا ہے اور مصلحت ملکی اور نسل انسان کی بہبودی
کا بھی مقتضا یہی ہے کیونکہ اس فعل شنیع کی وجہ سے ہزارون جانین تلف ہوتی ہین اس زمانے
مین کہ اہل یورپ تہذیب تہذیب پکار رہے ہین اور غیر ولایت والون کو مثل وحشیون کے سمجھتے ہین
مگر اس فعل شنیع کی وجہ سے اونھین کے ملک مین مثل لندن وغیرہ کے ہزارون[1] بے گناہ بچے مرے اور
اوسکے راستون مین ملنے کی تعداد سالانہ رپورٹ مین درج ہوتی ہے اور بہت سے غیرت مند شوہرون
نے اپنی بیوی کو اس بلا مین گرفتار دیکھکر اپنی جانین دیدی ہین اور مارا اور مر گئے ہین —
غرضکہ جس فعل کی وجہ سے اس قدر جانین تلف ہوتی ہین اوسکے لیے دنیاوی تہدید بھی ضرور ہے
تاکہ یہ ہزارون خون نہونے پائین انجیل مین اس ضروری امر پر نظر نہین کی گئی اور توریت کے
حکم کو منسوخ کر دیا مگر قرآن مجید اور حضرت سرور عالم چونکہ رحمۃ للعالمین ہین اسلیے نسل آدم پر رحم
کرکے اوس قدیم حکم خداوندی کو جاری کرتے ہین۔

[1] چنانچہ آئرس ٹمیس مورخہ ۲۱ اگست ۱۸۸۱ء مطبوعہ ڈبلن سے دریافت ہوا کہ انگلنڈ خاص مین
بحساب تین ہزار سالانہ بچے بے گناہ قتل ہوتے ہین کیونکہ دس برس مین تیس ہزار معصوم قتل ہوے تھے
چھوٹی چھوٹی قبرون سے بھرے ہین مگر تین ہزار اون مین سے بے کفن دفن پھینکے گئے بعضے گرجا گھرون
مین بعضے اصطبلون مین بعضے مکانون کی چھتون پر بعضے خالی قبرستانون مین بعضے کو اغذات کے صندوقون
مین بعضے نالون مین گھر کا کوڑہ پھینکنے کے مکانون مین گھوڑون پر گڑھون خندقون تالابون مین مکانون
کی نیو مین ریلگاڑی مین نشستگاہون کے تلے ریلوے گھر مین جہان اسباب رکھا جاتا ہے وہان پوٹلی
مین بندھے ہوے کاغذ مین لپٹے ہوے اور راہون اور خندقون مین ننھی ننھی لاشین پاخانون مین
ٹکڑے کیے ہوے نابدانون مین ملتے ہین معلوم نہین کہ کتنے بے گناہ مقتول بچے ندیون اور دریاون
مین ڈبوئے گئے کہ جنکا نشان بھی نہین ملا سال گذشتہ مین لندن جو پایہ تخت انگلینڈ ہے
فقط اوسکے کوچون مین چار سو اکاسی لاشین ننھے ننھے بچون کے پڑی ملین الخ فقط ۱۲

(از اودھ اخبار نمبر ۶۲ جلد ۱۳ مطبوعہ ۱۷ نومبر ۱۸۸۱ء)

اب اہل انصاف ملاحظہ کرین کہ قرآن وحدیث بندوبست الٰہی کو کامل کرتے ہین یا اولٹے دیتے ہین پادری
ٹھاکرداس صاحب کی ایمانداری کو ملاحظہ کرنا چاہیے کہ اونھون نے اس حکم مین مقابلہ کیا ہے مگر آیتین
نقل نہین کین جنسے ظاہر ہوتا ہی کہ قرآن وحدیث نے توریت وانجیل دونو کی تکمیل کی ہی (دیکھو عدم ضرورت قرآن صفحہ ۳۳)

تعلیم نہم خدا کی راہ مین اپنا مال صرف کرنا - اسکی نسبت توریت مین معین اور غیر معین دونون
طور سے حکم کیا گیا ہے مثلاً زمین کی پیداوار اور چوپایون مین سے دسوان حصہ دینے کا حکم ہی (دیکھو احبار ۲۷ باب ۳۰ و ۳۲)
اور نیم مثقال ہر امیر وغریب کو دینا فرض ہی جو بیس برس کا ہو جیسا کہ خروج کے باب ۳۰ ورس
۱۳ - ۱۵ تک مصرح ہی اور غیر معین طور پر بھی دینے کا حکم ہے چنانچہ استثنا کے باب ۱۴ و ۱۵ مین ہی -
انجیل مین تعین تو بندارد کر دی گئی ہی اگر ہے تو یہ ہی کہ کل مال صرف کر دو مثل جانورون کے کل کی کچھ
فکر نہ رکھو چنانچہ متی کے باب ۶ ورس ۲۵ سے آخر تک یہی مضمون ہی اور متی کے باب ۱۹ ورس ۲۱-۲۴
مین ایک سائل کے جواب مین حضرت مسیح فرماتے ہین اگر تو کامل ہوا چاہے تو جا کے سب کچھ جو تیرا ہے
بیچ ڈال اور محتاجون کو دے کہ تجھے آسمان پر خزانہ ملیگا تب آکے میرے پیچھے ہو لے وہ جوان یہ سنکر
غمگین چلا گیا کیونکہ بڑا مالدار تھا تب یسوع نے اپنے شاگردون سے کہا کہ مین تمسے سچ کہتا ہون کہ دولتمند کا
آسمان کی بادشاہت مین داخل ہونا مشکل ہے بلکہ مین تمسے کہتا ہون کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے
گزرجانا اس سے آسان ہے کہ ایک دولتمند خدا کی بادشاہت مین داخل ہو" اب مین کہتا ہون کہ دنیا
کے دولتمند عیسائی بتائین کہ اونھون نے اپنی نجات کی کیا سبیل نکالی ہی حضرت مسیح تو اونکی نجات کو
محال تک کہہ چکے جو تحقیق وانصاف کے پابند ہین وہ بے تامل یہ کہہ سکتے ہین کہ مال کے صرف کرنے مین کسیقدر
تعیین نہایت انسب بلکہ ضروری ہے اور کچھ تعیین نکرنا اور کل مال کے صرف کر دینے کو عمدہ قرار دینا
بالکل نظام عالم کے خلاف ہی بعضے نا عاقبت اندیش یہ خیال کرتے ہین کہ عبادت مین پابندی
بجا نہین آزادی چاہیے تاکہ وہ فعل رضا ورغبت سے ہو مگر اس قسم کی آزادی تو خود حضرت مسیح
کے قول مذکور سے باطل ہوتی ہی اگر آزاد چھوڑ دینا بہتر ہوتا تو حضرت مسیح اوس امیر کو کیون غمگین کرتے اصل
یہ ہے کہ ہر طرح کی آزادی کی خواہش کرنا نفس سرکش کی حیلہ جوئی ہے نہایت ظاہر ہی کہ جب

Marfat.com

ایک کام کے لیے ایک وقت یا مقدار مناسب معین کر لے جاتی ہے تو اوسکا ہونا بہت آسان ہوتا ہی اور مستعد اور پابند شخص سے وہ کام ترک نہین ہوتا اور جس کام کے لیے تعین وقت اور مقدار نہین کیجاتی وہ اکثر اوقات بڑے بڑے پابندون سے ترک ہوجایا کرتا ہے اس نظر سے قانون شریعت کی عمدگی ہی ہے کہ اوسکے احکام مین بھی ایک مناسب تعیین ہونا چاہیے تاکہ مطلب اصلی فوت نہوجاے مثلاً خدا تعالے نے خیرات وصدقہ دینے کا حکم کیا اس سے مقصود اس عالم اسباب مین مسکینون اور غریبون کی پرورش اور حاجت روائی ہے اور وہ علاوہ حکم آلہی ہونے کے ہر ایک بنی نوع انسان کا بسبب اتحاد جنسیت کے فرض منصبی ہے پس جب تعیین مقدار اس ادا کے فرض کے معاون اور محافظ ہے تو بیشک اوسکا ہونا ضروری امر ہے تاکہ غریبون کی حاجت روائی اور اوسکے اداے فرض مین خلل نہ واقع ہو اسی وجہ سے شریعت محمدیہ مین شریعت موسوی کی نفس تعیین قائم رکھی گئی البتہ کسیقدر تکمیل اوس تعیین مین کی گئی یعنی زمین کی پیداوار مین دسوان حصہ تو بدستور قائم رکھا مگر چوپایون مین دوسری تفصیل کی گئی ہے جس سے اوس حکم کے ادا مین نہایت تخفیف ہوگئی اوس سب کا ذکر کرنا خوف طوالت ہی ہمارے علمانے بہت سے اردو کے رسالون مین بھی اوسکا ذکر کیا ہی ناظرین ملاحظہ کرسکتے ہین اور نقد اس نیم مثقال کو بھی بدل دیا اور یہ حکم دیا کہ ہر سال جس قدر مال تمھارے حوائج ضروریہ سے بچ رہے اوسمین سے چالیسوان حصہ دیا کرو یہ ایک ایسی مقدار ہی کہ آدمی بلا ناگواری ادا کر سکتا ہے اور غیر واجبی مساوات امیر وغریب مین جو شریعت موسوی مین ہی وہ بھی اسمین نہین ہی شریعت عیسوی کے اوس سخت حکم کی جگہ کہ کل مال غریبون کو دیدے شریعت محمدیہ نے یہ حکم نافذ کیا کہ نہ تو اپنا ہاتھ بالکل سمیٹ لے (کہ مال ضرورت مین صرف نکرے) اور نہ بالکل پھیلا دے (کہ کل مال صرف کردے) اور انجام کار نادم وپشیمان اور لوگون کی نظرون مین ذلیل وخوار ہو اس حکم کی خوبی کو اہل انصاف خود سمجھ سکتے ہین میرے بیان کرنے کی حاجت نہین اسقدر کیسیقدر تفصیل تکمیل الادیان مین کی گئی ہے — اور کسیکو یہ خیال نہو کہ شریعت محمدیہ مین صرف اسی قدر مال صرف کرنیکا حکم ہے جسکا اوپر ذکر کیا گیا نہین بلکہ یہ مقدار تو معین کردی ہی کہ کیسا ہی بخیل شخص کیون نہو مگر وہ بھی اس قدر مال مسکینون اور غریبون کو تو دے ہی دے

Marfat.com

اور اسکے علاوہ بھی دینے کی ترغیب بار بار دی ہی چنانچہ ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہی کن تنالوا البر حتے تنفقوا مما تحبون۔ ہرگز نہ پہونچوگے نیکی کی حد کو جب تک کہ کسی قدر اوس مین سے ندو جسے چاہتے ہو یعنے دینے کا ثواب اور نیکوئی اوس وقت ملیگی کہ جو شی دل کی مرغوب اور محبوب ہی اوسے اللہ کی راہ مین دو مگر اوس ارحم الراحمین کی یہ رحمت ہی کہ کل شی محبوب کے دینے کا حکم نہین کرتا ہے بلکہ فرماتا ہی کہ اوس مین سے کسی قدر دینا چاہیے یہ وہ عمدہ حکم ہے کہ ایمان کا امتحان بھی ہوجاتا ہے اور وہ مضرت بھی نہین آتی جو حضرت مسیح کے حکم مین بھی ذرا اہل انصاف شریعت محمدیہ کے اس حکم اور حضرت مسیح کے اوس حکم کو کہ کل مال بیچکر دے ڈال مقابلہ کرکے دیکھین کہ کس مین دنیا و دین کی بہبودی ہے اور کسکی تعمیل ممکن ہی اور کسکی غیر ممکن جس وقت اون احادیث پر نظر کیجاتی ہی جنمین خیرات دینے کی ترغیب و تحریص آئی ہی تو انصاف دلی بے تامل کہلاتا ہی کہ جس خوبی اور تاکید سے شریعت محمدیہ مین خیرات دینے کا بیان ہی شریعت موسوی اور عیسوی مین ہرگز نہین ہی سکا جی چاہے علاوہ اور کتب احادیث کے مشکوۃ کے باب الانفاق کو دیکھ لے اوسکا ترجمہ اردو مین بھی موجود ہی مثلاً ایک حدیث مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو عادتین مسلمان مین جمع نہین ہوتین ایک بخیلی دوسرے بدخلقی۔ دیکھیے کس تاکید سے سخاوت کی ترغیب اس حدیث سے مفہوم ہوتی ہی پولوس نے بھی اپنے خطون مین کسیقدر ترغیب دی ہی جیسا کہ اول قرنتیون کے باب ۱۶۔ اور ۲ قرنتیون کے باب ۸ و ۹ مین ہے مگر ناظرین اون مقامات کو دیکھکر خود کہہ سکتے ہین کہ پولوس کی ترغیبین بعینہ اسی طور کی ہین جیسی اس وقت بھی بعضے اشخاص کسی غرض سے چندہ وصول کرنے کے لیے ترغیبین دیتے ہین مثلاً فی زماننا دیانند سرستی تھا پھر بھلا ان بیانون کو احادیث کے مضامین سے کیا نسبت ہی اس امر مین میرے بیان کی حاجت نہین ہی اہل انصاف مقابلہ کرکے خود امتیاز کرسکتے ہین۔

افسوس پادری ٹھاکرداس ان امور پر نظر نہین کرتے کہ ان ضرورتون کی وجہ سے قرآن مجید نازل ہوا اور وہ جو اونھون نے صفحہ ۳ عدم ضرورت قرآن مین اس امر مین مقابلہ کیا ہی کہ کس طرح پر دینا چاہیے اور چند مقامات قرآن مجید سے اور چند حوالے بیبل سے نقل کرکے لکھا ہی کہ ''ان مقامات

Marfat.com

ہین (یعنی قرآن مجید کے حوالون ہین) مثل حوالجات مذکورہ بیبل کے تفصیل نہین ہے"
یہ اونکا کہنا بد دیانتی سے خالی نہین ہے اب مین قرآن مجید اور بیبل کے مقامات کا حکم مذکور مین
مقابلہ کرکے ناظرین کو دکھاتا ہون مگر اس امر کا لحاظ ضرور ہے کہ اس مقام پر تین باتین ہین ایک
تو خدا کی راہ مین دینا جسکا ذکر اوپر کیا گیا دوسرے اوس دینے کا طور تیسرے اوسمین ریاکاری سے
منع ہونا انصاف و تحقیق کا مقتضا یہ ہے کہ ان تینون امر مین علحدہ علحدہ مقابلہ کیا جاوے مگر پادری صاحب
کو اتنی حق جوئی یا مادہ کہان تھا کہ تینون امرون کو جدا جدا امر سمجھکر ہر ایک مین مقابلہ کرتے اونھون نے
خلط ملط کرکے ایک طعن کر دیا اب وہ آنکھین کھولکر ملاحظہ کرین نفس دینے کا ذکر تو اوپر کیا گیا اوسمین
توانجیل کا حکم ناقص ثابت ہوا مگر اب مین تینون امور کو علی سبیل المقابلہ نقل کرتا ہون —

خدا کی راہ مین دینا

قرآن مجید	بائیبل
دے مال کو اوسکی محبت پر ناتے والون کو اور یتیمونکو اور محتاجونکو اور مسافرونکو اور مانگنے والونکو اور گردن چھوڑانے مین یعنی غلام کے آزاد کرنے مین (بقرہ آیت ۱۷۷) جو لوگ اللہ کی راہ مین دیتے ہین اونکی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ اوس سے سات بالیان اوگین اور ہر بالی مین سو سو دانے لگے اور اللہ جسکے لیے چاہے بڑھاتا ہے جو اللہ کی راہ مین اپنا مال دیتے ہین اور پھر دینے کے بعد نہ تو احسان رکھتے ہین اور نہ ستاتے ہین اونھین کے لیے اونکی پروردگار کے پاس اسکا بدلا ہے (بقرہ آیت ۲۶۱ و ۲۶۲ مع حذف)	اور لاوی) اس لیے کہ اوسکا کوئی حصہ اور میراث تیرے ساتھہ نہین اور مسافر اور یتیم اور بیوہ جو تیرے پھاٹک کے اندر آوین اور کھاوین اور سیر ہون تا کہ خدا تیرے ہاتھہ کے سب کامون مین جو تو کرتا ہے تجھے برکت بخشے (استثنا ۲۹/۱۴) اگر تمھارے بھائیون مین سے تیرے پھاٹک کے اندر کوئی مفلس ہووے تو اوس سے سخت دلی مت کیجیو اور اپنے مفلس بھائی کی طرف سے اپنا ہاتھہ بند مت کیجیو بلکہ کشادہ رکھیو اور کسی کام مین جو وہ چاہے بقدر اوسکی احتیاج کے اوسکو

Marfat.com

قرآن مجید	بائیبل
ای ایمان والو دو اپنی پاک کمائی مین سے اور جو ہمنے زمین سے تمھین نکال دیا ہے اور گندی و ردی چیز دینے کی نیت نرکھو جسے تم خود لینا پسند نہین کرتے۔ (البقرہ آیت ۲۶۷) نیکی کی حد کو ہرگز نہ پہونچو گے جبتک اوس چیز مین سے ندو جسے تم دوست رکھتے ہو (آل عمران آیت ۹۲)	ضرور قرض دیجیو خبردار تیرے دلمین اندیشہ نگذرے مسکین زمین پر سے جاتے نرہینگے اس لیے یہ کہکے مین تجھے حکم کرتا ہون کہ تو اپنے بھائی کے واسطے اور اپنے مسکین کے لیے اور اپنے محتاج کے واسطے جو تیری زمین پر ہی اپنا ہاتھ کشادہ رکھیو (استثنا باب ۱۵ درس ۷-۱۱ مختصراً)

دینے مین ریا وغیرہ نکرنا

قرآن مجید	بائیبل
ای ایمان والو اپنے دینے کو ضائع نکرو احسان رکھکر اور ستا کر مثل اوس شخص کے کہ اپنا مال لوگون کے دکھاوے کو دیتا ہی اور اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہین لاتا سو اوسکی مثال جیسے صاف پتھر اور اوسپر مٹی پڑی پھر اوسپر زور کا مینہ برسا اور وہ صاف ہو کر رہگیا اسیطرح ریاکارون کو اونکی کمائی کچھ اونکے ہاتھ نہین لگیگی اور مثال اونکی جو اپنے دلی اعتقاد سے اللہ کی خوشنودی کے لیے اپنا مال صرف کرتے ہین ایسی ہی جیسے بلندی پر ایک باغ اوسپر مینہ برسا تو وہ اپنا پھل دونا لایا اور اگر مینہ نہ برسا تو اوس ہی اوسکو کفایت کرتی ہی (بقرہ آیت ۲۶۴ و ۲۶۵)	خبردار رہو کہ تم اپنے نیک کامون کو لوگون کے سامنے دکھلانے کے لیے نکرو نہین تو تمھارے باپ سے جو آسمان پر ہی اجر نلیگا اسلیے جب تو خیرات کرے اپنے سامنے ترہی مت بجا جیسا ریاکار عبادت خانون اور راستون مین کرتے ہین تاکہ لوگ اونکی تعریف کرین مین تمسے سچ کہتا ہون کہ وے اپنا اجر پا چکے (متی ۶ ۱ و ۲) ہر ایک جس طرح اپنے دل مین ٹھہراتا ہی دیوے نہ کہ دریغ سے یا لاچاری سے کیونکہ خدا اوسی کو جو خوشی سے دیتا ہے پیار کرتا ہے۔ (۲ قرنتیون ۹/۷)

Marfat.com

خدا کی راہ مین کس طرح دینا چاہیے

قرآن مجید

اگر کھلے خیرات دو تو بھی اچھا ہی اور اگر چھپا کر فقیرون کو دو تو تمھارے لیے بہتر ہے اور یہ دینا کسی قدر تمھارے گناہ مٹاتا ہے اور جو کچھہ تم کرتے ہو اللہ اوس سے آگاہ ہی ۔ (بقرہ آیت ۲۷۱)

جو لوگ اپنا مال رات و دن چھپے اور کھلے دیتے ہین اونکے لیے اونکے پروردگار کے پاس بدلہ ہے اور نہ اونھین کچھہ ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے (بقرہ آیت ۲۷۴)

جنھون نے ہمارے دیے مین سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا اور برائی کے بدلے مین بھلائی کرتے ہین اونھین کے لیے آخرت مین جزا ہے (رعد آیت ۲۲)

بائیبل

جب تو خیرات کرے تو چاہیے کہ تیرا بایان ہاتھہ نجانے[۱] جو تیرا دہنا ہاتھہ کرتا ہی تاکہ تیری خیرات پوشیدہ ہی (متی ۶ و ۳ و ۴)

اونکی خوشی فراوانی اور اونکی افلاس کامل نے اونکی سخاوت کی کثرت کو زیادہ ظاہر کیا کیونکہ مین یہ گواہی دیتا ہون کہ اونھون نے تا مقدور بلکہ مقدور سے زیادہ از خود خیرات کی (۲ قرنتیون ۸ و ۲ و ۳) پر اوس خدمت کی بابت جو مقدس لوگون کے واسطے ہی میرا لکھنا تمکو زائد ہے کیونکہ مین تمھاری ہمت کو جانتا ہون اور یہی باعث ہی جو مین مقدونیون کے آگے تمھارے سبب سے یہ فخر کرتا ہون کہ ملک آخایہ ایک برس کے آگے خیرات دینے کو تیار تھا اور تمھاری سرگرمی نے بہتون کو تحریص کیا (ایضاً ۹ ۱ و ۲)

اس مقابلہ سے ظاہر ہوگیا کہ نفس دینی کا حکم تو جس طرح بیبل مین ہی اوسی طرح قرآن مجید مین ہی بلکہ قرآن تمثیلین دیکر خوب ترغیب دی ہی ریاکاری سے دینے کو بھی دونون جگہ منع کیا ہی مگر چند امور مین فرق ہے - اول یہ کہ قرآن مجید مین عمدہ اور پسندیدہ چیز دینے کا حکم ہے یعنی خیرات کے دینے کی عمدگی یہ ہے کہ پسندیدہ چیز دیجاے ایسا نکرنا چاہیے کہ بمقتضای مثل مشہور (موئی بچھیا بامھن کے نام) نکمی اور ردی چیز خیرات کرے یہ حکم بیبل مین نہین دیکھا گیا - دوسرے یہ کہ قرآن مجید گرچہ ریا اور دکھاوے

[۱] یہ مضمون حدیث مین نہایت عمدہ طرز سے بیان کیا گیا ہے جس سے پوشیدہ دینے کی نہایت عمدگی اور تاکید معلوم ہوتی ہے (دیکھو مشکوۃ باب الانفاق) اصل امر یہ ہے کہ اگر ظاہر دینے کی ضرورت نہو تو پوشیدہ دینا بہتر ہے ۱۲

Marfat.com

سخت منع کرتا ہے مگر دینے کے باب مین ظاہر اور پوشیدہ ہر طرح دینے کا حکم کرتا ہے کیونکہ بعض وقت ظاہری دینے کی ضرورت پڑتی ہی مثلاً اورون کو ترغیب دینا منظور ہے اسوجہ سے خاص پوشیدہ طور سے دینے کا حکم کرنا کامل حکم نہین ہوسکتا ہی تیسرے یہ کہ حضرت مسیح نے کاملیت کے لیے کل مال صرف کرنے اور قلندر ہوجانے کا حکم کیا اور قرآن مجید مین اوسکی جگہ موقع سے صرف کرنا اور محبوب اور مرغوب شے دینے کا حکم دیا اور بالکل قلندر ہوجانے سے منع کیا۔ چوتھے یہ کہ شریعت محمدیہ نے دینے مین ایک مناسب طور پر تعیین بھی کردی ہی تاکہ ہر ایک کو اوسکے ادا مین آسانی ہو اور مسکینون کا حق رہ نجاے انجیل مین یہ بات نہین ہی البتہ توریت مین ہی مگر اوسمین بھی کسیقدر تکمیل کی گئی۔

تعلیم دہم — شراب اور جوے کا حرام ہونا۔ شراب کی برائی اگرچہ توریت کے بہت سے مقامات[1] سے نکلتی ہے مگر اوسکی حرمت عام طور پر معلوم نہین ہوتی بلکہ مخصوص لوگون کے لیے اور خاص وقتون مین ہی مثلاً جب کاہن جماعت کے خیمہ گاہ مین داخل ہو تو کل نشہ کی چیز اوسے ممنوع ہی (احبار $\frac{۱۰}{۹}$) یا جو کوئی شخص منت مانکر اپنے آپ کو خدا کا نظیر بناوے تو اوسے حکم ہے کہ اپنی منت کے دنون مین کل نشہ کی چیزون سے پرہیز کرے (گنتی $\frac{۶}{۳}$) انجیل نے اس حکم مین ترمیم نہین کی بلکہ اوسکی اشاعت مین کسی قدر تائید کی مثلاً حضرت مسیح نے لوگون کے پینے کے لیے معجزہ سے پانی کو شراب کردیا (دیکھو یوحنا $\frac{۲}{۱۱}$) اور پولوس نے قوت کے لیے طمطاؤس کو پینے کا حکم کیا (دیکھو اول طمطاؤس $\frac{۵}{۲۳}$) یہ امور بلاشک اوسکی اشاعت کے ممد ہین البتہ کلیسیا کے نگہبان یا خادم الدین کو شراب پینے کی ممانعت معلوم ہوتی ہی (دیکھو اول طمطاؤس $\frac{۳}{۳}$) غرضکہ شراب کی حرمت کا ذکر تو کسی قدر پہلی کتابون مین ملتا ہی مگر جوے کی حرمت کا پتہ نہین لگتا شریعت محمدیہ نے ان دونون چیزون کو قطعاً حرام ٹھہرایا ہے شراب کی حرمت وہان خاص لوگون کے لیے تھی یہان خاص و عام سب کے لیے ہی اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس حکم مین شریعت محمدیہ نے اگلی شریعت کی مخالفت کی ہرگز نہین بلکہ

---

[1] دیکھو پیدایش $\frac{۹}{۲۱}$ امثال $\frac{۲۰}{۱}$ وغیرہ اور خاص لوگون کو اور خاص اوقات مین اسکا حرام ہونا خود اس امر کی دلیل ہی کہ یہ خدا کی نظر مین بری چیز ہے ۱۲

تکمیل کی یا یون سمجھیے کہ امت محمدیہ کے عوام خدا کے نزدیک امت موسوی اور عیسوی کے خواص کے مانند ہین اور خواص کا تو کیا ذکر ہے اسلیے کل امت پر حرام کر دی گئی اس تقدیر پر سب شریعتون کا مقصود ایک ہا قرآن مجید کا وہ مقام جس سے ان دونون چیزون کی حرمت ثابت ہوتی ہے یہ ہے اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ (مائدہ آیت ۹۳-و۹۴) اسے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور پانسے گندے کام ہین شیطان کے انسے بچتے رہو تا کہ تمھارا بھلا ہو شیطان کا یہی مقصد ہے کہ شراب اور جوے کی وجہ سے تمھارے درمیان مین عداوت اور دشمنی ڈالے اور اللہ کی یاد اور نماز سے تمھین باز رکھے پھر اب بھی تم باز آؤ گے۔ یعنی جب اسمین دنیا و دین کی مضرت ہی تو اس سے باز رہنا ضرور ہے یہ دونون چیزین ایسی ہین کہ اسوقت دنیا کے عقلا کا انکی برائی پر اتفاق ہے شراب کی مضرت مین حکماے یورپ نے کتابین تصنیف کی ہین اور اسکے انسداد کے لیے شور مچا رہے ہین جسکے دماغ مین ذرا بھی انصاف کی بو ہوگی وہ بے تامل کہدیگا کہ بانی شریعت محمدیہ بیشک علام الغیوب ہی کیونکہ تیرہ سو برس پیشتر اوس ظلمت کے وقت مین کہ عام طور پر لوگ جہالت کے نشہ مین سرشار ہو رہی تھی اور بجز خاص امور کے علوم اور فنون اور تہذیب کی ہو بھی انھین نہین لگی تھی ایسے تہذیبی اور مہلک امور کو قطعاً حرام کر دیا۔ کیا یہ تہذیب اور شایستگی اور زندگی بخش احکام جہلاے عرب سے سیکھے ہرگز نہین وہ تو سب کے سب اس بلا مین گرفتار تھے چنانچہ گاڈفری ہیگنس اپنی کتاب اپالوجی کے دفعہ ۱۶ مین لکھتا ہی کہ مورخون نے بیان کیا ہے کہ محمد کے زمانے کے پیشتر اہل عرب مینوار ی و قمار بازی کے نہایت عادی تھے مگر انکے دو حکمون کی وجہ سے شراب اور قمار بازی کا رواج قطعاً موقوف ہو گیا گو انکو ذریعہ شہوت رانی انکے رفقا کا الزام لگایا گیا ہے چنانچہ اوپر مذکور ہوا (مگر آپ کی تعلیم مین) تقوی اور پرہیزگاری براے نام ہی نہین معلوم ہوتی بلکہ مے نوشی اور قمار ایسے کبائر جرم قرار دیے گئے جو معافی کے لائق نہین اور جسکی بیخ کنی ایکدم سے کر دی گئی" اہل عرب اسقدر شراب خواری کے عادی ہو رہے تھے کہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس عادت و رواج کے مٹانے کے لیے اس امر کی ضرورت پڑی کہ جن مخصوص برتنون مین نشہ کی چیزین استعمال کیجاتی تھین اونکا برتنا ابتدا مین قطعاً

Marfat.com

موقوف کردیا گیا پھر بھلا اون عرب سے ایسی تعلیم سیکھنے کے کیا معنی ہوسکتے ہین۔ پھر کیا عیسائیون
سے سیکھے ہرگز نہین عیسائیون کے یہان تو پانسو برس بیشتر اسکے جواز کا فتوی ہوچکا تھا چنانچہ اوپر
مذکور ہوا۔ گاڈفری ہگنس اپنی کتاب کے دفعہ ۱۲ مین کس حسرت سے لکھتا ہو کہ "فی الحقیقت
میرے قیاس مین انگلستان کی کیا خوش قسمتی ہوتی اگر موجب حکم الٰہی دین عیسوی مین بھی
اسکی ممانعت ہوجاتی" پھر دفعہ ۲۶ مین لکھا ہو "میری راے ناقص اور خیالات محدود کے موجب
اگر شراب اور قماربازی وغیرہ کی ممانعت انجیلون مین پائی جاتی تو انسان کی خوشی کچھ کم نہو رہتی
اور اگر حضرت عیسے علیہ السلام اپنے علم غیب سے جو بزعم لوگون کے اونکو حاصل تھا اور جسکا محمد کو دعوی
نہ تھا نشے کی چیزون کی ممانعت کرتے بجز ان صورتون کے جنمین وہ دوا کے طور پر ضروری ہین
تو اس سے کچھ برائی زیادہ نہوجاتی" پھر اگر یہ کہا جاے کہ توریت سے سیکھے تو یہ بھی خیال مین نہین آتا کیونکہ
یہ احکام نہ توریت مین ہین اور نہ توریت آنحضرت پڑھی تھی اور یہود سے سیکھنے کا احتمال نہین ہوسکتا کیونکہ انکی کتاب
جب ان احکام سے خالی ہو تو وہ کیونکر ایسی تعلیم دیسکتے تھے اور قماربازی کی حرمت تو وہان بالکل ہی نہین ہے
دیکھو گاڈفری ہگنس دفعہ ۱۶ مین لکھتا ہو "محمد کے قانون کی رو سے قماربازی کی صاف ممانعت ہے
اس قانون کی مراد مفید ہے یقیناً کوئی منکر نہوگا۔ آپ کے اخلاق کی خوبی سے انکار نہین ہوسکتا [illegible]
کہ آپ نے صرف اوسکو انجیل سے نقل کیا ہو مینے اس برائی کی ممانعت کو یہ احکام شرع مین دیکھا [illegible]
اس محقق عیسائی کے قول سے ایک امر تو ثابت ہوگیا اب باشراب کا حرام ہونا وہ بھی اس طور پر ہے
جسطرح شریعت محمدیہ مین ہو کہ تھوڑی بہت عام و خاص کسیکو اجازت نہین۔
اب از روی انصاف کے دیکھنا چاہیے کہ جس وقت نفس کی خواہش کو دیکھا جاتا ہو تو سو آرزو سے
جواز کا حکم دیتی ہو اور اگر اوسوقت کے رواج پر خیال کیا جاتا ہے تو وہ بھی اسمین سرشار رہنے کی اجازت
دیتا ہو اور جب اگلی شریعت پر نظر ڈالی جاتی ہو تو وہ بھی اباحت کا فتوی دیتی ہو پھر ان سب کو چھوڑ کر شریعت
محمدی نے نفس کے مخالف وہ مفید اور عمدہ حکم دیا جسکی خوبی سیکڑون برس بعد ظاہر ہوئی پھر یہ قوت
الہامیہ کا کام نہین تو کسکا ہے جو مشتری بندۂ درہم و دینار اوس سرور انبیا پر نفس پروری کی تہمت لگاتا

لگاتے ہین وہ آنکھین کھول کر دیکھین (اگر اونکے آنکھین ہون) کہ اگر نفس پروری کا اوس جناب مین شائبہ بھی ہوتا تو ایسی خوش آیند چیز کو آپ قطعاً حرام کیون کر دیتے جسپر تمام حظوظ نفسانی کا گویا مدار ہی آپ کو تو رواج اور شریعت دونون اجازت دیتے تھے پھر کسکا خوف تھا کہ آپ نے ایسی چیز پرہیز کرنیکا قطعی حکم دیدیا پھر صرف ممانعت ہی نہین کی بلکہ یہ حکم کیا کہ جس کسی کا پینا ثابت ہو اوسپر اسّی کوڑے لگائے جائین۔

تعلیم یازدہم — خون نکرنا۔ پادری صاحب صفحہ ۲۷۹ مین لکھتے ہین کہ " توریت مین قتل کی ممانعت تھی انجیل مین کی تشریح یا ارشاد ہوا کہ خدا تعالے کے حضور نہ صرف قاتل سزا کے لائق ہی بلکہ وہ شخص بھی جو دوسرے پر بے سبب غصہ کرے یا اوس سے بدزبانی کرتا ہی وہ بھی سزا پانیکا مستحق ہی پادریصاحب نے انجیل متی کے باب ۵ ورس ۲۱ و ۲۲ کا مضمون بیان کیا ہی اوسے مین نقل کرتا ہون (۲۱) تم سن چکے ہو کہ اگلون سے کہا گیا کہ تو خون مت کر اور جو کوئی خون کرے عدالت مین سزا کے لائق ہوگا (۲۲) پر مین تمھین کہتا ہون کہ جو کوئی اپنے بھائی پر بے سبب غصہ ہو عدالت مین سزا کے قابل ہوگا اور جو کوئی اپنے بھائی کو راکا۔ (یعنے واہی یا بیوقوف) کہے صدر مجلس مین سزا کے لائق ہوگا اور جو اوسکو مورہ (یعنی احمق یا باغی) کہے جہنم کی آگ کا سزاوار ہوگا (۲۳) پس اگر تو قربان گاہ مین اپنی نذر لیجاے اور وہان تجھے یاد آوے کہ تیرا بھائی تجھسے کچھ مخالفت رکھتا ہے (۲۴) تو وہان اپنی نذر قربان گاہ کے سامنے چھوڑکے چلا جا پہلے اپنے بھائی سے میل کر تب آکے اپنی نذر گذران ""

ان ورسون کی تشریح کے لیے لفظون کے معنی معلوم ہونا چاہیئے اوّل یہ کہ اپنے بھائی سے کون لوگ مراد ہین دوسرے یہ کہ بے سبب غصہ ہونے سے کیا مقصود ہی جس وقت میل کے محاورات اور خاص ۲۳ و ۲۴ ورس پر محققانہ طور پر نظر کیجاے تو بالیقین معلوم ہوتا ہے کہ اپنے بھائی سے مقصود خاص وہی لوگ ہین جو مذہب کے شریک اور نیکوکار ہین کیونکہ قطع نظر محاورہ کے دو وجہون سے یہ امر ثابت ہوتا ہے اول یہ کہ ۲۴ ورس مین اون سے میل کرنے کی تاکید ہے اور تعلیم ہفتم مین توریت و انجیل دونون سے ثابت ہو چکا ہے کہ بدکارون سے ملنے کی قطعاً ممانعت ہی اور اونسے صحبت رکھنا اور اونکے ساتھ خورونوش کرنا

بالکل ممنوع ہی کیونکہ پولوس کہتے ہین "پر میننے اب تمھین یہ لکھا ہی کہ اگر کوئی بھائی کہلا کے حرامکار یا لالچی
یا بت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی یا لوٹیرا ہو تو اوس سے صحبت نرکھنا بلکہ ایسے کے ساتھ کھانا
تک نہ کھانا" (نامہ اول قرنتیون ۵ باب ۱۱) پولوس کے قول سے یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ بھائی کا اطلاق
مذہب کے شریک پر آتا ہے نہ غیرون پر۔ دوسرے یہ کہ حضرت مسیح نے فقیہون اور فریسیون کو اکثر
اوقات سخت کلمات کہے ہین مثلاً ریاکار۔ حرامکار۔ بدکار۔ اندھا سانپ۔ اور سانپ کا بچہ۔
یہ سب الفاظ حضرت مسیح نے غیرون کو کہے ہین (دیکھو متی کا باب ۱۲ ورس ۳۹ و باب ۲۳ ورس ۱۳-۳۳)
اور ظاہر ہے کہ یہ الفاظ بیوقوف اور احمق کہنے سے زیادہ سخت ہین پس جب حضرت مسیح نے احمق کہنے
سے منع کیا اور غیر لوگون کو اوس سے زیادہ سخت الفاظ کہے تو معلوم ہوا کہ اونکو یہ سخت الفاظ کہنا منع
نہین ہین ورنہ وہ نقص عائد ہوگا جو حضرت مسیح فقیہون اور فریسیون پر عائد کرتے ہین کہ وہ کہتے ہین
پر کرتے نہین (دیکھو متی ۲۳ باب ۳) الغرض ثابت ہوا کہ نیکوکار مسیحی بھائی سے بدزبانی کرنا منع ہی نہ غیر لوگون
سے پھر جب اس پر نظر کیجائے ایسے سبب کی بھی قید لگی ہی تو معلوم ہوگا کہ اگر کوئی سبب ہو تو اپنے دینی
بھائی کو بھی سخت الفاظ کہنا اور غصہ ہونا منع نہین ہی اب رہا یہ امر کہ وہ سبب کیا ہی اور کس درجہ کا
اوس سبب کو ہونا چاہیے اس مقام سے اوسکا پتہ نہین لگتا البتہ جس مقام پر حضرت مسیح نے
افضل الحوارین پطرس کو شیطان کہا ہی اوس جگہ سے اس سبب کا اندازہ کسیقدر ہو سکتا ہی وہ قصہ
متی حواری نے اپنی انجیل کے باب ۱۶ مین اس طرح نقل کیا ہی (۲۱) "اوس وقت سے یسوع اپنے شاگردون
کو خبر دینے لگا کہ ضرور ہے کہ مین یروشلم کو جاؤن اور بزرگون اور سردار کاہنون اور فقیہون سے بہت دکھ اوٹھاؤن
اور مارا جاؤن اور تیسرے دن جی اوٹھون (۲۲) تب پطرس اوسے کنارے لے گیا اور جھنجھلا کر کہنے لگا
ای خداوند تیری سلامتی ہو یہ تجھپر کبھی نہوگا (۲۳) پر اوسنے پھر کے پطرس سے کہا کہ اے شیطان میرے
سامنے سے دور ہو الخ"۔ اب ناظرین اس کلام مین غور کرکے اوس سبب کے اندازہ کو دریافت کرلین
جسکی وجہ سے دوسرے بھائی کو سخت الفاظ کہنا انجیل کی رو سے درست ہوجاتا ہی میری دانست مین یہان
کوئی وجہ اس سخت لفظ کہنے کی نہین معلوم ہوتی بجز اسکے کہ اونسنے ایک وحشتناک خبر کو سنکر

جو اوسکی دلی تمنا کے خلاف تھی باور نکرسکا اور متعجب سمجھا اور دعا دیکر کہنے لگا کہ تیری سلامتی ہو
تجھپر کبھی نہ ہوگا یہاں اسقدر کہہ سکتے ہین کہ مقتضاے کمال ادب یہ تھا کہ اپنی دلی حالت کو ضبط
کرکے حضرت مسیح سے کہہ دیتے اب غور کرنا چاہیے کہ جبکہ ایسی خفیف وجہ سے نیکوکار دینی بھائی
کو اسقدر سخت الفاظ کہنا درست ہوا تو اس حکم پر کیا معتبر اثر مرتب ہو سکتا ہی جسکو پہلے حکم موسوی
کی تکمیل یا تشریح کہی جاسے کیونکہ کوئی عاقل ایسا نہین ہی کہ بغیر خفیف وجہ کے بھی کسیکو سخت الفاظ کہے
بوجہ سخت کلامی کو تو ہر ذی عقل برا جانتا ہے توریت مین صاف لکھا ہی کہ تو اپنے بھائی کو اپنے مانند
پیار کر پھر کیا اس سے ثابت نہین ہوتا کہ تو اپنے بھائی سے بدزبانی نکر اگر ثابت ہوتا ہی (اور بیشک
ہوتا ہی) تو فرماتے کہ کس امر کی تکمیل ہوئی اور اگر اس حکم کو حکم موسوی کی تشریح کہی جاوے تو شریعت محمدیہ
نے نہایت عمدہ اور کامل طور سے اسکی تکمیل کی ہی کیونکہ قرآن مجید اور احادیث مین صاف صاف ارشاد ہوا
کہ خدا تعالے کے حضور صرف قاتل یا بدزبان ہی نہین سزا کے لائق ہی بلکہ وہ بھی جو کسی پر بدگمانی کرے یا
پوشیدہ حالات کو ٹٹولے یا اپنے بھائی سے دل مین رنجش رکھے سزا کے لائق ہوگا۔ سرور انبیا فرماتے ہین کہ
کسی مسلمان کو جائز نہین کہ تین دن سے زیادہ رنجش کی وجہ سے اپنے بھائی سے نملے اور جو ایسا کرے گا
اور اوسی حال مین مرجائیگا تو جہنم کا سزاوار ہوگا جسنے بنظر غور انجیل اور قرآن و حدیث کو دیکھا ہی وہ
بالیقین کہہ سکتا ہی کہ جس قدر زبان کی بندش شریعت محمدیہ مین کی گئی ہی شریعت عیسوی مین ہرگز
نہین ہی الغرض شریعت عیسوی نے پہلی شریعت کی اگر تکمیل کی تھی تو فی الجملہ کی تھی مگر شریعت محمدیہ نے
کامل طور پر اوسکی تکمیل کردی اس مسئلہ کو ناظرین تکمیل الادیان مین بھی ملاحظہ کرین وہان کسیقدر اوسکی تفصیل کیگئی
تعلیم دوازدہم۔ طلاق کا جائز ہونا۔ ہر ایک ذی فہم اسکا یقین کرسکتا ہی کہ جس طرح نکاح کے
جواز پر عقل انسانی اور کتب سماوی دونون شہادت دیتی ہین اسیطرح طلاق کے جواز پر بھی یہ دونو
شاہد ہین بلے تامل عقل یہ حکم کرتی ہی کہ جب عورت سے وہ مقصود حاصل نہو جس غرض سے رشتہ نکاح
جائز کیا گیا ہی تو اس رشتہ کا توڑ دینا کسیطرح معیوب نہین ہی خصوصًا ایسی حالت مین کہ مرد اوسکی بیوفائی
اور بدمزاجی سے تنگ آکر اپنی زندگی عمدہ طور سے بسر نکرسکتا ہو وہ کون عقل ہی کہ انسان کو اپنی

Marfat.com

ندگی کے تلخ کرنے پر مجبور کرے عقلی شہادت کے لیے یہ مختصر بیان کافی ہی اسلیے اب نقلی شہادت پیش لیجاتی ہی توریت مین اس حکم کے نسبت اس طرح لکھا ہی کہ "اگر کوئی مرد کوئی عورت لیکے اوس سے یاہ کرے اور بعد اوسکے ایسا ہو کہ وہ اوسکی نگاہ مین عزیز نہو اس سبب سے کہ اوسنے اوسمین کچھ پلید ت پائی تو وہ اوسکا طلاق نامہ لکھ کے اوسکے ہاتھ دے اور اوسے اپنے گھر سے باہر کرے ور جب وہ اوسکے گھر سے نکل گئی تو جا کے دوسرے مرد کی ہوئے پھر اگر دوسرا شوہر بھی وس سے ناخوش ہوجا اور اوسکا طلاق نامہ لکھ کے اوسکے ہاتھ مین دے اور اپنے گھر سے نکال دے یا اگر دوسرا شوہر اوسے جورو کر کے مرجاے تو روا نہین کہ اوسکا پہلا شوہر جسنے اوسے نکال دیا تھا اوسے پھر لے (استثنا ۲۴ / ۱-۴)

س مقام پر پہلے ورس کی شرح مین علما یہود کا اختلاف ہی چنانچہ کیا سلس بائبل ڈکشنری مطبوعہ ۱۸۶۳ء لے صفحہ ۴۴۳ و ۴۴۴ مین لفظ ڈائیوورس (یعنی طلاق) کے بیان مین لکھا ہی "لیکن اس جملہ کے یا معنی ہین کہ وہ اوسکی نگاہ مین عزیز نہو اس سبب سے کہ اوسنے اوسمین کچھ پلید بات پائی یا اوسکے معا نی یہ ہو سکتے ہین کہ اوسنے برہنگی کے اسباب پائے مفسرین اوّل ہی زمانے سے اسمین مختلف رہے ین کتاب مشنا سے معلوم ہوتا ہی کہ شمعی جو مسیح سے کسیقدر پیشتر تھا اس جملہ کے معنی یہ بیان کرتا تھا کہ وئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق نہین دیسکتا جب تک کہ اوسکو ایسی حرکات کا مرتکب نپاوے جو لائق طعنہ زنی ور قوانین نکوئی کے خلاف ہین۔ مگر ہلل جو کہ شمعی کا شاگرد ہے اوسکی تعلیم اسکے خلاف تھی وہ کہتا ہی ہر ایک قصور پر جسے کہ شوہر ناخوش ہو طلاق دینا روا ہی مثلاً کھانا خراب کر دینا (یہ بھی ایک قصور ہے) ور ربّی اکیوا اس سے بھی ترقی کر کے اس جملہ کے معنی یہ بیان کرتا ہی کہ ہر ایک شخص اپنی زوجہ کو طلاق دینے کا مختار ہے اگرچہ کوئی قصور اوسنے نکیا ہو صرف اس باعث سے بھی کہ دوسری عورت اوسکی زوجہ سے زیادہ حسین ہی۔ اوس زمانے مین یہودی اسی خیالات کے پابند تھے۔ نبیونکی تحریرات سے ظاہر ہے

سلہ یہ ترجمہ زیادہ مناسب ہی کیونکہ جس عبرانی لفظ کا ترجمہ پلیدی یا پلید بات کیا گیا ہی وہ یہ ہے ערוה (عورہ) یہ لفظ بعینہ عربی مین بھی مستعمل ہی اسکے ٹھیک معنی ننگا پن ہین اس لفظ کے لحاظ سے شمعی کی رائے کو ترجیح معلوم ہوتی ہی۔ اور ولیم اسمتھ بھی اسمال بائبل ڈکشنری مین شمعی اور ہلل کی رائے

کہ یہودی جب اسیری سے واپس آئے تو طلاق دینے کی اون مین کثرت ہو گئی - اور فیلو اور یوسیفس اور عہد جدید سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ مسیح کے وقت تک اسکا بہت رواج تھا - الغرض اس امر مین تو اختلاف رہا کہ کس سبب سے طلاق دیجاے مگر یہ امر متفق علیہ ہے کہ بعد طلاق دینے کے پھر اوس شوہر کے نکاح مین نہین آسکتی یعنی اس رشتہ کے ٹوٹ جانے کے بعد پھر جوڑنے کی کوئی سبیل نہین ہی اگرچہ کیسی ہی ضرورت پیش آئے - اب انجیل کا بیان اس مسئلہ مین سنا چاہیے متی کے باب ۱۹ مین ہے "(۳) اور فریسی اوسکی آزمایش کے لیے اوس پاس آئے اور اوس سے کہا کیا روا ہی کہ مرد ہر ایک سبب سے اپنی جورو کو چھوڑ دیوے (۴) اوسنے جواب مین اونسے کہا کیا تمنے نہین پڑھا کہ خالق نے شروع مین اونھین ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت بنائی (۵) اور فرمایا کہ اسلیے مرد اپنے مان باپ کو چھوڑیگا اور اپنی جورو سے ملا رہیگا اور وہ دونون ایک تن ہونگے (۶) اسلیے اب وے دو نہین بلکہ ایک تن ہین پس جسے خدا نے جوڑا اوسے انسان نہ توڑے (۷) اونھون نے اوس سے کہا پھر موسی نے کیون حکم دیا کہ طلاق نامہ اوسے دیکے اوسے چھوڑ دے (۸) اوسنے اونسے کہا کہ موسی نے تمھاری سخت[۱] دلی کے سبب

[۱] اگر صرف انجیل کی عبارت پر نظر کیجاے تو ایک عمدہ بات یہ ثابت ہوتی ہی کہ احکام اخلاقی مین بھی بحسب مصلحت وقت تغیر ہوتا ہے پھر یہ نہین کہ ناقص حکم کے بعد کامل دیا جاے بلکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ بسبب ضرورت کے کامل حکم کے بعد ناقص دیا جاتا ہے کیونکہ حضرت مسیح کے اس قول سے ثابت ہی کہ حضرت موسی کے پیشتر طلاق کی بابت کامل حکم تھا پھر حضرت موسی کے وقت مین لوگون کی حالت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ ہر ایک سبب سے طلاق کی اجازت دی گئی (جسکو پادری صاحب ناقص حکم بتاتے ہین) بعد ازان حضرت مسیح کے وقت مین اسکا تغیر اسطرح ہوا کہ طلاق کا جواز خاص زنا کی حالت سے مخصوص ہوگیا - اس مختصر تحریر سے پادری صاحب کے اختلاف چہارم کی تمام تقریرین اور چرب زبانیان درہم برہم ہوجاتی ہین - افسوس ہی کہ پادری صاحب نے عیسائی ہوکر انجیل کو بھی نہین دیکھا - یہان ایک خلجان یہ بھی ہوتا ہے کہ جورون کو چھوڑ دینے کی اجازت اونکی سخت دلی قرار دینا مقتضای عقل کے بالکل برخلاف ہی کیونکہ سخت دلون کو سخت حکم ہونا چاہیے اگر وہ سخت دل تھے تو اونھین طلاق دینے سے بالکل ممانعت یا طلاق کو زنا کے ساتھ مقید کرنا چاہیے تھا کیونکہ یہ ایک سخت حکم ہے - اور سخت دلون کو سخت احکام مناسب ہین جیسا کہ اسوقت تک تمام عقلا کا عام دستور ہے - یہان اولٹی بات ہو رہی ہے کہ سخت دلون کو نرم حکم اور نرم دلونکو سخت حکم دیے جاتے ہین غرضکہ اس اجازت کی علت اونکی سخت دلی قرار دینا کسیطرح صحیح نہین ہوسکتا اگر سچ پوچھیے تو عام طور سے طلاق کی اجازت کا الزام حضرت موسی پر زبردستی ہی کیونکہ اونکے کلام سے یہ بات ثابت نہین ہوتی یہان یہ بھی ایک احتمال ہی کہ یہ بھی کسی شخص کے قول کو حضرت مسیح کیطرف منسوب کیا ہی الحاصل یہ مقام اعلاط سے خالی نہین فتامل ا محمد ہری بخش عفی عنہ

Marfat.com

تمکو اپنی جوروونکو چھوڑ دینی کی اجازت دی پر شروع سے ایسا نتھا (۹) اور مین مِتّی کہتا ہون کہ جو کوئی اپنی جورو کو سوا
زنا کے اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے۔ ڈکشنری کو مین فریسیونکے سوال کی وجہ اسطرح لکھی ہے
فریسیون نے مسیح کو اوجھاوے مین ڈالنے کے لیے یہ سوال کیا تھا۔ بعد اسکے جو گفتگو مسیح سے
ہوئی اوس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہودی اوس وقت ہِلّل کی رائے کے پابند تھے اور اوسپر
عملدرآمد تھا اور شمّئی کی رائے کے پابند نہ تھے۔ اور اسکاٹ صاحب مقام مذکور کی شرح مین اسطرح
لکھتے ہین۔ فریسیون کا ارادہ یہ تھا کہ وہ اسکے جواب مین اپنی زبان سے آپ پھنسے اور اونکی
چالاکی اس سوال مین یہ تھی کہ یہودیون مین اس مقدمے کی بابت دو رائین تھین یعنی بعضے
ربی ہلل نامے کے فتوے پر عمل کرتے تھے جو کہتا تھا کہ مرد اپنی جورو کو کسی قصور یا ناراضی کے سبب
چھوڑے تو جائز ہے اور بعضے ربی شمّئی کی رائے مانتے کہ زناکاری کے سوا اور کوئی سبب طلاق کا
نہین ہے پس جو کچھ جواب مسیح اس سوال کا دے وہ ان دونون مین سے ایک کو ضرور ناراض کریگا
(دیکھو تفسیر اسکاٹ صفحہ ۱۴۶) اور بعینہٖ یہی مضمون تفسیر بارنس مطبوعہ ۱۷۹۹ء کے صفحہ ۵۵ مین ہے
اب مین یہ کہتا ہون کہ ان علماے مسیحیہ کے اقوال سے یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ طلاق کو صرف زنا
پر منحصر کرنا حضرت مسیح کا کوئی نیا حکم نہین ہے بلکہ بعض علماے یہود کی پہلے سے یہ رائے تھی پس وہ امر
جو بحسب ظاہر انجیل کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ اس حکم کے موجد و بانی خاص حضرت مسیح ہین صحیح
نہین ہے اسی طرح یہ امر جو انجیل کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت موسی نے ہر ایک سبب سے طلاق
دینے کی اجازت دیدی تھی صحیح نہین ہے بلکہ حضرت موسی نے اس مقام پر ایسا مجمل کلام بولا ہے جسکے وہ معنی
بھی ہوسکتے ہین جو ربی شمّئی نے کیے ہین جسکی رو سے طلاق دینا زنا اور اوسکے دواعی سے مخصوص ہوجاتا ہے
اور وہ معنی بھی ہوسکتے ہین جو ربی ہلل نے کیے ہین جسکی رو سے مرد ہر ایک سبب سے طلاق دیسکتا ہے اور حضرت
مسیح کا اس معنی کو حضرت موسی کیطرف منسوب کرنا محض اس وجہ سے ہے کہ یہود کے اعتقاد مین بھی امر تھا کیونکہ
وہ لوگ ربی ہلل کی رائے کے متبع تھے) الغرض حضرت مسیح نے کوئی نیا حکم اس امر مین نہین دیا بلکہ مختلف فیہ
امرون سے ایک امر کو اختیار کرلیا۔ بیان سابق سے طلاق کی تین صورتین نکلین۔ ایک یہ کہ بلا قصور یا

وسبب طلاق دیجاے اس صورت کا جواز ربی اکیوا توریت سے نکالتا تھا دوسرے یہ کہ بلا تخصیص ہر ایک
قصور وسبب سے اسکی اجازت ہو گو کیسا ہی کم مرتبہ قصور کیون نہو جیسا کہ ربی ہلل کی راے تھی تیسرے
یہ کہ طلاق کو صرف زنا سے خاص کر دیا جاے جیسا کہ ربی شمئی کا قول ہے - انکے علاوہ ایک چوتھی صورت
یہ ہے کہ فی نفسہ طلاق کو ایک امر ممنوع اور برا قرار دیا جاے مگر جواز اوسکا ضرورت پر منحصر ہو اور کسی خاص
سبب سے مخصوص نکیا جاے - اب اس امر مین منصفانہ طور سے نظر کرنا چاہیے کہ ان صورتون مین کونسی
صورت پسندیدہ اور اوس حاجت کو پوری کرنے والی ہی جسکے لیے یہ طلاق مشروع ہوئی ہی اور کون
اسکے برخلاف ہی - پہلی دو صورتین تو بلا شک عقل کے نزدیک ناپسندیدہ اور جس لیے نکاح مقرر کیا گیا
ہے اوسکے بالکل برخلاف ہین مگر جس طرح عقل کے نزدیک بلا قصور یا ادنے قصور سے طلاق دینا پسندیدہ
نہین ہو سکتا اسی طرح طلاق کو زنا کے ساتھہ خاص کر دینا بھی کسی طرح پسندیدہ نہین ہی کیونکہ جب
عورت کو کسی برائی یا فعل کی وجہ سے طلاق دینا جائز ہوا تو کون عاقل یہ کہہ سکتا ہے کہ زنا کے سوا اوس
کوئی برائی عورت مین ایسی نہین ہو سکتی جس سے اوسکا علیحدہ کر دینا جائز ہو کیا از روی دین یا دنیا کی کوئی
اور برائی مثل زنا کے نہین ہی جو صرف زنا پر طلاق کو منحصر کیا جاتا ہے کیا بت پرستی اور قتل ناحق خصوصاً
قتل اولاد یا ایذا رسانی خدا کے نزدیک زنا سے بھی کم مرتبہ ہین جو ان افعال شنیعہ پر طلاق کا
حکم نہین ہوا کیا یہ افعال خدا کی نظر مین گندے اور ناپسندیدہ نہین ہین صرف زنا ہی ایک ایسا
فعل ہے جو اوسکی مرضی کے خلاف ہی اور اگر یہ سب افعال بھی خدا کی نظر مین ویسے ہی بلکہ اوس سے زیادہ
ناپسندیدہ ہین جیسے زنا ہی تو کس وجہ سے پادری صاحب کہتے ہین کہ "جو کوئی انصاف دلی سے
غور کریگا سمجھ جان لیگا کہ عورت کو بغیر زنا کے چھوڑ دینا خدا تعالی کی پاک مرضی کے برخلاف ہے
(دیکھو صفحہ ۳۲ نیاز نامہ) اور اگر اغراض نکاح اور فوائد دنیاوی کیطرف نظر کیجاے تو کیا وجہ
کہ اگر وہ عورت نافرمان - بیوفا - بدخلق - غیر منتظمہ - بانجھہ - وغیرہ اوصاف ضارہ سے متصف ہو
مگر اوسکو طلاق دینا جائز نہو کیا ایسی عورت سے نکاح کے اغراض حاصل ہو سکتے ہین ہرگز نہین کیا
ایسی عورت خاوند سے محبت رکھکر اوسکی مدد کر سکتی ہے ہرگز نہین بیوفا بدمزاج نافرمان

Marfat.com

سے کیونکر محبت اور امداد کی امید ہوسکتی ہی پھر کیا وہ پرورش اولاد اور انتظام خانہ داری کرسکتی ہی
حاشا وکلا جب اوس مین بسبب بانجھ ہونے کے اولاد کی صلاحیت اور غیر منتظمہ ہونے کے انتظام کی
قوت ہی نہین ہی تو پھر وہ کیا کرسکتی ہی اب فرمایئے کہ جو فوائد نکاح کے پادری صاحب نے صفحہ ۴۳ مین
بیان کیے تھے وہ ختم ہوے اب کس وجہ سے ایسی عورت کو علیحدہ کرنا خدا کی مرضی کے خلاف ہی
یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ طلاق کو صرف زنا پر منحصر رکھنے سے صرف اتنی ہی مضرت نہین ہی کہ بعض
وقت مرد اور بعض وقت عورت اپنی زندگی کو نہایت تلخی سے بسر کرینگے اور وہ مسرت وخوشحالی
جو بسبب نکاح کے طرفین کو ہوتی ہی سخت مصیبت اور دردناکی سے بدل جایگی بعض وقت یہ امر
بھی پیش آئیگا کہ یا تو ایک دوسرے کی جان کا خواہان ہوگا یا علیحدہ ہوکر مرتکب زنا کے ہونگے کیونکہ
عیسائیون نے تعدد ازواج بھی منع کردیا ہے پھر جب طرفین مین موافقت کی صورت نہوگی تو اب وہ
دونون طبعی اور فطرتی خواہش کو کیا کرینگے اسیواسطے عیسائیون مین اس قسم کے واقعات اکثر واقع
ہوتے ہین اب کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ اس قسم کے خون اور بدفعلی شریعت کی مجبوری سے ہوتی ہی
اگر شریعت اونھین ایسا مجبور نکرتی تو یہ جانین تلف نہوتین اور بدفعلیان ظہور مین نہ آتین ان باتون
پر نظر کرکے کون عاقل یہ کہہ سکتا ہی کہ زنا کے سوا دوسرے سبب سے جورو کو طلاق دینا خدا کی مرضی کے
خلاف ہی افسوس ہی کہ پادری صاحب ذرا بھی عقل کو کام مین نہین لاتے اونکے کلام کا حاصل یہ ہے
کہ خدا تعالے کی پاک مرضی کے موافق یہ امر ہے کہ عورت کے سبب سے مرد کا کیسا ہی ناک مین دم ہو جاے
دنیا و دین کی مضرتین اوٹھائے اور جان پر نوبت آئے اغراض نکاح گرچہ بالکل باطل ہوون مگر
اوس سے چھوٹنا کسی طرح جائز نہین سبحان اللہ بھلا کوئی عاقل اسے قبول کرسکتا ہے ہرگز نہین کیا مذہب
ہی سنے کہا ہے کہ "جس حالت مین خداوند تعالے نے ایک بیوی ابتداہی مین اس غرض سے دی
کہ وہ اوسکی مددگار اور تسلی اور خوشی کا باعث ہو جیسا کہ خود آئین نکاح سے ظاہر ہوتا ہی پھر اگر بعد کو جیسا کہ
اکثر اتفاق ہوتا ہی وہ بیوی رنج و رسوائی اور تباہی اور اذیت اور مصیبت کی باعث ہو تو ہمکو کیونکر
خیال کرنا چاہیے کہ خدا ہمسے ایسی عورت کے طلاق دینے سے ناخوش ہوتا الحاصل طلاق کو زنا

Marfat.com

کے ساتھہ خاص کر دینا کسی طرح برائی سے خالی نہین ہوسکتا لہذا اس مقدمہ مین کامل حکم وہی ہی جو
ہینے چوتھی صورت مین بیان کیا ہے یعنی اوسکا جواز ضرورت خاصہ پر منحصر ہونا چاہیے کیونکہ بستعدد صورتین
ایسی نکل سکتی ہین جنکی وجہ سے مرد عورت کے علحدہ کرنے پر مجبور ہوتا ہی اسی طرح بعض وقت مرد کیطرف
سے ایسے امور پیش ہوسکتے ہین جنکی وجہ سے وہ عورت علحدہ ہونے پر مجبور ہوتی ہی مثلاً نامردی یا عورت
کے کسی ضروری امر سے خبر گیران نہین ہوتا پھر اگر شریعت اسکو طلاق کے جواز کا حکم نہدے تو گویا اوس
عورت کے ہلاک ہوجانے یا در پردہ زنا کرنے کی اجازت دیتی ہی غرضکہ طلاق کو زنا کے ساتھہ خاص
کرنے مین نہایت خرابیان ہین اسیواسطے شریعت محمدیہ مین اس حکم کی تکمیل اس طرح کی گئی کہ ضرورت
خاصہ پر طلاق کا جواز رکھا گیا نہ کسی خاص سبب پر (مثلاً زنا) تاکہ عورت و مرد کسی وقت تنگ اور
مجبور ہوکر کسی فعل شنیع کے مرتکب ہنون۔

شریعت محمدیہ نے اس باب مین ایک عمدہ طور یہ اختیار کیا ہی کہ صرف اس کہنے کو کافی نہین سمجھا
کہ بوقت ضرورت طلاق دینا جائز ہے بلکہ مختلف طور پر ایسے احکام نافذ کیے جس سے شریعت کا پابند
بجز حالت ضروری اور مجبوری کے کسی طرح بیوی کو علحدہ نہین کرسکتا کیونکہ اول تو طلاق کو
ابغض المباحات قرار دیا اور یون ارشاد فرمایا ابغض الحلال الی اللہ الطلاق یعنے حلال چیزون
مین خدا کو زیادہ غصے مین لانے والی طلاق ہی اور یہ بھی فرمایا کہ جو عورت سواے حالت سختی کے اپنے
شوہر سے طلاق کی خواہش کرے اوسپر جنت کی خوشبو حرام ہے۔ اسی پر مرد کے طلاق دینے کو قیاس
کرنا چاہیے ایک جگہ یہ بھی فرمایا کہ میان بیوی کی جدائی شیطان کی بہت زیادہ خوشی کا باعث ہی
یہ ارشادات اس بات کو صاف ظاہر کرتے ہین کہ طلاق فی نفسہ خدا کے نزدیک ناپسندیدہ اور بُری
چیز ہے مگر بضرورت اوسکا جواز رکھا گیا ہی۔ دوسرے وہ طلاق قطعاً ممنوع ٹھہرائی گئی جس سے اوسی وقت
رشتۂ نکاح قطع ہوجاے اور پھر اوسی وقت اوسکے نکاح مین نہ آسکے۔ تیسرے نافرمان بدخو عورت
جس وقت اطاعت قبول کرے اوسکے طلاق دینے کو منع کردیا ہے۔ چوتھے باوجود ناپسندیدہ
عورت کے پھر بھی اوس سے عمدہ برتاؤ کرنیکا حکم کیا ہی۔ پانچوین طلاق دینے کی جو صورت بتائی ہی

Marfat.com

وس سے بخوبی ظاہر ہوتا ہی کہ بانی شریعت محمدیہ دانائے مطلق اور نہایت رحیم ہے وہ کسی حالت اور کسی سبب سے یکبارگی اس محکم رشتہ کا توڑنا پسند نہیں کرتا ہی بخلاف شریعت موسوی اور عیسوی کے کہ شریعت موسوی مین ہر ایک سبب سے اور شریعت عیسویہ مین خاص سبب سے اسکے یکبارگی توڑنے کی اجازت دی ہی شریعت محمدیہ طلاق کی صورت اس طرح بتاتی ہی کہ اگر اس فعل کی ضرورت پڑے تو اول ایک طلاق دینا چاہیے بعد اوسکے وہ عورت تین مہینے یا کسیقدر کم یا زیادہ شوہر ہی کے گھر مین رہے اور اس مدت کا نان نفقہ شوہر ہی کے ذمے ہے اور اگر اس عرصے مین باہم میل ہو گیا تو بدستور وہ میان بیوی بنے رہینگے اور اگر اس قدر مدت گذر گئی اور باہم میل نہوا تو اوس وقت وہ عورت وسکے نکاح سے باہر ہو گی مگر پھر بھی انکو اختیار ہے کہ اگر باہم رضامند ہون تو نکاح کرکے بدستور میان بیوی ہو جاوین اور اگر پھر طلاق دینے کی ضرورت پیش آئے تو پھر بھی یہی حکم ہے آب خیال کرنیکا مقام ہی کہ جب اس مدت تک وہ بیوی خاوند کے گھر مین رہیگی تو کیسے ممکن ہی کہ (بلا وجہ قوی اور حالت مجبوری کے) وہ شوہر اس سے میل کرکے طلاق سے باز نہ رہیگا البتہ اگر تین مرتبہ طلاق دینے کی نوبت ائے اوس وقت تنبیہاً یہ حکم ہے کہ اب اسکے نکاح سے باہر ہو گئی اور جب تک دوسرے کے نکاح مین جا لے پھر اسکے نکاح مین نہین آسکتی ـــ

اِن احکامات سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ شریعت محمدیہ میان بیوی کی جدائی کو ہرگز ہرگز پسند نہین کرتی مگر او بعض مقامات پر جہان اونکا جدا ہونا ضرور ہے شریعت عیسوی نے جو طلاق کو زنا سے خاص کر دیا تھا اوسکے نقصانات اوپر بیان کیے گئے اب ناظرین انصاف فرماوین کہ کامل حکم شریعت محمدیہ کا ہے یا شریعت عیسویہ کا ـــ

میان پادری صاحب کے اوس قول پر بھی نظر کرنا چاہیے جو صفحہ ۴۳ مین لکھا ہی کہ "قرآن و حدیث لوگون کو یہ سکھاتے ہین کہ جب تمھاری خواہش ہوا کرے جورؤن کو طلاق دیدیا کرو" مین نے جو احکامات شریعت محمدیہ کے اوپر نقل کیے ہین اونسے بخوبی واضح ہوتا ہی کہ پادری صاحب کا یہ قول بالکل غلط ہے اور قرآن و حدیث کا ہرگز یہ منشا نہین ہی جو پادری صاحب بیان کر رہے ہین جو

Marfat.com

کوئی انصاف دلی سے غور کریگا وہ بالیقین جان لیگا کہ قرآن وحدیث نے جس خوبی سے طلاق کو
روکا ہی وہ توریت وانجیل مین ہرگز نہین پائی جاتی تکمیل الادیان کے دیکھنے سے اسکی تفصیل معلوم
ہوسکتی ہے قطع نظر نصوص مذکورۂ بالا کے حضرت سرور انبیا کا یہ قول ملاحظہ کے لائق ہی لعن اللہ الذواقین
والذواقات اون مردون اور عورتون پر خدا کی لعنت ہو جو مزہ چکھنے والے ہین یعنی نکاح سے مقصود
اونکا صرف مزہ چکھنا ہے کہ باربار نکاح کرتے ہین اور طلاق دیتے یا لیتے ہین - صرف یہی قول اثبات
کے لیے کافی دلیل ہی کہ شریعت محمدیہ عام طور سے طلاق دینے کی اجازت نہین دیتی بلکہ ایسے طلاق
دینے والے کو خدا کی لعنت کا مستحق سمجھتی ہی شریعت محمدیہ نے تو صاف صاف یہی نص بیان کیے ہین
جو مینے نقل کیے جس سے غیر ضروری طلاق کی قطعاً ممانعت ثابت ہوتی ہی اب اگر کسی عالم کی راے
یا کسی کا عمل خلاف اسکے ہو تو ہین اوسکا اتباع ضرور نہین ہی اور نہ اونکی راے یا عمل سے کچھ شریعت
پر الزام آسکتا ہی کیونکہ جس وقت ہم رومن کیتھلک وغیرہ کی بت پرستیان پیش کرین تو پادری صاحب
اون لوگون کو الزام دیکر صاف الگ ہو جائینگے اور کلام مقدس کو پاک وصاف بتائینگے اہل تحقیق اور
طالب حق کا یہ کام نہین ہی کہ کسی کے ضعیف قول یا فعل سے مذہب پر اعتراض کرے بلکہ محقق کو
چاہیے کہ صرف بانی شریعت کے اقوال پر نظر رکھے مین ایک مثال اور پادری صاحب کو دیتا ہون
ملاحظہ کرین - زنا کے جرم مین طلاق دینے کے بعد پھر نکاح کرنا عیسائیون مین مختلف فیہ ہے چرچ آف
روم نکاح کی اجازت نہین دیتے اور مسیح کے اس قول سے دلیل پکڑتے ہین "اوسنے اونھین
کہا جو کوئی جورو کو چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے تو اوسکی نسبت زنا کرتا ہے وہ کہتے ہین کہ
یہان مسیح نے کوئی قید نہین لگائی مطلقاً دوسری سے بیاہ کرنے کو زنا قرار دیا ہی خواہ پہلی جورو کو زنا
کے سبب چھوڑا ہو یا اور کسی سبب سے کیا سیکس بایبل ڈکشنری مین بحوالہ کونسل ٹرنٹ سشن ۲۴
کے لکھا ہی "چرچ آف روم کے معتقد یہ کہتے ہین کہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو زنا کے جرم مین طلاق دیکر
دوسری کے ساتھ نکاح نہین کرسکتا لیکن فریقین مین سے ایک کا ریلیجس آرڈر (یعنی مذہبی حکم)
مین داخل ہونا ایک خاص وقت کے اندر جبکہ رسم معہود ادا ہو چکی ہو نکاح کو فسخ کر دیتا ہی اور دوسرے

Marfat.com

فریق کو علاقہ نہین رہتا" اب اس قول کے بموجب کیسی دشواری پیش آتی ہی کہ ایک مرد نے بموجب حکم شریعت کے اپنی جورو کو طلاق دی اگر اب شریعت اوسے نکاح کی اجازت نہین دیتی یہ عجب اندھیر ہے گویا اوسے زنا پر مجبور کیا جاتا ہی۔ اس اعتراض کے جواب مین پادری صاحب کیا کہہ سکتے ہین بجز اسکے کہ اوس پرچ کے قول کو غلط کہین اسی طرح مین بہت سی مثالین دیسکتا ہون جنمین پادری صاحب بجز اس امر کے کہ قائل کو الزام دین اور کچھہ نہین کہہ سکتے۔

تعلیم سیزدہم۔ کئی جورو ین کرنا۔ اس تعلیم مین بھی عیسائی ہمارے مخالف ہین اور نہایت طعن کے ساتھہ یہ تعلیم پیش کیا کرتے ہین مگر اسکے جواز بلکہ استحسان مین عمدہ عمدہ اور دلچسپ مضامین عربی فارسی اردو انگریزی مختلف زبانون مین لکھے گئے ہین خود عیسائیون نے اس بارے مین کتابین لکھی ہین ایک مشہور اور معروف عالم عیسائی جان ملٹن اسکا بڑا حامی تھا (دیکھو جان ڈیون پورٹ کی کتاب کا صفحہ ۵۱) جسسے زیادہ اسمین بحث کرنا فضول ہی مگر اس نظر سے کہ پادری صاحب نے اس مسئلہ کا ذکر کیا ہی کسیقدر لکھنا مناسب ہی تاکہ معلوم ہوجاے کہ پہلی شریعتون کا اس بارے مین کیا حکم تھا اور شریعت محمدیہ نے کیا ارشاد فرمایا۔

دلیل عقلی اور شہادت نقلی دونون اسپر متفق ہین کہ کئی جورو ین کرنا بالشروط شرعیہ کسی طرح معیوب نہین ہوسکتا بلکہ بعض وقت مستحسن یا ضروری ہوجاتا ہی عقلاً اسکے جواز مین اس قدر کہنا کافی ہی کہ باتفاق حکما یہ امر ثابت ہی کہ اللہ تعالے نے عورت سے مرد کو ہر طرح قوت زیادہ دی ہی پس یہ فطرت انسانی اس بات کی کامل شہادت دیتی ہی کہ مرد کو ایک سے زیادہ عورتین کرنا کسی طرح غیر مناسب نہین ہے اور عوام مین یہ جو مشہور ہے کہ عورت کو مرد سے نو حصے شہوت زیادہ ہی اور بعض نے اس مضمون کو حدیث کیطرف بھی منسوب کیا ہی وہ محض غلط ہی کچھہ اسکی اصل نہین ہی۔

نقلی ثبوت کے لیے یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ رسم حضرت ابراہیمؑ کے پیشتر سے چلی آتی ہی تمام انبیاء کرام کے وقت مین بلا روک ٹوک اسکا رواج رہا اور عوام و خواص سب اسپر عامل رہے اور کسی نے کوئی حد اسکے لیے مقرر نہین کی۔ عوام بنی اسرائیل کا ذکر کرنا تو فضول ہی کیونکہ خود انبیا کے فعل سے تعدد ازدواج ثابت ہے

Marfat.com

حضرت ابراہیم حضرت یعقوب حضرت جدعون حضرت داؤد حضرت سلیمان علیہم السلام نے متعدد
کین مثلاً حضرت ابراہیم نے تین بیویان کی تھین سارہ ہاجرہ قطورہ جسکا ذکر پیدایش کے
۱۶/۳ و ۲۵/۱ مین ہے۔ حضرت یعقوب کی چار بیویان تھین راحیل لیاہ بلہا زلفا جسکا
ذکر پیدایش کے باب ۲۹ و ۳۰ مین ہی اور حضرت جدعون کی بیویون کی تعداد نہین معلوم البتہ
قاضیون کی کتاب کے باب ۸ ورس ۳۰ مین اسقدر لکھاہے کہ" جدعون کے ستر بیٹے تھے جو
اوسکے صلب سے پیدا ہوے تھے کیونکہ اوسکی جوروان بہت تھین اور جدعون کا نبی ہونا اسی
کتاب کے باب ۶ و ۷ سے ظاہر ہے اور حضرت داؤد نے سو بیویان کی تھین جنکا ذکر ۲ سموئیل کے
۳/۲ و ۵/۱۳ و ۱۱/۲۷ و ۱۲/۸ وغیرہ مقامات مین ہے۔ اور حضرت سلیمان کی سات سو بیویان
اور تین سو حرمین تھین (دیکھو اول سلاطین ۱۱/۳) جب انبیاء کرام نے اس کثرت کے ساتھ
بیویان کین تو معلوم ہوا کہ یہ فعل جائز بلکہ محمود تھا جان ملٹن کا مقولہ ہے۔ "مین آخر مین عبرانیون
کے خط کے باب ۱۳ ورس ۴ سے اس طرز سے جواز تعدد ازواج پر استدلال کرتا ہون کہ تعدد ازواج
کی رسم یا تو نکاح جائز ہے یا فجور ہے یا زنا ہے پولوس مقدس رسول نے کوئی چوتھی صورت تسلیم نہین
کی پس مین یقین کرتا ہون کہ اون بہت بزرگون کی تعظیم و توقیر کے لحاظ سے جو کثیر الازدواج تھے ہر ایک
شخص اسکو فجور یا زنا خیال کرنے سے باز رہیگا کیونکہ خدا حرامکارون اور زانیون کو سزا دیگا حالانکہ اون
بزرگون پر خدا کی خاص نظر عنایت تھی جیسا کہ خود اوسنے فرمایا ہے پس اگر متعدد نکاحون کا کرنا ٹھیک
ٹھیک نکاح ہو تو وہی جائز ہی" اسی حواری کا قول ہی کہ سب مین نکاح کرنا بھلا ہی اور بستر ناپاک نہین
(جان ڈیون پورٹ صفحہ ۱۵۹) یہی حضرت داؤد جنکے سو جوروین تھین عیسائیون کے نزدیک بھی ایسے
ذیشان نبی ہین کہ حضرت مسیح کو فخریہ اونکی نسل مین داخل کیا جاتا ہے اور متی اور لوقا نے اسی غرض
سے نسب نامہ لکھا ہی کہ مسیح کو حضرت داؤد اور حضرت ابراہیم کی نسل ثابت کرین اور یہی وجہ ہے
کہ مسیح کو ابن داؤد کہا جاتا ہے۔ پادری عماد الدین ڈی ڈی ہدایت المسلمین مطبوعہ ۱۸۶۸ع
مین لکھتے ہین کہ داؤد ان سب لوگون مین انوار الٰہی کا مہبط اور دائرہ عباد کا مرکز اور سلطنت

Marfat.com

سرائیل کا پہلا مسیح ہی اور وہ اس تاریکی کے عہد کا قمر بھی ہے کہ اوسکی ضیا کی کرنین پشت اول
ن ایسی نظر آتی ہین جیسے اندھیری رات مین چاند کے نکلنے کے قریب دھندلی سی روشنی ہوا
رتی ہی اور دوسری پشت مین اوسکے انوار خوب روشن ہین ''

امر بھی بیبل سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت داؤد کی کثرت ازواج خداتعالے کی مرضی کے بالکل
طابق بلکہ اوسکی ایک نعمت تھی جسکا اظہار خداتعالے ناتن نبی کی زبان سے اسطرح فرماتا ہے
ندا وند اسرائیل کے خدا نے یون فرمایا ہی کہ ہمنے تجھے مسیح کیا تاکہ اسرائیلیون پر سلطنت کرے اور
مینے تجھے ساول کے ہاتھ سے چھوڑایا اور مینے تیرے آقا کا گھر تجھے دیا اور تیرے آقا کی جوروون
و تیری گود مین دیا اور اسرائیل اور یہودا کا گھرانا تجھکو دیا الخ۔ '' اسوجہ سے مسٹر ڈیون پورٹ لکھتا
ہی '' مندرجہ ذیل فقرے دیکھنے سے معلوم ہوجائیگا کہ ایک سے زیادہ نکاحون کو صرف خداتعالے پسند ہی
نہین کرتا بلکہ برکت دینے کا وعدہ کرتا ہے '' الغرض کثرت ازواج کا جائز بلکہ مستحسن ہونا انبیاء کرام
کے فعل سے توبخوبی ثابت ہوگیا اب احکامات توریت وغیرہ سے اسکا ثبوت دیا جاتا ہی (۱) خروج کے
باب ۲۱ ورس ۱۰ مین ہی '' اگر وہ اپنے لیے دوسری لے تو اوسکے کھانے کپڑے اور ہمخوابی مین
کمی نہووے '' (۲) استثنا کے باب ۲۱ ورس ۱۵ وغیرہ مین ہی '' اگر کسی مرد کے دو جوروان ہون
اور ایک محبوبہ اور دوسری غیر محبوبہ ہوا ور محبوبہ وغیر محبوبہ دونون سے لڑکے ہون اور پہلوٹھا بیٹا غیر محبوبہ
سے ہو تو یون ہوگا کہ جب وہ اپنے بیٹون پر میراث کی تقسیم کرے تو محبوبہ کے پہلوٹھے بیٹے کو غیر محبوبہ کے
بیٹے پر جو فی الحقیقت پہلوٹھا ہی فوقیت ندے الخ '' کتاب مذکور کے باب مذکور مین ہے —
(۱۰) اور جب تو لڑائی کے لیے اپنے دشمنون پر خروج کرے اور خداوند تیرا خدا اونکو تیرے
ہاتھون مین گرفتار کرے اور تو اونھین اسیر کر لالے (۱۱) اور اون اسیرون مین خوب صورت
عورت دیکھے اور تیرا جی چاہے کہ تو اوسے اپنی جورو بناوے (۱۲) تو تو اوسے اپنے گھر مین لا
اوسکا سر منڈوا اور ناخن کٹوا (۱۳) تو وہ اپنا اسیری کا لباس اوتارے اور تیرے گھر مین رہکر
اور ایک مہینہ بھر اپنے باپ اور اپنی مان کے سوگ مین بیٹھے بعد اوسکے تو اوسکے ساتھ خلوت

Marfat.com

اورا وسکا خصم بن اور وہ تیری جورو ہے ‘‘ ان احکامات سے بخوبی ثابت ہوا کہ تعدد ازدواج توریت کی رو سے جائز ہے بلکہ اخیر حوالے سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسکے لیے کوئی حد معین نہین سے جہان تک چاہے کرے کیونکہ نہ لڑائی کی کچھ انتہا ہے نہ پسند آنے کی اور حوالہ مذکور مین صاف حکم کہ جو پسند آوے بطور معہود اوسی جورو بنا وے انجیل مین تعدد ازدواج کی نسبت کوئی حکم حضرت مسیح سے منقول نہین ہی۔ کاسلن بائبل ڈکشنری کے صفحہ ۸۰۰ مین ہی ’’مسیح سے جو سوالات یہود نے اور طلاق کی بابت کئے تھے نہ تعدد ازدواج کی بابت یہانسے یہ قیاس ہوتا ہی کہ مسیح کے وقت مین ازدواج کا رواج نہ تھا اسمین کوئی شبہہ نہین ہی کہ موسوی شریعت مین تعدد ازدواج کی اجازت دی گئی تھی ‘‘ مین کہتا ہون کہ یہود کا سوال نکرنا اس امر کی کافی وجہ نہین ہوسکتی کہ اوس وقت تعدد ازدواج کا رواج نہو بلکہ سوال نکرنا اسوجہ سے بھی ہوسکتا ہی کہ اوس زمانے مین اس قدر رواج ہو کہ اسمین کسی طرح کا عیب اور نقص اونکے نزدیک نہو اور نہ اسکے جواز مین کسیکو کلام ہو طلاق کے بابت جو سوال ہوا تو اسوجہ سے ہوا کہ علماے یہود کا اس مسئلہ مین اختلاف تھا۔ مسٹر ہیگنس لکھتے ہین ’’لیکن مین نہین جانتا کہ متعدد بیویون کی اجازت کی نسبت ایسا سخت طعن کیون کیا جاتا ہے حضرت سلیمان کی نظیر اور حضرت داؤد کی نظیر پر (جو خدا کی دلی مرضی کے مطابق چلنے تھے اور جنکو خدا نے خاص اپنی شریعت کے احکام کی تعمیل کے لیے بنایا تھا) یہ امر چندان اعتراض کے لائق نہین ہی خصوصًا اسوجہ سے کہ مسیح کی بھی اون بیس انجیلون مین سے کہ جنکو اونکے معتقدین کے گروہ مین سے کسی نہ کسی نے اونکے احکام قلمبند کرنے کے واسطے تحریر کیا تھا کسی انجیل مین اسکی ممانعت نہین ہی ‘‘ (حمایت الاسلام ترجمہ اپالوجی گاڈفری ہیگنس دفعہ ۵۲) جان ملٹن تعدد ازدواج کی تائید مین بائبل کی بہت سی آیتین نقل کرنے کے بعد لکھتا ہی ’’علاوہ اسکے خدا نے ایک تمثیل مین دو عورتون (حزقیل کے باب ۲۳) مین مسمتان اہولا اور اہولیبا سے اپنا نکاح کرنا ظاہر کیا ہے اور یہ ایک ایسا طرز بیان ہی کہ اوسکو خداوند تعالے بالتخصیص اس طوالت کے ساتھ ایک تمثیل مین بھی ہرگز اختیار نکرتا اور نہ درحقیقت ایسی بات کا مرتکب ہوتا اگر وہ رسم جسکی

Marfat.com

لالت اوس سے ہوتی ہی فی نفسہ معیوب ہوتی۔ پس جس رسم کا امتناع انجیل نے بھی کسیکو نہین
وہ کیونکر معیوب اور مذموم خیال کیجا سکتی ہی ""(دیکھو لائف مولفہ جان ڈیون پورٹ صفحہ ۱۵)
ن علماے مسیحیہ کے اقوال سے ثابت ہوگیا کہ انجیل مین تعدد ازواج کو منع نہین کیا البتہ اس
مین اختلاف ہی کہ پولوس مقدس کے کلام سے جواز تعدد ازواج ثابت ہوتا ہی یا نہین مگر جس وقت
ل طمطاؤس کے باب ۳ کو بنظر انصاف دیکھا جاے تو بلا شک ثابت ہوتا ہی کہ پولوس بھی تعدد
ازواج کو ممنوع نہین کہتا بلکہ اوسے جائز بتاتا ہے اوسکی عبارت یہ ہی "جو کوئی کلیسیا کی نگہبانی
کی آرزو رکھتا ہی تو اچھا کام چاہتا ہی پس چاہیے کہ نگہبان بے عیب ہو ایک جورو کا شوہر پرہیزگار
صاحب تمیز شایستہ مسافر دوست تعلیم دینے مین قابل ہو الخ "" اور نامہ طیطس کے باب ۱ ورس
مین ہی "اگر کوئی آدمی بے الزام ہو اور ایک ہی جورو رکھتا ہو اور اوسکے لڑکے ایمان دار ہون
الخ "" ان دو مقامون سے تعدد ازواج کا ثبوت دو طرح سے ہوتا ہی ایک یہ کہ ایک جورو کی قید
خاص کلیسیا کے نگہبان کے لیے لگائی ہی اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اورون کے لیے یہ قید
نہین ہے۔ فاضل جان ملٹن بھی اسی ورس سے اسیطرح تعدد ازواج پر استدلال کرتا ہی دیکھو جان
ڈیون پورٹ کی کتاب کا صفحہ ۱۵ دوسرے یہ کہ اس طرز کلام سے یہ پایا جاتا ہی کہ اوس وقت تعدد ازواج
کا رواج تھا کیونکہ اگر رواج نہوتا تو اس قید لگانے کی حاجت نہوتی پس جب باوجود رواج کے
حضرت مسیح نے اسے روکا نہ کسی حواری نے تو معلوم ہوا کہ جو حکم توریت کا تھا وہی قائم
اور اس مقام پر جو پولوس نے پادری کے لیے ایک جورو کا حکم کیا ہی یہ بھی کوئی حکم وجوبی اور
ضروری نہین معلوم ہوتا بلکہ اس مصلحت سے ہی کہ [illegible] کلیسیا کا کام بخوبی [illegible]
یہ ایسا ہی ہی جیسا توریت مین خاص بادشاہ کے لیے بہت جورو نہ کرنے کو منع کیا ہی چنانچہ [illegible]
کے باب ۱۷ ورس ۱۵ سے ۱۷ تک مذکور ہی "" تو اوسے بھائیون مین سے ایک کو اپنے اوپر بادشاہ
کیجیو اور کسی اجنبی کو جو تیرا بھائی نہین اپنے اوپر بادشاہ قائم کر نہین سکتا اوسے لازم ہی کہ اپنے
لیے گھوڑے جمع نہ کرے اور نہ وہ اپنے لیے بہت جورو رکھے تا نہو کہ اوسکا دل پھر جاے

باوجود اس حکم کے حضرت داؤد نے سو بیویان تک کین مگر اللہ تعالے نے اپنی ناخوشی اس فعل پر ظاہر نہین کی بلکہ حضرت داؤد ہمیشہ مورد عنایت الٰہی رہے البتہ ایک مرتبہ جو زن اوریا کو خلاف حکم شریعت کے بیوی بنایا تھا تو خدا تعالے نے ناتن نبی کے ذریعے سے بہت کچھ اپنی ناخوشی ظاہر کی اس سے صاف ظاہر ہی کہ اگر مطلقاً زیادہ بیویان کرنا خلاف حکم توریت ہوتا تو علاوہ زن اوریا کے مطلقاً زیادتی پر خدا تعالی اپنی ناخوشی ظاہر کرتا مگر ایسا نہین کیا بلکہ زیادہ بیویون کو اپنی نعمت قرار دیا ہی چنانچہ اوپر گذرا اس سے معلوم ہوا کہ توریت کا وہ حکم بادشاہ کے لیے صرف مصلحت کی غرض سے تھا یعنی ایسا نہو کہ کثرت ازواج سے انتظام مین خلل پڑے اور پورے طور پر انصاف کے لیے فرصت نملے اور اگر کوئی شخص باوجود کثرت ازواج کے پورے طور پر انصاف کر سکے تو اوسکے لیے منع نہین ہی اسی پر پولوس کے حکم کو قیاس کرنا چاہیے ۔ الغرض شریعت موسوی اور عیسوی دونون مین تعدد ازواج کو نہ منع کیا ہی نہ اوسکے لیے کوئی حد معین کی ہے البتہ پولوس نے خاص کلیسا کے نگہبان کے لیے تعدد کو منع کیا ہی اور وہ منع کرنا بھی وجوبی نہین معلوم ہوتا اس بیان سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ پادری صاحب کا وہ قول محض غلط ہے جو صفحہ ۲۸۰ مین لکھا ہی کہ ”توریت مین نظر کاہلیت اوس قوم کے صرف اس قدر حکم ہوا تھا کہ بہت جوروان نکیا کرو انجیل مین قطعی ممانعت فرمائی کہ ایک جورو سے زیادہ ممنوع اور نامشروع ہے ۔

مجھے سخت حیرت ہی کہ پادری صاحب کس بیباکی کے ساتھ ایسے صریح غلط امر کو خدا کی کتاب سے منسوب کر دیتے ہین جسکا اومین نشان بھی نہین ہی کیا حق جوئی کا مقتضا یہی ہی کہ ایسی غلط باتین بیان کر کے خدا کی سچی کتاب پر الزام لگایا جاے ۔ پھر کیا پادری صاحب اس ممانعت کو توریت و انجیل سے نکال سکتے ہین ہرگز نہین ہرگز نہین ہان اگر بعض تراجم سے اونھین دھوکے مین ڈالا ہو تو عجب نہین کیونکہ اول قرنتیون کا باب ۷ ورس ۲ نسخہ اردو مطبوعہ سیرام پور ۱۸۲۹ء مین اسطرح ہی ”لیکن حرام سے بچ رہنے کو ہر ایک مرد ایک جورو اور ہر ایک عورت ایک خصم کرے“ مگر یہ ترجمہ بالکل غلط ہی صحیح ترجمہ یہ ہے ۔ لیکن حرامکاری سے بچ رہنے کو ہر مرد اپنی جورو اور ہر عورت اپنا

Marfat.com

اپنا خصم رکھے ― دیکھو نسخہ بائبل اردو مطبوعہ مرزاپور ۱۸۷۰ع اور ترجمہ انگریزی مطبوعہ آکسفورڈ [illegible]
وغیرہ مین بھی اسی طرح ہی غرضکہ اسمین کوئی شک نہین ہی کہ جس زمانہ شریعت موسوی [illegible]
کو دیکھا جاتا ہی تو تعدد ازدواج کا جواز بلا تعین [illegible] پایا جاتا ہی [illegible]
ڈالی جاتی ہی جسمین آفتاب [illegible]
کہ یہ حکم نہایت زور شور سے جاری [illegible]
تھی اوس وقت شریعت محمدیہ [illegible] واجب [illegible]
موافق اور مرد و عورت دونون کی حالت کے مطابق [illegible]
رواج سے [illegible]
دو بیبیون [illegible]
بیویون کو یہ مرد برابر رکھے حکم فرمایا کہ فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ یعنی اگر تمکو [illegible]
خوف ہو تو صرف ایک ہی سے نکاح کرو پس اس قانون کے [illegible]
پر بلا ضرورت ہرگز جرأت نہین کر سکتا کیونکہ عدل کی [illegible]
کی وجہ سے مجبور ہو جائیگا جو کوئی اس حکم مین بنظر انصاف [illegible]
ہم اوسی کا ہی جسنے مرد اور عورت کا جوڑا بنایا ہے ― اسمین شک نہین کہ تعدد ازدواج [illegible]
جیسا کہ شریعت موسوی مین کیا گیا اور اسی طرح تعدد کو مطلقاً ناجائز قرار دینا [illegible]
ہی تعدد کے غیر محدود چھوڑ دینے مین تو عورتون پر زیادتی ہی اور [illegible] مطلقاً ناجائز [illegible]
مرد کی حق تلفی ہی خصوصاً اوس حالت مین کہ طلاق دینا بجز [illegible] بالکل ممنوع ہو جیسا کہ [illegible]
عیسوی مین ہی ― اگر اتفاقاً بیوی بانجھ ہے اور خاوند کو اولاد کی خواہش ہی یا بوجہ بیماری یا حالت
پیدائشی کے عورت صحبت کے لائق نہین یا عورت نہایت ضعیف ہی اور مرد نہایت قوی تو مین
دریافت کرتا ہون کہ شریعت عیسوی [illegible] ان مجبوری حالتون مین مرد کے لیے کیا حکم دیتی ہی [illegible]
تو معلوم ہو لیا ہی کہ ان وجوہات [illegible]

Marfat.com

طلاق دینا بالکل ممنوع ہی اب اگر باوجود اس بیوی کی پوری خبرگیری رکھنے کے دوسرے نکاح کی بھی ممانعت ہو تو پہلی صورت مین اس شخص کو اوس عمدہ مقصد سے محروم رکھنے کے علاوہ جسکی وجہ سے افزایش عالم اور بقاے نام ونشان متصور ہے گویا یہ حکم کرتا ہی کہ تو ہمیشہ اپنے تخم کو بنجر زمین مین کاشت کرکے ضائع کیا کر اور دوسری صورتون مین اوسے ہلاکت مین ڈالنا یا زنا پر مجبور کرنا ہوگا - ناظرین غور فرمائین کہ شریعت عیسوی کے بموجب کیسی دشواری ہی کہ نہ تو اوس بیوی کو چھوڑکر دوسری سے حصول مدعا کرسکتا ہی اور نہ اوسے رکھکر فائدہ اوٹھا سکتا ہے پھر کیا اوس ارحم الراحمین کے احکام ایسے ہوسکتے ہین کہ انسان اپنے مقاصد سے محروم رہکر ہلاکت مین پڑے ہرگز نہین لہذا اس بارہ مین سچا اور کامل حکم وہی ہی جو شریعت محمدیہ مین ہے جسکی وجہ سے یہ شخص اپنے اوس مستحکم رشتہ کو قائم رکھکر جو اسکے اور بیوی کے درمیان ہی اپنے واجبی مطلب کو حاصل کرسکتا ہی اور چونکہ دوسری بیوی کرنے کے لیے عدالت کی قید لگی ہوئی ہی اسلیے کوئی امر حسن معاشرت کے خلاف بھی ظہور مین نہین آسکتا یعنی شریعت کا پابند ہوکر کوئی شخص ایسے امر کا مرتکب نہین ہوسکتا جو حسن معاشرت کے خلاف ہو الغرض چار جورون کی اجازت پر جو پادری صاحب نے صفحہ ۲۸۲ مین طعن کیا تھا اوسکی بنیاد محض نافہمی تھی اسبابکی دوسرا طعن اوسی صفحہ مین پادری صاحب کا یہ ہی پھر محمد صاحب کو اور مسلمانون سے الگ حکم ملا کہ چار جورون کی بھی قید نہین بلکہ جتنی چاہین کرلین ،، اسکا تفصیلی جواب تو ہینے دفع التلبیسات مین دیا ہی مگر کچھ مختصر طور سے یہان بھی بیان کرتا ہون حضرت سرور انبیا کو کہین علیحدہ چار سے زیادہ بیویان کرنے کا حکم نہین ملا یہ آپکی غلط فہمی ہی حقیقت حال یہ ہی کہ حسب دستور عرب (جو شرائع سابقہ کے بالکل مطابق تھا) آنحضرت صلعم نے بھی متعدد نکاح کیے تھے جب مشیت ایزدی اس حکم کی ترمیم کیطرف متوجہ ہوئی اوسوقت امت محمدیہ کو تو یہ حکم ہوا کہ چار بیویون تک کی تمھین اجازت ہی بشرطیکہ اونکے ساتھ یکسان برتاو کرسکو اور اگر نکرسکو تو ایک سے زیادہ کی اجازت نہین ہی - اور حضرت سرور انبیا کو یہ ارشاد ہوا لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ الآیۃ یعنی بعد اون بیویون کے جو کرچکے اب تمھارے لیے کوئی عورت حلال نہین اور نہ تمھین

یہ جائز ہے کہ اونکی جگہ دوسری عورتوں کو بدل لو اگرچہ تمھیں اونکی خوبی پسند آوے (احزاب)
بنظر انصاف غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ حکم بہ نسبت پہلے حکم کے سخت ہی کیونکہ پہلے حکم مین بوقت
ضرورت طلاق دیکر دوسری عورت سے نکاح کرنے کی اجازت ہی اور اس حکم مین قطعاً ممانعت ہے
اور صاف ظاہر ہے کہ بدلنے کی اجازت ہونا ہوائے نفسانی کے سخت مخالف ہی۔
اسکے علاوہ مین یہ کہتا ہون کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو چار سے زیادہ بیوی کرنے کی اجازت
ہو تو عیسائیون کو محل طعن نہین ہو سکتا کیونکہ فی نفسہ نکاح نکرنا یا ایک ہی بیوی پر کفایت کرنا اوس
شخص کی پارسائی اور عالی مرتبہ ہونیکی دلیل نہین ہو سکتی دیکھو بہت سے مہنت اور گسائین دریا کنارے
بیٹھے رہتے ہین جو بسبب نکاح نکرنے کے اپنے معتقدین مین پجتے ہین اور جنکے روبرو بیسیون حسینائین
مہ جبین آکر ڈنڈوت کرتی ہین اور گسائین صاحب کو اپنا حاجت روا جانتی ہین پھر کیا یہ لوگ
نکاح نکرنے سے پارسا اور عالی مرتبہ ہوگئے۔ اسیطرح زیادہ بیویان کرنا بنفسہ خلاف پارسائی یا
لائق طعن نہین ہو سکتا دیکھو انبیائے سابقین خصوصاً حضرت داؤد کو کہ باوجود سو بیویان کرلے
کے بہت سے اون انبیا سے عالی مرتبہ تھے جنکے ایک یا دو بیویان تھین چنانچہ اونکے مرتبہ کا ذکر
اوپر گذرا پس جب انبیائے سابقین نے موافق مرضی خدا تعالے کے یہ فعل کیا تو حضرت سرور انبیا
محمد مصطفےٰ بھی اوسی زمرے مین ہین انکے لیے کوئی نئی اجازت کی ضرورت نہین ہی وہی انبیاء
سابقین کی اجازت کافی ہی جب سو بیویون کا کرنا منصب نبوت کے خلاف نہین ہو سکتا تو نو
بیویون کا کرنا کس طرح منصب نبوت کے خلاف اور قابل طعن ہو جائیگا ذرا انصاف کرنا چاہیے
اسکے بعد پادری صاحب متعہ پر طعن کرتے ہین اور لکھتے ہین وہ اور پھر محمد صاحب کے زمانے مین حجۃ الوداع
تک جسکے چندہی دنون کے بعد اونھون نے انتقال کیا متعہ مشروع تھا اب سنی کہتے ہین کہ یہ حکم
منسوخ ہوگیا اور شیعون کے نزدیک بدستور مشروع ہی بہرحال خواہ وہ حکم منسوخ ہوا یا نہین لیکن ایسا
حکم شریعت محمدیہ مین ہوا۔ اسکا مختصر جواب یہ ہی کہ متعہ کا جواز تو قرآن مجید سے ثابت نہین ہوتا
بلکہ کئی مقام سے اسکا حرام ہونا اظہر من الشمس ہوتا ہی اب اگر احادیث سے اسکا ثبوت ہوتا ہی

تو عیسائیون کو اوسپر اعتراض کرنا ہرگز نہین پہونچتا کیونکہ جب کبھی اہل اسلام کسی مقام پر ایسی حدیث پیش کرتے ہین جو اونکے نزدیک قرآن شریف کے مخالف ہے تو صرف یہ کہکر الگ ہوجاتے ہین کہ حدیث مخالف قرآن ہے اسلیے ماننے کے لائق نہین ہے چنانچہ جب معجزات نبوی جو احادیث مین مذکور ہین اونکے روبرو پیش کیے جاتے ہین تو صاف کہدیتے ہین کہ یہ احادیث قرآن مجید کے مخالف ہین کیونکہ قرآن مین کہین معجزات کا ذکر نہین ہے بلکہ نفی مذکور ہے اسلیے قبول کے لائق نہین ہین قطع نظر اسکے کہ معجزات کے بارے مین یہ بیان محض غلط ہے مین اہل انصاف کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ اگر اس وجہ سے معجزات کو نماننا تحقیق اور حقانیت کی راہ سے ہے تو متعہ پر کیون اعتراض کیا جاتا ہے کیا متعہ کی ثبوت قرآن مجید سے ہوتا ہے - ہرگز نہین کیا ایسی آیتین قرآن مجید مین نہین ہین جنسے صاف صاف متعہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے بیشک ہین (دیکھو ارغام الشیاطین وغیرہ) غرضکہ مقتضی حقانیت یہ ہے کہ اگر احادیث کو مخالفت کے عذر سے نہین مانتے ہو تو کہین نہ مانو یہ کیا کہ اگر مدعا کے موافق ہوئین تو مانلین اور جو مخالف ہو تو نہ مانین خیر یہ تو عیسائیون کی ہٹ دھرمی کا بیان تھا اب مین اسکی اصلیت بیان کرکے جواب دینا چاہتا ہون یہ امر تو معلوم ہولیا کہ قرآن مجید مین اسکا ذکر نہین ہے اب رہے احادیث و آثار وہ اس باب مین مختلف ہین جن روایات سے اسکا ثبوت ہوتا ہے اونکا ماحصل اس قدر ہے کہ آنحضرت نے قبل نزول حرمت وقت خاص مین حسب رواج عرب اجازت دیدی تھی اوسکی صورت یہ ہوئی تھی کہ ایک لڑائی مین اکثر جوان صحابہ کو گھر چھوڑے عرصہ ہوگیا تھا اس وجہ سے اونکو عورتون کے پاس جانے کی خواہش پیدا ہوئی اور ظاہر ہے کہ گرم ملک والون کو اسکا ضبط دشوار ہے اسلیے اونھون نے آکر آنحضرت سے استفسار کیا کہ ہم خصی ہوجائین یعنے عضو مخصوص کو کاٹ ڈالین آپ نے منع فرمایا اہل انصاف دریافت کرسکتے ہین کہ جن لوگون نے آکر یہ سوال کیا تھا وہ اپنی حالت مین کیسے مجبور ہونگے کیونکہ اپنے کسی عضو کے کاٹ ڈالنے پر راضی ہوجانا بغیر حالت مجبوری کے نہین ہوسکتا جب انکی اس حالت کو دیکھا جائے اور یہ بھی خیال کیا جائے کہ تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ ان لوگون مین زنا صرف رائج ہی نہین تھا بلکہ اکثر اوقات اوسپر فخر کیا جاتا تھا تو بطور مصلحت متعہ کی اجازت

Marfat.com

دیدینا کسی طرح اعتراض کے لائق نہین ہی کیونکہ شریعت محمدیہ نے ملک عرب کے سے سخت لوگون کی یکبارگی اصلاح مناسب نہین سمجھی بلکہ آہستہ آہستہ اونسے بُری عادتین چھوڑائین اور دین کو کامل کیا متعہ کا بھی اوس ملک مین رواج تھا مشیت ایزدی نے ابتدا ہی مین اس رواج کا موقوف کردینا مناسب نہین جانا بلکہ جب اہل اسلام اپنے مذہب مین کامل ہوگئے اوس وقت اسکی ممانعت کا قطعی حکم دیا چنانچہ ابن ابی عمرہ کہتے ہین انہا کانت رخصۃ فی اول الاسلام لمن اضطر الیہا کالمیتۃ والدم ولحم الخنزیر ثم احکم اللہ الدین ونہی عنہا (مسلم) یعنی اول اسلام مین متعہ کی رخصت اوسکے لیے تھی جو اوسکے کرنے پر مضطر ہوجاے جیسے بعض وقت انسان بھوک کی وجہ سے مضطر ہوجاتا ہے اور اوسے مردار اور خون اور سور کے گوشت کھانے کی اجازت دیجاتی ہے تاکہ اوسکی جان تلف نہ ہوجاے پھر جب اللہ نے دین کو محکم اور کامل کردیا اوس وقت متعہ کو حرام کردیا۔ اب کسی منصف کے نزدیک یہ اجازت لائق طعن نہین ہوسکتی بہت سے احکام اخلاقی ایسے ہین جو انبیاء سابقین کے وقت مین جائز تھے اور بعد کو منع کردیے گئے مثلاً حضرت آدمؑ کے وقت مین بہن بھائی مین نکاح درست تھا حضرت ابراہیمؑ کے وقت مین علاتی بہن کے ساتھ نکاح جائز تھا اسیلیے سارہ باوجودیکہ حضرت ابراہیمؑ کی علاتی بہن تھین مگر اونکے نکاح مین داخل تھین اور حضرت یعقوب نے دو بہنون کو جمع کیا تھا حالانکہ حضرت موسیٰ ہی کے وقت مین یہ سب نکاح باطل قرار پائے اور زنا مین شمار کیے گئے اب اگر کوئی شخص کہے کہ اگرچہ بعد کو یہ احکام منسوخ کیے گئے مگر شریعت الٰہیہ مین کسی وقت ایسے احکام ہوے تھے اسکا جواب پادری صاحب بجز اسکے کیا دینگے کہ خدا تعالےٰ نے رفتہ رفتہ اپنی شریعت کو کامل کیا اور حسب تقتضاے وقت احکام کو نازل فرمایا اور اگر پادری صاحب کو یہ شبہہ ہو کہ یہ احکام نزول شریعت سے پہلے تھے کیونکہ توریت حضرت ابراہیم اور یعقوب کے بعد نازل ہوئی ہی تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ احکام گرچہ نزول توریت سے پہلے ہین مگر نزول شریعت الٰہی سے پہلے نہین ہین کیونکہ جب سے انبیا بھیجے گئے اوسی وقت سے شریعت الٰہی بھی نازل ہوئی جو احکام حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ وغیرہما کو الہام کیے گئے وہی شریعت الٰہی تھے شریعت الٰہی کچھہ نزول توریت پر موقوف نہین ہے —

Marfat.com

اور ظاہر ہے کہ اگر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یعقوبؑ کا نکاح شریعت الٰہی کے مطابق نمانا جاوے تو ناجائز ٹھہرے گا اور تمام انبیاء بنی اسرائیل حتی کہ حضرت مسیح پر بھی جو کچھ عیب لگیگا اوسکے بیان کی حاجت نہین ہے کیونکہ یہ سب انبیا انھین حضرت ابراہیمؑ اور حضرت یعقوبؑ کی اولاد مین ہین جنکے نکاح کو ناروا اور خلاف شریعت الٰہی مانا گیا ہے مگر کوئی ایمان داران بزرگون کی نسبت ایسا بیجا خیال نہین کرسکتا بلکہ بے تامل ہر فہمیدہ یہی کہیگا کہ یہ نکاح بلا شک عقد صحیح اور مطابق مرضی الٰہی کے تھا۔ الغرض یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ جس فعل کو اس وقت نہایت ناپاک اور سخت زنا کہا جاتا ہے وہ کسیوقت خدا کی مرضی کے مطابق اور جائز تھا پھر متعہ کی اجازت پر پادری صاحب کیا اعتراض کرتے ہین کیا بہن سے ہمصحبت ہونے کی برائی متعہ کی برائی سے کچھ کم ہے ہر خاص و عام اسکو جانتا ہے کہ زنا گرچہ ہر حال مین بری چیز ہے مگر بہن سے یہ فعل کرنا نہایت ہی برا ہے پس جب اسکے جواز کو پادری صاحب قابل طعن نہین سمجھتے تو متعہ کا جواز ایک وقت مین بطریق اولے قابل طعن نہین ہوسکتا۔

مجھے حیرت ہے کہ پادری صاحب متعہ پر تو طعن کرتے ہین جسکی ابتدا مین محض مصلحت مذکورہ کی وجہ سے اجازت دی گئی تھی اور اپنے یہان اون باتون پر خیال نہین کرتے جو پرائی عورتون کو راہ مین سے زبردستی پکڑ کر جورو بنانے کی اجازت دی گئی ہے کتاب قاضی کے باب ۲۰ و ۲۱ ملاحظہ کیجیے مختصر کیفیت اوسکی یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے اول تو خدا کے حکم سے اپنے بھائی بنیامین کو مار کر تباہ کیا یہان تک کہ عورتین اونکی سب ماری گئین بعد ازان اونکا تباہ حال دیکھکر انھین رحم آیا اور خیال کیا کہ بنی اسرائیل کا ایک فرقہ نیست و نابود ہوا جاتا ہے اب اونکے لیے عورتین کہان سے لائین کیونکہ اونھون نے قسم کھائی تھی کہ ہم اونھین بیٹیان نہ دینگے اس غرض حاصل کرنے کے لیے پہلے تو اونھون نے یبیس جلعاد کے باشندون کو تہ تیغ کیا اور چارسو کنواری عورتین وہان سے ملین اونھین لاکر بنی بنیامین کو دیدیا مگر اوس قدر عورتین اونکے لیے کافی نہین ہوئین تب جماعت کے بزرگ بولے کہ اونکے لیے جو بچ رہے ہین جورون کی کیا فکر کرین کہ بنی بنیامین کی ساری عورتین ماری گئین اور ہم اپنی بیٹیون مین سے تو دے نہین سکتے کیونکہ ہم قسم کھا چکے ہین تب اونھون نے کہا کہ دیکھو سیلا مین

Marfat.com

سال بسال خداوند کی عید لوگ کرتے ہین تب اونھون نے بنی بنیامین کو حکم کیا کہ جاؤ اور انگوری
باغون کے درمیان گھات مین لگو اور انتظار کرو اور دیکھو کہ جب سیلا مین بیٹیان طبلے اور
دف لیکے ناچتی ہوئی نکلین تب تم انگوری باغون مین سے نکل کے سیلا کی بیٹیون مین سے ایک
ایک اپنے لیے جورو لے لو اور بنیامین کے ملک کو لیے چلے جاؤ اور جب اونکے باپ یا بھائی
ہم پاس آکے فریاد کرینگے تو ہم اونھین کہدینگے کہ اونپر ہماری خاطر مہربانی کیجیے کیونکہ اوس لڑائی
مین ہمنے ایک ایک کے لیے ایک جورو بچا نرکھی اور تمنے اونھین اب آپ سے نہ دین نہین تو تم
گنہگار ہوتے غرض بنی بنیامین نے ایسا ہی کیا الخ (قاضیون کا باب ۲۱) یہ بزرگ جنھون نے پرائی
بیٹیون کو زبردستی پکڑ لانے کا حکم دیا تھا وہ ہین جنسے خدا ہم کلام ہوتا تھا چنانچہ کتاب مذکور کے باب ۲۰
سے ظاہر ہے اسلیے بالضرور یہ حکم خدا کی مرضی کے مطابق تھا ورنہ خدا تعالے اپنی ناخوشی ضرور ظاہر کرتا جیسا
اوس وقت معمول تھا کہ جب کوئی امر خلاف مرضی بنی اسرائیل سے ہوجاتا تھا تو خدا تعالے کی تنبیہ
اونپر ضرور ہوتی تھی تمام عہد عتیق اس سے مالامال ہے غرضکہ پادری صاحب کو چاہیے کہ ان احکام
کو ملاحظہ کرین کیا متعہ کا حکم زبردستی پرائی لڑکیون کے جورو بنانے سے بھی بدتر ہے جو اوسپر اعتراض
کیا جاتا ہے اور عہد عتیق کے احکام کو آنکھہ بند کرکے منجانب اللہ کہا جاتا ہے اس سے زیادہ اور کیا
اندھیر ہوگا واے بر نا انصافی ایشان اور پادری صاحب کا یہ کہنا کہ حجۃ الوداع تک متعہ کی
اجازت رہی ہے صحیح نہین ہے چنانچہ قاضی عیاض اسکی تصریح کرتے ہین قالوا وذکر الروایۃ باباحتہا
یوم حجۃ الوداع خطاء لانہ لم یکن یومئذ ضرورۃ ولا عزوبۃ واکثرہم حجوا مع نسائہم والصحیح ان الذی
جری فی حجۃ الوداع مجرد النہی کما جاء فی غیر روایۃ ویکون تجدیدہ صلی اللہ علیہ وسلم النہی عنہا لاجتماع
الناس ولیبلغ الشاہد الغائب ولتمام الدین وتقرر الشریعۃ الخ صحیح قول یہ ہے کہ خیبر کے دن متعہ
کی حرمت کا قطعی حکم دیا گیا ہے چنانچہ حضرت علی روایت کرتے ہین نہی عن نکاح المتعۃ یوم خیبر
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز نکاح متعہ سے منع کیا جیسا کہ مسلم وغیرہ روایت کرتے ہین
الغرض اسمقام پر اکیس ۲۱ احکام شریعت محمدیہ کے تیرہ تعلیمات کے ضمن مین بیان کیے گئے اسکے سوا

Marfat.com

کئی باتین ثابت ہوئین اول تو اوس امر کی بخوبی تصدیق ہوگئی جو اس کتاب کے پہلے مقدمہ مین بیان کیا گیا ہے کہ قرآن وحدیث ہدایات کتب سابقہ پر مشتمل ہے دوسرے یہ کہ شریعت محمدیہ بندوبست الٰہی کے بالکل مطابق بلکہ اوسکے متمم اور مکمل ہے اور حضرت سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا کا یہ کہنا کہ مین اسلیے بھیجا گیا ہون کہ مکارم اخلاق کو پورا کرون نہایت صحیح ہے تیسرے یہ کہ پادری صاحب نے جو اپنی کتاب کے صفحہ ۲۷۹ وغیرہ مین چند اخلاقی امور مین انجیل کو مکمل توریت بتایا تھا اور قرآن وحدیث کی بعض تعلیمات پر طعن کیا تھا وہ محض اونکی غلط فہمی تھی بیان سابق کو دیکھکر کوئی منصف اسکا انکار نہین کرسکتا کہ قرآن وحدیث توریت وانجیل کے مکمل ہین چوتھے یہ کہ پادری ٹھاکر داس صاحب نے جو عدم ضرورت قرآن مین احکام قرآن مجید اور بیبل کا مقابلہ کیا ہے اوس مین کم مائگی کے علاوہ بددیانتی کو بھی صرف کیا ہے جس تعلیم کو وہ نادر بتاتے ہین وہ قرآن مجید مین نہایت تصریح وتاکید کے ساتھ موجود ہے بعض آیات کو بے موقع نقل کیا ہے جن آیتون کو اوس موقع پر نقل کرنا چاہیے تھا اونکو نقل نہین کیا - اس تمام بیان سے صرف یہی امر ثابت نہین ہوتا کہ شریعت محمدیہ کے احکام فرعی اعلی وافضل اور بالکل مطابق فطرت الٰہی کے ہین بلکہ یہ بھی بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ اصول شریعت محمدیہ بھی ایسے سچے اور پسندیدہ ہین کہ ہر ایک عاقل اونھین نہایت خندہ پیشانی سے قبول کرسکتا ہے بخلاف عیسائیون کے اصول کے کہ اونھین ہرگز ہرگز عقل سلیم قبول نہین کرتی اون اصول کا مطلب اور اونکی کیفیت خود شہادت دے رہی ہے کہ ایسے اصول شریعت حقہ کے نہین ہوسکتے اسکی توضیح کے لیے اسی اختلاف کا شروع اور ضمیمہ تکمیل الادیان ملاحظہ کرنا چاہیے بھلا وہ مذہب حق ہوسکتا ہے جسکے اصول یہ ہون کہ خدا ایک بھی ہے اور تین بھی ہین ایک تین ہین اور تین ایک ہین باپ خدا بیٹا خدا روح القدس خدا یہ کھلے کھلے تین ہوکر پھر ایک ہی خدا ہے گویا خدا کو ایک گورکھ دھندا بنا رکھا ہے اور پھر وہ خدا اپنے بندون کو نجات نہ دے سکا اسلیے اوسنے انسان کی جون مین جنم لیا یعنی وہ ذات غیر محدود ایک خاکی پنجرے مین آکر بند ہوگئی اور بندون کے گناہ اپنے اوپر لیکر اوسکی سزا بھگتنے کے لیے جہنم کو سدھارے - یہ عیسائیون کے اصول

ہین جنپر حقیت کا دم بھرا جاتا ہے اب ناظرین خود انصاف فرما سکتے ہین کہ یہ اصول کیسے ہین
انھین اصول کے ناکارہ ہونے سے انگلنڈ وغیرہ مین اکثر اہل تثلیث اپنا مسلک چھوڑکر یونی ٹیرین یا
اور تھیسٹ وغیرہ مذہب اختیار کرتے جاتے ہین اور مذہب اسلام کی خوبیون پر اکثر اہل یورپ کو
اتفاق ہوتا جاتا ہے بعد دشلیت تین قول مین یہان نقل کرتا ہون **اوّل** آنریبل سر ولیم سیور
صاحب اپنی کتاب لائف آف محمد مین لکھتے ہین "ہم بلا تامل اسبات کو تسلیم کرتے ہین کہ اسلام
نے ہمیشہ کے واسطے اکثر توہمات باطلہ کو کالعدم کر دیا اسلام کے صدای جنگ کے روبرو بت پرستی فورا
موقوف ہوگئی (یہ بھی کہنا چاہیے کہ بت پرستی کی برائی بیان کرکے ایسی عمدہ تعلیم کی کہ لوگ خود بخود
بت پرستی چھوڑکر خدا پرست ہوگئے) اور خدا کی وحدانیت اور غیر محدود کمالات اور قدرت کاملہ کا
مسئلہ حضرت محمد کے معتقدون کے دلون اور جانون مین ایسا ہی زندہ اصول ہوگیا ہے
جیسے خاص حضرت محمد کے دل مین تھا (یہ عمدگی تعلیم کا اثر ہے) مذہب اسلام
کی پہلی بات جو خاص اسلام کے معنی مین ہے یہ ہے کہ خدا کی مرضی پر توکل مطلق کرنا چاہیے بلحاظ معاشرت
کے بھی اسلام مین کچھ کم خوبیان نہین ہین چنانچہ مذہب اسلام مین یہ ہدایت ہے کہ سب مسلمان آپس مین
برادرانہ محبت رکھین یتیمون کے ساتھ سلوک کرین غلامون کے ساتھ نہایت شفقت سے پیش
آئین نشہ کی چیزون کی ممانعت ہے۔ مذہب اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ اسمین پرہیزگاری کا
ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب مین نہین پایا جاتا" واویلا اون عیسائیون پر جو مذہب
اسلام مین عیاشی کی تعلیم بتاتے ہین وہ ذرا اپنے منصف مزاج برادرون کے قول کو ملاحظہ کرین۔
دوم مسٹر ہگنس اپنی کتاب کی دفعہ ۵۳ مین لکھتے ہین "عیسائی مذہب مین اخلاق کا کوئی ایسا
مسئلہ نہین ہے کہ مسلمانون کی تعلیم مین نہ پایا جاتا ہو" اور پھر دفعہ ۷۳ مین لکھتے ہین "کوئی حکیم شاید
یہ گمان کر سکتا ہے کہ جب محمد عمدہ مسائل اخلاقیہ دین عیسوی سے مستفید ہو رہے تھے تو اپنی
دانائی سے صرف اوسکی خوبی ہی کو اخذ نہین کیا بلکہ برائی کو چھوڑکر اخلاق کو اختیار کیا" اور
دفعہ ۶۳ مین لکھتے ہین جب بہت سے طول طویل اور عسیر الفہم عیسائی مذہبون پر خیال کیا جاتا ہے

Marfat.com

تو شاید ایک حکیم دین اسلام کی خوبی اور سادگی اور سریع الفہم ہونے اور بے تکلفی پر آہ کرکے یہ کہتا
کہ میرا مذہب ایسا کیون نہوا۔ سوم لندن کے کوارٹرلے ریویو نمبر ۳۵۴ بابت ماہ اکتوبر ۹۵ء
مین جو ایک آرٹکل اسلام کے نام سے لکھا گیا ہے قابل ملاحظہ ہے اوسمین لکھا ہی کہ ادہر تو گیٹا اور کارلائل
اور اوس طرف جماعت محققین جدید مثل اسپرنگر اور ماربی اور نولڈیک اور میور اور دوزی نے
تمام جہان پر یہ بات ثابت کی ہر کہ اسلام ایک زندگی بخشنے والی چیز ہے ہزارون فائدہ مند جوہرون
سے بھرا ہوا ہے اور یہ کہ محمد نے مروت کی سنہری کتاب مین اپنے لیے جگہ حاصل کی ہر" غرضکہ بہت
اہل یورپ نے اسلام کی تعریف مین عمدہ عمدہ فقرے لکھے ہین جس سے ثابت ہوتا ہی کہ اونکے ذہن مین
اسلام کی کمال وقعت سمائی ہوئی ہے اب پادری صاحب ذرا ان اقوال کو بنظر انصاف ملاحظہ کرین
کہ باوجود عیسائی ہونے کے تعلیم اسلام کی کیسی تعریف کرتے ہین اس تعریف کی وجہ بجز اسکے اور کیا
ہو سکتی ہی کہ اسلام کی کمال خوبی نے انکے دلی انصاف کو واقعی امر کے بیان کرنے پر مجبور کر دیا۔
اب اگر پادری صاحب کو یہ شبہہ ہو کہ قرآن وحدیث مین اگرچہ اخلاقی تعلیم عمدہ ہے مگر اوسکے ساتھ
کچھ جسمانی عبادات اور ظاہری طہارت اور بعض اشیا کی حلت اور حرمت کا بھی ذکر ہے اور اس قبیل کے
احکام پادری صاحب کے نزدیک رسمی شریعت ہین تو اسکا جواب اگرچہ تکمیل الادیان مین کافی طور سے
دیدیا گیا ہے مگر اس خیال سے کہ شاید کسی کی نظر سے نگذرے اس لیے کچھ لکھتا ہون اول تو یہ دعوی ہی
باطل ہے کہ حضرت مسیح نے شریعت رسمی کو بالکل منسوخ کر دیا تھا کیونکہ حضرت مسیح نے خود شریعت رسمی
کا برتاؤ کیا مثلاً یوحنا سے بپتسمہ لیا اب عیسائی کہتے ہین کہ گو یہ بپتسمہ گناہون کی معافی کے لیے مخصوص
تھا جیسا کہ مرقس کے باب اول درس ۴ و ۵ سے ظاہر ہے مگر حضرت مسیح گناہ سے پاک تھے اونھون نے
محض اپنے کام پر مقرر ہونے کے لیے یہ رسم ادا کی تھی اسی طرح عید فصیح بھی شاگردون کے ساتھ کی ہی
اور دوسرون کو شریعت موسوی کی پابندی کا حکم بھی کیا جسکا ذکر شرع اختلاف مین گذرا جب
حضرت مسیح نے شریعت رسمی کو موقوف نہین کیا تو پادری صاحب یا اونکے کسی مقتدا کا منسوخ کرنا
کب قابل توجہ ہو سکتا ہے لہذا ہم کہہ سکتے ہین کہ جو شریعت حضرت موسی کے وقت سے حضرت عیسےٰ

Marfat.com

تک قائم رہی اور حضرت عیسےٰ نے بذکر اوسکی تعمیل کا حکم دیا اوسکو حضرت پولوس نے نیست و نابود کرکے بندوبست الٰہی کو الٹ دیا تھا مگر خاتم النبیین محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والثنا نے اوسے قائم کیا اور شریعت الٰہی کو مکمل کرکے ظاہر کردیا دوسرے یہ کہ ان سب امور سے قطع نظر عبادت جسمانی اور طہارت ظاہری اور بعض اشیا کی حلت وحرمت انجیل مروجہ کے بھی خلاف نہیں ہی جسے پادری صاحب تمامہ کلام خدا سمجھ رہے ہین بلکہ تینون امور مین مطابق ہین عبادت جسمانی پولوس کے اس قول سے ظاہر ہے "تم داموں سے خریدے گئے پس تم اپنے تن سے اور اپنی روح سے جو خدا کے ہین خدا کی بزرگی کرو" (اول قرنتیون ۶/۲۰) اور طہارت ظاہری کا ثبوت اس قول سے اظہر من الشمس ہی کہ "ای عزیزو چاہیے کہ ہم ایسے وعدے پاکے آپ کو ہر طرح کی جسمانی اور روحانی نجاست سے پاک کرین اور خدا کے ڈر سے پاکیزگی کو کامل کرین" (۲ قرنتیون ۷/۱) پس شریعت محمدیہ بھی یہی تعلیم کرتی ہے کہ روح اور تن دونون سے خدا کی بزرگی کرو اور ظاہری اور باطنی دونون طرح کی نجاست سے پاک ہو پھر فرمایئے کہ شریعت محمدیہ نے کونسا امر اولٹ دیا البتہ خدا کی بزرگی اور عبادت کے طریقے اور پاکیزگی کے طور شریعت عیسوی مین مذکور نہین ہوے تھے اوسکو شریعت محمدیہ نے مفصل بیان کردیا اسکا نام اولٹنا نہین ہے بلکہ کامل کرنا ہے تکمیل کی مثال جو پادری صاحب نے نسخ کی بحث مین بیان کی ہی اوس سے بھی یہی امر ثابت ہوتا ہی (دیکھو صفحہ ۲۶۹ و ۲۷۰ ہدایۃ المسلمین) اختصار کے لیے کچھ تغیر کرکے اوس مثال کو بیان کرتا ہون مثلاً ایک رئیس اپنے خدام کو مکان بنوانے اور اوسکا سامان مہیا کرنے کا حکم دے اور بعد عرصے کے جب اوسکا سامان مہیا ہوجاے تو اوسکا طرز اور پوری قطع بیان کرے اور کہے کہ اس طرح کا مکان بناؤ تو اس طرز و قطع بتانے کو پہلے حکم کا اولٹنا نہین کہینگے بلکہ اوسکی تکمیل کہینگے اسی طرح شریعت محمدیہ مین جو عبادت اور طہارت کے طور بیان کیے ہین اونکو پہلے حکم انجیلی کی تکمیل سمجھنا چاہیے۔ باقی رہی بعض اشیا کی حلت اور حرمت اوسکی بھی سند لیجیے اعمال کے باب ۱۵ آورس ۱۹ و ۲۰ مین ہی "سو میری صلاح یہ ہے کہ اونپر جو غیر قومون مین سے خدا کیطرف پھری ہین بوجھ نہ ڈالین پر اونکو لکھ بھیجین کہ بتون کی گندگیون اور حرامکاری اور گلا گھونٹی ہوئی چیزون اور لہو سے کنارہ کرین" دیکھیے تین چیزون کی حرمت تو یہان تصریح موجود ہی اور ایک شی کی حرمت تھوڑے

Marfat.com

سے تغییر ہو پوشیدہ ہوگئی ہے یعنی جس لفظ یونانی کا ترجمہ حرامکاری کیا گیا ہے وہان شور ہونا چاہیے
ثبوت کے لیے مین کچھ زیادہ نہین کہتا ناظرین سے صرف اتنا عرض کرتا ہون کہ اس مقام پر جو غیر
قومون کو ان چار چیزون سے منع کیا گیا ہے اسکا یہ مطلب تو ہو نہین سکتا کہ شریعت اخلاقی اور رسمی
کے جتنے احکام تھے اون مین سے صرف یہی چار اونپر باقی رکھے گئے اور باقی سب وہ لوگ مطلق العنان
کر دیے گئے خواہ وہ چوری کرین یا کسی طرح کا ظلم کرین یا والدین کی بے تعظیمی کرین یا اور کوئی برائی کرین
مگر اونسے بازپرس نہین ہے غرضکہ یہ مطلب تو کسی طرح صحیح نہین ہوسکتا۔ اسوجہ سے بالضرور کہنا پڑیگا
کہ کھانیکی اشیا مین سے یہ چار چیزین مستثنی کردی گئین تاکہ بت پرستون سے ایک امتیاز ہوجاے۔ اس تقدیر
پر ضرور ہے کہ جن چیزون کو یہان حرام بتایا گیا ہے وہ کھانے کے قبیل سے ہون لہذا یہان حرامکاری
کا ذکر بجز غلطی کے اور کچھ نہین ہوسکتا اور اگر حرامکاری کا ذکر صحیح مانا جائیگا تو یہ کہنا پڑیگا کہ شریعت
عیسوی مین اخلاقی شریعت کا صرف ایک حکم باقی رہا اور سب منسوخ ہوگئے سبحان اللہ شریعت اخلاقی
کی کیا عمدہ تکمیل ہوئی اور اگر اس بحث سے قطع نظر کیجاے اور یہی کہا جاے کہ اس مقام پر تین ہی
چیزون کی حرمت کا ذکر ہے تو بھی ہمارا مدعا حاصل ہے یعنی اس مقام پر اون اشیا کا ذکر ہے جنکا کھانا
حرام ہے پھر اگر شریعت محمدیہ نے بھی بعض اشیا کی حلت اور حرمت کا ذکر کیا تو کیا ظلم ہوا اور کون سا
بندوبست الٰہی اولٹ گیا اسمین کسی طرح کا شک نہین کہ رسمی شریعت کی بنیاد شریعت عیسوی مین
ہر طرح موجود ہے مگر شریعت محمدی نے جس طرح اخلاقی شریعت کی تکمیل کی اسی طرح رسمی شریعت کی بھی
تکمیل کی اسپر یہ کہنا کہ قرآن وحدیث بندوبست الٰہی کو اولٹے دیتے ہین محض غلط اور دروغ محض ہے
پادری صاحب کو ایسے بہتان عظیم سے خدا کا خوف کرنا چاہیے ایکدن اوس احکم الحاکمین کے روبرو جانا ہے
اسقدر تقریر سے اختلاف چہارم کا جواب ہوگیا مگر بغرض توضیح کے کچھ اونکی اقوال سے بھی تعرض کیا جاتا ہے
قولہ صفحہ ۱۴ بعضی اعمال بذاتہ نیک ہین جنسے خدا تعالے مسرور ہے اور بعضی بد اور نفرتی ہین جنسے وہ
متنفر ہے۔ اسلے قولہ۔ وہ قدوس اون افعال کے کرنے کا حکم کرتا ہے جو بذاتہ نیک ہین اور اونسے
منع کرتا ہے جو بذاتہ بد ہین پس ایسے احکام کو ہم شریعت اخلاقی کہتے ہین۔

Marfat.com

اقول پادریصاحب کی قول سی معلوم ہوا کہ بذاتہ نیک وہ اعمال ہین جنسے خدا تعالے معمور ہے اور بد وہ ہین جنسے وہ منزہ ہی اور یہی شریعت اخلاقی ہی - مگر یہ امر کئی وجہ سے باطل ہی اول یہ کہ بعض اعمال جنھین پادری صاحب بذاتہ نیک اور شریعت اخلاقی کہتے ہین وہ شریعت اخلاقی سے خارج ہو جاوینگے مثلاً خدا کی عبادت کرنا اور اوسکا شکر گزار ہونا اور والدین اور بڑون کا ادب کرنا - پادریصاحب کی تقریر اس بات کی مقتضی ہے کہ یہ اعمال بذاتہ بد ہون کیونکہ خدا تعالے اونسے منزہ ہی پس یہ اعمال شریعت اخلاقی کیا شریعت رسمی بھی نہ ٹھہرے اور صفحہ ۲۲ مین پادری صاحب انکو شریعت اخلاقی کہتے ہین دوسرے یہ کہ جن احکام کو شریعت رسمی کہا جاتا ہے مثلاً کسی جانور کا گوشت کھانا یا نکھانا بذاتہ بد ہوجاینگے اور نفرتی کہلاوینگے کیونکہ خدا اونسے منزہ ہی پھر یہ کہنا کہ شریعت رسمی کے احکام بذاتہ نیک ہین نہ بد غلط ہو گیا تیسرے یہ کہ وہ صفات جنسے خدا معمور ہے مگر بندون مین اون صفات کا پایا جانا اونکا گناہ ہے مثلاً کبر و غرور اپنی بڑائی - پادریصاحب کے قول سے لازم آتا ہی کہ یہ افعال بھی بندون کے لیے عمدہ اور شریعت اخلاقی ہون چوتھے مین دریافت کرتا ہون کہ کسیکا گناہ بخشدینا اور اوسکی خطا سے بغیر بدلہ لیے درگذر کرنا بذاتہ نیک عمل ہے یا نہین اگر ہے تو کیون خدا کو اس سے منزہ جانا ہے اور کہتے ہو کہ اگر خدا بغیر بدلہ لیے اور سزا دیے چھوڑ دے تو اوسکا عدل قائم نرہے اور اگر بذاتہ نیک نہین اور خدا اس سے منزہ ہی تو انجیل مین کیون ایسی تعلیم داخل کی گئی اور کہا گیا کہ تم گناہ بخشو تمھارے گناہ بخشے جاوینگے بہرحال یا تو اس تعلیم کو غلط اور بد بتایئے یا خدا کو اس سے معمور جانیے اور کفارہ معہود کی نظیر سے ہاتھہ اوٹھایئے - پادریصاحب ذرا انصاف فرمایئے ایسا بھی کیا خبط و پریشانی ہی کہ کہین کچھہ کہدیا اور کہین کچھہ نہ گذشتہ کی خبر نہ آیندہ پر نظر -

قولہ رسمی شریعت بھی بیفائدہ آدمیون پر محض ظلم کرنیکو نہین دیا ہی ضرور کسی خاص مطلب کیواسطے ہر ہوتی

اقول شریعت رسمی یعنی جو اعمال بذاتہ نیک بد نہین اونکا حکم فرمانا اور اونکو نیک یا بد قرار دینا آدمیون کو تنگ کرنا نہین تو پھر کیون پادریصاحب ابھی فرما چکے ہین کہ جو اعمال نہ نیک ہین نہ بد اونکا خواہ مخواہ نیک بد قرار دینا بیوجہ آدمیونکو تنگ کرنا ہے افسوس ایک صفحہ کی بھی بات آپکو یاد نہین رہتی -

Marfat.com

قولہ صفحہ ۲۱ و ۲۲ مدعا میرا یہ ہی کہ رسمی شریعت مثل اخلاقی شریعت کی اصل و اول نہین اور اوسکی ذاتی پاکی و نیکی کے پورا کرنیکے لیے ضرور ہے اور نہ انسان کی کاملیت کا نشان ٹھہر سکتی ہے۔

اقول مجھے اسمین دو طرح سے کلام ہے اول یہ عجب حیرت کی بات ہی کہ رسمی شریعت کی تعمیل تو کاملیت کا نشان نہین ٹھہر سکتی مگر اوسکی عدم تعمیل اس قدر ناقصیت کا نشان ہو جاتی ہی جسکی انتہا نہین یعنی ایک شخص کرے اور اوسکی تمام ذریت ناقص ہو جاے تفصیل اسکی یہ ہے کہ پادری صاحب نے صفحہ ۵۵ سے ۶۲ تک یہ بیان کیا ہے کہ آدم کو خدا تعالے نے تمام گناہون سے پاک اور نیکیون اور خوبیون سے معمور اور ہر قسم کے عیب اور بدبختی سے دور اور خواہشہای نفسانی اور ہر قسم کی ہوا ہوس اور جسم کی کاہلی اور سستی سے پاک پیدا کیا تھا مگر یہ تمام نقص اور عیب اور ہر طرح کی برائیان جو آدم اور اوسکی نسل مین ہو گئین اور خدا کی نظر مین ناپاک اور جہنم کے لائق ہو گیا یہ صرف اس وجہ سے کہ آدم نے اوس درخت کا پھل کھا لیا تھا جسکے کھانے سے خدا تعالے نے منع کیا تھا اور کھانے کی اشیا سے منع کرنا تو پادری صاحب کے نزدیک رسمی شریعت ہی پھر اسی رسمی شریعت کے عمل نکرنے سے حضرت آدم ایسے ناکارہ اور ناقص ہو گئے جسکی کچھہ انتہا نہین پھر صرف آدم ہی ناقص اور ناپاک نہین ہوے بلکہ اونکی تمام ذریت ناکردہ گناہ اسمین پکڑی گئی اور اس آبائی گناہ سے سب تقصیر وار ٹھہرے یہان تک کہ اگر خدا کا بیٹا نجات دینے کے لیے دنیا مین نہ آتا تو سب جہنم مین جاتے اب پادری صاحب فرماوین کہ کسی اخلاقی شریعت کی عدم تعمیل سے بھی ایسا نقصان انسان کو پہونچا ہے پھر کیا انصاف کا یہی تقاضا ہی کہ ایک حکم کی تعمیل تو کسی طرح کاملیت کا نشان نہو اور اوسکی عدم تعمیل مین نقصان کی انتہا نرہے۔

عیسائیون کی عقل پر افسوس ہی کہ اپنی بات قائم رکھنے کے لیے خدا پر الزام لگاتے ہین مین سچ کہتا ہون کہ عیسائیون کے اصول پر تو بالضرور رسمی شریعت کو اعلے اور اشرف ماننا پڑے گا۔ اور اگر یہ نہین ہے تو پادری صاحب بیان کرین کہ آدمؑ کے اوس ممنوعہ پھل کھانے سے آدمؑ اور اوسکی ذریت اپنے اس قدر جلیل مرتبہ سے کیون گر کر ناقص اور بدتر ہو گئے۔ دوسرے یہ کہ ہم تسلیم کرتے ہین کہ بعض احکام شریعت اعلے اور اشرف ہوتے ہین اس وجہ سے کہ وہ مقصود بالذات ہین

اور بعض کم مرتبہ ہین کیونکہ وہ خود مقصود نہین بلکہ کسی مقصود بالذات کا وسیلہ ہین شلاً خدا کی عبادت کے لیے وقت مقرر کرنا یہ کوئی مقصود بالذات نہین ہی بلکہ وسیلہ ہی مقصود بالذات کا کیونکہ اہل دانش خوب جانتے ہین کہ جب تک کام کے لیے وقت معین نکیا جاے تو وہ کام بالالتزام ہرگز نہین ہوتا پس وقت مقرر کرنا اوسکے التزام کا وسیلہ قرار پایا اس وجہ سے اسمین حسن آیا - مگر ایسے کام کو یہ کہنا کہ یہ اوسکی ذاتی پاکی و نیکی کے اقتضا پورا کرنے کے لیے ضرور نہین محض نافہمی ہے کیونکہ جب وہ ذاتی پاکی کے لیے وسیلہ ہین تو بیشک ضرور ہونگے تکمیل الادیان مین یہ امر بخوبی بیان کیا گیا ہے کہ کوئی حکم خداوندی حسن و خوبی سے خالی نہین ہوسکتا پس جو حکم انسان بجالائیگا وہ خوبی اسمین حاصل ہوگی جو اوسکے بجالانے پر موقوف تھی اور ہر خوبی کا حصول موجب کسی قدر کمالیت کا ہی پادری صاحب نے شاید ابھی کمال کے معنی دریافت نہین کیے خیر کیا مضائقہ ہے اب کتب حکمت وغیرہ مین ملاحظہ کرلین بہرحال بعض احکام خداوندی کو کاملیت کا نشان نہ قرار دینا قصور علم اور نقصان عقل کی دلیل ہے اور اگر کاملیت کے یہ معنی لیے ہین کہ انسان اوس اعلے مرتبہ کو پہونچے جس سے برگزیدہ خدا اور مقبول بارگاہ ہوجاے تو مین کہتا ہون کہ کوئی حکم خاص ایسا نہین کہ اس مرتبہ کو پہونچا دے یہ مرتبہ تو جب حاصل ہوتا ہے کہ جمیع احکام بجالائے اور اگر اوسمین کسی قسم کا قصور ہو تو خدا تعالے اپنی رحمت سے معاف فرماے یعقوب حواری فرماتے ہین کہ جو کوئی ساری شریعت کو مانتا اور فقط ایک بات کو ٹالتا ہے تو وہ ساری باتون کا گنہگار ہوگا" مثلاً کوئی شخص خدا کی عبادت کرے اور اوسکا ثنا خوان رہے مگر مخلوق پر ظلم کرنا بھی اختیار کرے تو کیا یہ عبادت اور ثنا خوانی اوسکی کاملیت کا نشان ہوسکتی ہے ہرگز نہین

قولہ صفحہ ۲۴ سب جانور اور تمام اشیا موجودات و مخلوقات خداے قدوس کی آفریدہ ہین اور خداے سبحان ناپاک کا پیدا کرنے والا نہین ہوسکتا -

اقول پادری صاحب نے یہ خیال نکیا کہ وہ خداے رحمٰن اپنے بندون پر مہربان موذیات اور مہلکات کا پیدا کرنے والا کیسے ہوگیا اور بول و براز سی ناپاک شے کو کیسے پیدا کیا - اگر یہ کہا جاے کہ ان اشیا مین اگرچہ مضرت ہے مگر اوسکے ساتھ نفع بھی ہے نفع کے لحاظ سے ان اشیا کو پیدا کیا

Marfat.com

تو مین کہتا ہون کہ جس طرح ان اشیا کو بنظر منفعت پیدا کیا ہی گو اون مین مضرت بھی ہی اسی طرح اون اشیا کو سمجھنا چاہیے جسکو خدا نے اپنے کلام مین ناپاک اور نجس فرمایا ہی۔ علاوہ اسکے اون اشیا کو ناپاک اور نجس کہنے کے صرف یہ معنی ہین کہ وہ انسان کے استعمال کے قابل نہین پھر اگر یہ استعمال کرنا ایسے امر کا باعث پڑتا ہی کہ خداے پاک کی ذات کے برخلاف ہی تو باقتضای پاکی ذات کے خدای قدوس اوسکے استعمال سے منع فرماتا ہے اسیواسطے شراب پینے سے منع کیا اور سور کا استعمال حرام فرمایا اور اگر اوسکا استعمال ایسے امر کا باعث نہین ہی تو اوسکی نہی دائمی نہوگی بلکہ جس امر عارض کیوجہ سے اوسے منع کر دیا ہی جب وہ زائل ہو جائیگا تو یہ نہی بھی اوٹھ جائیگی جیسے اونٹ کا گوشت الغرض مطلقاً حلت و حرمت اشیا کو محض عارضی سمجھنا نادانی ہی بلکہ فرق کرنا چاہیے مصرع

گر فرق مراتب نکنی زندیقی ؛

قولہ صفحہ ۲۵ - تمام اشیا انھین عناصر سے مرکب ہین اور عناصر خدا کے بنائے ہوے ہین (الے قولہ) لہذا ثابت ہوا کہ خدا تعالے کی نظر مین کوئی جانور یا دوسری چیز جو مخلوقات کے اسباب سے پیدا ہوتی ہے ناپاک نہین ہے۔

اقول اول تو مین یہ کہتا ہون کہ پادری صاحب نے کیون اسقدر تقریر کو طول دیا ان اشیا کے ناپاک ہونے کے صرف یہ معنی ہین کہ یہ اشیا اس قابل نہین کہ انسان انکا استعمال کرے پھر اگر برائی ہو تو اوسکے استعمال مین ہی نہ خود اوس شے مین اور استعمال تو انسان کا فعل اختیاری ہی اب تو بموجب آپ کے قول کے بھی ان اشیا کے استعمال سے انسان خدا کے روبرو گنہگار رہوگا پھر آپ کیون خدا کے مقابل ہو کر اون اشیا کی رفع ناپاکی مین سعی فرما رہے ہین۔ دوسرے یہ تو فرمائیے کہ جس قدر اشیا انسان کی ہلاک کرنے والی اور زہردار ہین وہ سب انھین عناصر سے بنائی ہوئی ہین اور اسی طرح جتنے زمین کے کیڑے مکوڑے اور کل نفرتی چیزین حتی کہ انسان اور جمیع حیوانات کا بول و براز بھی انھین عناصر سے پیدا ہوتے ہین پھر کیا یہ سب چیزین آپ کے نزدیک یکسان مثل دال بھات کے ہین کیا ان مین سے کوئی چیز ناپاک اور نفرتی و ممنوع نہین ہی اگر یہ کل چیزین آپ کے نزدیک یکسان ہین تو استعمال مین

فرق کرنا اور یہ کہنا کہ ستھری چیز کا کھانا انسان کو ضرور ہے سراسر بیجا ہے اور اگر ان اشیا مین فرق ہی اور بعضون کا استعمال آپ کے نزدیک ممنوع ہے تو کل تقریر آپکی فضول ہے کیونکہ عناصر سے پیدا ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ سب پاک اور ستھری اور غیر ممنوع ہو جائین پس اگر شریعت محمدیہ مین بعض اشیا کو ممنوع بتایا ہی تو ہر طرح عقل کے مطابق اور کتاب آسمانی کے موافق ہی تیسرے یہ کہ جس طرح سب زہر چیزین خدا کی بنائی ہوئی انسان کی حیات جسمانی کو فنا کر دیتی ہین اسی طرح اگر بعض چیزین بواسطہ یا بلا واسطہ حیات روحانی کے مضر ہون تو پادری صاحب کے پاس اسکے بطلان کی کیا دلیل ہی بلکہ بعض اشیا کی مضرت ایسی ظاہر ہے کہ کوئی ذی عقل اوس سے انکار نہین کر سکتا مثلاً شراب ہی کہ اسکی مضرت کئی طور سے پائی جاتی ہے ایک یہ کہ اسکے پینے والے سے وہ افعال سرزد ہوتے ہین جو حیات روحانی کے بالکل فنا کرنے والے ہین دوسرے یہ کہ شراب بالخاصہ قوای شہوانیہ کو قوت دیتی ہی اور کمال مرتبہ اونھین مشتعل کرتی ہی اور جو شی قوت شہوانیہ کو اس درجہ مدد دیگی وہ ضرور قوت روحانیہ کو ضرر پہونچاویگی کیونکہ یہ دونون قوتین باہم ایک دوسرے کی ضد ہین اس وجہ سے ایک کی زیادتی دوسرے کے نقصان کا باعث ہوگی لہذا کل اشیا کو یکسان مثل دال بھات کے سمجھنا نہایت نادانی ہے۔

قولہ بلاشبہ صاف ستھری چیزین کھانا پینا استعمال کرنا انسان کو ضرور ہے۔

اقول جب آپ کل اشیا کو جو عناصر سے پیدا ہوتی ہین مثل دال بھات سمجھتے ہین پھر ایک کو صاف ستھری کہنا اور دوسری کو نہ کہنا کیا وجہ ہے وہ خدای قدوس غیر ستھری اشیا کا بانی کیونکر ہو سکتا ہی ذرا سمجھکر بیان کیجیے اور جب آپ کے نزدیک ان اشیا کے عدم استعمال سے اور پاکی سے کچھ مناسبت نہین تو ستھری اشیا کے استعمال کے ضرور ہونیکی کیا وجہ ہے ضرور ادسی امر کو کہینگے جسکا خلاف جائز نہو یہ عجب آپ کی تقریر ہے کہ کہین تو کل اشیا کے استعمال کو جائز بتاتی ہین اور کہین ناجائز کہتے ہین۔

قولہ صفحہ ۲۶ بھلا ان کھانے پینے اور پہرنے کی چیزونسے اور دلکی پاکی اور نیکی سے کیا مناسبت ہی

Marfat.com

اقول پادریصاحب کو چاہیے کہ پہلے تو یہ سوال خداتعالے سے کرین کہ اوسنے آدم کے دل کو
صرف ایک درخت کے پھل کہانے سے کیون ناپاک ٹھہرایا اور صرف آدم ہی کے دل کو نہین بلکہ
اونکی تمام ذریت کے دل کو۔ اسکے بعد جناب اعظم الحوارئین پطرس سے دریافت کرنا چاہیے
کہ اونھون نے کیون غیر قومون کو لہو اور بتون کا چڑھاوا اور گلا گھوٹے جانور کو منع کیا (اعمال
باب ۱۵) یہ تو کھانے پینے کی چیزین تھین پھر حضرت ہوسیع سے دریافت کیجیے وہ لکھتے ہین حرامکاری
اور مے اور نئی مے دل کو کھو دیتی ہین (ہوسیع ۴ : ۱۱) پھر حضرت پولوس سے پوچھیے وہ شرابی کو اون
لوگون مین شمار کرتے ہین جو خدا کی بادشاہت کے وارث نہونگے (دیکھو اول قرنتیون ۶ : ۱۰) اگر
کھانے پینے کی چیزون کو دل کی پاکی سے کچھہ مناسبت نہین ہے تو شراب کے دل کو خراب کرنے کے کیا
معنی اور شرابی مثل بت پرست اور زناکارون وغیرہ کے کیون جہنمی ہوا ان سب کے علاوہ مین آپ سے
یہ دریافت کرتا ہون کہ کیا آپ نے جمیع احکام اخلاقی مین یہ مناسبت دریافت کرلی ہے اگر دریافت
کرلی ہو تو مہربانی فرماکر بیان کیجیے مثلاً ایک شخص نے کسی ناکتخدا یا بیوہ سے بکمال رضا ورغبت زنا
کیا اور طرفین نے ہر ایک کے دل کو اوس فعل سے خوش کیا اب فرمائیے کہ اسمین طرفین کے
دل ناپاک ہوے یا نہوے اگر ہوے تو اس فعل سے اور دل کی ناپاکی سے کیا مناسبت ہے
جو فعل اونسے کیا ہے وہ جسم ظاہری سے کیا ہے دل سے کیا تعلق ہے اور اگر کہیے کہ پہلے اوسنے اس
بُری فعل کی دل سے خواہش کی اور وقت صدور فعل کے اوس سے مسرور ہوا اس وجہ سے دل ناپاک ہوا
تو مین کہتا ہون کہ اسی طرح جب انسان اون اشیا کے کھانے کا قصد کرے جنھین خدا نے منع کیا ہے
اور پھر کھا کر محظوظ و مسرور ہوا اور قوت شہوانی اور حیوانی کو مدد دی تو اس وجہ سے وہان بھی دل کو
ناپاک ہونا چاہیے پھر اب مناسبت کیا پوچھتے ہین غرض جو مناسبت آپ امور اخلاقی مین بیان
کرینگے اوسی طرح کی ہم شریعت رسمی مین بیان کردینگے اور اگر ناپاک نہوئی تو آپ کا اس مقام پر
مناسبت دریافت کرنا عبث ہے کیونکہ اس صورت مین بھی احکام اخلاقی اور رسمی کا ایک سا حال
ہے افسوس ہے کہ پادریصاحب اسی مغالطہ کیوجہ سے شریعت رسمی کو قابل نسخ قرار دیتے ہین

Marfat.com

اسکی ایسی مثال ہی کہ ایک جاہل مریض طبیب کامل سے یون کہے کہ جن اشیا کو آپ پرہیز بتاتے ہین انکے کھانے پینے سے اور ازالہ مرض اور عدم ازالہ سے کیا مناسبت ہے اب فرمایئے کہ ایسے شخص کو عاقل کیا کہینگے۔

قولہ لیکن کسی خاص غرض سے خداتعالے نے اگلی شریعت مین ایسی چیزون کو پاک یا ناپاک فرمایا اسیواسطے وہ رسمی اور ظاہری شریعت تھی۔

اقول غیر ستھری اشیا کو ناپاک کہنا اور اونکے استعمال کو منع کرنا بلکہ جنکا استعمال موجب اخلاق ذمیمہ اور باعث افعال شنیعہ ہوا ونکے اکل و شرب کو جائز نرکھنا تو رسمی اور ظاہری شریعت ہوئی تو اب لامحالہ شریعت اخلاقی وہ ہوگی جسمین تمام گندہ چیزون کے استعمال کو بلا روک ٹوک جائز بتایا ہو حتے کہ بول و براز کے اکل و شرب کی بھی عام اجازت دی ہو اگر شریعت اخلاقی اسیکا نام ہے تو ایسی شریعت کو دور سے ہمارا سلام ہی اور اگر شریعت اخلاقی پاک اور ستھری اور غیر مضر چیزون کے استعمال کو کہتی ہے اور گندہ چیزون کے استعمال سے روکتی ہے تو پھر بعض اشیا کے پاک و ناپاک کہنے کو رسمی شریعت کہنے کے کیا معنی۔

قولہ صفحہ ۲۶ تو اسکی عمیق حکمت مین یہ مناسب معلوم ہوا کہ آدمیون کو اخلاقی شریعت کے ساتھ رسمی اور ظاہری شریعت بھی دیوے۔

اقول۔ خوب یاد رہے کہ پادریصاحب دعوی کرتے ہین کہ اصلی اور رسمی دونون شریعتین دینا خدا کو پسندیدہ معلوم ہوا اور اسکی دلیل صفحہ ۲۷ مین یہ فرماتے ہین کہ آدمیون کی عقل بسبب گمراہی کے روحانی شریعت سمجھنے اور اوسپر قائم ہونے کے لائق نہ تھی۔ بھلا اس دلیل کو دعوی سے کیا ربط ہی اے جناب جب وہ لوگ شریعت روحانی سمجھنے اور عمل کرنے کے قابل نہ تھے تو پھر اصلی شریعت کے ساتھ رسمی شریعت دینے کے کیا معنی جب اونسے اصلی شریعت کا بار نہین اوٹھ سکتا تھا پھر رسمی شریعت کا بار اونپر لادنا ایسا ہی کہ جب کسی شخص سے دس من بوجھ نہ اوٹھ سکے تو بیس سیر بوجھ اوسپر اور لاد دیا جاوے اور یہ کہا جاوے کہ چونکہ اس سے دس من بوجھ

Marfat.com

بوجھ نہین اوٹھا اسلیئے یہ بیس سیر بوجھ اور اوسپر لاد دیا گیا معلوم نہین کہ پادریصاحب کے نزدیک ایسا کہنے والا کس زمرے مین شمار کیا جائیگا۔

قولہ صفحہ ۲۹- اسواسطے خدانے انجیل مقدس اور اپنے رسولون کے صحائف کے ذریعہ سے اخلاقی شریعت ظاہر فرمائی

اقول افسوس ہرجگہ ہمارے مخاطب دعوی ہی پر اکتفا کرتے ہین اے جناب وہ کون اخلاقی شریعت ہے جو پہلے نہتی وہ چار احکام تو بطور مثال بیان فرمائے ہوتے آپ کی کتاب کے صفحہ ۲۶ سطر اخیر سے ظاہر ہے کہ پہلے بھی بنی اسرائیل کو شریعت اخلاقی دی گئی تھی مگر آپ تھوڑی دیر کے بعد اپنا لکھا ہوا خود بھول جاتے ہین اور اگر یہ کہیے کہ پہلے بھی اخلاقی شریعت عنایت ہوئی تھی مگر انجیل نے اوسے کمال کے ساتھ ظاہر فرمایا تو جناب کمال کا حال بھی تعلیمات کے مقابلہ مین ناظرین نے دریافت کیا۔ اب بہت کہنے کی کیا حاجت ہے حقیقت حال یہ ہے جو جان ڈیون پورٹ صاحب نے اپنی کتاب مین لکھا ہے وہ یہ ہے کہ جب جناب مسیح مبعوث ہوے تھے تو جو یہودی یہودیہ مین رہتے تھے اونکے اخلاق بہت خراب ہوگئے تھے اور اونکے علما اور عوام الناس دونون مین نفس پرستی اور خودپسندی بہت بڑھ گئی تھی اور اوس ملک مین سوا حرص وطمع اور ظلم وجور کے اور کچھ نہ دکھائی دیتا تھا اسواسطے کہ یہودنے ایمان کو بعض رسوم اور قواعد شدیدہ ظاہریہ کے بجالانے مین منحصر رکھا تھا اور اصل لب لباب مذہب ضائع کردیا تھا پس جناب مسیح کی رسالت کا یہ مقصود تھا کہ شریعت اصلی اور واقعی حضرت موسی بحال کرین اسواسطے تمام احکام اسی امر کیطرف منجر ہین۔ پس اس تمہید سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ اصل مین شریعت عیسی فقط مجدد ملت موسی تھی انتہی۔ الحق واقعی امر یہی ہے جو ایک عیسائی نے بیان کیا۔ مگران ناقہم عیسائیون نے اس مدعا کو نہ سمجھکر شریعت موسویکو بالکل نیست ونابود کردیا واے برنافہمی ایشان۔

قولہ صفحہ ۳۱ جب انسان حالت طفولیت مین تھا اوس وقت خدانے اوسکو تعلیم دینا شروع کیا اور ابتدا مین گویا اوسکو ابجد سکھا کر یعنی شریعت ظاہری دیکر تعلیم فرمائی انتہے ملخصاً۔

اقول پادریصاحب محض ابلہ فریبی کررہے ہین یہ نہین خیال کرتے کہ یہ تمثیل جب صحیح ہوسکتی ہے

Marfat.com

کہ توریت مین صرف شریعت ظاہری ہوتی اور شریعت باطنی نہ ہوتی حالانکہ یہ امر ثابت ہوگیا کہ توریت اور دیگر صحف مین دونون طرح کی شریعت مذکور ہین اور پادری صاحب بھی اسکے مقر ہین (صفحہ ۲۶ ضیا زمانہ)

قولہ جب وہ رفتہ رفتہ علم الٰہی سیکھنے کے لائق ہوا تب اوسکو اصلی شریعت تبلائی۔

اقول پادری صاحب وہ اصلی شریعت کونسی ہی اور کہان ہی اور کسنے سکھائی ہی ہرجگہ دعوی ہی ہوتا ہی ثبوت کا کہین نشان نہین ملتا البتہ اگر اصلی شریعت اسکا نام ہی کہ ایک تین ہین اور تین ایک ہین اور خدا وحدہ لاشریک کی ذات غیر محدود ایک قفس خاکی مین آکر بند ہوگئی اور اپنے بندون کے لیے ذلیل وخوار ہوکر تین روز کے لیے واصل جہنم ہوے (نعوذ باللہ من ہذہ الکفریات) توبیشک ہم کہہ سکتے ہین کہ ایسی شریعت کسی نبی نے نہین سکھائی تھی کیونکہ تمام انبیا خدا کو یکتا اور بے ہمتا اور غیر محدود اور غیور اور قادر توانا کہتے تھے کیونکہ خدا کی یہی تعلیم تھی آپ جسے پادریصاحب اصلی شریعت کہتے ہین ہم نہین کہتے کہ وہ کسکی تعلیم ہے عاقلان خود میدانند۔ پادریصاحب کیون بہکی باتین کرتے ہین یون کہنا چاہیے کہ جب وہ رفتہ رفتہ کامل علم الٰہی سیکھنے کے لائق ہوا تب اوسکو کامل شریعت سکھلائی اور وہ شریعت محمدی ہی کیونکہ ہم اوپر ثابت کرچکے ہین کہ شریعت عیسوی کے احکام اخلاقی بھی کامل نتھے شریعت محمدی نے کامل کردیے۔

قولہ قرآن وحدیث اصلی اور اخلاقی شریعت پر رسمی شریعت کو فوقیت دیتے ہین ملخصاً۔

اقول واضح ہوکہ پادری صاحب کا یہ دعوی سراسر غلط ہی قرآن مجید نے توصاف صاف شریعت اخلاقی کو ترجیح دی ہی بلکہ نیکی اوسیکو کہا ہی چنانچہ ارشاد فرمایا ہی لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَ ۚ وَ اٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَ السَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَی الزَّکٰوۃَ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَھْدِھِمْ اِذَا عٰھَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ

Marfat.com

صدقوا واولئک ہم المتقون ○ نیکی نہین ہی تمھارا منہ کرنا پورب اور پچھم کی طرف لیکن نیکی
یہ ہے کہ ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتون پر اور کتاب پر اور نبیون
پر اور مال دیوے اوسکی محبت پر ناتے دارون کو اور یتیمون کو اور محتاجون کو اور مسافرون کو
اور مانگنے والون کو اور غلام آزاد کرنے مین اور نماز پڑھے اچھی طرح اور زکوۃ دے اور جو پورا کرنے
ہین اپنے عہد کو جب عہد کرین اور جو صبر کرتے ہین سختی اور تکلیف مین اور وقت لڑائی کے وہی
لوگ سچے ہین اور وہی پرہیزگار رہین ہین - اب ہمارے مخاطب فرمائین کہ جن احکام کی یہان ترغیب
دی ہی اور جنکو نیکی قرار دیا ہی اون مین سے کونسا حکم رسمی ہے - اس آیت سے واضح ہی کہ شریعت
محمدیہ نے اخلاقی شریعت کو اعلے واشرف اور اصلی قرار دیا ہے کہ راسی پارہ کے دوسرے مقام
پر فرمایا " ولکن البر من اتقی - یعنی اصلی نیکی یہ ہے کہ دلی پرہیزگاری کرے " اس سے بھی صاف
معلوم ہوتا ہی کہ قرآن مجید اونھین احکام کو نیکی قرار دیتا ہی جنسے دلی پاکیزگی حاصل ہو وہی اخلاقی
شریعت ہی احادیث سے بھی ظاہر ہے کہ شریعت محمدیہ مین مقبول و معتبر شریعت اخلاقی ہی مثلاً فرمایا
ان اللہ لا ینظر الی اجسادکم ولا الی صورکم ولکن ینظر الی قلوبکم اللہ نہ تمھارے جسمون
کو دیکھتا ہی نہ تمھاری صورتون کو لیکن تمھارے دلون کو دیکھتا ہی پس معلوم ہوا کہ دل کی صفائی
منظور نظر ہے اور حدیث مشہور انما الاعمال بالنیات بھی اسی پر دلالت کرتی ہی کیونکہ اس حدیث
مین تمام عملون کے ثواب کو منحصر کر دیا ہے خلوص نیت پر یعنی اگر نیک کام کیا اس قصد سے کہ اللہ کی
خوشنودی اور اوسکی نزدیکی ہو تو اوسپر ثواب ملیگا اور اللہ کے نزدیک مقبول ہوگا اور اگر یہ قصد نہین
ہے تو وہ عمل بیکار ہے کیا عمدہ کلیہ ہے کہ کل اعمال کے مقبول ہونے کی معیار ہے انجیل مین کوئی ایسا
جملہ نہین دیکھا گیا اہل دانش یہان سے بخوبی یقین کر سکتے ہین کہ شریعت محمدیہ مین کل شریعت اخلاقی
ہے کیونکہ ہر فعل کا مدار جب خلوص نیت پر ہے تو کوئی حکم ایسا نہوا جسسے قلب پر اثر نہو اور جس فعل سے
قلب پر اثر پیدا ہو اوسے پادری صاحب اخلاقی شریعت سمجھتے ہین - جن احکام کو پادری صاحب شریعت

سلہ کل اعمال کا ثواب منحصر ہے نیتون پر ۱۲

Marfat.com

خلاقی کہہ رہے ہین وہ جب ہی تک خلاقی ہین کہ اس کلیہ کے تحت مین ہون ورنہ وہ رسمی شریعت
سے بھی بدتر ہین - حاصل یہ ہے کہ یہ دعوی کرنا کہ قرآن وحدیث رسمی شریعت کو اعلے واشرف
بتاتے ہین سراسر غلط ہے -

اب یہان اون احکام اسلام کا ذکر مناسب ہے جنھین پادری صاحب نے نسخ کی بحث مین ذکر کیا ہے
اور شریعت رسمی قرار دیکر قابل نسخ بتایا ہے وہ پانچ احکام ہین

اول قربانی جانوران صفحہ ۸۸ مین تحریر کرتے ہین کہ توریت مین حکم تھا کہ گناہون کی بخشائش کے لیے اعلی درجہ کے جانورون کی
قربانی خدا کے لیے وضو کے لیے کیا کرین مگر واضح ہے کہ جانورون کی قربانیون اور گناہون کی معافی سے کیا مناسبت
بلکہ یہ تھا اونچے ایک قربانی عظیم الشان یعنی مسیح کا کفارہ تھا جب یہ پورا ہوگیا تو اب اوسکے نشان اور
دلیلون کے عمل مین لانے کی حاجت نرہی

مین کہتا ہون کہ جب کفارہ مسیح کا بطلان اختلاف سوم مین اظہر من الشمس ہوگیا تو جانورون کی قربانی
اوسکا نمونہ اور سایہ سمجھنا خود ہی باطل ہوگیا - باقی رہا یہ امر کہ گناہون کی معافی اور قربانی سے
کیا مناسبت ہے تو جواب یہ خدا تعالے سے دریافت کیجیے آپکی مقدس کتاب مین ہے آپ لکھا ہے
کہ کاہن مساوی معافی کا ہے اور کاہن اوسکے لیے اوسکی خطا کا کفارہ دیوے تو وہ بخشی جائیگی
(احبار باب ۴ ورس ۲۶ و ۳۵ وغیرہ) اب اگر آپکی مقدس کتاب سچی ہے تو آپ کو ایمان لانا
چاہیے پھر آپ مناسبت کیا دریافت کرتے ہین اور اگر اسکے کلام خدا ہی ہونے مین کلام ہے تو پھر المراد
ہم زیادہ بحث نہین کرتے صرف اس قدر کہتے ہین کہ احکام خداوندی کو بجا لانا اور اپنے مال کو اوسکے
حکم کی بجا آوری مین صرف کرنا بیشک موجب خوشنودی خدا تعالے ہے اور جو کام موجب خوشنودی
پروردگار ہو اوسکی وجہ سے گناہ کا معاف ہوجانا کونسی عقل کے خلاف ہے اختلاف سوم مین بخوبی
ثابت ہوچکا کہ گناہ کی معافی محض خدا کے فضل پر ہے اور جو شخص خدا کی خوشنودی کے لیے نیک
کام کریگا اوسپر خدا کا فضل ہوگا - الغرض اس بیان سے معلوم ہوگیا کہ قربانی اور گناہ کی معافی
مین مناسبت ظاہر ہے - قربانی کے باب مین میری یہ تقریر بغرض سمجھانے کے لیے تھی ورنہ اسکی

Marfat.com

کوئی ضرورت نہین ہی مذہب اسلام مین موسوی قربانیان قائم نہین رکھی گئین -
اب جو قربانی مذہب اسلام مین واجب ہی وہ موسوی قربانی نہین ہی بلکہ اس سے مقصود حضرت ابراہیم
کے ایک مخلصانہ فعل کی یادگار ہے جو اونکے کمال قرب الٰہی اور خلوص محبت پر دلالت کرتا ہی حضرت
ابراہیم کا اپنے صاحبزادے کو ذبح کے لیے بالکل مستعد ہو جانا اور صاحبزادہ کا بھی بدل وجان اللہ
کے حکم پر اپنی جان قربان کرنے کو حاضر ہونا اور پھر خداوند کریم کی رحمت کا جوش مین اگر فدیہ کا دینا
ایک واقعہ عظیم الشان اور قابل یادگار ہے اس واقعہ پر نظر کرنے سے کیسا دلپر اثر ہوتا ہی اور
حاکم حقیقی کے حکم بجا آوری کی دل مین کیسی تحریک پیدا ہوتی ہی مگر دل چاہیے پتھر نہو بانی اسلام نے
چونکہ یہ دعوی کیا کہ اسلام ملت ابراہیمی ہے چنانچہ فرمایا دِینًا قِیَمًا مِلَّۃَ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا اسلیے ضرور ہوا
کہ ایسے واقعۂ ابراہیمی کو یاد دلائے کیونکہ صرف محبت خدا مین باپ کا اپنے عزیز بیٹے کی قربانی پر
مستعد ہو جانا ایک عظیم الشان واقعہ ہے اس وجہ سے اوسکی یادگار شریعت محمدی مین قائم
کی گئی غرضکہ اس یادگار اور محبت الٰہی کے جوش دلانے کے لیے شریعت محمدی مین قربانی
مقرر کی گئی ہے نہ یہان کسی پتھر یا پہاڑ پر بھینٹ چڑھایا جاتا ہی نہ اوسکا لہو کسی مقام پر چھڑکا جاتا
ہے نہ خدا کو اوسکا گوشت بھاتا ہی نہ اوسکا لال لال لہو پسند آتا ہے وہ تو ہر ایک سے پرہیزگاری
اور نکوکاری چاہتا ہے چنانچہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی
اس قربانی کے منسوخ ہونے کی کوئی وجہ نہین ہے - اگر پادری صاحب کی وہ فرضی قربانی یعنی
کفارۂ مسیح صحیح بھی ہو تو موسوی قربانی کی ناسخ ہوگی نہ محمدی قربانی کی -
چونکہ بانی اسلام نے ہر کام وہر امر مین خدا کی یاد دلانا ایک تمغہ اسلام قرار دیا ہی اسلیے قربانی
مین بھی اونسے یہ حکم کیا فَلْیَذْکُرُوا عَلٰی اسْمِ اللّٰهِ یعنی اللہ کا نام لیکر ذبح کر قربانی مین جسقدر پڑھنا
ضروری ہی وہ اسی قدر ہے کہ ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا جائے البتہ اوس وقت کلام مقدس
کی دو آیتین پڑھنا بھی افضل ہین ایک آیت یہ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ الخ مین یکسو ہو کر متوجہ ہوا اوسی
کیطرف جسنے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو اور مین نہین ہون شریک کرنے والا اور دوسری

Marfat.com

نیت یہ ہے اِنَّ صَلوٰتِی وَنُسُکِی وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِی لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ میری نماز
اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا خدا کے لیے ہی جو پروردگار ہے سارے جہان کا۔
اب پادری صاحب کی دیانت پر مجھے سخت افسوس ہے کہ ان واقعی امور کو چھوڑ کر وہ الفاظ
جو بعض عوام میں مشہور ہیں نقل کرتے ہیں اور بیدھڑک کہتے ہیں کہ یہ خدا نے سکھایا ہے چنانچہ
صفحہ ۲۹۱ مین لکھتے ہین "خداتعالے یہ دعا سکھاوے کہ کمہا بمجی وہمابدمی الخ" مین دریافت کرتا
ہون کہ یہ دعا جو اونھون نے نقل کی ہے آیا قرآن شریف مین کسی مقام پر ہے یا کسی حدیث مین آئی ہے
یا کسی معتبر کتاب مین اسے واجب یا سنت کہا ہے اسکا جواب پادریصاحب بجز سکوت کے کچھ نہین دیسکتے
پھر ایسی صریح فاحش غلطیان کس وجہ سے ہین اگر جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو وہی فرمائین کہ یہی
حق شناسی اور طلب حق ہے کہ واقعی امر چھپا کر خلق خدا کو گمراہ کرنا اور اگر بے علمی سے ایسا لکھا ہے تو بڑے
افسوس کی بات ہے کہ جسے اسلام کی ایسی چھوٹی چھوٹی باتون کی خبر نہو وہ اسلام کے رد مین کتاب
لکھنے بیٹھے ایسا لاعلم شخص بجز اسکے کہ اپنی اوقات تباہ اور نامۂ اعمال سیاہ اور عوام کو گمراہ کرے
اور کیا کر سکتا ہے افسوس ہے کہ پادریصاحب نے نہ تو بطور خود مذہب اسلام مین غور و فکر کیا اور نہ کسی
محقق سے پوچھ لیا جو کچھ کسی کٹھ ملا سے سنا یا کسی اردو فارسی کی کتاب مین دیکھا اوسے مذہب اسلام
کا مسئلہ سمجھا واے برغفلت ایشان۔

دوم طہارت جسمانی - پادری صاحب اس حکم کو ضروری تو قرار دیتے ہین چنانچہ صفحہ ۲۹۱ مین
لکھتے ہین "ہر چند ایمانداز حقیقی جو طہارت قلبی حاصل کرتا ہے اوسکو جسم و جامہ و مکان وغیرہ کی صفائی
بھی ضرور ہے"، مگر یہ کہتے ہین کہ اس سے (۱) نہ تو روح پاک ہوسکتی ہے (۲) نہ گناہ معاف ہوسکتے
ہین اور (۳) نہ نجات کا ذریعہ ہوسکتی ہے اور (۴) بعض عبادت کے لیے اسکو شرط قرار دینا بھی
غیر معقول ہے - یہان پادری صاحب نے چار باتین کہین اول یہ کہ طہارت ظاہری سے باطنی نہین
ہوسکتی اس کہنے سے اگر یہ غرض ہے کہ فقط طہارت ظاہری سے طہارت باطنی نہین ہوسکتی تو ہم تسلیم
کرتے ہین مذہب اسلام مین ہرگز یہ حکم نہین ہے کہ فقط شست و شوی ظاہری سے باطن پاک

ہوجایا کرنا ہے بلکہ اوسکے لیے بہت سے احکام کی تعمیل ضرور ہے اور اگر یہ مقصود ہو کہ اس ظاہری
طہارت کو روح کی پاکی سے کچھ تعلق ہی نہین ہے تو اسمین گفتگو ہے کیونکہ ظاہری طہارت کی دو
صورتین ہین ایک تو یہ کہ حکم الہی ہو اور بندہ اسکو اپنے خالق منعم کا حکم جان کر بجا لائے دوسرے
یہ کہ حکم الہی نہ ہو یا ہو مگر وقت کرنے کے بندے کو اوسکے حکم الہی ہونیکا خیال نہین ہے محض
خواہش نفس و تفریح طبع کے لیے باتھ پیر دہوتا ہے اگر دوسری صورت ہے تو ہم بھی یہی کہتے ہین کہ روح کی پاکی سے
اسکو کچھ تعلق نہین ہے اور اگر پہلی صورت ہے یعنی وہ طہارت حکم الہی ہے اور یہ شخص اوسکو اپنے
خالق کا حکم جانکر بجا لاتا ہے تو مقتضای عقل یہی ہے کہ اسکو روح کی پاکی سے تعلق ہونا چاہیے
کیونکہ کوئی عاقل اس سے انکار نہین کر سکتا کہ تمام احکام الہی کی اصلی غرض انسان کی روح کو
پاک کرنا ہے لہذا جو کوئی احکام الہی بجا لائیگا اوسکی روح کو پاکی حاصل ہوگی تمام احکام کی بجا آوری
کو پاکی مین پورا اثر ہے اور ہر ایک حکم کو تھوڑا تھوڑا مگر اون احکام مین مراتب کا فرق ضرور ہوگا
اور ہر ایک حکم موافق اپنے مرتبے کے روح کی پاکی مین دخل رکھیگا یعنی اگر اعلے مرتبہ کا حکم ہے
مثلاً اللہ سے محبت کرنا تو اس سے روح کو کمال مرتبہ کی پاکی حاصل ہوگی اور اگر ادنی مرتبہ
کا حکم ہے تو اوس سے تھوڑی پاکی ہوگی۔ اب اگر طہارت جسمانی کا حکم الہی ہونا ثابت ہوجاوے
تو یہ امر بھی بالضرور ثابت ہوجائیگا کہ اسکو روح کی پاکی مین کچھ نہ کچھ دخل ہے جب اس امر کی تفتیش
کی گئی تو معلوم ہوا کہ توریت اور انجیل اور قرآن مجید بالاتفاق طہارت جسمانی کو حکم الہی بتا رہے
ہین چنانچہ توریت اور قرآن مجید مین اس حکم کا ہونا تو پادریصاحب کے نزدیک مسلم ہے البتہ انجیل
مین اس حکم کا ہونا مسلم نہین رکھتے چنانچہ صفحہ ۲۹۲ مین فرماتے ہین خدا تعالے نے پہلے توریت
مین شست و شوی ظاہری مقرر فرمائی اور بعدہ بذریعہ انجیل اوسکے بجاے پاکی باطن مقرر کی تھی
اگرچہ پادریصاحب کا یہ مقولہ ایسا ہے کہ توریت و انجیل دونون پر اس سے الزام آتا ہے کہ اوسمین
پاکی باطن کی کوئی سبیل معین نہ تھی ہزارون برس تک تمام عالم کو خدا تعالے نے پاک باطنی سے
محروم رکھا (نعوذ باللہ منہ) اور انجیل پر یہ الزام ہے کہ اوسنے ایک سخت طہارت جسمانی کو موقوف کردیا

Marfat.com

اور طہارت جسمانی کے موقوف کرنے کے معنی سوا اسکے اور کچھ نہیں ہو سکتے کہ نجاست جسمانی کو پسند
کیا۔ اب ناظرین دونوں امروں کو ملاحظہ فرمالیں کہ کیسے ہیں میرے بیان کی ضرورت نہیں مگر میں
اسکو پادری صاحب کی سراسر خطا سمجھتا ہوں توریت وانجیل کو جسنے دیکھا ہے وہ اس امر کا یقین کر سکتا
کہ طہارت باطنی کا طریقہ جس طرح انجیل میں مذکور ہے اسی طرح توریت میں ہے اور طہارت جسمانی بھی دونوں
میں فرض ہے حضرت مسیح چونکہ توریت کے متبع تھے اسلیے اسکی تفصیل انھیں ضرور نہ تھی اور پولوس
مقدس تو اسکی تصریح بھی کرتے ہیں چنانچہ نامہ دوم قرنتیان میں لکھتے ہیں "پس اے عزیزو چاہیے کہ ہم
ایسے وعدے پاکے آپ کو ہر طرح کی جسمانی اور روحانی نجاست سے پاک کریں" (باب ۷ درس ۱)
اور بیشک یہی حکم خدا کا ہے جسپر خدا کی سب کتابیں متفق ہیں — الحاصل یہ امر ثابت ہو گیا کہ
طہارت جسمانی حکم خداوندی ہے اور حکم خدا کی تعمیل روح کی پاکیزگی میں بیشک دخل رکھتی ہے —
ناظرین نے تقریر سابق سے دریافت کیا ہوگا کہ میری غرض یہ نہیں ہے کہ صرف بدن پر پانی
ڈالنا روح کو پاک کرتا ہے بلکہ اوسکے لیے ایک فعل قلبی بھی ضرور ہے وہ یہ ہے کہ وقت طہارت کے
دل میں یہ خیال کرے کہ چونکہ مجھے اسطرح کی طہارت کا حکم الہی ہے یا فلاں عبادت کے لیے یہ طہارت
ضرور ہے اسلیے میں تعمیل حکم کرتا ہوں کہ اس حکم برداری سے خدا کی نزدیکی حاصل ہو جسپر طہارت
کو روح کی پاکیزگی میں دخل ہے اور جسکی وجہ سے خفیف گناہوں کے معاف ہونے کی امید ہوتی ہے
وہ یہی طہارت ہے جسمیں یہ خیال پیدا ہو گیا ہو ورنہ اگر تمام دن مونھ ہاتھ دھویا کرے تو کچھ نہیں
ہوتا اس بیان سے یہ عقدہ کھل گیا کہ ظاہری شست وشو سے باطنی پاکی میں کیونکر اثر ہو سکتا ہے
یعنی معلوم ہو گیا کہ باطنی پاکی فقط اوس ظاہری شست وشو سے نہیں ہوتی بلکہ بوجہ اوس
خیال کے ہوتی جو حقیقت میں عبادت روحانی ہے جسکا اثر صفائی باطن ہے اور یہ ہر ایک عاقل کے
نزدیک مسلم ہے اور دوسری اور تیسری بات کے طے کرنے میں ہمیں زیادہ تفصیل و بیان کی
ضرورت نہیں ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ طہارت حکم الہی ہے اور روح کی پاکی میں بھی اسکو
اسی طرح کا دخل ہے جیسا کہ حکم الہی کو ہونا چاہیے پھر اگر اوس سے خفیف گناہ معاف ہو جاتے ہیں

Marfat.com

توکیا خرابی لازم آئیگی پادری صاحب بیان کرین تعمیل احکام الٰہی کے سبب گناہون کا معاف ہو[نا] عقلاً و نقلاً ثابت ہی اسکی تفصیل تیسرے اختلاف مین دیکھنا چاہیے جہان نجات کی بحث کی گئی ہی [ا]ور بعض عبادت کے لیے طہارت کا شرط ہونا بالکل مطابق عقل ہے کیونکہ مذہب اسلام مین طہارت [ہ]ر ایک عبادت مین شرط نہین ہے مثلاً ہر وقت خدا کی یاد کیا کرے یا خلقت کو کسی نوع سے نفع پہ[نچاوے] یا روزہ رکھے یہ سب امور عبادت الٰہی ہین مگر کسی مین طہارت ظاہری شرط نہین ہی البتہ اوس عبادت [کے] لیے شرط ہے جس مین روح کے ساتھ جسم کو بھی پورا پورا دخل ہے مثلاً نماز کہ اوسکے لیے یہ شرط ہے کہ اس طرح دل کو حاضر کرنا اور خیال کرنا چاہیے کہ مین خداوند کی حضوری مین حاضر ہون اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے اس صورت مین ایک صورت حضوری دربار کی پائی جاتی ہے اسلیے پاس ادب اس امر کو واجب کرتا ہے کہ پاک و صاف ہوکر اوسکے روبرو حاضر ہو اور پھر طہارت بھی ویسی ہونا چاہیے جو اوس قدوس کے نزدیک پسندیدہ ہو اور اسکا علم بغیر اس کے نہین ہوسکتا کہ وہ قدوس خود ہی بیان کر دے خیال کرنے کا مقام ہے کہ جب ایک گنوار دیہاتی مہذب شہری کے لائق پسند بغیر تعلیم صفائی نہین کرسکتا تو بندہ خالق کے لائق پسند صفائی بغیر تعلیم کے کیونکر کرسکتا ہی اب اگر انجیل مین باوجود طہارت کو ضروری بتانے کے اوسکا طور نہین بتایا تو اس قدر اوسمین نقصان رہا اوسکی تکمیل قرآن و حدیث نے کی تمام طہارت کو منسوخ بتانا اور یہ سمجھنا کہ طہارت روحانی کے لیے وہ علامت تھی محض نادانی ہے ۔

طہارت کی اصلی حالت تو ناظرین کو معلوم ہوئی اب پادری صاحب کے بعض اقوال بھی معلوم کرین لکھتے ہین "طہارت کا مدعا یہ تھا کہ انسان معلوم کرے کہ جس طور جسم کی صفائی پانی سے ہوتی ہے اسی طرح روح بنی آدم کی بہ نسبت جسم کے زیادہ تر محتاج طہارت اور پاکی کی ہی (صفحہ ۲۹۱) یادری صاحب جو طہارت کا مدعا بیان کر رہے ہین یہ خاص اونکا الہام ہے یا خدا تعالے کا کلام ہے اگر کہین خدا کا کلام ہو تو دکھلائین حضرت مسیح کے علاوہ پولوس بھی طہارت جسمانی کا حکم دیتے ہین پھر آپ اپنے دل سے تمام انبیا کے خلاف یہ مدعا کیسا بیان کر رہے ہین کیا خدا تعالے کا کلام اور اوسکے احکام

ایسے کمزور اور بے فایدہ ہین کہ آپ کے خیالات سے باطل اور بیکار ٹھہرینگے کیسا اندھیر ہے کہ ایک خیالی بنیاد اوٹھاکر احکام خداوندی کو رد کیا جاتا ہے۔ یہ کیون نہین کہا جاتا کہ طہارت سے مدعا یہ تھا کہ انسان تہذیب باطنی کے ساتھ تہذیب ظاہری اور پاکی روحانی کے ساتھ پاکی جسمانی حاصل کرکے کامل ہوجاے چنانچہ پولوس کے کلام مذکور سے ظاہر ہے اسیواسطے توریت مین دونون طرح کے احکام تعلیم کیے گئے اور تمام انبیا اونکی تلقین کرتے آئے اور قران وحدیث بھی مطابق تمام انبیاے کرام کے تعلیم کرتا ہے اب اگر پادری صاحب کا مدعا یہ ہے کہ وہ تمام احکام آلہی جو طہارت ظاہری سے متعلق تھے انجیل نے رد کرکے صرف باطنی احکام قایم رکھے تو یہ کہنا ہوگا کہ خدا تعالی نے پہلے تو کمال حاصل کرنے کے لیے دونون طرح کی طہارت تعلیم کی اور پھر ایک قسم کی تعلیم کو بالکل موقوف کرکے انسان کو ناقص بنانا چاہتا ہے مگر ایسی بدگمانی اوس ذات مقدس کی نسبت خلاف ہے لہذا اس تعلیم کا بالکلیہ موقوف کردینا ہرگز خدا کی طرف سے نہین ہوسکتا البتہ بمقتضاے مصلحت وقت اونمین کسیقدر تغیر ممکن ہے چنانچہ شریعت محمدیہ مین ایسا ہی ہوا کہ وہ اصلی مدعا یعنے طہارت باطنی اور ظاہری دونون قایم رہین مگر وہ شدت اور سختی جو بنی اسرائیل پر اونکی سخت دلی کی وجہ سے تھی شریعت محمدیہ مین نہین رہی جسکا جی چاہے مقابلہ کرکے دیکھ لے اور پادریصاحب کا صفحہ ۲۱۱ مین یہ کہنا کہ گویا خدا تعالی نے پہلے توریت مین شست شوی ظاہری مقرر فرمائی اور بعدہ بذریعہ انجیل اوسکے بجاے پاکی باطن مقرر کی اور اب پھر اوسکو رد کرتا ہی اور پھر ظاہری پاکی کو بجای باطنی کے مقرر کرتا ہے" محض ابلہ فریبی ہے کیونکہ اس قول سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ توریت مین پاکی باطن کے احکام نتھی انجیل نے مقرر کیے اور شریعت محمدیہ اُن باطنی احکام کو رد کرکے صرف ظاہری احکام مقرر کرتی ہے اور یہ دونون امر محض افترا ہین توریت مین طہارت باطنی اور ظاہری دونون کے احکام موجود ہین انجیل نے کوئی نئے احکام طہارت باطنی کے نہین بیان کیے۔ اور شریعت محمدیہ مین نہایت کمال کے ساتھ دونون طرح کے احکام موجود ہین ان دونون باتون کا ثبوت کما حقہ مختصر سے گذر چکا ہے پادری صاحب ذرا انصاف دلی سے ملاحظہ فرمائین۔

Marfat.com

تیسرا حکم بیت المقدس یا خانہ کعبہ کو قبلہ بنانا۔ پادریصاحب صفحہ ۲۹۲ مین بیت المقدس کی نسبت لکھتے ہین کہ وہ مکان نمونہ جسم اطہر خداوند مسیح کا تھا اور اوسکا یہ بھی مطلب تھا کہ دل انسان مسکن خداوند کریم کا ہووے پھر جب خداوند مسیح کا ظہور قالب انسانی مین ہوا اور ہر مومن مسیح کا دل خانہ خدا بنا ہی لہذا اب حاجت خانہ سنگی کی نہین ہے اسیواسطے خداتعالے نے بعد عروج مسیح بیت المقدس کو برباد کردیا انتہی مختصرًا۔ مین اس مقام پر کئی بحثین لکھنا چاہتا ہون تاکہ اس حکم کی اچھی طرح تفصیل ہوجائے پہلی بحث مطلب مذکور کے رد مین۔ اوّل پادریصاحب یہ تو فرماوین کہ یہ مطلب آپ نے یا آپ کے مقتداؤن نے صرف حکم شریعت مٹنے کے واسطے بنا لیا ہی یا کہین سے اسکا ثبوت بھی ہی ذرا انصاف کیجیے کہ اگر بیت المقدس کے بنانیکا یہ مطلب ہوتا جو آپ بیان کررہے ہین توجنکے پاس سیکڑون برس پیشتر سے توریت رہی اونمین سے اکثر نہین توکوئی فرقہ کوئی گروہ یا کوئی شخص تو اس مطلب کو بیان کرتا پھر کیا لاکھون خداپرست ربّی اور بہت سے انبیا جو خاص اسی لیے بھیجے گئے کہ خالق کی مرضی مخلوق پر ظاہر کرین سبکے سب اس مطلب سے ناواقف رہے صرف تثلیث پرستون پر یہ مطلب کھلا کون عاقل اسے باور کرسکتاہے ۲ دوسرے یہ کہ پادریصاحب کتاب مقدس کو ملاخطہ کرین اوسمین تو صاف صاف اسکا مطلب بیان کردیا ہی چنانچہ تواریخ دوم کے باب دوم مین ہی (۴) دیکھہ مین خداوند اپنے خدا کے نام کے لیے ایک گھر بناتا ہون کہ اوسکے لیے مقدس کرون اور اوسکے آگے خوشبوی کا بخور جلاون اور ہمیشہ کو نذر کی روٹیان اور صبح شام کی اور سبتون اور نئے چاندون اور خداوند ہمارے خدا کی عیدون کی سوختنی قربانیان گذرانون کہ یہ ابدتک اسرائیل پر فرض ہی (۵) اور وہ گھر جو مین بناتا ہون عظیم ہوگا کیونکہ ہمارا خدا سب معبودون سے عظیم ہے (۶) لیکن کسکا مقدور ہی کہ اوسکے لیے ایک گھر بناوے حالانکہ آسمان مین بلکہ آسمانون کے آسمان مین اوسکی سمائی ہو نہ سکے پھر مین کون ہون جو اوسکے لیے گھر بناؤن مگر فقط اس لیے کہ اوسکے آگے قربانی جلاؤن انتہے۔

اب فرمائیے کہ جنھون نے بیت المقدس بنایا ہی وہ تو اوسکا مقصد صرف اس قدر بیان کرتے ہین کہ اوس وقت کی معمولی رسوم عبادت اوسمین ادا کیے جائین۔ اب ناظرین ہی انصاف فرمائین

Marfat.com

کہ جو مطلب خدا کے رسول بیان کرتے ہین جنھون نے اوس مکان کو خدا کی مرضی کے مطابق بنایا اوسے ہم صحیح کہین یا اوس مطلب کو جو پادریصاحب کے مقتدا کتاب مقدس کے مخالف اپنے دل سے تراش کر بیان کرتے ہین- غرضکہ کوئی ایماندار خداترس اس واقعی بیان کو دیکھکر پادریصاحب کے مطلب کو صحیح نہین کہہ سکتا- تیسرا یہ کہ پادریصاحب کا مطلب تو یہ ہی کہ چھوٹے سے مکان کو خدا کا مسکن حقیقی ٹھہرائین حالانکہ کتب مقدسہ اسکو صاف صاف رد کرتی ہین اور بیان کرتی ہین کہ وہ ذات کبریا جسکی ابتدا ہی نہ انتہا نہ کسی مکان مین سما سکتی ہی نہ جسم مین آسکتی ہی چنانچہ تواریخ دوم کے باب ۲ ورس ۶ سے ظاہر ہوا اور سلاطین اول کے باب ۸ ورس ۲۷ مین حضرت سلیمان کا قول ہی پر کیا خدا فی الحقیقت زمین پر سکونت کرے دیکھ آسمان اور آسمانون کے آسمان تیری گنجایش نہین رکھتے پھر کتنی کمی اس گھر مین ہوگی اور یہی مضمون تواریخ دوم کے باب ۶ ورس ۱۸ مین ہی- اور اعمال کے باب ۷ ورس ۴۸ مین ہی "اور سلیمان نے اوسکے لیے مکان بنایا لیکن خدا تعالے اون ہیکلون مین جو ہاتھ سے بنی ہی نہین رہتا الخ- ان حوالون سے ثابت ہوا کہ خدا تعالے نہ بیت المقدس مین رہتا ہی نہ کسی اور مکان مین رہ سکتا ہی لہذا جسم مسیح مین بھی اوسکا رہنا غیر ممکن ہی کیونکہ وہ بھی ایک مکان ہی جب آسمانون کے آسمان اوسکی گنجایش نہین رکھتے تو اوس چھوٹے سے جسم مین کسقدر کمی ہوگی- اب جس مقام مین بیت المقدس کو خدا کا مسکن قرار دیا ہی اور اوسمین رہنا بیان کیا ہی اوسکے معنی یہی ہو سکتے ہین کہ وہ مکان مورد انوار آلہی ہے اب اگر یہ مکان نمونہ جسم مسیح ہو تو اوسے بھی صرف مورد انوار آلہی ہونا چاہیے نہ یہ بات کہ خدا اوسمین سما گیا ہی یہ ایسی صاف اور صریح باتین ہین جسمین کسی عاقل کو شک وشبہہ نہین ہو سکتا مگر تثلیث پرستون کی عقل پر نہایت افسوس ہی کہ وہ ایسی موٹی باتون کو بھی نہین سمجھتے- جب بیت المقدس مین خدا کے رہنے سے بیت المقدس خدا نہین ہو سکتا تو حضرت مسیح کیونکر خدا ہو سکتے ہین البتہ اس نمونہ سے اتنی بات ثابت ہوگی کہ حضرت مسیح مہبط انوار الہی ہین اور اسمین ہمین کچھ کلام نہین-

چوتھے یہ کہ جب بیت المقدس کا مدعا یہ تھا کہ انسان کا دل خدا کا مسکن ہو تو منسوخ ہونے کی کیا وجہ

یہ عالم تو ہمیشہ رہنا چاہیے تاکہ ہر ایک شخص اس نمونہ کو سمجھکر اپنے دل کو مسکن خدا بناوے — اور اگر آپ یہ کہیں کہ جب انسان کا دل مسکن خدا بن گیا تو اُس مکان کی حاجت نہ رہی تو کیا حضرت مسیح سے پہلے مومن ابراہیمؑ و مومن موسیٰؑ اور مومن داودؑ وغیرہم یا خود انبیاء کرام کا دل مسکن خدا نہ تھا جو اوسوقت مکان کی حاجت تھی اور مومن مسیح ہوتے ہی حاجت جاتی رہی یہ کیسا ظلم ہے کہ اون انبیاء کرام کا دل تو مسکن خدا نہ بنے جو ایک سچے خدا کے ماننے والے اور اوسپر جان و مال فدا کرنیوالے اور مہبط انوار الٰہی تھے اور اوسوقت عیسائیوں کا دل تین خداؤں کو مانکر اور اپنے گناہوں کے عوض خدا کے معصوم بیٹے کو جہنم میں بھیجکر اور شرابوں کی بوتلیں لگاکر اور تمام شریعت الٰہی کو بیکار بتاکر خدا کا مسکن بنگیا ذرا کچھ تو خوف خدا کرنا چاہیے کیا انبیاء سابقین بغیر اسکے کہ اونکا دل مسکن خدا بنجاے یوں ہی نبی اور مہبط انوار الٰہی ہوگئے افسوس عیسائیوں کے نزدیک خدا کے برگزیدہ رسولوں کی اتنی بھی قدر نہیں جتنی ادنیٰ تثلیث پرست شرابی کی ہے باینہمہ اپنے تئیں ایماندار سمجھتے ہیں جو سمجھے یہ کہ کتاب مقدس تو اوس مکان کی بربادی کا باعث بنی اسرائیل کی نافرمانی بتاتی ہے (تواریخ ۲ ۳۶) اور پادری صاحب مسیح کے ظہور کو بیان کرتے ہیں اور پھر سرور انبیاء پر توریت کی نافہمی کا الزام لگاتے ہیں سبحان اللہ کیا عقل و انصاف ہے کہ جو صریح توریت کی مخالفت کریں اور عقل کو بھی بالای طاق رکھدیں وہ تو توریت کے سمجھنے والے ٹھہریں اور جنکا بیان بالکل توریت کے موافق اور عقل سلیم کے مطابق ہو وہ نہ سمجھنے والے قرار پائیں واے برین عقل و انصاف اسکے علاوہ کیا پادری صاحبکو یہ خبر نہیں کہ رحبعام بن سلیمان کے وقت سے اسیری بابل تک اکثر اوقات بیت المقدس تباہ ہوتا رہا تین مرتبہ تو بخت نصر ہی نے لوٹا اور خراب کیا اول مرتبہ ۶۰۶ سنہ دوسری مرتبہ ۵۹۸ سنہ اور تیسری مرتبہ ۵۸۶ سنہ قبل مسیح بالکل ہی تباہ کردیا دوم تواریخ کا باب ۳۶ اور اسمال بائبل ڈکشنری مولفہ ولیم اسمتھ مطبوعہ لندن ۱۸۶۸ء صفحہ ۲۵۳ ملاحظہ کیجیے۔ اب فرمائیے کہ یہ بربادیاں کیوں ہوئیں اگر بیت المقدس مسیح کے ظہور کا نشان تھا تو اونکے وجود تک اوسے قائم رہنا چاہیے تھا اور اگر یہ کہیے کہ اوسکی بربادی کے بعد بنایا گیا تو جناب — مسیح کے بعد جو برباد ہوا تھا اوسکے بعد ہی بنایا گیا

ہے اور اب تک موجود ہے۔ ولیم بل صاحب مفتاح التواریخ مین لکھتے ہین کہ "مسجد اقصی در شہر اورشلیم
است کہ آنجا بیت المقدس در ایام سلف استادہ بود چون یکی از قیاصرہ روم کہ اصنام پرست بود در
ہفتاد عیسوی بیت المقدس را از بیخ و بن برکندہ مسمار ساخت بعد ازین سہ صد سال قیصر روم بسبب
آن کہ آن مکان مولد حضرت عیسی ست مسجد اقصی تعمیر ساختہ بود حضرت عمر بن خطاب در ایام خلافت
خود ۶۳۷ء آن شہر را تسخیر نمود" اور اسمالز بائبل ڈکشنری کے صفحہ مذکور مین ہے کہ "طیطس رومی کے
بعد بڑے محاصرہ پانچ مہینے کے یروشلم کو ۷۰ء مین بالکل تباہ کر دیا اور ۱۳۵ء مین ہیڈرین بت پرست نے
علاوہ اور عمارتون کے خاص یروشلم کی جگہ ایک مندر جوپیٹر کا پٹولینس (دیوتا) کا بنایا اور ایلیا کا
پٹولینا اوس مندر کا نام رکھا پھر ۳۳۶ء مین شہنشاہ قسطنطین عیسائی نے اندازہ سے خاص اون
مقدس جگہ پر عیسائیون کے طرز کا گرجا تعمیر کیا پھر جسٹینین نے ۵۳۲ء مین بہت سے گرجا اور شفاخانہ
اضافہ کیے" لیجیے جناب جسطرح حضرت مسیح کے پیشتر بیت المقدس تباہ ہوکر پھر بنایا گیا تھا اسیطرح
بعد مسیح بھی مسمار ہوکر تیار کیا گیا اب فرمائیے کہ پہلی بربادی اور پچھلی بربادی مین کیا فرق ہے
الحاصل بیت المقدس کو جسم مسیح کا نمونہ قرار دینا محض خام خیالی ہے پادری صاحب کے معتقد اپنی
ناقص عقل سے خدا کی مقرر کی ہوئی باتون کو اولٹ پلٹ کرنا چاہتے ہین اور اوسکی
اور اوسکی سچی شریعت پر انگشت نما ہوتے ہین مگر کیا ممکن ہے کہ اوس حکیم مطلق و عالم الغیب کے احکام
انگشت نمائی کے لایق ہون کیا ہو سکتا ہے کہ کوئی انسان اپنی عقل ناقص سے اوسکے احکام کو بیت ور
ہرگز نہین بلکہ اوسکی وہ بے اصل باتین جو اوسنے اپنی ناقص عقل سے بنائی ہین ہر ایک حقانی آدمی
کے نزدیک ناکارہ اور بے بنیاد ثابت ہو جاتی ہین چنانچہ میرے بیان سے اسکا ثبوت ظاہر ہے من التمس جو لکھا

دوسری بحث بیت المقدس کے بیان مین۔ واضح ہو کہ یہ مقدس مکان شہر یروشلم مین ہے
اور اسکی وجہ سے وہ تمام شہر مقدس گنا جاتا ہے اور اس جگہ کا مقدس ہونا بوجہ حضرت سلیمان
ہیکل بنانے سے نہین قرار پایا بلکہ بہت پہلے سے وہ مقام مقدس و منظور نظر خداوند تعالی تھا چنانچہ پیدایش
کے باب ۱۲ اور ۱۵ و ۱۱ وغیرہ مین اسی کی طرف اشارہ ہے اس شہر کا نام سالم تھا

Marfat.com

تھا اور ملکی صدق مشہور خدا پرست کا یہ مقام تھا (دیکھو پیدایش ۱۴/۱۸) پھر جب یبوسی قوم اس مقام پر آکر رہی تو اسکا نام یبوس[1] ہوگیا آخر مین یہ مقام یروشلم کے نام سے مشہور ہوا زبور ۷۶ ؎ مین ہے "خدا یہوداہ کے درمیان مشہور ہے اوسکا نام اسرائیل مین بزرگ ہی اور سالم مین اوسکا خیمہ ہے اور صیہون مین اوسکا مسکن ہے" پادری جوزف اوین اسکی تفسیر مین لکھتے ہین "سالم سے یروشلم مراد ہے اور یہ اوس شہر کا قدیم نام تھا (پیدایش ۱۸/۱۴) لفظ یروشلم دو کلمون سے مرکب ہی یعنی یروش معنی میراث اور شلیم اور اوسکے معنی سلامتی کی میراث خدا کی پہلی سکونت گاہ جو اوسنے سلیمان کے ہیکل بنانے سے پیشتر سالم یعنی یروشلم مین مقرر کی وہ ایک خیمہ تھا" ولیم اسمتھ لکھتا ہی کہ "یہودی مفسر اقرار کرتے ہین کہ سالم اور یروشلم ایک شے ہی جیسا کہ زبور ۷۶ مین ہی البتہ عیسائیون مین صرف جیروم اسکا مخالف ہے وہ کہتا ہی کہ سالم ملکی صدق کی جگہ یروشلم نہین ہی بلکہ دوسری جگہ ہے سایتھوپولس کے قریب (پھر لکھتا ہے) یہ امر ہر طرح مسلم ہے کہ سالم موسوم ہوا ہی یروشلم سے" (اسمار بائبل ڈکشنری صفحہ ۴۰۵) غرض کہ یہ مقام قدیم سے متبرک رہا حضرت سلیمان نے ایک ہزار پانچ برس پہلے حضرت مسیح کے اسجگہ نہایت شاندار اور عمدہ ہیکل بنائی اور بیبل سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت سلیمان ہی کی دعا کی وجہ سے یہ ہیکل قبلہ قرار پائی چنانچہ ۲ تواریخ کے باب ۶ مین ہی اور سلیمان نے اسرائیل کی ساری جماعت کے روبرو خداوند کریم کے مذبح کے آگے کھڑا ہو کے اپنے ہاتھ پھیلائے اور کہا اے خداوند اسرائیل کے خدا تجھسا کوئی خدا نہ آسمان مین ہی نہ زمین مین کہ تو اپنے بندون کے لیے جو تیرے آگے اپنے سارے دلون سے چلتے پھرتے ہین عہد کو حفظ کرتا اور اونپر رحمت دکھاتا ہے اے خداوند میرے خدا اپنے بندے کی دعا اور زاری پر کان دھرے اور وہ دعا اور زاری جو تیرا بندہ تیرے آگے کرتا ہے سنیے کہ رات دن تیری آنکھین اس گھر پر کھلی رہین اس مکان پر کہ جسکی بابت تونے فرمایا کہ اپنا نام وہان رکھونگا کہ تو اوس دعا پر جو تیرا بندہ اس گھر کیطرف متوجہ ہو کے کرے کان

[1] دیکھو کتاب القضات کا باب ۱۹ ورس ۱۰ و ۱۱ و یشوع کا باب ۱۸ ورس ۲۸ و باب ۱۵ ورس ۸ و تواریخ اول باب ۱۱ ورس ۴ و اسمار بائبل ڈکشنری مولفہ اسمتھ صفحہ ۲۴۸–۲۴۹

رکھیے اور تو اپنے بندے کی دعا پر اور اپنے گروہ اسرائیل کی دعاؤن پر جو وے اس مکان کیطرف
کرین کان دھر اپنے رہنے کی جگہ مین سے آسمان پر سے سُن اور جب تو نے تو بخشدے الخ۔
اور کتاب مذکور کے باب ۷ ورس ۱۲ وغیرہ مین اس دعا کا مقبول ہونا مذکور ہے پھر ورس ۱۹ وغیرہ
مین ہی پھر اگر تم میری پیروی سے برگشتہ ہوگے اور میری شریعتون اور عدالتون کو جو مینے
تمھین بتائین حفظ نکروگے تو مین اونھین اپنی اس سرزمین سے جو مینے اونھین دی ہے اوکھاڑ
ڈالونگا اور اس گھر کو جسے مینے اپنے نام کے لیے مقدس کیا ہے اپنی نظر سے گرا دونگا اور اسرائیل
کو تمام جہان مین ضرب المثل اور کہاوت کردونگا اور یہ گھر جو عالیشان ہے ہر ایک کو جو اوس سے
گذرے خرابی کا باعث ہوگا انتہی مختصراً۔ اور سلاطین اوّل کے باب ۸ مین حضرت سلیمان کی دعا سے
مذکور نقل کرکے باب ۹ مین اوس دعا کی نسبت لکھا ہے (۳) اور خداوند نے اوسے کہا کہ مینے
تیری دعا اور تیری مناجات جو تو نے میرے آگے کی سنی ہے اور اس گھر کو جو تو نے بنایا کہ میرا نام ابد
تک اوسمین رہے مقدس کیا سو میری نگاہ اور میرا دل سدا اوسی پر رہیگا (۶) پر اگر تم یا تمھاری اولاد
میری پیروی سے کسی طرح سے برگشتہ ہو اور تم میری شریعتون اور میری عدالتون کو جو مینے تمھین
بتائین حفظ نکروگے اور اجنبی معبودون کی عبادت کرنے کو جاؤگے اور اونھین سجدہ کروگے (۷)
تو مین اسرائیل کو اوس سرزمین سے جو مینے اونھین دی ہے فنا کرونگا اور اس گھر کو جسے مینے اپنے
نام کے لیے مقدس کیا ہے اپنی نظر سے گرا دونگا الخ ان دونون حوالون سے ظاہر ہوا کہ حضرت سلیمان
نے یہ دعا کی کہ جو کوئی اسکی طرف متوجہ ہوکر دعا کرے اوسکی دعا مقبول ہو اور اللہ تعالے نے یہ
قبول کی اس سے اوسکا قبلہ ہونا ثابت ہوا کما لا یخفی علی اللبیب پھر جب بنی اسرائیل مین بت پرستی
شائع ہوئی اور ۶۹۸ برس قبل مسیح کے منسی کے عہد مین اسکا نہایت زور شور ہوا اور خاص بیت المقدس
مین بتون کی جینٹ چڑھانے کو اوسنے مذبح بنوائی اور اوسکے اندر بت رکھا (جسکا ذکر تواریخ دوم
کے باب ۳۳ اور سلاطین دوم کے باب ۲۱ مین ہے) پھر منسی کے بیٹے امون نے اپنے
باپ کی پیروی کی پھر یہویقیم اور یہویکین اور صدقیاہ کے عہد مین بھی بت پرستی جاری رہی ور صدقیاہ

Marfat.com

کے عہد مین ۵۸۸ یا ۵۸۶ برس قبل حضرت مسیح کے نبوکدنضر شاہ بابل کے خادم نبوزرادان کے
ہاتھ سے بیت المقدس تباہ کیا گیا اور اوسمین جسقدر مال و متاع تھا وہ سب بابل بھیج دیا گیا بلکہ تمام شہر
یروشلم برباد کر دیا گیا اور جسقدر باشندے قتل ہونے سے بچے وہ قید کرکے بھیج دیے گئے صرف محتاج
لوگ مزدوری کی غرض سے باقی رکھے گئے - پھر ستر برس کے بعد ۵۱۵ برس قبل حضرت مسیح کے
خورس اور دارا شاہان فارس کے حکم سے دوبارہ تیار کیا گیا - عزرا کے باب ۶ ورس ۱۴ مین ہے
یہودیون کے بزرگون نے اسرائیل کے خدا کے حکم کے مطابق اور فارس کے بادشاہ خورس اور
ارتخششتا کے حکم کے مطابق تعمیر کی بیان ارتخششتا نام غلطی سے لکھا گیا کیونکہ اس نام کے دو بادشاہ
فارس مین گذرے - پہلے نے اوسکی تعمیر موقوف کردی تھی اور دوسرا اوسکی تیاری کے ۵۷ برس
بعد بادشاہ ہوا پھر اسقدر پیشتر اوسکا حکم کیونکر ہو سکتا ہے - غرضکہ بیت المقدس دوبارہ بنایا گیا
مگر پھر دشمنون کے ہاتھ سے برباد ہوا اور تیسری مرتبہ ہیرود اعظم نے حضرت مسیح کے سولہ برس پیشتر پھر
اوسے تعمیر کیا مگر اسپر بھی بنی اسرائیل شرارت سے باز نہ آئے یہان تک کہ حضرت مسیح مبعوث ہوے
اونکو بھی بہتون نے نہ مانا اسلیے پھر وہ مکان برباد ہوا اور مرضی خدا یہ ہوی کہ اب وہ قدیم خانہ خدا
جو اوسکے خلیل حضرت ابراہیم نے بنایا تھا آباد ہو - اسکے بعد پھر بھی یہ مکان تعمیر کیا گیا اور بت پرستونکے عہد مین
جوپیٹر دیوتا کا مندر - اور عیسائیونکے عہد مین اونکا گرجا اور مقدس مکان رہا جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا اور جب سے
یہ مکان مسلمانونکے ہاتھ مین آیا اوسوقت سے اسکی بربادی موقوف ہوی اور تیرہ سو برس سے بدستور قایم ہے
یہ امر اسبات کی کامل دلیل ہے کہ مسلمان ہی خدا کی سچی شریعت پر عمل کرنیوالے اور اوسکے برگزیدہ ہین ورنہ
یہ مقدس مکان جو بنی اسرائیل کی بداعمالیون کی وجہ سے ہمیشہ تباہ ہوتا رہا اسکے قبضہ مین
اس عرصہ دراز تک صحیح وسالم رہا ہان چونکہ اوسکا قبلہ ہونا ایک

؎۱ مدت مین شک اسوجہ سے کیا گیا کہ اسکاٹ صاحب اپنی رومن تفسیر مین ۵۸۸ لکھتے ہین اور بیبل کے حاشیہ پر اور مقدس کتاب کے احوال مین ۵۸۶ لکھا ہے ؎۲ دوم سلاطین باب ۲۵ - ۱۰ اور دوم تواریخ باب ۳۶ ؎۳ عزرا کے باب ۳ سے ۶ تک متن اور حاشیہ اور مقدس کتاب کا احوال ملاحظہ ہو ؎۴ لغت کتاب مقدس رومن مولفہ مسٹر پس مادر مطبوعہ ۱۸۷۵ء مرزا پور مشن پریس مین ارتخششتا کا بیان - ؎۵ عزرا باب ۴ ورس ۲۱ - ۲۴ ؎۶ یہ مدت عزرا کے باب ۷ اور اسکا حاشیہ دیکھنے سے ظاہر ہے ؎۷ متی باب ۲۱ ورس ۱۲ کی رومن تفسیر اسکاٹ ملاحظہ ہو ۱۲

Marfat.com

شرط کے ساتھ مشروط تھا اور وہ شرط نہ پائی گئی اسلیے وہ قبلہ نہ رہا —

اس بیان سے کئی باتین ثابت ہوئین اوّل یہ کہ بیت المقدس کی جگہ قدیم سے متبرک تھی دوسرے یہ کہ حضرت سلیمان کے وقت سے وہ قبلہ قرار پایا۔ پادری جی ایل ٹھاکر داس صاحب عدم ضرورت قرآن کے صفحہ ۴۳ مین اسکا اقرار کرتے ہین کہ یہودی ہمیشہ بیت المقدس کیطرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے جس وقت سے سلیمان نے ہیکل کی تقدیس کی اوس وقت سے وہی انکا قبلہ رہا دانیال باب ۶ آیت ۱۰ سے معلوم ہوتا ہے کہ دانیال اپنی کوٹھری کا دریچہ جو یروشلم کیطرف تھا کھولکر خدا کے حضور دعا اور شکرگذاری کرتا رہا ہے باقی رہا یہ امر کہ اس سے پیشتر وہ قبلہ تھا یا نہ تھا اسکا ثبوت عیسائیون کی کتاب سے میری نظر سے نہیں گذرا۔ تیسرے یہ کہ ہمیشہ اوسمین عبادت رکھنے کا وعدہ اس شرط پر تھا کہ بنی اسرائیل احکام خداوندی کے پابند رہیں اور اگر پابندی نہ کرینگے تو اوس مکان سے نظر پھیر لیجاویگی اور ایسا ہی ہوا پس یہان سے ثابت ہوا کہ وہ مکان نمونہ جسم مسیح ہرگز نہ تھا ورنہ شرط فرمانبرداری اوسکے قائم رکھنے کا وعدہ خداوندکریم نے فرمایا نہ وقت نافرمانی کے اوسے تباہ کرتا کیونکہ نمونہ ہونے کی تقدیر پر اوسکا قیام اور تباہی حضرت مسیح کے آنے اور نمونہ پورا ہونے پر ہوتی اور بجاے شرط فرمانبرداری کے یہ کہا جاتا کہ جسم مسیح جب تک موجود نہوا اوس وقت تک یہ مکان قائم رہیگا اور پھر برباد کر دیا جائیگا اور جب یہ نہیں کہا گیا تو اوس مکان کو جسم مسیح کا نمونہ کہنا خدا کے کلام کو صاف و صریح تحریف کرنا اور اوسکے مدعا کو پلٹ دینا ہے پادری صاحب ذرا انصاف دلی سے غور فرمائین —

تیسری بحث خانہ کعبہ کے بیان مین — خدا کی اوس سچی کتاب سے جو توریت و انجیل پر مشتمل اور اوسکی کل ہے یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ یہ مقدس خانہ خدا حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا بنایا ہوا ہے یہ پاک مکان خدا کو ایسا مقبول اور پیارا ہوا کہ کسی وقت کسی شخص نے اسکی بے ادبی خدا سے پسند نہیں کی یہانتک کہ ابرہہ بادشاہ جب اوسکے مسمار کرنیکو چڑھ آیا تو خدا تعالے نے اوسکو غیبی اور قدرتی بلا سے ایسا تباہ و برباد کر دیا کہ جہان کی تواریخ مین اوس واقعے کی نظیر ملنا دشوار ہے اگرچہ بت پرستون کے عہد مین وہان بت رکھے ہوے تھے مگر وہ نجاست ایک عارضی اور وقتی تھی

Marfat.com

کوئی کسی برگزیدہ شخص کے بدن پر کوئی پلیدی لگادے اس سے اوس شخص کے برگزیدہ ہونے
مین کسی طرح کا نقص نہین ہوسکتا یا جس طرح بیت المقدس مین مُنَسّی وغیرہ کے عہد مین بت رکھے گئے
تھے مگر اس سے اوس مکان کے مقدس ہونے مین کوئی نقص نہین آیا البتہ بیت المقدس اور کعبہ
مین اسقدر فرق ہوا کہ بیت المقدس پر نظر توجہ کا ہونا مشروط بشرط تھا اور کعبہ شریف کے منظور نظر
ہونے مین کوئی قید اور شرط نہین تھی وہ ہر حال مین مورد عنایات ہا بیت المقدس بار بار مخالفو
کے ہاتھون سے بیحرمت ہوتا رہا اور خانہ کعبہ کی بیحرمتی ایک مرتبہ بھی خدا نے پسند نہین فرمائی۔
عرب کے لوگ گرچہ حضرت ابراہیم کو اپنا دادا اور مقتدا اور رہنما یقین کرتے تھے مگر چونکہ بہت عرصے
تک ان مین کوئی نبی نہین بھیجا گیا اسیوجہ سے سخت جہالت انمین پھیل گئی تھی اور مثل بنی اسرائیل
کے بت پرست ہو گئے تھے فرق ان دونون گروہون مین اس قدر تھا کہ بنی اسرائیل مین باوجودیکہ
ہمیشہ نبی موجود رہے اور فہمایش کرتے رہے اور خدا کی طرف سے بھی ہمیشہ تنبیہ ہوتی رہتی تھی مگر
پھر بھی وہ اپنی بدکاریون سے باز نہین آتے تھے اور بیچارے عرب بوجہ جہالت اور کسی مصلح کے
نہونے سے بت پرستی وغیرہ مین مبتلا ہو گئے۔

عرب مین بت پرستی کی بنیاد علامۂ شہرستانی اس طرح بیان کرتے ہین کہ عمر بن لُحَی بادشاہ مکہ
اپنی بادشاہت کے عہد مین ملک شام کو گیا تھا وہان ایک قوم کو بت پرستی کرتے دیکھا اوس نے
دریافت کیا کہ یہ کیا کرتے ہو اونھون نے کہا کہ اصل مین یہ ہمارے پروردگار ہین ہم انسے مدد مانگتے
ہین ہم انسے شفا چاہتے ہین یہ ہمین مدد دیتے ہین یہ ہمین شفا بخشتے ہین عمر کو یہ بات پسند آئی
اور اوسنے ایک بت مانگا اونھون نے ہبل نامی ایک بت دیا عمر نے اوسے لاکر کعبہ مین رکھا اور
لوگون کو اوسکی تعظیم کے لیے کہا لوگون نے قبول کر لیا۔ اور یہ بھی شہرستانی نے لکھا ہی کہ یہ بادشاہ
عرب شاپور شاہ فارس کے عہد مین تھا اب اگر یہ شاپور ابن اردشیر بن بابک ہو تو چار سو برس سے
بت پرستی کی ابتدا وہان ثابت ہوگی اور اگر شاپور ذالاکتاف ہی جو شاپور اول کی اولاد مین ہے
تو کچھ کم تین سو برس پیشتر اسلام سے وہان بت پرستی کی ابتدا ہوگی کیونکہ شاپور ثانی ۲۹۸ برس

Marfat.com

قبل اسلام کے پیدا ہوا تھا اور ۷۰ برس کی عمر ہوئی اور تمام عمر اسکی سلطنت رہی (ابوالفدا)
شاہ ولی اللہ صاحب فوزالکبیر مین تخمیناً تین سو برس بت پرستی کی ابتدا لکھتے ہین۔ اسے دوسرے
قول کو ترجیح معلوم ہوتی ہے۔

پادری صاحب صفحہ ۲۹۵ مین یہ امر ظاہر کرتے ہین کہ کعبہ حضرت ابراہیم کا بنایا ہوا نہین ہی کیونکہ کتب
عہد عتیق مین کسی مقام پر اسکا ذکر نہین پایا جاتا مگر پادریصاحب کی لاعلمی قابل افسوس ہی کیا وہ
اس بات کا دعوی کر سکتے ہین کہ تمام قصے کتب عہد عتیق مین لکھے ہین ہرگز نہین ہرگز نہین۔
کل حالات سے قطع نظر جن شخصون کے حالات اوسمین مذکور ہین بہت سے اون مین ایسے ہین جنکے
پورے حالات نہین ہین اور اسکی تصریح خود اوسی کتاب مین بیسیون جگہ موجود ہے مین چند حوالے
نقل کرتا ہون ملاحظہ کیجیے سلاطین مین سے (۱) یوآس (۲) یہوآخز (۳) امصیاہ (۴) یربعام
(۵) سلوم (۶) خزقیاہ (۷) رحبعام (۸) ابیاہ (۹) آخز (۱۰) منسی (۱۱) یوسیاہ۔ وغیرہم
کے حالات مذکور ہین مگر کل حالات[۱] نہین ہین سلاطین دوم اور تواریخ دوم ملاحظہ کرنا چاہیے پھر
جس طرح ان لوگون کے کل حالات کتاب مقدس مین مذکور نہین ہی اسی طرح حضرت ابراہیم کا کعبہ
بنانا اور عرب مین آنا اگر ذکر نہین کیا گیا تو کیونکر اوسکی نفی ہو سکتی ہے کیا اندھیر ہے کہ وہ کتاب
تو خود کہہ رہی ہی کہ مین کل حالات کی متکفل نہین پھر بھی پادریصاحب کسی حال کے اوسمین نہونے
سے اوسکی تکذیب کرتے ہین۔ اور اگر اسپر بھی اونھین اپنے دعوی پر اصرار ہے تو اونھین عہد جدید
کی بھی تکذیب کرنی ضرور ہوگی کیونکہ اوسمین بھی بعض باتین ایسی مذکور ہین جو عہد عتیق مین نہین
ہین مثلاً متی باب ۲ ورس ۲۳ مین حضرت مسیح کی نسبت لکھا ہے کہ "وہ جو نبیون سے کہا گیا تھا پورا ہو
کہ وہ ناصری کہلائیگا" یہ مضمون کسی عہد عتیق کی کتاب مین نہین ہی اور ۲ طمطاؤس کے باب ۳
ورس ۸ مین ہی "جس طرح کہ ینس اور یمبریس نے موسی کا سامنا کیا" اور نامۂ یہوداہ کے ورس ۹

[۱] دیکھو سلاطین ۲ کا ۱۹/۱۲ و ۳۴/۱۳ و ۱۵/۱۴ و ۱۸/۱۴ و ۲۸/۱۵ و ۱۶/۱۵ و ۱۷/۲۰ و تواریخ ۲ کا ۱۵/۱۲ و ۲۲/۱۳ و
۲۶/۲۸ و ۲۸/۳۳ و ۳۲/۳۲ و ۲۷/۳۵ وغیرہ ۱۲

ہین ہی کہ جب میکائیل نے شیطان سے تکرار کرکے موسی کی لاش کی بابت بحث کی اب دیکھیے کہ
حضرت موسی کے حالات عہد عتیق مین متصل مذکور ہین مگر توینیس اور یمبریس کا سامنا کرنا کہین لکھا ہے
اور نہ موسی کی لاش کی بابت میکائیل کی بحث لکھی ہے مگر یہان پادریصاحب کو کچھ تردد نہین ہوتا
اور پھر اظہار حق کا دعوی ہے اب اگر حضرت ابراہیم کا کعبہ شریف بنانا اسوجہ سے غلط ہے کہ توریت
مین اوسکا ذکر نہین ہی تو حضرت موسی کے حالات مذکورہ اور نبی کا حضرت مسیح کو ناصری کہنا بھی غلط
ہوگا اور اگر یہ غلط نہین ہی تو حضرت ابراہیم کا کعبہ بنانا بھی غلط نہین ہے ذرا انصاف کیجیے اور
یہ جو پادری عمادصاحب لکھتے ہین کہ بلکہ خلاف اسکے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم کبھی اسمعیل کے پاس
عرب کو نہین گئے محض خلاف ہی اسوجہ سے پادریصاحب اسکا حوالہ نہین دیسکے باوجودیکہ یہ نئی
مرتبہ جو بیاننامہ ۱۸۸۰ع مین چھپا ہے اوسکے حاشیہ پر پادریصاحب نے جابجا حوالے لکھے ہین مگر اس
مقام پر نہین لکھا خوب یاد رہے کہ یہ بیان ہمارا صرف اس غرض سے ہے کہ پادریصاحب کی
ناحق کوشی ظاہر ہو ورنہ ہمین اسقدر کہنا کافی ہی کہ حضرت ابراہیم کا کعبہ بنانا خدا
کی اوس سچی کتاب سے ثابت ہی جو توریت و انجیل پر مشتمل ہے اور اب جسے پادریصاحب کتاب
مقدس سمجھتے ہین وہ کتاب ایسی نہین ہے جسکے اقرار یا انکار پر کسی واقعہ کی صحت یا عدم صحت
موقوف ہو جیسا کہ ہم پہلے مقدمہ مین ثابت کرچکے ہین۔

چوتھی بحث۔ اس امر مین کہ بیت المقدس یا کعبہ شریف کے قبلہ بنانے سے کیا مقصود تھا
اس امر کو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ بیت المقدس کیطرف جو سجدہ کیا گیا یا کعبہ شریف کیطرف جو
سجدہ کیا جاتا ہے اس سے یہ مقصود تو ہرگز نہین تھا اور نہ ہی کہ کل مکانات یا انکا کوئی حصہ یا اونکی
کوئی اینٹ پتھر پرستش کے لائق ہی (نعوذ باللہ منہ) اور نہ یہ مطلب ہے کہ خدا تعالے ان مکانون مین

سلہ عہد عتیق مین صرف اس قدر ہی کہ فرعون نے داناؤن اور جادوگرون کو طلب کیا اور اونھون نے
حضرت موسی کے سامنے اپنا کرشمہ دکھایا مگر ان دو شخصون کا کہین ذکر نہین ہی مفسرین کہتے ہین
کہ بطریق روایت کے معلوم ہوا ہے چنانچہ صفحہ ۱۰۹ شرح فقرہ بائبل مین جو نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی
کے اخراجات سے ترجمہ ہو کر لندن مین چھپی ہے لکھا ہے ۱۲

سمایا ہوا ہی جیسا عیسائی جسم مسیح مین اعتقاد کرتے ہین (نعوذ باللہ منہ) شریعت محمدیہ نے جو طریقہ
خدا کی عبادت قائم کی ہے وہ نہایت زور وشور سے بت پرستی اور انسان پرستی کو نیست و نابود کرتی ہے
خانہ کعبہ کو سمت قبلہ قرار دینے کی یہ وجہین ہین —

اول یہ کہ بیان سابق سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ انسان کے کامل ہونے کے لیے طہارت ظاہری و باطنی
اور عبادت روحانی اور جسمانی دونون کا ہونا ضرور ہے اسی غرض سے شریعت محمدیہ مین نماز مقرر کی گئی
ہی جسمین عبادت روحانی اور جسمانی دونون ہین اس عبادت مین توجہ باطنی اور جوش قلبی کے برانگیختہ
کرنے کو سمت قبلہ مقرر کی گئی ہی کیونکہ خدا تعالے اوس مقدس مکان کو اپنا گھر فرماتا ہے اس نظر سے
سچے ایمان دار اور خدا کے جان نثار کو اس خیال سے کہ مین اوس مکان کیطرف متوجہ ہون جسکو خداے
کون ومکان نے اپنی طرف منسوب کیا ہی اور اپنا گھر فرمایا ہی کیسا ذوق وشوق پیدا ہوگا اور عبادت
الٰہی مین لطف آئیگا جسکا بیان نہین ہو سکتا اسیوجہ سے شریعت محمدیہ مین یہ حکم ہے کہ جس شخص کو
کعبہ شریف کی جہت معلوم نہو وہان اپنے دل مین خوب غور کرے اور جس طرف اوسکا دل شہادت
دے کہ وہ مکان جسکو میرے خدا نے اپنا گھر فرمایا ہے اس طرف ہی اوسی طرف نماز پڑھے اب دل
مین اوس طرف کعبہ شریف ہونا ہوا اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اس طرف منہ کرنے سے مقصود
یہی ہی کہ اسکا دل اوس خالق کون ومکان کیطرف متوجہ ہوجاے اور اس سوچنے اور غور کرنے سے
یہ مدعا حاصل ہو جاتا ہے — دوم یہ کہ بانی اسلام کو نظام عالم کی غرض سے اتفاق باہمی پر نہایت نظر تھی
اسی وجہ سے بہت سی باتین مقرر کی ہین جنکی بنا اسی عمدہ مسئلہ پر ہے اسی غرض سے نماز کے لیے ایک
وہ صورت تعلیم کی جس سے اتحاد باہمی ظاہر ہو اور اس امر کیطرف اشارہ ہو کہ سبکو چاہیے کہ ایک ہی معبود
اوس معبود یکتا کی عبادت کرین — سوم یہ کہ چونکہ اسلام ملت ابراہیمی ہے اس لیے اوس کے بانی
بیت اللہ کیطرف اوسکے ماننے والون کو سجدہ کرنے کا حکم ہوا تاکہ معلوم ہو کہ اس خدا پرستون کو اوس
پرانے ہادی اور خلیل خدا سے رابطہ ہی جسکو خدا تعالے نے تمام عالم کے لیے ہدایت کا سرچشمہ اور توحید
کا مرکز بنایا تھا — غرض کہ ان وجوہ سے اوس طرف منہ کرکے خدا کی عبادت کرنے کا حکم ہے ورنہ قرآن

Marfat.com

شریف مین صاف صاف فرما دیا ہی وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰہِ یعنی پورب اور پچھم سب اللہ کا ہی جدھر تم پھرو اوسی طرف اللہ کی ذات ہی کسی خاص مکان یا کسی خاص جہت مین وہ سمایا ہوا نہین ہی البتہ کعبہ شریف کو اس قدر خصوصیت ہی کہ تجلی گاہ ربانی اور مورد انوار یزدانی ہی اس بیان سے تو خانہ کعبہ کیطرف متوجہ ہونے کی وجہ معلوم ہو گئی اور ابتدا مین جو بیت المقدس کیطرف توجہ کی گئی اوسکی وجہ آیندہ بیان ہو گی۔ الغرض یہ امر ثابت ہو گیا کہ قبلہ کیطرف متوجہ ہونا عبادت روحانی کا مکمل ہے پھر کیا پادری صاحب کے مقتدا اسکو منسوخ بتاکر کامل کو ناقص کیا چاہتے ہین۔

یہ امر بھی معلوم کر لینا چاہیے کہ شریعت محمدیہ نے خانہ کعبہ کی عمارت اور در و دیوار یا پتھرون کیطرف متوجہ ہونے کا حکم نہین دیا بلکہ اوس مقام کی طرف جہان وہ عمارت بنی ہوئی ہی بالفرض اگر اوس جگہ عمارت نہ ہوتی یا خدا نخواستہ نرہے تو بھی اوسی طرف متوجہ ہونے کا حکم ہے کیونکہ مورد انوار وہ جگہ ہے نہ خاص در و دیوار۔ یہان سے معلوم ہوا کہ پادری صاحب نے صفحہ ۲۹۳ مین شریعت محمدیہ کا جو یہ حکم بتایا ہے کہ "اون پتھرون کیطرف شرق و غرب و جنوب و شمال سے سجدہ کرین" محض غلط ہی۔

پانچوین بحث تحویل قبلہ کے بیان مین۔ اس بیان مین پادریصاحب نے عوام کو عجب مغالطہ مین ڈالا ہے چنانچہ صفحہ ۲۹۵ مین لکھتے ہین کہ "حسب دعوای قرآن و حدیث کے پہلے خدا تعالی نے حضرت ابراہیم و اسمعیل کے بعد تک تو خانہ کعبہ کو مسجود خلائق و بیت اللہ قرار دیا پھر اوسکو چھوڑ بنی اسرائیل کا معبد بیت المقدس ٹھہرایا پھر انجیل سے اوسکی پابندی موقوف ہوئی اوسکے بعد پھر کعبہ معبد مقرر ہوا بعدہ وہ بھی منسوخ ہوا اور بیت المقدس کیطرف سجدہ کرنے کا حکم ملا پھر یہ حکم بھی منسوخ ہوا اور پھر کعبہ قبلہ قرار دیا گیا انتہے ملخصًا۔

اب مین کہتا ہون کہ اگر پادریصاحب نے حقانیت کی راہ سے بعد تحقیق یہ تحریر کی ہے تو براہ عنایت ان کل تغیرات کو جو قرآن و حدیث و انجیل کیطرف منسوب کیا ہے ان کتابون سے ثابت کر دین

Marfat.com

ورنہ پھر حقانیت کا دعوی نکرین فرماوین توکس آیت وحدیث مین ہے کہ خانہ کعبہ کو حضرت ابراہیم و اسمعیل کے بعد تک مسجود خلائق اور بیت اللہ قرار دیا اور پھر اوسے چھوڑکر بنی اسرائیل کا معبد بیت المقدس ٹھہرایا اور انجیل کے کس مقام سے بیت المقدس کیطرف متوجہ ہونا منسوخ ہوا۔ مین بالیقین کہتا ہون کہ پادری صاحب کے پاس اس دعوی کی کوئی سند نہین ہے اسیوجہ سے اونھون نے اپنے رسالہ کے طبع ثانی مین بھی اسکا حوالہ نہین دیا۔ افسوس ہے کہ پادریصاحب ذرا بھی تحقیق نہین کرتے جو کچھ اونھون نے سن لیا ہے یا کہین لکھا ہوا دیکھ لیا ہے اوسی قرآن وحدیث کیطرف منسوب کردیا ہے وائے برنا عاقبت اندیشی ایشان۔

حقیقت حال یہ ہے کہ قرآن مجید سے یہ امر ثابت ہے کہ خانہ کعبہ کو حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل نے بنایا اور اوسکی نسبت اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ ہمنے اسے لوگون کا مجمع قرار دیا ہے چہار طرف سے لوگ یہان آئینگے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ہمنے ابراہیم اور اسمعیل کو وحی کی کہ میرے گھر کو پاک رکھو طواف کرنے والون کے لیے اور اوسکے اندر بیٹھنے والون کے لیے تاریخ ابن خلدون کی جلد ۲ مین کعبہ کی نسبت لکھا ہے فرفع قواعدہا مع ابنہ اسمعیل وصیرہا خلوۃ لعبادتہ وجعلہا حجا للناس کما امرہ وانصرف الی الشام فقبض ہنالک انتہی یعنے حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے کے ہمراہ کعبہ کی بنیادین اوٹھائین اور بموجب حکم خداوندکریم اوسے اپنی عبادت کے لیے خلوتکدہ اور لوگونکے لیے حج قرار دیا اور پھر ملک شام کیطرف چلے گئے اور وہین آپ کا انتقال ہوا۔

قرآن مجید مین اوس وقت اوسکے قبلہ ہونے کا ذکر نہین ہے ہان بعض روایتون مین اسکا ذکر ہے اونکے بموجب یہ ثابت ہوگا کہ حضرت ابراہیم سے لیکر بنی اسمعیل مین تو ہمیشہ یہی قبلہ رہا البتہ بنی اسرائیل کو بیت المقدس کیطرف متوجہ ہونے کی اجازت دی گئی مگر اس اجازت سے خانہ کعبہ کو چھوڑنا کسطرح لازم آگیا وہ مکان بنی اسمعیل کا معبد اور قبلہ جس طرح چلا آتا تھا ویسا ہی چلا آیا حضرت مسیح چونکہ بنی اسرائیل کے لیے نبی تھے اور خود بھی اونھین کی اولاد مین تھے اسلیے وہ بھی بیت المقدس کو بیت اللہ سمجھتے رہے (دیکھو متی ۲۱ باب ۱۳ و یوحنا ۲ باب ۱۶) نہ اونھون نے اوسکی پابندی موقوف کی نہ کوئی

Marfat.com

عبادت روحانی علاوہ توریت کے تعلیم قربانی اور نہ بیت المقدس کو بیت اللہ کہنا عبادت روحانی کے مخالف ہیں پھر اوسے موقوف کرنا چہ معنی دارد - لعبدازان جب حضرت سرور انبیا مبعوث ہوئے تو اوسوقت دو قبلے تھے بنی اسرائیل کا قبلہ بیت المقدس اور بنی اسمعیل کا خانہ کعبہ مگر وہ مشرکون کا زمانہ تھا خانہ کعبہ مین بت رکھے تھے اسوجہ سے آنحضرت نے ابتدا سے بیت المقدس کیطرف توجہ اختیار کی مگر خانہ کعبہ کی بزرگی سے بھی آپ واقف تھے اسلیے آپ اوسے پشت دیکر نماز نہین پڑھتے تھے البتہ جب مدینہ شریف تشریف لے گئے تو مجبور ہوئے اور خانہ کیطرف پشت کرنا پڑی شاید اسیوجہ سے بعضون نے یہ سمجھا کہ جب تک آپ مکہ مین رہے تو خانہ کعبہ کیطرف متوجہ ہوتے تھے جب مدینہ مین تشریف لائے ہین اوس وقت بیت المقدس کیطرف متوجہ ہوئے اور سترہ مہینے کے بعد پھر کعبہ کیطرف متوجہ ہوئے حالانکہ تحویل صرف ایک ہی مرتبہ ہوئی یعنی پیشتر آپ بیت المقدس کیطرف متوجہ ہوتے تھے مدینے شریف مین آکر چند ماہ کے بعد کعبہ شریف کیطرف متوجہ ہونیکا حکم ہوا فقط ایکبار ہی تغیر معلوم ہوتا ہے مگر درحقیقت یہ بھی کوئی تغیر نہین ہے کیونکہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہونیکا حکم نہین ہوا تھا تاکہ یہ کہا جاوے کہ پہلے وہ حکم ہوا تھا پھر یہ ہوا بلکہ پہلا امر آنحضرت کا اجتہادی تھا مگر چونکہ اس اجتہاد نبوی کی بنا نہایت صحیح اور عمدہ مصلحت پر تھی اسلیے خدا نے اوس سے روکا نہین بلکہ قائم رکھا اوس مصلحت کو خدا تعالے اپنے کلام پاک مین اس طرح بیان فرماتا ہے

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْهِ

جس قبلہ پر تو تھا (یعنی بیت المقدس) اوسے ہمنے اس لیے قبلہ ٹھہرایا تھا تاکہ جان لین کہ کون اس رسول کی تابعداری کریگا اور کون اولٹے پیرون پھر جائیگا - اہل عرب کے ذہن مین خانہ کعبہ کی کمال عظمت بیٹھی ہوئی تھی اور آنحضرت بھی اوسکی عظمت کرتے تھے مگر قبلہ نہین قرار دیتے تھے یہ اونکو نہایت شاق و ناگوار ہوگا اب باوجود ناگواری کے محض باتباع رسول خدا اوسی بسر وچشم قبول کرنا کمال ایمان کی دلیل ہے اور ایمان کا پورا امتحان ایسی باتون سے ہوجاتا ہے اسکے علاوہ یہ امر بھی تھا کہ اوس وقت خانہ کعبہ مین بت رکھے ہوئے تھے اور بہت سے مسلمانون کو بت پرستی

چھوڑے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا اگر اوس حالت میں اونکو خانہ کعبہ کیطرف متوجہ
ہونیکا حکم ہوتا تو حسب عادت عبادت خدا میں بتونکے تصور کا گمان تھا اسلیے حضرت سرور انبیا
اگرچہ بنی اسمعیل تھے اور آپکا مذہب بھی ملت ابراہیمی تھا مگر آپ بیت المقدس کیطرف متوجہ
رہے جب وہ عذر جاتا رہا اور بت پرستی کو چھوڑے ہوئے بھی عرصہ ہوگیا اوس وقت خدا تعالے
نے اصلی قبلہ کیطرف متوجہ ہونیکا حکم دیا جو ہمیشہ سے بنی اسمعیل کا قبلہ تھا اور چونکہ آنحضرت صلعم کی
بعثت عام تھی اسلیے اب بنی اسرائیل کو بھی اسی قبلہ کیطرف متوجہ ہونا ضرور ہوا۔ اس بیان
سے واضح ہوگیا کہ اس حکم میں کسیطرح کا تغیر نہیں ہوا یہ اصلی بات تھی جسکو پادریصاحب نے پھیر کر
کر عوام کی نظروں میں بہت سے تغیرات دکھلائے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ اگر ایسے تغیرات کو مان
لیا جاے تو پادریصاحب پر کیا اعتراض کرتے ہیں کیا اونکی کتاب میں اس قسم کے تغیرات
نہیں ہیں ذرا غور کریں مثلاً مسئلہ طلاق ہی کہ انجیل کے بیان سے وہ کسی طور کا تغیر ثابت ہوتا
ہی یعنی حضرت موسی سے پہلے تو ہر ایک باعث سے طلاق دینا جائز تھا حضرت موسی کے وقت
میں جائز ہوگیا پھر حضرت مسیح کے وقت میں خاص زنا پر اوسکا حصر کیا گیا ان تغیرات سے کیونکر
وہ حکم ناقص رہا (تعلیم دین از دہم صفحہ ۱۵ وغیرہ ملاحظہ کرنا چاہیے) پادریصاحب ان تغیر و تبدل الخ
پر وہ پیش نہیں کرتے اور یہ نہیں مانتے کہ ایسے احکام من علیم حکیم و غیر متغیر و قادر مطلق کیطرف سے کیونکر ہو سکتے ہیں
اب اگر کسیکو شبہہ ہو کہ بیان سابق سے تو معلوم ہوا کہ جب آنحضرت مکہ شریف میں تھے تو بیت المقدس
کیطرف متوجہ ہوتے تھے حالانکہ بعض نے لکھا ہے کہ وقت آپ خانہ کعبہ کیطرف متوجہ ہوتے تھے
اور مدینہ آکر آپ بیت المقدس کیطرف متوجہ ہوے جیسا کہ پادریصاحب نے تفسیر [illegible]
سے نقل کیا ہی اسکا جواب یہ ہے کہ اس امر میں بعض نے اختلاف کیا ہے مگر صحیح امر یہ ہی جو میں
پہلے بیان کر چکا ہوں پادریصاحب نے تفسیر بیضاوی کا حوالہ دیا ہے اوسمیں دونوں قول
لکھے ہیں جو قول پادریصاحب نے نقل کیا ہے اوس قول کے نیچے لکھا ہی (ضعفہ ابن حجر فی فتح الباری)
یعنی ابن حجر عسقلانی نے بخاری کی شرح فتح الباری میں اس قول کا ضعیف ہونا بیان کیا ہی مگر

Marfat.com

پادری صاحب کا یہ مقتضائی دیانت ہی کہ جس قول کو اوسمین ضعیف لکھا ہی اوسے تو نقل کر کے اعتراض کرتے ہین اور جو قول اوسمین صحیح لکھا ہوا ہے جسپر اعتراض وارد ہی نہین ہوتا اوسے نقل ہی نہین کرتے ہم متحیر ہین کہ یہ کیسا اظہار حق ہے ناظرین انصاف فرمائین۔

اب مین چند شواہد اپنے دعوی کے اثبات مین پیش کرتا ہون **اوّل** علامہ ابن اثیر اپنی کتاب الکامل فی التاریخ مین سنہ دو ہجری کے واقعات مین لکھتے ہین۔ وفیہا صرفت القبلۃ من الشام الی الکعبۃ وکان اول ما فرضت القبلۃ الی بیت المقدس والنبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ انتہی **دوم** سیرت ابن ہشام مین عقبہ ثانیہ کے بیان مین ابن اسحق سے مروی ہے کہ کعب بیان کرتے ہین کہ ہم بقصد حج مدینہ سے مکہ کو چلے اور ہمارے ساتھ براء بن معرور بھی تھے براء نے کہا کہ میرے دل مین یہ آتا ہے کہ کعبہ کیطرف نماز پڑھون کعب نے کہا کہ ہمکو تو ہمارے نبی سے یہی پہونچا ہی کہ بیت المقدس کیطرف نماز پڑھین ہم اسکے خلاف نہین کرسکتے الحاصل راستے مین براء نے کعبہ کیطرف نماز پڑھی اور کعب وغیرہ نے بیت المقدس کیطرف پڑھی جب مکہ مین پہونچے رسول اللہ سے دریافت کیا حضرت نے براء بن معرور سے کہا کہ قد کنت علی قبلۃ لو صبرت علیہا قال فرجع البراء الی قبلۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصلی معنا الی الشام یعنی تم تو ایک قبلہ پر تھا اگر تو اوسی پر ٹھہرا رہتا (تو بہتر ہوتا) کعب کہتے ہین کہ (حضرت کے فرمانے کے بعد) براء رسول اللہ کے قبلہ کیطرف پھر گئے اور ہمارے ساتھ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ اس بیان سے بھی بخوبی ثابت ہوگیا کہ رسول اللہ مکہ مین بیت المقدس کیطرف نماز پڑھتے تھے **سوم** علامہ زین الدین عمر بن الوردی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین۔ کانت الصلاۃ بمکۃ وبعد مقدمہ الی المدینۃ ثمانیۃ عشر شہرا الی بیت المقدس۔ یعنے مکہ مین اور مدینہ تشریف لانیکے بعد اٹھارہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی جاتی تھی۔

چہارم تفسیر کبیر مین ہے لانہ علیہ الصلوۃ والسلام کان متوجہا الی بیت المقدس حین کان بمکۃ۔ اور دوسرے مقام پر لکھتے ہین فامر اللہ تعالے حین کان بمکۃ ان یتوجہوا الی بیت المقدس

لیتمیز واعن المشرکین یعنے جب اہل اسلام مکہ مین تھے تو خدا تعالے نے بیت المقدس کیطرف متوجہ ہونیکا حکم کیا تاکہ مشرکون سے امتیاز ہوجاے پنجم علامہ جلال الدین روضۃ الاحباب مین تحریر کرتے ہین - بدانکہ ایمہ سلف اختلاف دارند درآنکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در مکہ پیش ہجرت بکدام جہت نماز میگذارد ابن عباس وجماعتی دیگر برانند کہ بجانب بیت المقدس نماز میگزارد ولیکن کعبہ را تمام بجانب قفای خود نمیگذاشت بلکہ چنان مے ایستاد کہ کعبہ بریکطرف وے بود واصح اینست ششم ارشاد الساری شرح صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت سرور عالم کا مکہ مین بیت المقدس کیطرف نماز پڑھنا صحیح ہے اور بعض کا یہ قول کہ خانہ کعبہ کیطرف پڑھتے تھے ضعیف ہے - پس محققین کے اقوال سے بھی یہی ثابت ہوا جو ہم نے لکھا تھا لہذا اوسکے خلاف پر توجہ نکیجیے

چھٹی بحث اس بیان مین کہ شریعت حقہ مین ایسے احکام ہونا چاہیین جو دنیا کے کسی مذہب اور کسی قوم مین نپائی جائین یا ایسا ہونا ضرور نہین ہے اور شریعت موسوی اور عیسوی کے احکام بت پرستون وغیرہ کی رسوم سے بالکل علیحدہ ہین یا نہین -

چونکہ پادری صاحب نے شریعت محمدیہ پر یہ طعن کیا ہے کہ اوسمین کوئی عمدگی نہین ہے کیونکہ بعضی رسمین اوسکی تو شریعت موسوی سے نقل کی گئین ہین مگر وہ بھی ناقص ہے اور بہت رسمین بت پرستون وغیرہ کی ہین جن مین تھوڑا سا تغیر کردیا گیا ہے اس لیے مجھے دو امرون کی تحقیق ضرور ہوئی اول یہ کہ شریعت حقہ مین بعض ایسے احکام ہوسکتے ہین یا نہین جو وقت نزول شریعت کے دنیا کی کسی قوم مین رائج ہون دوسرے یہ کہ شریعت موسوی اور عیسوی بت پرستون وغیرہ کے احکام سے بالکل علیحدہ تھے یا نہین مگر نہایت غور اور کامل تحقیق کے بعد پہلے سوال کا یہی جواب ہوتا ہے کہ سچی شریعت مین بعض ایسے احکام ہوسکتے ہین جو دنیا کے مذاہب اور قومون مین رائج ہون اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ شریعت موسوی

حاشیہ - لیکن صحیح امر یہ ہے کہ بیت المقدس کیطرف متوجہ ہونا آنحضرت کا اجتہادی امر تھا (التفسیر الکبیر جزو اول ملاحظہ ہو) مگر چونکہ خدا تعالے نے اوسے منع نہین فرمایا اسلیے وہ حکم خدا تعالے قرار دیا گیا ۱۲

Marfat.com

اور عیسوی کے احکام بت پرستون وغیرہ کے احکام سے ہرگز علیحدہ نہین ہین لہذا یادرکھیے
کہ جو امین اونکی کمال حق پوشی یا بے علمی ثابت کرتا ہی اگر وہ نبی کی ماہیت دریافت کرلیتے
اور توریت وانجیل کے احکام کو نظر تحقیق دیکھتے تو مین امید کرتا ہون کہ ایسی بات زبان سے
نہ نکالتے — اسلیے مین یہ امر بیان کرتا ہون کہ نبی کے آنے سے کیا مقصود ہوتا ہی اور کیا اوسکا
کام ہی واضح ہو کہ نبی اپنے قوم کا مصلح اور مربی اور ہدایت کنندہ ہوتا ہے اوسکے لیے یہ ضرور
نہین کہ اپنی قوم کی تمام بھلی اور بری بات کو میٹا کر ایک انوکھی شریعت تعلیم کرے جو اونھون
نے کبھی کانون سے بھی نہ سنی ہو بلکہ بالہام الٰہی اوسی قوم کے عقائد اور افعال عادات کی اصلاح کرتا ہے
جو باتین اون مین بری رائج ہین اونہین بحکم خدا میٹاتا ہی اور جو بری نہین اونہین قائم رکھتا ہی اور
بعض باتون مین بحسب مصلحت کم وبیش تغیر کرتا ہے اسکی وجہ یہ ہی کہ دنیا مین کوئی قوم اور کوئی
گروہ ایسا نہین پایا گیا کہ اون مین کل عادات واطوار اور کل عقائد خراب ہی ہون اور کوئی
بات اونمین اچھی نہو کیونکہ اول تو ہر ایک قوم مین اللہ تعالے نے کم وبیش ہدایت کرنے والے
ضرور بھیجے ہین جیسا کہ اوسکی وسیع رحمت اور شفقت عامہ کا مقتضا ہی — دوسرے یہ کہ خداوند
تعالے نے ہر ایک انسان مین جو ایک نور دی رکھا ہی یعنی عقل وہ بھی ایسی شی ہے کہ (اگرچہ بعض
امور مین غلطی کرے مگر) بہت سی عمدہ عمدہ باتین انسان کو ہدایت کرتی ہی پھر کیسے ہوسکتا ہے
کہ باوجود عقل وشعور کے کسی قوم مین (گو وہ کیسی ہی بدتر حالت مین ہو) تمام باتین اور اونکے
کل افعال اور رواج باطل اور ناپسندیدہ ہون — الغرض یہ بات بخوبی ثابت ہی کہ ہر ایک قوم
مین کچھ نہ کچھ باتین عمدہ ضرور ہوتی ہین پھر کیونکر ممکن ہی کہ نبی اون عمدہ باتون کو بھی مٹادے
جو اونکو کسی ہادی ظاہری یا باطنی نے تعلیم کی تہین یہی امر تمام انبیا کی شریعت دیکھنے سے
ظاہر ہوتا ہے مثلاً حضرت موسی علیہ السلام نے جو شریعت بیان فرمائی وہ کوئی انوکھی شریعت
نہ تھی بلکہ اونمین بعینہ اکثر وہی احکام تھے جو اوس وقت کے بت پرستون مین رائج تھے البتہ
بعض مین کسیقدر تغیر کردیا تھا اسکی تفصیل تو بہت طویل ہے اہل علم توریت وغیرہ کو ملاحظہ

Marfat.com

کرکے خود دریافت کرسکتے ہین مگر مین بطور نمونہ چند باتین بیان کرتا ہون —

(۱) مشرکین بھینٹ چڑھانیکے لیے بیدی یعنی قربانگاہ بناتے تھے حضرت موسیٰ کو بھی مذبح بنانے کا حکم ہوا (۲) تواریخ سے بخوبی ثابت ہے کہ بت پرستون مین پرش میدھ اور اشمیدھ یعنی آدمی اور گھوڑے اور دیگر جانورون کے نام پر بھینٹ چڑھائی جاتی تھے - توریت مین خطا کی قربانی اور سوختنی قربانی اور سلامتی کی قربانی وغیرہ مقرر ہوئین پھر اوسکے قواعد وضوابط اور شروط جسقدر بیان ہوئے ہین وہ بھی حیرت انگیز یعنے بعینہ بت پرستون کے افعال ہین یا بالکل اونکے مشابہ مثلاً خطا کی قربانی سے کاہن لہو لیکر اپنی اونگلی ڈبودے اور مقدس کے پردے کے سامنے سات مرتبہ چھڑکے اور مذبح کی دیوار پر چھڑکے باقی لہو مذبح کی جڑ پر نچوڑے اور سوختنی قربانی کے لیے حکم ہوا کہ کاہن کتان کا پیراہن پہنے اور اوس قربانی کو مذبح پر جلادے اور اوسکی راکھ اوسکے قریب ڈالے پھر وہ کپڑے اوتار کر دوسرے کپڑے پہنے اور اوس راکھ کو خیمے کے باہر ڈالے اور مذبح پر آگ ہمیشہ جلتی رہے ہرگز بجھنے نہ پاوے (احبار باب ۴ و ۵ و ۶) اسیطرح اور بہت سے احکام ہین غرضکہ اس قسم کی قربانیان بت پرستون کی رسم تھی ان مین سے صرف آدمی اور گھوڑے کی قربانی کو موقوف کردیا اور دیگر جانورونکی قربانی کو بدستور جاری رکھا البتہ شریعت محمدیہ نے ان سب قربانیون کو منسوخ کردیا ہے (۳) جریان والے مریض کے احکام کو ملاحظہ کیجیے کہ وہ دونا پاک اوسکے سارے کپڑے ناپاک اور جو شے اوسکے بدن کو لگ جاے وہ ناپاک اور جو کوئی اوسکے بدن کو یا اوسکی چھوئی ہوئی چیز کو چھوے وہ ناپاک اور یہی حال حائضہ عورت کا ہے کہ وہ بھی بالکل چھوتیری ہوجاتی ہے (احبار باب ۱۵) یادری صاحب فرمائین کہ یہ سب کام بت پرستون کے ہین یا نہین (۴) مبروص کے لیے بال اور ابرو کی صفائی کا حکم ہے احبار کا باب ۱۴ ورس ۹ ملاحظہ ہو " اور ساتوین روز اپنے سر کے سب بال اور اپنی ڈاڑھی اور اپنی بھوین غرض اپنے سارے بال منڈا دے " اور حضرت مسیح نے بھی اوسکی تعمیل کا حکم فرمایا ہے (متی ۸) یادری صاحب ملاحظہ کرین کہ پورا کیا ہے جیسے مشرکین اب تک پر گنگ جی پر بال منڈوایا کرتے ہین - اسلام اسکی

Marfat.com

رسم ذبیح کو ہرگز جائز نہیں رکھتا (۵) ہیکل مین عبادت کے وقت مجیرے جھانجھ کرتال بربط (نول) بین (تُرہی) بجانا نرسنگھا پھونکنا اور لاویون کو باجون کے لیے اور کاہنونکو نرسنگھون کے لیے مقرر کرنا (۲ تواریخ باب ۲۹) پھر یہ سب باتین مندرین پوجا کے وقت پوجاری ہنود بہت اب تک کرتے ہین یا نہین (۶) تپاون کرنا پتھر پر تیل ڈالنا اور ہوم کرنا (پیدایش باب ۲۸ خروج باب ۲۹) پھر یہ کیا بت پرستون کی رسمین نہین ہین (۷) ختنہ کے بارے مین جس قدر تاکید توریت مین ہے اوسیقدر مصریون مین تھی (سمالر بائبل ڈکشنری مولفہ ڈاکٹر اسمتھ مین ایجپشین کا بیان ملاحظہ ہو) اب مین کہان تک بیان کرون ناظرین کتاب خروج اور احبار کو ملاحظہ کرین اوسوقت معلوم ہوجائیگا کہ شریعت موسوی کو بت پرستون کی رسمون سے کس قدر مشابہت ہے - یہان پادری صاحب کا وہ قول قابل ملاحظہ ہے جو اونھون نے صفحہ ۲۸۵ و ۲۸۶ مین لکھا ہی کہ شریعت ظاہری موسوی کی غرض یہ تھی کہ بنی اسرائیل بت پرستونکی رسم و رواج مذہبی سے کنارہ کش ہون اور اون سے ممتاز ہون پس جب بنی اسرائیل ظاہری شریعت موسوی پر عمل کرکے عبادت الٰہی کے خوگر ہوے اور بت پرستی سے جدا ہوے اور خدا کی تبلائی ہوئی شریعت کے مطابق عبادت بجالانے لگے تب خدا نے اونکے باطنی حقائق کو ظاہر کردیا انتہے ملخصاً —

مقام افسوس ہی کہ باوجود اس قدر مشابہت تامہ کے پادری صاحب شریعت موسوی کو خدا کیطرف سے بتاتے ہین اور اوسکے نزول کی غرض یہ فرماتے ہین کہ بنی اسرائیل بت پرستون سے ممتاز ہوجائین اور شریعت محمدیہ کو ادنی مشابہت کی وجہ سے منزل من اللہ نہین کہتے بلکہ بت پرستی کی رسمین بتاتے ہین واے بر تا انصافی ایشان -

اب شریعت عیسویکو دیکھیے جسے آپ کامل اور مکمل سمجھتے ہین اوسمین بھی کوئی تعلیم نئی نہین بلکہ اوسوقت جو تعلیم حکما اور بت پرستون اور یہود اور بدھ مت والون مین رائج تھی اوسیکا انتخاب ہے اہل یورپ نے اپنی تصانیف مین بخوبی ثابت کردیا ہی کہ شریعت عیسوی گوتم بدھ اور حکما

بت پرستون کی تعلیم سے لیگئی ہے مثلاً ریت نے اپنی کتاب مین حضرت مسیح کے اقوال افعال کو بت پرستون اور جوگیون کے اقوال اور افعال سے ملایا ہے - اور ایکسہوموسنے شریعت عیسوی کی اخلاقی تعلیم کو کنفیوشش کی کتاب سے منقول بتایا ہے - ڈاڈ صاحب نے تعلیم عیسوی اور بدھ کو یکسان کیا ہے - اور آئینہ تاریخ نما کے صفحہ ۵۶ مین ہی "کام مسیح کا اور وعظ کہنا اونکا بدھ کے کام اور وعظ سے بہت مطابقت رکھتا ہے :

جن صاحبون نے کتب مذکورہ کا ملاحظہ کیا ہے وہ تو بے تامل میرے مقولہ کی تصدیق کرینگے مگر جنکی نظر سے یہ کتابین نہین گذرین تعجب نہین کہ انکو تامل ہو اسلیے مین نمونے کے طور پر چند باتون کا مقابلہ کرکے دکھاتا ہون تاکہ کسی صاحب کو تامل کی گنجایش نرہے (۱) گوتم بدھ اپنے مذہب کی منادی خود بھی کرتا پھرتا تھا اور اپنے معتقدون کو بھی اس کام کی تاکید کرتا تھا اور کہتا تھا کہ راہ راست پر چلنا ہی کافی نہین ہے بلکہ اوسکا وعظ کل بنی آدم کو سنانا ضرور ہے اسی طرح سے حضرت مسیح خود بھی منادی کرتے تھے اور اپنے معتقدونکو بھی اسکا حکم دیا تھا (۲) آریہ نسل کے برہمن شودرون کو نہایت حقیر اور ذلیل سمجھتے تھے گوتم بدھ نے اپنی تعلیم مین سبکو یکسان کر دیا اور برہمن اور شودر کو یکسان دھرم کا ادھکاری ٹھہرایا اسیطرح بنی اسرائیل غیر قومون کو کمال حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اونکے یہان جانے اور اونسے صحبت رکھنے کو بہت برا جانتے تھے حضرت مسیح اور حواریون نے سب کو یکسان ٹھہرایا (۳) ہندون کے شاستر کی تعلیم برہمن فرقہ سے خاص تھی بدھ نے عام طور پر تمام فرقون کو تعلیم دی اسی طرح بنی اسرائیل یہودی قوم سے توریت کی تعلیم کو خاص کرتے تھے حواریون نے عام کر دیا (۴) بدھ مذہب میں عام طور پر بدھون میں ایک حکم دیگر اوسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ جبر کیا جاوے بلکہ ترغیب دینا ... مسٹر صاحب لکھتے ہین کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بدھ مذہب مین بہ نسبت اور

---

(۱) ترجمہ مختصر تاریخ اہل ہند مولفہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب صفحہ ۱۱۰ ملاحظہ ہو ۱۲ (۲) لوقا ... ۱۲ (۳) آئینہ تاریخ نما کا صفحہ ۵۲ ملاحظہ ہو ۱۲ (۴) اعمال ... ملاحظہ ہو (۵) تاریخ اہل ہند حصہ اول مولفہ ہنٹر صاحب کا صفحہ ۱۱۳ ملاحظہ ہو ۱۲

Marfat.com

مذہب ہونیکے نہ صرف دین کے پھیلانے کی زیادہ تاکید آئی ہے بلکہ تحمل اور بردباری بھی زیادہ ہے اب عیسائی
بھی ان سب باتونکے اپنے مذہب مین ہونیکا دعوی کرتے ہین — (۵) بدھ[1] کا مقولہ ہے کہ کل چیزین تبدیل
کی حالت مین ہین مگر میری تعلیم کو ہرگز تغیر نہین۔ حضرت مسیح کا قول بھی اسی کے قریب ہے وہ یہ کہ
آسمان اور زمین ٹل جائینگے پر میری باتین ہرگز نہ ٹلینگی" (متی ۲۴/۳۵) (۶) کنفیوشس کی کتاب
کے ۲۴ سبق مین ہے دوسرے کے ساتھ وہ کرو جیسا تم چاہتے ہو کہ دوسرا تمھارے ساتھ کرے
اور تمام اخلاق کی یہی اصل ہے۔ انجیل متی کے باب ۷ ورس ۱۲ مین بعینہ یہی تعلیم حضرت مسیح کی ہے
اب مین انجیل متی کے باب ۵ کی تعلیم کو دوسرے مذاہب مین دکھاتا ہون تاکہ مسیحی بھائی معلوم
کرلین کہ وہ عمدہ تعلیم جسپر وہ ناز کرتے ہین اور نہایت کامل اور مکمل تربیت جانتے ہین وہ بھی
انجیل سے مخصوص نہین ہے بلکہ سیکڑون برس پیشتر ان مذاہب مین پائی جاتی ہے جنھین عیسائی
منجانب اللہ نہین کہتے ملاحظہ ہو — (۷) کسیکو ایذا نہ دینا اور ہر ایک پر شفقت اور مہربانی
کرنا متی کے باب ۵ ورس ۲۲ مین ہے جو کوئی اپنے بھائی پر بے سبب غصہ ہو عدالت مین
سزا کے لائق ہوگا پادری ٹھاکرداس صاحب عدم ضرورت قرآن کے صفحہ ۵۹ مین لکھتے ہین
"کہ حضرت مسیح نے اس حکم سے خون کے ارادے کی جڑ کو دل سے دور کیا تاکہ خون کی نوبت
ہی نہ پہونچے" مین کہتا ہون کہ پادری صاحب کو چشم انصاف کھولکر بت پرستون وغیرہ کی کتابون
کو دیکھنا چاہیے کہ وہان سیکڑون برس پیشتر سے اس ارادے کی جڑ کو دل سے دور کیا ہے —
منوسمرتی کے ادھیاے دوم اشلوک ۱۵۹ مین ہے "ایسے کام کی اگیا (اجازت ۱۲) دینا چاہیے جسمین کسی جاندار
کو تکلیف نہو اور دھرماتما (ایماندار ۱۲) آدمی کو میٹھی بانی (سخن ۱۲) بولنا چاہیے" اور ادھیاے ششم کے اشلوک ۴
مین ہے "سب جیوون پر دیا رکھے" ہنٹر صاحب[2] لکھتے ہین "قربانیون کے بجائے بدھ نے تین
بڑے فرائض مقرر کیے ہین یعنے اپنے نفس پر قادر ہونا اور غیرون کے ساتھ شفقت سے پیش آنا
اور ہر قسم حیات کی جان کا لحاظ رکھنا۔ راجہ[3] اشوک شہنشاہ ہند جو بدھ مذہب کا نہایت پیرو اور

[1] ترجمہ مختصر تاریخ اہل ہند حصہ اول مولفہ ہنٹر صاحب کا صفحہ ۱۰۹ ملاحظہ ہو ۱۲ [2] ترجمہ مختصر تاریخ اہل ہند کا صفحہ ۱۱۰ ملاحظہ ہو ۱۲ [3] آئینہ تاریخ نما کا حصہ سوم صفحہ ۷۷ ملاحظہ ہو ۱۲

Marfat.com

معین تھا اوسنے اپنے راج کی سرحد پر اور بڑے بڑے شہرون مین ہر طرف پتھر کی چٹان
اور لاٹون پر چودہ حکم کھدوا دیے تھے اونمین سے ساتوین حکم کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر مذہب والونکو
کچھ دکھہ نہ پہونچاوے پیارٹ کی چٹان پر یہ کھدا ہوا ہے کہ راجہ پریہ درشی گدھہ کے سنگھہ کو حکم دیتا ہے
کہ جاندار کو ہرگز نہ ستاوین الخ۔ اب پادری صاحب انصاف سے کہین کہ پانچ چھہ سو برس
پیشتر حضرت مسیح کے ان دونون مذہبون نے خون کے ارادے کی جڑ کو کیسا دل سے دور
کیا ہے اور کس طرح صاف صاف شفقت عامہ کا حکم دیکر ایذا رسانی کا انسداد کیا ہے
انجیل مین کونسی بات زیادہ ہے جسکی وجہ سے اس حکم کے نزول کی ضرورت ہوئی (۸)
باب مذکور کے ورس ۲۸ مین بنظر شہوت عورت کو دیکھنے سے منع کیا ہے۔ منوسمرتی کے
ادھیاے دوم اشلوک ۱۷۹ مین بھی یہی تعلیم ہے یعنی عورتون کو دیکھنا اور اونسے ہنسنا بالکل
ممنوع ٹھہرایا ہے (۹) اور ورس ۳۲ مین طلاق کو زنا پر منحصر کیا ہے مگر یہ بھی کوئی نیا حکم نہین
ہے بلکہ ربی شمی کی راے ہے اور حضرت مسیح کے عہد مین اکثر یہودی اسی راے کے پابند تھے
چنانچہ علماے مسیحیہ نے متی کے باب ۱۹ ورس ۳ کی شرح مین لکھا ہے " اس سوال کا جو جواب
ہمارا خداوند دیتا تو ضرور تھا کہ کوئی برا مانتا کیونکہ ربی لوگ اسکی بابت (یعنے طلاق کے) متفرق
راے رکھتے تھے بعضے سمجھتے تھے کہ جس وقت جورو اپنے شوہر کو کسی طرح رنجیدہ کرے تو ایسی
حالت مین اگر وہ اوسے طلاق دے تو واجبی کریگا پر اکثر کہتے تھے کہ زنا کے سوا کسی دوسرے
سبب سے اوسکا چھوڑنا مناسب نہین ہ (شرح فقرہ بائبل صفحہ ۴۳ مطبوعہ ۱۸۷۹ء لندن ملاحظہ
ہو) تفصیل اسکی تعلیم دوازدہم مین دیکھنا چاہیے (۱۰) ورس ۳۳ مین قسم کھانیکو منع کیا یہ حکیم فیثاغورث[1]

[1] یہ یونانی حکیم پانسو چالیس برس پہلے حضرت مسیح کے پیدا ہوا تھا اسکو علم کہانت مین کمال تھا
اکثر پیشین گوئیان اسکی سچ ہوتی تھین تحصیل علوم کے شوق مین جا بجا اسنے سفر کیا مدت تک مصر
مین رہا اور مصریون کی دینی باتون کو دریافت کیا پھر کلدانیہ کے شہرون کو گیا اور آتش پرستون سے
علوم سیکھے پھر مشرقی ممالک مین پھرتا ہوا ہندوستان مین آیا اور یہانکے ہندو فاضلون سے مختلف علوم
مین تکرار و بحث کرکے کریٹ پہونچا یہ حکیم جاندار کی قربانی کو برا جانتا تھا اور حکم کیا تھا یا نہ رد کیا

کی تعلیم تھی اسکا مقولہ تھا کہ قسم کھانا اور خدا کا نام لیکر گواہی دینا حرام ہے بلکہ ہر ایک آدمی کو لازم ہے کہ اپنے نفس پر سختی کرے اور کمالات سے متصف ہو تا کہ کسیکو اوسکی بات مین شک نرہے —

(۱) ورس ۳۵ سے ۴۴ تک جو تعلیم ہے اگر اوسکا ظاہری مطلب لیا جاے تو کسیطرح صحیح نہین ہو سکتا اسلیے مفسرین بائبل کو یہی کہنا پڑا ہے کہ ورس ۳۹ سے ۴۱ تک جو کچھہ کہا گیا ہے اوس سے مقصود صرف تحمل اور برداشت کی عادت کرنا ہی اور ۴۴ ورس مین جو دشمن کو پیار کرنیکا حکم ہے اوس سے مراد دشمن سے مروت اور نیک سلوک کرنا ہے (دیکھو رومن تفسیر اسکاٹ اور شرح فقرہ بائبل مین ورس مذکور کی شرح) یہ تعلیم بھی حکما اور بت پرستون کے یہان بخوبی موجود تھی چنانچہ کنفیوشس کی کتاب کے حاشیہ ۴ مین ہے "نیکی کا بدلہ نیکی سے کے ساتھہ کر اور کبھی بدی کے بدلے مین بدی نکر" اور منوسمرتی کے ادھیاے ۵ سے دہرم اشلوک ۱۶۱ مین ہے "دکھی ہونے پر بھی ایسی بات نہ کہے جس سے کسی کا دل پر گھاؤ لگے" اور ادھیاے ششم کے اشلوک ۴۸ مین ہے کہ "اپنے اوپر کوئی غصہ کرے تو آپ اوسپر غصہ نکرے اور اگر کوئی برائی کرے تو بھی اچھی باتون سے اوسے خوش کرے" اور اشلوک ۴۷ مین ہے "کہ لوگون کی بیہودہ باتون کی برداشت کرے اور کسیکی توہین نکرے اور نہ کسی سے دشمنی رکھے" اور اشلوک ۹۲ مین دہرم کے دس لکشن قرار دیے ہین اون مین سے ایک لکشن (یعنی خصلت) عفو تقصیر کرنا ہے یعنی کسی سے نقصان پاکر اوسکا نقصان نکرنا۔ دوسرے غصہ کرنے والی بات پر غصہ نہ کرنا۔ اس مقام پر عفو تقصیر اور تحمل اور برداشت کو گویا ایمان کا جزو

اور ظاہر کی باطن کے ساتھہ موافق کرنیکا اور والدین سے سلوک کرنے کا اور ریاضت کی عادت رکھنیکا اور بزرگون کی حرمت اور عزت کرنیکا اور خداوند کریم کی عبادت اور اطاعت کا اسکے نصائح مین سے یہ کلمات بھی ہین کہ دنیا چند روزہ ہے کسیکو یہان مقام نہین اس واسطے کسی سے لڑنا اور فساد کرنا نہ چاہیے بلکہ ہر طرح کی خواہشات حیوانی یعنی غصہ حرص اور زنا کاری اور قمار بازی اور شراب پینا وغیرہ سے انسان کو احتراز لازم ہے (بمبئی گزٹ مطبوعہ ۱۷ نومبر ۱۸۹۶ء صفحہ ۳) ۱۲ انکی تفصیل کے لیے تکمیل الادیان دراسکتاب کا صفحہ ۱۳۹ - ۱۴۱ ملاحظہ ہو ۱۲ ... واقعہ مشہور ہے کہ ایک شخص نے اوسکے تھپڑ بہت زور سے مارا لیکن وہ کچھہ نہ بولا بلکہ ہنسنے لگا - ۱۲ منہ

Marfat.com

قرار دیا ہی پھر اس سے زیادہ تحمل اور برداشت کی اور کیا تعلیم ہوگی غرضکہ یہ تعلیم بھی کما حقہ حضرت مسیح کے پہلے موجود تھی اگر فرق ہے تو اس قدر کہ انجیل کے ظاہری مطلب پر مخالفین انگشت نما ہوتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ یہ تعلیم حکما اور بت پرستون کی کتابون سے لیگئی مگر نا فہمی کے ساتھ آپ پادری صاحب فرمائین کہ انجیل کی کونسی اخلاقی تعلیم ہے جو پہلے سے حکما وغیرہ مین رائج نہ تھی کیا انھون نے اپنے علما کا مقولہ نہین سنا کہ اگر انجیل کبھی کھو جائی تو سلف کی دانائیون کو یاد رکھنے سے کلیسیا کو وہی فائدہ ہوگا جو انجیل سے ہوتا ہے یہ تو احکام و اخلاق کا حال تھا اب عقائد ملاحظہ کرنا چاہیے جو اصل اصول مذہب ہین (۱۲) مشرکین کا اعتقاد تھا کہ خدا تعالے جسم انسانی مین اوتار لیتا ہے وہی عیسائیون کا عقیدہ ہے جس طرح وہ کرشن جی کو اوتار مانتے ہین اسی طرح یہ حضرت مسیح کو مانتے ہین (۱۳) جس طرح ہنود تثلیث مانتے تھے اسی طرح عیسائی مانتے ہین تثلیث ہنود کی تفصیل مسٹر صاحب اس طرح بیان کرتے ہین "قدیم ہنود دیوتاؤن کے خیال سے جو وید مین بکثرت خلط ملط پائے جاتے ہین خدائے واحد کا تصور پیدا ہوا اور اس تصور نے تین پاک صورتون مین ظہور پکڑا یعنے برہما خالق وشنو حافظ شیو نیست و نابود کر کے پھر موجود کرنے والا ان تینون سے ہر ایک کا مصداق وید کے دیوتا پائے جاتے ہین وہ ہنود اہل ہنود کی تثلیث کے تین اقانیم وجود مین برہما پہلا اقنوم پارکن ہے [illegible] تثلیث کا اقنوم ثانی ہے وس مرتبہ

پادری صاحب [illegible] داس صاحب کہیے کہ آپکی انجیل [illegible] ہے یا نہین اب کس منہ سے آپ انجیل کی ضرورت اور قرآن مجید کی عدم ضرورت منکے ہو اسکے لیے انصاف چاہیے گا ۱۲ [illegible] تواریخ کلیسیا چھاپہ پٹسٹ مشن کلکتہ ۱۸۶۲ع صفحہ ۱۶۲ ملاحظہ ہو ۱۲ [illegible] اگرچہ ہم یقین رکھتے ہین کہ جو عقائد ہمنے یہان بیان کیے ہین وہ ہرگز خدا کی کسی کتاب مین نہین ہین اور توریت و انجیل ان عقائد سے بالکل منزہ ہے مگر چونکہ عیسائی ان عقائد کو شریعت الٰہی کہتے ہین اسلیے اظہار غلطی کے لیے ہمنے انکے ماخذ کو بیان کیا ہے اور یہ امر دکھایا ہے کہ کیونکر یہ عقائد مذہب عیسوی مین داخل ہوگئے اور آخر مین کچھ مضمون ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو کا ہم نقل کرینگے جس سے ظاہر ہوجائیگا کہ مجبور ہوکر انصاف پسند عیسائیون کی بھی یہی رائے قرار پائی جو ہمنے یہان بیان کی ہے [illegible] مطلب غرض غصہ اور نفسانیت سے علٰحدہ ہوکر منصفانہ نظر سے ملاحظہ فرمائین ۱۲ منہ [illegible] ترجمہ قصر تاریخ اہل ہند حصہ اول مطبوعہ گورنمنٹ پریس الہ آباد ۱۸۷۴ع ملاحظہ ہو ۱۲

Marfat.com

چوبیسوین خروج کی کتاب ۲۱ باب ۲۳ - آیت سے ۲۵ آیت تک - اور انجیل مین رحم
کا ذکر ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ تمنے سنا کہ اگلون سے کہا گیا ہے آنکھ کے بدلے آنکھ اور
دانت کے بدلے دانت - پر مین تمسے کہتا ہون کہ شریر سے مقابلہ نکرنا بلکہ جو کوئی تیرے
دہنے گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا بھی اوسکی طرف پھیر - اور جو چاہے کہ تجھپر نالش کرکے
تیرا قبا لیوے اوسے اپنا کرتہ بھی دے ڈال اور جو تجھی ایک کوس بیگار
لیجاوے اوسکے ساتھ دو کوس چلا جا - جو تجھسے مانگے اوسے دے اور جو تجھسے
قرض چاہے اوس سے منہ مت پھیر - تمنے سنا ہے کہ کہا گیا ہے کہ تو اپنے قریب سے
محبت رکھ اور اپنے دشمن سے عداوت پر مین تمسے کہتا ہون کہ اپنے دشمنون سے
محبت رکھو اور جو تمپر لعنت کرین اونکے لیے برکت چاہو جو تمسے عداوت کرین اونسے
نیکی کرو اور جو تمکو دکھ دیوین اور ستاوین اونکے لیے دعا کرو - تاکہ تم اپنے باپ کے
جو آسمان پر ہے فرزند ہو کہ وہ اپنے سورج کو بدون اور نیکون پر طالع کرتا ہے اور
عادلون اور ظالمون پر مینہ برساتا ہے متی ۵ باب ۳۸ آیت سے ۴۸ تک -

پس ہم دیکھتے ہین کہ توریت سے خدا تعالی کا عادل اور منصف ہونا ظاہر ہوتا ہے اور
انجیل سے اوسکا رحیم و کریم بخشندہ ہونا آشکار ہوتا ہے چنانچہ توریت مین خدا تعالی کے
عدل و انصاف کی صفتون کا بیان ہے - اور انجیل مین اوسکی رحمت اور بخشش و آمرزش
کی صفتون کا بیان ہے - اس طرح یہ دونون کتابین باہم موافقت و مطابقت رکھتی ہین
کیونکہ اونمین خدا تعالے کے عدل اور اوسکی رحمت کی صفتون کا بیان ہے اور یہ دونون
صفتین خدا تعالے مین موجود ہین بنابران وہ قول جو ۸۵ زبور کی ۱۰ آیت مین مندرج
ہے سو توریت و انجیل مین پورا ہوا یعنے رحمت اور امانت ملنے والیان ہین صداقت اور
سلامتی نے بوسہ و کنار کرتیان ہین -

بیان مذکورہ بالا سے صاف صاف واضح ہوا کہ توریت سے خدا تعالی جل شانہ کی جلالی صفتین

Marfat.com

ظاہر ہوئین اور انجیل سے اوسکی جمالی صفتین ہویدا ہین۔

اب ایک اہم اور سنجیدہ بات کا سوال پیش آتا ہے کہ آیا توریت کے احکام چند روز کے لیے تھے یا ہمیشہ کے لیے۔ اگر کوئی کہے چند روز کے لیے تھے کیونکہ کہتے ہین کہ شریعت آنے والی چیزون کی علامت تھی اور سب فرقہ مسیحان اس بات پر متفق الرائے ہین تو اب ایک دوسرا سوال پیش آتا ہے کہ پھر حضرت عیسے مسیح نے اپنے پہاڑی وعظ مین کیون کہا ہے مت سمجھو کہ مین توریت یا نبیون کو منسوخ کرنیکو آیا ہون نہین بلکہ پورا کرنے کو آیا ہون مین تمسے سچ کہتا ہون کہ جب تک آسمان و زمین ٹل نجاوے نہ حرف نہ حرکت توریت سے ٹل جائیگا جب تک سب پورا نہووے۔ پس جو کوئی ان حکمون مین سے سب سے چھوٹے کو ٹالدے اور آدمیون کو یون سکھلاوے وہ آسمان کی بادشاہت مین سب سے چھوٹا کہلائیگا پر جو کوئی مانے اور سکھلاوے وہی آسمان کی بادشاہت مین بڑا کہلائیگا۔ سو مین تمسے کہتا ہون کہ اگر تمھاری راستبازی فقیہون اور فریسیونکی صداقت سے زیادہ نہو تو تم آسمانکی بادشاہت مین داخل نہوگے متی باب ۵ آیت ۱۷

اب ان باتون سے جو حضرت عیسی مسیح نے توریت کے احکام اور استقامت کی باب مین فرمائین کیا نتیجہ نکلتا ہے اس سے صاف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ توریت کے احکام قیامت تک جاری رہینگے کیونکہ جب آسمان و زمین کے ٹل جانیکی قید لگادی گئی تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ توریت کے احکام قیامت تک جاری رہینگے پھر اوسکے احکام کے ماننے کی بابت یہ فرمایا ہے جو کوئی ان حکمون سے سب سے چھوٹے کو ٹالدیوے اور آدمیون کو یون سکھلاوے وہ آسمان کی بادشاہت مین سب سے چھوٹا کہلائیگا پر جو کوئی مانے اور سکھلاوے وہی آسمان کی بادشاہت مین بڑا کہلائیگا۔

پس جب ان حکمون کے ماننے کی قید بھی لگادی گئی اور اوسکے ساتھ جزا کا وعدہ بھی کیا گیا تو اس سے یہ یقینی امر بھی ہے کہ اون حکمونکا ماننا ایمانداروں پر فرض ہے علاوہ اسکے جب یہ فرمایا کہ اگر تمھاری صداقت فقیہون اور فریسیون کی صداقت سے زیادہ نہو تو تم آسمان کی بادشاہت مین کسی طرح داخل نہوسکے تو یہ ایک بڑی اہم بات ہے۔ یاد کرنا چاہیے کہ فقیہ اور فریسی توریت

Marfat.com

کے سب احکام کی تبعیت کرتے تھے یعنے اخلاقی رسمی اور ملکی تینون شریعت کی پیروی کرتے
پس جب کہ یہ شرط ٹھہرائی گئی کہ اگر تمھاری صداقت صافرون اور فریسیون کی صداقت سے
زیادہ نہو تو تم آسمان کی بادشاہت مین داخل نہ ہوگے تو کیسی بڑی شرط ہے کہ اسپر ایماندارون
کی نجات موقوف ہی - پھر ہدایت کیا ہے کہ تم تنگ دروازے سے داخل ہو کیونکہ چوڑا ہے وہ
دروازہ اور کشادہ ہی وہ راہ جو ہلاکت مین پہونچاتی ہی اور بہت ہین جو اس سے داخل ہوتے ہین
کیا ہی تنگ ہی وہ دروازہ اور سکری ہے وہ راہ جو حیات مین پہونچاتی ہے اور تھوڑے ہین
جو اوسے پاتے ہین متی ۵ باب ۱۳ و ۱۴ - آیت - پھر ارشاد کیا ہے نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند
کہتا ہے آسمان کی بادشاہت مین داخل ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر عمل کرتا ہے
متی ۵ باب ۲۱ آیت - پھر فرمایا ہے اسی طرح جب تم جو کام تمھین فرمائے گئے ہین کر چکو تو کہو ہم نکمے بندے
ہین کیونکہ جو ہمین کرنا مناسب تھا وہی ہمنے کیا لوقا ۱۷ باب ۱۰ آیت - پھر لکھا ہی کہ تب عیسیٰ نے
لوگون اور اپنے شاگردون سے خطاب کرکے کہا کہ صافر اور فریسی موسی کی گدی پر بیٹھے ہین
پس سب کچھ جو وہ تمھین ماننے کو کہین سو مانو اور کرو پر اونکے سے کام مت کرو کیونکہ وہ کہتے ہین اور
نہین کرتے - متی ۲۳ باب ۱ - آیت سے ۳ تک -

اور بہت سی باتون اور مقامون سے جو انجیل مین پائے جاتے ہین ہمارے شفیع نے اپنے حواریون کو
اور سب لوگون کو توریت کے احکام کے مطابق ہدایت کی اور خاص کرکے آپ اپنے توریت کے
سب احکام کو بدل و جان مانا اور اپنے نمونے اور تعلیم سے توریت ہی کے احکام کیطرف ہدایت کی
یہانتک کہ جب آپ بپتسما لینے کو دریاے یردن کے کنارے یوحنا کے پاس گئے تو
لکھا ہے کہ یوحنا نے اوسے منع کیا اور کہا کہ مین محتاج ہون کہ تجھسے بپتسما پاؤن اور تو میرے
پاس آیا ہے - عیسیٰ نے جواب مین اوسے کہا کہ ہونے دے کیونکہ ہمین یون مناسب ہی کہ سبکو
راستی ہے پورا کرین تب اوسنے ہونے دیا متی ۳ باب ۱۴ و ۱۵ آیت - اب بڑے غور و
تامل کا مقام ہے کہ جب ہمارے پیشوا اور شفیع نے آپ توریت کی تعظیم کی اور اوسکے سب احکام

Marfat.com

کو مانا اور بجا لائے تو ہم کون ہین جو کہین کہ ہمکو کچھہ کرنا ضرور نہین ہے صرف مسیح پر ایمان لانا کافی ہی وبس ہماری نجات ہو چکی - یہ تو عجیب گستاخانہ کلام ہے کیا کوئی عقلمند اسکو مانے گا کہ خداتعالے کے حکمون سے تو سرتابی کرین اور نجات کے لیے اتنا بڑا دعوی کرین - دیکھیے جب ہم دعا مانگتے ہین تو کہتے ہین کہ اے خدا ہمین توفیق بخش تا کہ ہم مسیح کی پیروی کرین ہمین ہدایت کر کہ ہم مسیح کے نقش قدم پر چلین وغیرہ بھلا پیروی کرنے اور نقش قدم پر چلنے سے کیا مراد ہے کیا یہ نہین کہ اوسکے پیچھے پیچھے چلین اور نقش قدم سے یہ مراد ہے کہ جس راہ پر وہ گیا ہی اوسی راہ پر ہم بھی چلین - پس جبکہ ہم دعا مین یون کہتے اور عمل اوسکے خلاف کرتے تو کیونکر ثابت ہو کہ ہم ایماندار ہین کیا ایمان کا پھل عمل نہین ہے - چنانچہ یعقوب حواری نے بھی صاف صاف فرمایا ہے کہ ایمان بے عمل مردہ ہے جیسا لکھا ہوا ہے میرے بھائیو اگر کوئی کہے کہ مین ایماندار ہون اور عمل نکرے تو کیا فائدہ کیا ایمان اوسکو بچا سکتا ہے اگر کوئی بھائی یا بہن عریان یا قوت لایموت کے لیے محتاج ہو اور تمسے کوئی اونھین کہے سلامت جاؤ اور گرم اور سیر ہو اور وہ چیز جسکا بدن محتاج ہی اونھین نہ دو تو کیا حاصل - اسی طرح اگر ایمان کے ساتھہ کوئی کہے کہ عمل نہو تو وہ حقیقت مین مردہ ہی - ہم دیکھتے ہین کہ جب ہندوستانی لوگ دین عیسوی کو قبول کرتے تو خواہ نخواہ انگریزی رسمون کو اختیار کرتے یعنی انگریزی لباس پہننا اور انگریزی طور پر نشست و برخاست کرنا اور انگریزی طور پر بیٹھکے چھری کانٹے سے کھانا کھانا وغیرہ اور یہ سب کام اس لیے کرتے کہ وے جانتے ہین کہ ہمنے انگریزون کے وسیلے سے دین عیسوی کو پایا ہے اس واسطے مناسب ہی کہ اونکی وضع اور طور کو ہی اختیار کرین تا کہ صاحبان انگریز جانین کہ ہم بھی مرید ہین - حاصل کلام سب دیکھتے ہین کہ ہر ایک آدمی مین یہ خاصیت موجود ہے کہ تتبع کرنے سے خوش ہوتا اور اوسکو اپنی سعادت سمجھتا ہی تو کیون نہین حضرت عیسی مسیح کی وضع و طور کو اختیار کرین جسنے خداتعالے کی توریت کی پیروی کی ہے اور اوسکے نقش قدم پر چلکے خداتعالے کی شریعت کی پیروی کرین کیونکہ ہمارے ہادی نے اوسکی پیروی کی ہی تا کہ ہم اوسمین شامل کیے جاوین

Marfat.com

ان باتون سے جو اوپر مذکور ہوئین مصنف کا یہ مطلب نہین ہے کہ توریت کے سب احکام
مثلاً قربان اور کفارہ اور ملکی انتظام کی بابت جو قانون تھے وہ سبکے سب ہنوز جاری ہین
اسلیے اونکا ماننا ہمپر فرض ہے ۔ نہین یہ اوسکی غرض نہین کیونکہ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ توریت کے بعضے احکام فقط علامت کے طور پر تھے جو حضرت عیسے مسیح کے آنے سے پورے
ہوگئے جیسے ہیکل اور سردار کاہن اور قربان و کفارہ جو حضرت مسیح کے پیش نشان تھے اونکو
خدا تعالے نے تو خود موقوف کر دیا ہے کیونکہ نہ اب ہیکل ہے نہ سردار کاہن کہ جہان پر اور جسکے
وسیلے سے ہم قربان و کفارہ گذرانین ۔ اور نہ ملکی شریعت کا دعوے ہے کیونکہ اوسکی بابت ایک
پیشین گوئی حضرت عیسے کے آنے سے دو ہزار برس پیشتر کی گئی تھی یعنی حضرت یعقوب نے جب اپنے
انتقال کے وقت اپنے بارہ بیٹون کو جمع کر کے آنے والی باتون کی خبر دی تھی تو یہ پیشین گوئی کی
کہ سبط یہوداہ سے عصا اور سکے پاؤن مین سے حاکم جاتا رہیگا جبتک شیلوہ نہ آوے اور قومین
اوسکی فرمانبردار ہونگی پیدایش ۴۹ باب ۱۰ آیت ۔ مطابق اسکے حضرت مسیح کے آنے تک
یہودیون کی بادشاہت قائم رہی اور وہ شریعت بھی رواج پاتی گئی مگر جب آپ مبعوث ہوے
تو اونکی بادشاہت بھی جاتی رہی اور وہ ملکی انتظام کے قانون بھی موقوف ہوگئے اس سبب سے
ہم اونکو مان بھی نہین سکتے کیونکر جب اونکی اصل ہی نرہی تو اونکا ماننا بھی اشکال ہے ۔
مگر بعضے احکام ہین جنکا دعوی ہنوز بحال ہے جیسے ختنہ اور حرام و حلال اور غسل و طہارت کے
بابت جو احکام ہین وہ ہنوز جاری ہین اور جاری رہینگے اہل تہذیب اس بات کا بخوبی امتیاز کر سکتے
ہین کہ توریت کے احکام تین طرح پر تقسیم کیے گئے ہین یعنی پہلی اخلاقی شریعت دوسری رسمی
شریعت اور تیسری ملکی شریعت ان مین سے اخلاقی تو فی نفسہ ایک ایک شخص کی ذات خاص کے
علاقہ رکھتی ہے ۔ اور رسمی شریعت مین سے بعضے احکام ہین جنکی تعمیل بغیر ایک درمیانی کے
نہین ہو سکتی مثلاً قربانی اور کفارہ گذراننا اور بخور جلانا سواے سردار کاہن کے دوسرے شخص کو
اوسکی تعمیل کرنیکا حکم نہ تھا ۔ اس طرح پر ہم دیکھتے ہین کہ وہ کام ہماری استطاعت سے باہر ہے اور بغیر

Marfat.com

ایک درمیانی کے اوسکی تعمیل بھی نہین ہوسکتی تسپر بھی رسمی شریعت مین بعضے احکام ہین جو ہمارے ہی ذات خاص سے علاقہ رکھتے ہین مثلاً ختنہ کہ ہمارے جسم سے علاقہ رکھتا ہے اسمین کسی درمیانی کی ضرورت نہین ہی پھر حرمت اور حلت اور بول و براز کی بابت جو احکام ہین وہ ہماری ذات خاص سے متعلق ہین اس سبب سے انکی تعمیل بھی ہمپر فرض ہی (تفطیم التوریت صفحہ ۲۹-۳۸)-اس محقق عیسائی نے بخوبی ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح نے رسمی شریعت موسوی کو موقوف نہین کیا پس جب شریعت عیسوی مین [illegible] رسمیات باقی ہین تو نہایت ظاہر ہے کہ رسمی شریعت عیسوی بھی بت پرستونکی رسوم کے مطابق ہی کیونکہ توریت مین جو احکام رسمی ہین وہ بت پرستون کے احکام سے نہایت مطابق ہین چنانچہ نمونہ کے طور پرا و پر ذکر کیا گیا اس طریقے سے ثابت ہوگیا کہ تمام شریعت عیسوی بت پرستون [illegible] کے مطابق ہی اور اگر کوئی عیسائیون کا سا خیال کرکے تو یون کہسکتا ہے کہ [illegible] اور اگر بائیبل کے گمان کے بموجب توریت کی رسمی شریعت [illegible] دین [illegible] کی تقلید ہوئی کیونکہ اس قسم کے احکام [illegible] دنیا کے حقیقی مذاہب کو دیکھیے [illegible] ظاہر [illegible] اسی طرح انکی بھی تقلید منع ہونا چاہیے جنھون نے [illegible] اپنی عقل سے حد سے پرے ہے کیونکہ خدا کی طرف سے نہو [illegible] جس طرح رسمیات [illegible] کرنے [illegible] صرف اسقدر ہوگا کہ [illegible] اور دوسری [illegible] یہ کہسکتے کہ بیدین حکما [illegible] انجام دونون [illegible] رسمیات [illegible] باطنی حقائق کچھ اور ہی تھے اسکو حضرت مسیح نے [illegible] سب رسمیات موقوف ہوگئے [illegible] بات [illegible] سبب جاہل فریب کھا سکتے ہین اول تو وہ کون حقائق ہین جو حضرت مسیح [illegible]

Marfat.com

نے ظاہر نکیے تھے پھر اب ظاہر کی ہوئی اشیا کو ظاہر کرنا چہ معنی دارد دوم یہ کہ جو حکیم منش عقلی بہت
کی بنیاد ڈالے اور شریعت الٓہی کو مٹانا چاہے وہ اوس شریعت کے مقلدون اور دوسرے
سادہ لوحون کو اس طرح دھوکا دیسکتا ہے اور نہایت عمدگی سے ایسے ڈھکوسلے نکال سکتا ہے
جیسے شریعت موسوی کے میٹنے مین عیسائی کیا کرتے ہین - مین نہایت استحکام اور سچائی
سے کہتا ہون کہ اس اعتراض کا جواب وہی ہو سکتا ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے یعنی شریعت
الٓہی مین نئے احکام ہونا ضرور نہین اور آج تک کسی شریعت مین ایسا ہوا -
اب حاصل پادری صاحب کا یہ اعتراض کہ شریعت محمدیہ مین بعض رسمین تو شریعت موسوی سے
نقل کی گئین ہین اور بہت سی رسمین بت پرستون وغیرہ کی ہین محض نادانی پر مبنی ہے -
اس مقام پر کسی قدر وہ مضمون نقل کرنا نہایت مناسب معلوم ہوتا ہی جو ایشیاٹک کوارٹرلی
ریویو اکتوبر سنہ ۱۸۹۸ع مین بعنوان (عیسائیت اور اسلام) لندن مین چھپا ہی اور علیگڑھ
انسٹیٹیوٹ گزٹ مطبوعہ ۲۹ - جنوری ۱۸۹۹ع مین اوسکی نقل کی گئی ہے - وھو ہذا
اس امر کی وجہ معلوم کرنی چندان مشکل نہین ہے کہ پروٹسٹنٹ مشنریون کی کوشش اہل اسلام
کی بہ نسبت کیون کم کامیاب ہوتی ہے - قطع نظر ہمارے مشنریون کے طرز وعظ اور امور اتفاقیہ
کے یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ اسکی وجہ زیادہ تر خود اصول مذہب ہین - گو اس بات کے کہنے
کے لیے جرات درکار ہے لیکن حقیقت یہ ہی کہ ہم صرف اسوجہ سے ناکامیاب ہوتے ہین کہ ہم ایک
ایسا روکھا پھیکا اور خشک مذہب پیش کرتے ہین کہ جو نہ تو کچھ خیالی لطف پیدا کر سکتا ہی اور نہ
عقل مین آسکتا ہے - نیک باتین جو اس عالم مین ظہور مین آتی ہین وحشی قومین اونکو ایک معمولی
اور طبعی امور سمجھتی ہین مگر برائیون کو مثلاً فساد اور خرابی - کڑک اور بجلی - بیماری اور ہر قسم کی
آفتون کو وہ ایک ایسی قوتون سے منسوب کرتی ہین جو مافوق الطبیعت ہین مثلاً ارواح خبیثہ اور
شیاطین - چنانچہ سب سے پہلے پرستش کے جس طریقے نے دنیا مین رواج پایا وہ اون ضرر رسان
قوتون کا خوش کرنا ہی اور زمانہ سلف سے اسکی یہ صورت چلی آتی ہی کہ لوگ اپنی رضا ورغبت سے

Marfat.com

ایسے چڑھاوے اونکی نذر کرتے ہین جو اون لوگون کے نزدیک نہایت مرغوب اور پسندیدہ ہین اور یہ وہ اس امید سے کرتے ہین کہ وہ قوتین اس طرح پر خوش ہوجائینگی تو باقی چیزین اونھین کے پاس رہنے دینگے اور اسیکا نام قربانی ہے جو ایک ایسی رسم ہے جو بہت سے مذہبون مین جاری رہی ہے اور جس سے آج کے دن تک بھی ہم پیچھا نہین چھوڑا سکے لیکن ہمین کچھ شک نہین ہے کہ اون ضرررسان قوتون کے خوش کرنیکا یہ طریقہ سب سے زیادہ مبتذل قسم پرستش کی ہے مگر جب لوگ زیادہ مہذب ہوجاتے ہین تو یہ خیال کرنے لگتے ہین کہ امور خیر کے وقوع اور ظہور کا باعث بھی کچھ اعلے تر قوتین ہین - پس وہ عالی رتبہ اور نیک دیوتاؤن کی پرستش کرنے لگتے ہین اور بدون سے ڈرتے رہنے کو بھی ترک نہین کرتے ہمکو معلوم ہے کہ آریا قومون نے انواع واقسام کے دیوتاؤن کی پرستش قائم کی تھی اور اوسکی نسبت طرح طرح کے مذہبی افسانے بنائے گئے تھے جو نسل انسانی کی بہت سی شاخون مین مختلف صورتون مین مروج رہی ہے اور بہت ترقی پاگئی ہے اور ایسی نہین ہے کہ لوگ اوسکی جانب راغب نہون لیکن جسقدر انسان عقل اور علم مین ترقی کرتا ہے اوسی قدر ان چیزون کی عجوبگی اوسکی نظر مین نہین جچتی - چنانچہ جون جون لوگون کے خیالات ترقی پاتے گئے یونان و روما اور اہل ہند وغیرہ قومون کا اعتقاد جو وہ اپنے دیوتاؤن کی نسبت رکھتے تھے جیسے جیسے زوال پکڑتا گیا - کم ترقی یافتہ قومین اگر اپنے اولڈ فیشن کے اعتقادات کو خود ہی نہین چھوڑ دیتین تو یہ تو اونکے لیے سخت مشکل ہے کہ اپنے اون اعتقادات کو غیر مذہبون کے سرگرم واعظون کے حملون سے بچا سکین - نیا مذہب قائم کرلینے کی بہ نسبت پورانے مذہبون مین رخنہ ڈال دینا بہت آسان ہے - رومن کیتھولک لوگون نے پورانے ایرین دیوتاؤن کے مجسمون کو بنا سنوار کر اور بدی کے دیوتاؤن کو نیکی کے دیوتاؤن سے بدل کر ایک نئے انداز پر مرتب کیا اور اوسپر ایسا گہرا رنگ چڑھا دیا جسکو ہم اصل عیسائیت کہہ سکتے ہین اور وہ تمام دیوتاؤن اور پادریون اور پوپ وغیرہ کے ایک عجیب و غریب سلسلہ کی مدد سے ایک نیا مذہب پیش کرتے ہین جو ایسا

Marfat.com

نہین ہے کہ اون لوگون کو جو ترقی کی ایک متوسط حد سے آگے نہین بڑھے اپنی جانب مائل نکرے
وہ فی الحقیقت آسانی سے ایسے مذہب کو قبول کر لیتے ہین جو بہت کچھ اونہین کے عقیدون [illegible]
ایک اصلاح یافتہ صورت ہی اور اسمین کچھ شک نہین ہے کہ عیسائیت بحیثیت پشت پناہ [illegible]
رومن کیتھلک طریقے کے اوسکو متوہمانہ مذاہب سے مقابلہ کرنے کی ایک بڑی طاقت [illegible]
ہے - مگر برخلاف اسکے اسلام اون لوگون کے لیے جو توہمات کے چھوڑنے پر آمادہ ہون [illegible]
ایسا عقیدہ پیش کرتا ہے جو عقل کے نہایت موافق ہے - چنانچہ اس عالم کون وفساد کے [illegible]
[illegible] کے قانون کے تابع ہونے سے مذہب اسلام وحدانیت ذات باری اور اوسکے تنہا احکم الحاکمین
ہونیکو ظاہر کرتا ہے اور اون سب قسم کی پرستشون کے معدوم کر دینے سے جو انسانی مشتبہات
جذبات کی مناسبت سے [illegible] ایک یوتا ٹھہرالیا گیا ہے اوسکے اپنی صفات ومنسوبات مین [illegible]
برتر ہونیکا اعتراف کیا گیا ہی اور نہ صرف مورتون اور تصویرون ہی کا امتناع کیا گیا ہی بلکہ گانے بجانے
اور [illegible] اور پادریون کے سلسلہ کو بھی ملیا میٹ کر دیا گیا ہے اور بجز ایک سیدھی سادی
پرستش [illegible] سیدھے سادے مکان کے اندر یا باہر عمل مین آسکتی ہے اور کچھ باقی نہین [illegible]
گیا ہے - [illegible] کی پاکبازی کا حکم دیا گیا ہے شراب کا امتناع ہے - تمام انسانون کے برابر ہونے [illegible]
[illegible] صورت مین کیا گیا ہے اور دنیا مین نیک عمل کرنے کے اجر کا وعدہ عالم آخرت
[illegible] بہشت کے ساتھ دیا گیا ہے - پس ایک ایسا مذہب ایسے لوگون سے
کوئی مذہب [illegible] بہت جلد قبولیت حاصل کر لیتا ہی - مگر جب ہم [illegible] طریقہ کیطرف
[illegible] کوئی ایسی بات نہین پاتے جو لوگون کے دلون کو اپنی طرف کھینچے
[illegible] کی ایسی باتون کی جو بظاہر خوشنما معلوم ہوتی ہین اصلاح تو کی لیکن [illegible]
[illegible] اوسکو اصل عیسائیت یا کسی ایسی حد تک پہونچا دیتی جو عقل کے موافق ہو
[illegible] اصول مبہم اور ناقابل فہم ہین بلکہ شاید اس مین بہ نسبت رومن
کیتھلک طریقے کے عیسائیت بھی کم ہے کیونکہ جس قدر اوسمین اعمال حسنہ کے بجالانے اور

Marfat.com

پنے لیے عالم آخرت میں اپنی ذاتی کوشش سے بہتری کا سامان مہیا کرنے پر زور دیا گیا ہے
میں اس قدر نہیں ہے بلکہ زیادہ تر مسیح کی قربانی اور کفارہ ہی کو ذریعہ نجات قرار دیا گیا ہے اور
اس امر پر یقین رکھنے کی تلقین کی گئی ہے کہ خواہ ہم نیک عمل کریں خواہ بد ہر حالت میں گنہگار
قصیروار ہیں اور یہ کہ ہماری نجات صرف مسیح کے خون سے دھوئے جانے پر منحصر ہے۔ یہ تسلیم
ہوں کہ میرا یہ کہنا کچھ خلاف حقیقت نہ ہوگا کہ مسیح کے خون سے نجات پانیکا مسئلہ تمام مسیحیو
ں کے مذہب کی اصل و بنیاد ہے اور یہ کہ اسی مسئلہ پر تمام فرقے بطور اپنے اصول دین کے
دیتے ہیں لیکن ہمکو اب ذرا یہ دیکھنا چاہیے کہ جب یہ عقیدہ غیر مذہب والوں کے سامنے پیش
جاتا ہے تو کیا نتیجہ پیدا کرتا ہے (یہ نتیجہ پیدا کرتا ہے) کہ سب سے پہلے ہمارا مسئلہ تثلیث [illegible] وحدانیت
معقول مسئلہ کو بالکل مٹا دیتا ہے اور تعجب یہ ہے کہ خدا کی وحدانیت کے اقرار کے ساتھ ہم ایک
ل ناقابل فہم مسئلہ تین مساوی خداؤں کا بھی قرار دیتے ہیں جو حقیقت میں [illegible] آریا
قوم کا وہی پرانا ترگنون کا مسئلہ ہے جو کسی طرح بھی اس لائق نہیں ہے کہ [illegible]
سکے [illegible] تثلیث کے تین خداؤں [illegible] قابل فہم طور پر [illegible] قرار نہیں [illegible]
[illegible] ہم یہ امید نہیں کر سکتے کہ ایک [illegible] مسئلہ [illegible] ان لوگوں کی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ایک [illegible] انگیز [illegible] شک نہیں ہے کہ آریا قوم کے لوگ ایسی [illegible]
ؤں کے عادی ہیں جیسے دوم درجے کے خداؤں کا انسانوں کی بھلائی کے لیے اوتار لیکر دنیا
ن آنا۔ مگر جس حد تک ہم پہونچے ہیں [illegible] نہیں پہونچے۔ [illegible] اس [illegible] کے قبول
کرنے کے لیے [illegible] بہت ہی بڑا ایمان درکار ہے ؛

Marfat.com

ہمارا اس قدر مشکل تر مسئلہ انسان کے کسی حالت مین بھی گناہ سے نہ بچ سکنے اور قربانی کے ذریعے سے اسکے کفارہ ہونیکا ہی اور قبل اسکے کہ ہم اوسکی نسبت کچھ کہین ہمکو یہ یاد رکھنا ضرور ہے کہ قربانی کا خیال بالکل وہی پرانی اور وحشیانہ بھینٹ پوجا ہے جسکا ذکر ہم پہلے کرچکے ہین اور جسکا مدعا اون مافوق الطبیعت شریر قوتون کا خوش کرنا تھا جو دنیا مین آفتین اور مصیبتین پیدا کرتی ہین اور یہ قطعاً ناممکن ہے کہ بھینٹ پوجا کے اس خیال کو اوس خداوند تعالی کی جو رحیم و رحمان ہی کسی قسم کی قابل فہم پرستش کے ساتھ مطابق کیا جاوی اور اس بنا پر یہ کل مسئلہ ایک بیحد درجہ کا مبہم اور ایسا ہے جو اپنی تردید آپ ہی کرتا ہے اور درحالیکہ بعض انسان ایسے ہین کہ جنکو کسی کفارے کی ضرورت نہین مثلاً شیر خوار بچے اسلیے کہا جاسکتا ہے کہ ہمنے ایک نہایت ہی عجیب افسانہ انسان کے ہر حالت مین محتاج کفارہ ہونیکا اور نہایت ہی دقیق مسئلہ پہلے انسان سے گناہ کے سرزد ہونے اور اوسکی وجہ سے کل نسل انسانی کے مستوجب سزا ہونے کا ایجاد کیا ہے۔ اگر ہم مسیح کی طرز زندگی کی بطور ایک حسی نمونہ کی تعریف و توصیف کرین تو بجا اور درست ہی مگر ہم تو بجاے اوسکی زندگی کے اوسکی صلیبی موت کو اپنے مذہب کا اصل اصول ٹھہرائے ہوے ہین۔ خاص لفظ "صلیبی" ہی گویا ہمارا اعتقاد نامہ ہے جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے مذہب کا لب لباب صرف صلیب کو باعث نجات اعتقاد ظاہر کرتا ہی اور صرف قربانی اور مسیح کے خون کا بہنا اور اوسکی موت ہی ایک بات ہی کہ جسپر نہایت زور دیکر ہم لوگون سے یہ منوانا چاہتے ہین کہ صرف یہی ایک ذریعہ نجات کا ہے۔ ہمکو مسیح سے محبت رکھنا اسوجہ سے واجب نہین ہی کہ اوسنے اپنی زندگی ہماری بہتری مین صرف کی بلکہ اس لیے واجب ہی کہ ہمارے لیے اپنی جان قربان کرڈالی ؛

علاوہ ان صریح اعتراضون کے جو ہر ایک ایسی تعلیم کی رو سے جو کسی قسم کی معقولیت کا دعوی کرتی ہو اس خونی قربانی کی نسبت جو ایک رحیم و رحمن خدا کے لیے عمل مین آئے عائد ہوتے ہین خود اس قربانی کے خیال مین اسکی ایک ایسی تردید موجود ہے کہ جسکو دفع کرنا ناممکن ہے کیونکہ انسان کو زندگی بہت پیاری ہی اور خواہ اوسکو کیسا ہی قوی اعتقاد معاد کی نسبت کیون نہو تو بھی نوع

Marfat.com

انسان کے کسی بھلائی کے کام مین اپنی جان قربان کر ڈالنا ہمیشہ ایک نہایت ہی قابل احترام اور ولیون کا کام سمجھا گیا ہے اور بیشک ایسا ہی سمجھا جانے کے لایق ہے پس اگر مسیح فی الحقیقت خدا تھا اور وہ اس بات کو جانتا تھا جو اوسنے ہمکو سکھائی ہے تو اوسکا اپنی جان دیدینا ہرگز قربانی نہین کہا جاسکتا بلکہ صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ ایک تکلیف دہ کام کا انجام بخیر تھا اور ایک اوسی آسمانی حالت کی طرف بازگشت تھی جس سے اوسنے نزول کیا تھا۔

الغرض پروٹسٹنٹ لوگون نے گو اپنے مذہب کے زیادہ دلچسپ تو ہمات کی اصلاح کی مگر ان عجیب و غریب اور ناقابل فہم بلکہ ناقابل قبول مذہبی مسئلون کو باقی رکھہ لیا جو اخیر زمانے کے یونانیون کے خراب شدہ باریک ذہنون کا ایجاد ہین۔ ہم چاہتے ہین کہ وہ لوگ جو ہمارے مذہب مین آئین اس عجیب و غریب مسئلہ کو نہ صرف عیسائیت کا ضمیمہ سمجھکر مانین بلکہ خاص اسکو عیسائیت سمجھین اور ہم ان مسائل کو لوگون کے سامنے نہ ایسے سرگرم واعظون کی زبان کے ذریعہ سے پیش کرتے ہین جو ان سکینا نگویون پر عمل کرتے ہین جن کی کتاب مقدس تعلیم کرتی ہے اور غریبون اور مظلومون کو تسلی دیتے ہون بلکہ ایسے مشنریون کے وسیلے سے پیش کرتے ہین جنکو ہر طرح کا آرام حاصل ہے اور عمدہ تنخواہین پاتے ہین اور لوگون سے اس امر کے خواہشمند ہوتے ہین کہ وہ ہمارے زمانہ حال کی اس سوسیٹی مین داخل ہون جسمین ذات کا امتیاز نہایت ہی ہے اور انسان کا اعزاز و اقتدار صرف اوسکی دولتمندی پر منحصر ہے پس کیا یہ کچھہ تعجب کی بات ہے کہ اس قسم کی تعلیم سیدھے سادے اور مفلس اور تعلیم یافتہ لوگون کو کم مرغوب ہو اور تعلیم یافتہ ہندو اوسکو بالکل قبول نکرے۔

رسوم و دستورات کے معاملہ مین بھی ہم مسلمانون سے ابتک بہت پیچھے ہین۔ ہم لوگون مین ایک روز افزون میلان آرایشی و زیبایشی پرستش اور گانے بجانے اور رنگین کھڑکیون اور گرجا کی لڑکیان مراد ہین اور غیرہ اور ایسی رسوم کیطرف ہے جو خداوند تعالی کی اوس اعلے درجہ کی تصور سے جسکا اظہار مسلمان اپنی سادہ طرز عبادت مین کرتے ہین موافقت نہین رکھتا۔ ہم انسان کی مرغوبات شوق کی طور پر دیکر لوگون کو اپنی عبادتخانون

بلا نیکی کوشش کرتے ہین اور اوسمین فی الجملہ کامیابی بھی ہوتی ہے لیکن اگر ہم اسکو بتعمق نظر دیکھیں تو یہ طریقہ ایک معقول طور کی پرستش الٰہی کے کسی طرح موافق نہین ہی حق یہ ہی کہ اگر ہم ان لوگون کو عیسائی بنانا اور اونکی اصلاح کرنا چاہتے ہین تو ہمکو پہلے خود اپنی اصلاح کرنی چاہیے اور یہ اصلاح کا کام اوس حد سے بہت زیادہ بڑھکر کرنا چاہیے جہان کہ اوس وقت ہوا تھا جسکو **ریفارمیشن** کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے - اول ہمکو اپنے بشپون - پادریون - مشنریون - اور عام عیسائی لوگون کو شایستگی سکھلانی چاہیے پھر البتہ ہم کافرونکو عیسائی بنانیکی امید کرسکتے ہین پھر لکھا ہے کہ جب مسلمانون نے سلطنت متحدہ یونان وروم کے مہذب ملکون پر قبضہ کیا تو وہ اوس سلطنت کی تمام شایستگی اور علوم وفنون کے بھی وارث ہوگئے اور یہی وجہ تھی کہ اونھون نے دنیا کو صرف ایک بہتر مذہب ہی عطا کیا بلکہ اوسکے ساتھ قوانین اور علوم وفنون اور لٹریچر کو بھی اوسقدر بہرہ ور کیا کہ ہمارے بزرگ اوس وقت تک بالکل وحشی تھے اور اس طرح پر اسلام کے دنیا مین قائم ہونے کے بعد ایک ہزار برس سے زیادہ عرصہ تک ہر ایک بات مسلمانون کی مسلسل ترقی کا باعث ہوئی اور وہ اب بھی دنیا کے کم تہذیب یافتہ حصون خصوصًا افریقہ مین ترقی کر رہے ہین یہ ٹھیک ٹھیک کہنا بہت مشکل ہی کہ اسلام کیا ہے کیونکہ وہ ہمارے مذہب کیطرح جو تمام اناجیل مین محصور ہے ہمارا مذہب واضح طور پر ایک مختصر دائرہ کے اندر محدود نہین ہے اس لیے غیر مذہب کے لوگ اس کا اندازہ صرف اوسکے نتیجون سے کرسکتے ہین چنانچہ اوسکی عام حالت تو بیان ہو چکی ہے اور کچھ شک نہین ہی کہ وہ لوگون کی طرز زندگی اور اون کے چال چلن کے ظاہرا شایستہ اور معزز بنانے مین بہت موثر معلوم ہوتا ہی اور ایک بہت بڑی خوبی اوسمین یہ ہی کہ اوسکے عقائد نہ تو کچھ مشکل مسئلے ہین اور نہ وہ شروع ہی سے لوگون کو ایسے اعتقادات پر مجبور کرتا ہے جو عقل اور ہر ایک انسان کی معمولی سمجھ کے برخلاف ہون اور اسی وجہ سے مسلمانون مین اپنے مذہب سے پھر جانیکا میلان بہت ہی کم ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قدیم سے اسلام کے پیرو اوسکی نسبت اپنا اعتقاد ظاہر کرنے مین کچھ شرم نہین کرتے (لیکن) اونمین کوئی ایسی بات

نہین ہے جو اونکے لیے موجب شرم ہو) بلکہ مرد اور پھر ویسا ہی علانیہ طور سے اعتقاد رکھتے ہین جیسے کہ ہماری عورتین عیسائیت کی نسبت پختہ اعتقاد رکھتی ہین۔ جو اخلاق اسلام نے تعلیم کیے ہین وہ عمدہ ہین اور جو لوگ اسلام قبول کرتے ہین اونکا اس برتاؤ کی نسبت جو ہم عیسائی ہونے والون کی ساتھ کرتے ہین بہت بڑھکر برادرانہ اور مساوی طور پر خیر مقدم کیا جاتا ہے۔"

اس منصف عیسائی کے کلام سے دو امر ظاہر ہوتے ایک یہ کہ عیسائیون کے عقائد یونانیون کے ایجاد ہین اور لائق قبول نہین اور یہ تثلیث وہی آبائی تثلیث ہے اور یہی ہمارا مدعا تھا دوسرے یہ کہ مذہب اسلام اور مذہب عیسوی مین یہ فرق ہے کہ جون جون علم کی ترقی ہوتی جاتی ہے وون وون اسلام کی خوبی اور مذہب عیسوی کی برائی ظاہر ہوتی جاتی ہے۔

ساتوین بحث ارکان حج کے بیان مین افعال حج کو پادری صاحب بت پرستون کی رسمین بتاتے ہین چنانچہ صفحہ ۳۲۹ و ۴۲۹ نیاز نامہ مین لکھتے ہین وہ پھر کعبہ کو سجدہ کرنیکا حکم جاری ہوا جو شہر مکہ مین بت پرستان عرب کا سند رہا اور مسلمانون کو حکم ہوا کہ ان بت پرستون کی تمام رسوم تعمیل کرین جیسے پھیرا دینا۔ دوڑنا۔ کنکری پھینکنا۔ پہاڑ پر چڑھنا۔ پھر اکر ایک کالے پتھر کو چومنا۔ اور سر اور پیر رگڑنا۔ اور دور سے اوسکی طرف جھکنا۔

واضح ہو کہ جس منشا سے طعن کیا گیا ہے اوسکا کافی جواب چھٹی بحث مین گذر گیا اب یہان یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آیا جو افعال حج مین کیے جاتے ہین اونکی نسبت حضرت ابراہیم کیطرف ہوسکتی ہے یا نہین مطلب اصلی بیان کرنے سے پہلے مین ناظرین کو متنبہ کرتا ہون کہ اس مقام پر پادری صاحب نے حضرت محمد پر دو اتہام صریح لگائے ہین ایک یہ کہ کعبہ کو سجدہ کرنے کا حکم ہوا - دوسرا یہ کہ دور سے حجر اسود کی طرف جھکنا ہمارے فقہا نے صاف صاف لکھ دیا ہے اگر کوئی مسلمان کعبہ کو سجدہ کرے تو اسلام سے خارج ہو جاتا ہے (سجدہ للکعبۃ نفسہا کفر۔ درمختار) کمال تعجب بلکہ افسوس ہے کہ پادری صاحب باین شہرہ علم اسلام کی ان باتون سے بھی واقفیت نہین رکھتے۔ اب مین اصل مطلب بیان کرتا ہون جو منصف عرب کی تاریخ پر نظر کریگا اور حضرت ابراہیم اور انبیای بنی اسرائیل کے حالات سے واقف ہوگا وہ بے تامل کہدیگا کہ افعال حج کی نسبت

حضرت ابراہیم کیطرف کرنا[1] نہایت قرین قیاس ہے تاریخ عرب سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ تمام عرب حضرت ابراہیم کو اپنا مقتدا اور اپنا جد امجد جانتے تھے اور افعال حج کو اونہین کے طرف منسوب کرتے تھے اور ہمیشہ اونہون نے اسی خیال سے ارکان حج ادا کئے کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ اسیطرح کیا کرتے تھے اور ثابت نہین ہوتا کہ اوسوقت جو یہود و عیسائی وہان آئے اونہون نے حضرت ابراہیمؑ کے وہان آنے اور کعبہ بنانے اور ارکان حج اونکی طرف منسوب ہونے سے انکار کیا ہو بلکہ یہود[2] خانۂ کعبہ کو معظم جانتے تھے اور نذرین چڑھایا کرتے تھے علاوہ اسکے ارکان حج ایسے بھی نہین ہین کہ وہ افعال بعینہ یا اوس قسم کے حضرت ابراہیم اور اونکی اولاد نے کیے ہون یا اونکو جائز رکھا ہو اگر ایسا ہوتا تو بھی انکار کرنے کی گنجایش ہوسکتی۔ ملاحظہ کیجیے ہیکل یا اوسکی طواف اوسکی نسبت حضرت داؤدؑ فرماتے ہین تب مین اے خداوند تیرے مذبح کا طواف کرونگا (زبور ۲۶ درس ۶) بلکہ اگر تابعہ رسم ارکان حج مین نہین ہے جسے پادری صاحب نے غلطی سے اوسمین داخل کیا ہے البتہ شریعت موسوی اور عیسوی مین بیشک بعض وقت بال کترانے کو ضروری قرار دیا ہے چنانچہ احبار کے باب ۱۴ درس ۹ مین ہے "اور ساتوین روز اپنے سر کے بال اور اپنی داڑھی اور اپنی بھوین غرض اپنے سارے بال منڈا دے" اور حضرت مسیح نے بھی اس حکم کو بحال رکھا ہے متی باب ۸ درس ۴ ملاحظہ ہو۔ اب پادری صاحب فرمائین کہ اگر ہیکل یا بال کترانا خاص بت پرستون کی رسم ہے تو کیا حضرت داؤدؑ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ نے بت پرستون سے سیکھا تھا (نعوذ باللہ منہ) اور اگر یہ نہین ہے تو کیا ہوسکتا ہے کہ ایک ہی فعل اگر انبیاے بنی اسرائیل کرین تو خدا پرستون کا فعل ٹھہرے اور اگر اوسیکو بنی اسمعیل مین سے ایک نبی کرے تو بت پرستونکی رسم کہی جاے پادری صاحب ذرا سوچیے اور انصاف کیجیے سب سے زیادہ محل طعن عیسائیونکے نزدیک افعال حج مین حجر اسود کو بوسہ دینا ہے اسلیے مین اوسیکا بیان کرنا کافی سمجھتا ہون عیسائی کہتے ہین کہ جس طرح بت پرست بتون کو معظم و مکرم جانکر اونکی پرستش کرتے ہین اور اونھین بوسہ دیتے ہین اسیطرح مسلمان حجر اسود کو بوسہ دیتے ہین مین کہتا ہون کہ نہ مطلقاً پتھر وغیرہ کی توقیر کرنی بت پرستی ہوسکتی ہے نہ خاص بوسہ دینا ایسا فعل ہے جو پرستش سے مخصوص ہو۔ کیونکہ بت پرستی کے یہ معنی ہین کہ غیر خدا مین وہ صفت ماننا جو صرف خدا

---

[1] اسیواسطے خانۂ کعبہ مین اونکی تصویر بنا رکھی تھی

[2] چنانچہ آنریبل مسٹر سید امیر علی صاحب اپنی کتاب مین کاسن ڈی پرسول صاحب کی تاریخ عرب جلد ا صفحہ ۲۶۹-۷۰ سے ناقل ہین

کے ساتھ خاص ہے اور اس اعتقاد کے ساتھ اوسکی تعظیم کرنا اب خواہ اونکی یادگار کے لیے اونکی مورت یا کوئی اینٹ پتھر سامنے رکھے یا نرکھے صرف دل ہی مین اوس سے ایسا اعتقاد کرکے اونکی پرستش کیا کرے کیونکہ پیشتر ایسے اعتقاد والون نے یادگار کے لیے پتھر وغیرہ سامنے رکھکر اوسکی تعظیم کی ہو اسلیے بت پرستی کا لقب اونھین سے خاص ہو گیا۔ عرصہ کے بعد اونکے پیرو ون نے اس امر کو بھلا دیا کہ پتھر محض یادگار ہین بذاتہ پرستش کے لایق نہین ہین بلکہ خود اونھین کی پرستش کرنے لگے۔ مذہب اسلام مین حجر اسود نہ بذاتہ ایسی شے سمجھی گئی کہ پرستش کے لایق ہو اور نہ وہ ایسی شی کا یادگار خیال کیا گیا جسے باوجود غیر خدا ہونے کے خدائی کی صفت اوسے دی گئی ہو اسکا ثبوت خود پیغمبر اسلام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور اونکے صحابہ کبار کے قول سے بتصریح موجود ہے چنانچہ ابن ابی شیبہ ناقل ہین کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کے پاس آکر کھڑے ہوے اور کہا کہ انی اعلم انک حجر لا تضر و لا تنفع ثم قبلہ مین جانتا ہون کہ تو پتھر ہے نقصان اور نفع کچھ نہین دے سکتا یہ کہکر اوسے بوسہ دیا پھر حضرت ابوبکر خلیفہ اول آئے اور اونھون نے بھی اوسکے سامنے کھڑے ہوکر وہی الفاظ کہے جو رسول اللہ نے کہے اور کہا کہ اگر رسول خدا تجھے بوسہ نہ دیتے تو مین ہرگز بوسہ نہ دیتا اسکے بعد حضرت عمر خلیفہ دوم حجر اسود کے روبرو آئے اور باواز بلند وہی الفاظ کہے جو رسول اللہ اور خلیفہ اول نے کہے تھے بیان سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ حجر اسود کو پرستش کی غرض سے ہرگز بوسہ نہین دیا جاتا بلکہ یہ فعل ویسی قبیل کا ہے جیسے کہ انبیاے سابقین نے کیا ہے مثلاً پیدایش کے باب ۲۸ ورس ۱۸ مین ہے اور یعقوب صبح سویرے اوٹھا اور اوس پتھر کو جسے اوسنے اپنا تکیہ کیا تھا لیکے ستون کھڑا کیا اور اوسکے سرے پر تیل ڈھالا" اور اسیکے باب ۳۵ ورس ۱۴ مین ہے "یعقوب نے اوس جگہ جہان وہ اوس سے ہمکلام ہوا ایک ستون پتھر کا کھڑا کیا اور اوسپر

لہ یہ واقعہ امام مالک اور امام بخاری اور مسلم وغیرہم اکثر محدثین نے اپنی کتابون میں عن حضرت عمرؓ سے روایت کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے مجمع عام میں بغرض اظہار یہ فعل کیا تھا اسلیے اوسکی شہرت زیادہ ہوئی ۱۲ —

Marfat.com

تیاون کیا اور اوسپر تیل ڈہالا - اور احبار باب ۸ ورس ۱۰ و ۱۱ - اور گنتی باب ۷ ورس ۱ بھی ملاحظہ
اب خیال کرنا چاہیے کہ جب پتھر پر تیل پڑھانا اور اوسپر تیاون کرنا (جو نہایت مرتبہ کی تعظیم تھی)
پرستش نہیں قرار پایا تو بوسہ دینا کیونکر پرستش ہو سکتا ہے - جو عیسائی یہ کہتے ہین کہ اگر حجر اسود
کے بوسہ دینے کو حضرت ابراہیم کیطرف منسوب کیا جاسے تو اونکو بت پرستی کا بانی کہنا پڑیگا وہ
صاحب حضرت یعقوب اور حضرت موسیٰ کے اس فعل کو ملاحظہ کرین کیا یہ انبیا بت پرستی کے
بانی تھے (نعوذ باللہ منہ) اور اگر یہ انبیا باوجود پتھر کی ایسی تعظیم کے بھی بت پرست نہین ٹھہر
تو حضرت ابراہیم کو حجر اسود کے بوسہ دینے کی وجہ سے بت پرستی کا بانی کہنا نہایت ہی ناانصافی ہے
اب اگر کوئی ان انبیا کے افعال پرستش نہوا اور بوسہ دینے کی وجہ دریافت کرے تو مین کہتا ہون کہ
جب اہل اسلام کے قول سے بتصریح ثابت ہو گیا کہ پرستش اسکی وجہ نہین ہے تو بالضرور اسکے سوا کوئی
اور وجہ ہوگی میرے نزدیک کئی وجہین ہو سکتی ہین -
(۱) ظاہر ہے کہ بوسہ دینا پرستش کیا تعظیم کے لیے بھی مخصوص نہین ہے اسیواسطے میان بی بی کو
باپ بیٹے کو عاشق اپنے معشوق بلکہ اوسکے لباس وغیرہ کو اور عیسائی خصوصًا مقدس بادریصاحب
مہا پنڈیم صاحب کو یعنی جسے دل چاہے بوسہ دیتے ہین نہایت ظاہر ہے کہ اس قسم کے بوسے تعظیم
کی غرض سے نہین ہوتے بلکہ صرف تقاضاے جوش محبت ہوتا ہے اب اگر حجر اسود کے بوسے کو
اسی قبیل کا قرار دین تو بھی ہو سکتا ہے کیونکہ وہ خانہ خدا کا ایک ممتاز جزو ہے اور اوس رہنماے قدیم
کے دست مبارک کا نصب کیا ہوا ہے جنھین اوس ہادی مطلق نے ایک عالم کے لیے سرچشمہ ہدایت
بنایا تھا پھر کیا خدا پرستون کو اوس سے اتنی بھی محبت نہو گی جتنی باپ کو بیٹے سے ہوتی ہے -
(۲) اور اگر یہ بوسہ اوس قبیل کا قرار دین جیسا حضرت داؤد نے ساؤل کے سامنے کیا
تھا تو بھی ممکن ہے ڈاکٹر اسمتھ اپنی اسالر بیبل ڈکشنری مین لفظ اڈوریشن (یعنے
عبادت) اور لفظ کس (یعنے بوسہ) کے بیان مین لکھتے ہین کہ بادشاہ کے
فرمان کو بوسہ دیا جاتا تھا اور اظہار اطاعت کے لیے زمین کو بھی بوسہ دیتے تھے

Marfat.com

جیسا کہ حضرت[1] داؤد نے کیا (اول سموئیل باب ۲۴ ورس ۸) نہایت ظاہر ہے کہ [illegible] کو اور بادشاہ کے روبرو کی زمین کو یا تخت کو پرستش کی غرض سے ہرگز بوسہ نہیں دیتے بلکہ اوس بادشاہ کے صرف اظہار عظمت اور اطاعت کی غرض سے یہ فعل کیا جاتا ہے جسکی طرف یہ فرمان منسوب ہے اور جسکے درباب میں ہم آئے ہیں یہاں پر اوس فرمان اور [illegible] زمین کی تعظیم کا خیال بھی نہیں ہوتا اسی طرح حجر اسود کے بوسے کو سمجھنا چاہیے کیونکہ اگر یہ خیال کیا جاوے کہ یہ خانہ خدا کا ایک ممتاز جز ہے تو خدا کی طرف منسوب ہے اور اگر اسپر نظر کیا جاوے کہ یہ پتھر بھی حضرت ابراہیم کا نصب کیا ہوا ہے تو اونکی طرف اوسکو نسبت ہے غرض دونوں وجہ سے [illegible] اور اظہار اطاعت ہو سکتا ہے کیونکہ پیغمبر اسلام جس طرح شریعت الٰہی کے [illegible] ابراہیمی کے۔

(۴) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح نماز عیسوی اور نماز [illegible] میں زمین پر [illegible] خدا کی بندگی کے لیے سجدہ کیا جاتا ہے اور جس چیز پر سجدہ کیا جاتا ہے اوسکی تعظیم [illegible] نہیں ہوتا اسی طرح نماز ابراہیمی یعنے طواف کعبہ میں بجائے سجدہ کے حجر اسود [illegible] اور جس طرح سجدے سے خاص خدا تعالے کی تعظیم مقصود ہوتی [illegible] تعظیم مطلوب [illegible] طرح سجدہ کرنے میں زمین کی پرستش کا خیال نہیں ہوتا [illegible] سمجھنا چاہیے الغرض حجر اسود کے بوسہ دینے کے مقصد [illegible] کسی [illegible] کے نزدیک یہ فعل طعن کے لایق نہیں ہو سکتا [illegible] اسلام [illegible] کو محض [illegible] کو یہ جملہ کہکے بالکل مٹا دیا انک حجر لا تضر ولا تنفع باقی رہی بوسہ [illegible] موافق اپنی فہم کے نکال سکتا ہے اوسکے بیان کرنے کی کوئی [illegible] سے شارع نے بیان نہیں کی۔ الحاصل جب عالم کا ایک بڑا گروہ [illegible]

[1] اگرچہ موجودہ ترجمہ بائبل میں اس مقام پر حضرت داؤد [illegible] کو سجدہ [illegible] ہی کی نظیر میں سے [illegible] ہیں اور بالفرض اگر سجدہ ہی کیا تو وہ فعل کیا [illegible] پھر اگر بوسہ کو اوسپر قیاس کیا جاوے تو کسی طرح بھی [illegible] نہیں ہو سکتا۔

ہین کہ ارکان حج حضرت ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ کی طرف منسوب ہین اور اوسوقت کے بنی اسرائیل بھی اپنے بھائیون کی تکذیب نہین کرتے اور نہ حضرت ابراہیم اور اونکی اولاد کے افعال اونکی تکذیب کرتے ہین بلکہ ایک طور سے تصدیق ثابت ہوتی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ خواہ مخواہ اتنے بڑے گروہ کو جھوٹا ٹھہرایا جاوے بلکہ عقل و انصاف اسیکا مقتضی ہے کہ اونکے قول کی تصدیق وہان تک کیجاوے جہانتک کہ عقل سلیم جائز رکھے البتہ حسب عادت زمانہ بوجہ مدت دراز ہونے کے ارکان ابراہیمی مین کمی زیادتی ہوگئی تھی جسکی اصلاح حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والثنا نے کردی اب ہم اس بحث کو زیادہ طول نہین دیتا جسکا جی چاہے غایۃ الشعور فی الحج المبرور[1] اور خطبات احمدیہ ملاحظہ کرے انمین ارکان حج کا مفصل بیان ہے[2]۔

---

[1] یہ نادر کتاب مولفہ مولوی محمد شاہ صاحب مرحوم لکھنوی اول مرتبہ ۱۲۹۳ ہجری مین مطبع سرکاری دار السلطنت کلکتہ مین چھپی تھی اور دوبارہ منشی نول کشور صاحب نے ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۳ عیسوی دسمبر مین ۲۴۴ صفحون پر چھاپی ہے۔

[2] مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حاشیہ مین غایۃ الشعور کے چھٹے باب کی عبارت یہان نقل کردیجاے جسمین بطور اجمال ارکان حج کے اسرار بیان کیے ہین اور اوسکے بعد مولف نے ساتوین باب مین حج کے ہر ایک فعل کی بتفصیل اسرار لکھے ہین وہ عبارت یہ ہے طواف اشارت از گردیدن بگرد سر خانہ دوست و استلام حجر اسود مراد از بوسیدن سنگ آستانہ اوست سجدہ کردن عبارت از نیکہ بر عتبہ عالی رتبہ اش چنین چنین می باید سود و سر و پا برہنہ کردہ احرام پوشیدن بکف ابادی از خاریدن بدن و داشتن ریش یعنی موذیات تن دلالت بر نیکہ خویشتن را پیش مرجلیل القدرش بدینسان ذلیل و خوار و مجبور و بے اختیار میباید نمود یعنی کالمیت بین ید الغسال بصفت حال باید ساخت و از عالم قدرت و اختیار بیکبار ابو خود را دور تر می باید انداخت آیا بش ذہاب از صفا تا مروہ و از مروہ تا صفا اناست بالمتلاش مرضیات از قات تا قات و ازین سو بان سو کو بکو حیران سرگردان گردیدن میباید و دویدن ما بین میلین اخضرین ایماست از انکہ در بجا آوری احکام عظامش سعی و سرگرمی باشد و وقوف عرفات عبرت از قیام عرصہ عرصات ست سر و ناخن تراشیدن ہدایت بدفع نمودن جملہ زوائد و سائر فضولات ست سنگریزہ چیدن مشعر ست کہ در طلب گوہر گم شدہ مقصود خاک بیز بیابانہا باید گردید قربانی نمودن مخبر ست کہ خود را براہ دوست اینچنین فدیہ نمودن شاید رمی شیطان اشارت بآن ست کہ عنف و تسلم را با دشمن خدا و از واجبات طریق محبت و اخلاص داند و ہر وقت کہ آن ملعون سنگ راہ طلب شدن خواہد ہم بسنگ طرد و بیزارش بر نرو براند صاحب فتح العزیز بتفسیر تحقیق تنویہ خود در شرح خصوصیاتیکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام از طرف حضرت حق بدان مخصص گردیدہ بود بیان (باقی بصفحہ ۲۴۹)

اختلاف پنجم

اس اختلاف مین پادری صاحب نے چند مسئلے بیان کرکے اپنے زعم مین یہ بات ثابت کی ہے کہ انمین قرآن وحدیث مخالف عقل اور معارض کتب مقدسہ ہین مگر مین نہایت افسوس سے پھر وہی بات کہتا ہون جو پہلے کہہ چکا ہون کہ ہمارے معزز مخاطب نے نہ تو قرآن وحدیث کو اچھی طرح دیکھا اور نہ توریت وانجیل کو بخوبی ملاحظہ فرمایا اور نہ غور وفکر کے ساتھ عقل صائب سے کام لیا کسی مقام پر اگر ایک کتاب دیکھ لی یا کسی عالم کی راے نظر سے گذری اور وہ بظاہر اون مضامین کتب مقدسہ کے مخالف معلوم ہوئی جو پادری صاحب کے ذہن مین ہین پس اوسکو قرآن وحدیث کیطرف منسوب کرکے جھٹ پٹ مخالفت کا حکم قطعی دیدیا پھر کیا ایسی بے تحقیق باتون سے کسی پاک مذہب پر الزام آسکتا ہے کیا ایسی سرسری نظر سے مذہب کی تحقیق ہوسکتی ہے استغفر اللہ اسکے لیے بڑی تفکر اور نہایت غور اور کمال انصاف دلی چاہیے ہمارے مخاطب ان سب باتون کو بالاے طاق رکھکر اسلام کا مقابلہ کرنے بیٹھے ہین افسوس صد افسوس اللہ اونکے دل ودماغ کو انصاف کی روشنی سے منور کرے اب ہمارے مخاطب ون مسائل پر غور کرین جنپر اونھون نے اس اختلاف مین بحث کی ہے

اجمالی مناسک حج بدین عبارت خفیف اشارت افادہ می فرماید باز ایشان را حکم شد کہ در ہر سال یکبار خود را والہ وشیدا ساختہ دیوانہ وار وعاشق کردار براے گرد گشتن خانہ محبوب خود برہنہ سر وبرہنہ تن وبرہنہ پا ژولیدہ مو پریشان حال وگرد آلودہ از شام بزمین حجاز رسیدہ گاہی بر کوہ وگاہے بر زمین رو بسوے خانہ او کردہ استادہ شوند وگاہے دشمن او را درخیال خود تصور نمودہ سنگ لعن وطرد وبیزاری را بروی اندازند وعوض جان خود جان عزیزترین مملوکات خود را براے او قربانی نمایند وبعد گرد خانہ تجلی آشیانہ او طواف کنند وبار بار کنجہاے آن خانہ را بوسند وبلیسند تا معنی عشق ومحبت کہ در باطن ایشان کامن است درلباس صورت جلوہ گر شود ومشہود خاص وعام گردد ودرین بین آواز بلند لبیک گویان نعرہ بازند وآتش محبت اندرونی را باین نعرہ ہا برافروزند تا بدین کیفیت مناسک حج براے ایشان مقرر شد وطواف وسعی الصفا والمروۃ وآمد ورفت مزدلفہ وعرفات واقامت درمنا وذبح وقربانی وتلبیہ واحرام مشروع گشت انتہی پس صاحبان انصاف بنظر انصاف غور فرمائین اور بعض احکام عیسوی مثل عشاء ربانی وغیرہ کی اطراف کو بھی پیش نظر رکھین تاکہ بوقت فیصلہ غلطی ڈگری یا ڈسمس نکرے ۱۲ منہ

Marfat.com

پہلا مسئلہ جھوٹ بولنا پادری صاحب دعوی کرتے ہین کہ توریت وانجیل مین کسیوقت اور کسی حالت مین جھوٹ بولنے کو جائز نہین رکھا ہے اور قرآن وحدیث مین بعض وقت اسکی اجازت دی ہے مثلاً ظلم وزبردستی کے وقت اپنے مذہب سے انکار کردینا یا اصلاح وغیرہ کے واسطے جھوٹ بولنا روا لکھا ہے —

اس امر کی تحقیق کے لیے مین مناسب سمجھتا ہون کہ پہلے چند آیات واحادیث نمونہ کے طور پر نقل کرون جنمین جھوٹ بولنے کی سخت برائی اور اوسکی ممانعت اور ہر حال مین سچ بولنے کی تاکید ہے اسکے بعد پادری صاحب کے شبہہ کا جواب دیا جائیگا —

(۱) قرآن مجید کے تیسرے پارے کے چودھوین رکوع مین اللہ تعالے اپنے نبی کو اس کشتی کی تعلیم فرماتا ہے فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ ہم لعنت ڈالین اللہ کی جھوٹون پر —

(۲) ۱۸ پارے کے ۷ رکوع مین ہے اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِيْنَ لعنت خدا کی اوسپر ہو جھوٹا ہے ان دونون آیتون کا بعینہ وہی مضمون ہے جو پادری صاحب نے مکاشفات ۲۲ باب ۱۵ وغیرہ سے نقل کیا ہے —

(۳) ۱۷ پارہ ۱۱ رکوع مین ہے اِجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ بچتے رہو جھوٹی بات سے —

(۴) منصور صحابی کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ کو تلاش کرو یعنی قصد کرکے سچ بولو اگرچہ تم اپنی تباہی اوسمین سمجھو کیونکہ دراصل اوسمین نجات ہے اس حدیث مین ہر حال مین سچ بولنے کی صراحۃً تاکید ہے —

عن منصور بن المعتمر قال تحروا الصدق وان رایتم ان الهلكة فيه فان فيه النجاة (ترغیب ترہیب)

(۵) ابو امامہ صحابی روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جو شخص ہنسی کی راہ سے بھی جھوٹ نہ بولے اوسکے لیے ایسے مکان کا مین ضامن ہون جو بیچا بیچ جنت کے ہوگا — ملاحظہ کیجیے کہ یہان ہر حال مین سچ بولنے کی کیسی ترغیب ہے —

عن ابی امامة ان النبی قال انا زعیم ببیت فی وسط الجنة لمن ترک الکذب وان کان مازحا (ابوداؤد وترمذی)

Marfat.com

(۶) ۔ صفوان کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ مسلمان نامرد ہو سکتا ہے فرمایا ہاں پھر دریافت کیا گیا کہ آیا مسلمان بخیل ہو سکتا ہے فرمایا ہاں ۔ پھر دریافت کیا گیا کہ آیا مسلمان جھوٹا ہو سکتا ہے فرمایا نہیں ۔ اس حدیث میں صاف طور سے اسلام کی علامت سچائی قرار دی ہے اس سے زیادہ ہر حال میں سچ بولنے کی اور کیا تاکید و ترغیب ہوگی ۔

عن صفوان بن سلیم قال قیل یا رسول اللہ ایکون المؤمن جبانًا قال نعم قیل لہ ایکون المؤمن بخیلا قال نعم قیل لہ ایکون المؤمن کذابًا قال لا (مالک)

(۷) ۔ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام بری عادتوں سے زیادہ ناپسند جھوٹ تھا جب کسی کے جھوٹ پر آپ مطلع ہو جاتے تو جب تک وہ اس سے توبہ نہ کر لیتا تھا اور اس بد عادت کو چھوڑ نہ دیتا تھا تو آپ اوس سے کبھی صاف نہیں ہوا کرتے تھے ۔۔۔

عن عائشہ رض قالت ما کان من خلق ابغض الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الکذب الخ (احمد وغیرہ)

(۸) احادیث کثیرہ میں جھوٹ کو اکبر الکبائر میں شمار کیا ہے یعنی جو گناہ سب گناہوں سے بڑے ہیں اون میں ایک جھوٹ بھی ہے ۔ اور منافق کی نشانی بھی بہت اکثر حدیثوں میں فرمایا ہے اب خیال کرنے کا مقام ہے کہ جو رسول اکرم جھوٹ کو اکبر الکبائر قرار دے اور سچ کو اسلام کی نشانی ٹھہرائے اور ہر حال میں سچ بولنے کا حکم کرے اوس پر یہ الزام لگانا کہ اوس نے جھوٹ کی اجازت دی ہے کیسی سخت ناانصافی ہے انصاف سے فرمایئے کہ جس قدر جھوٹ بولنے کی ممانعت اور سچ بولنے کی تاکید میں قرآن و حدیث سے نقل کیا گیا کتب سابقہ میں اس کا کوئی دسواں حصہ بھی بیان ہوا ہے جس سے آپ مذہب موسوی اور عیسوی کو جھوٹ سے بالکل بری خیال کر رہے ہیں اگر کہیں ہو تو بیان کیجیے اور اگر نہیں ہے (اور واقع میں نہیں ہے) تو کیوں مذہب اسلام پر تہمت لگائی جاتی ہے خدا سے ڈرنا چاہیے ۔

اب آپ وہ مقامات پیش کرینگے جہاں سے جھوٹ بولنے کی اجازت آپ سمجھے ہیں لہذا تفصیل

اونکی تفصیل کرتا ہون -

پہلا مقام - جہان آپ جھوٹ کی اجازت بیان کرتے ہین حالت جبر و اکراہ مین مذہب سے انکار کردینا۔ واضح ہو کہ مذہب اسلام مین کہین ایسا کوئی حکم نہین ہے کہ زبردستی اور ظلم سے مذہب کا انکار کردو بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا صاف لا تشرک باللہ وان قتلت او حرقت ارشاد ہے - کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نکر اگرچہ تو قتل کردیا جاسے یا جلا دیا جاسے اصل مسئلہ اسلام کا یہ ہے مگر چونکہ مذہب اسلام ہر طرح کی افراط و تفریط سے بالکل بری ہے اور خدا تعالے نے تمام عالم کے لیے اسے رحمت قرار دیا ہے اس لیے فطرت انسانی کے مطابق بنایا ہے اور کوئی حکم اسمین ایسا نہین رکھا جو کسی فرد بشر کی طاقت سے خارج ہو اور انسان مجبور ہو کر رحمت الٰہی سے دور ہو جاسے اسواسطے اگرچہ یہ حکم دیا کہ سخت تکلیف مین بھی مذہب سے انکار نکیا جاسے مگر اوسکے ساتھ ہی ضعیف و ناتوان کے حال پر رحم کرکے اپنے کلام پاک مین ارشاد فرمایا کہ حاصل یہ ہے جو ایمان لانے کے بعد دل سے کافر ہو گیا اوسپر خدا کا غضب ہے اور اوسکے لیے سخت عذاب ہے مگر جو کوئی ظلم اور زبردستی سے انکار کرے اور دل مین ایمان قائم رکھے اوسکے لیے یہ سزا نہین ہے اس امر کو لحاظ رکھنا چاہیے کہ حالت مجبوری مین بھی مذہب سے انکار کرنیکا حکم نہین ہے (جیسا کہ پادری صاحب ظاہر کرتے ہین) بلکہ بتقدیر انکار کردینے کی سزا سے درگذر کرنیکا ارشاد فرمایا ہے بیشک یہ ارشاد اوسی ارحم الراحمین کا ہے جو اپنے بندون پر نہایت رحم کرنے والا ہے کیا اسمین کسیکو شبہہ ہو سکتا ہے کہ بعض انسان سخت سے سخت تکلیف مین بھی مضطر نہین ہوتے اور بعض تھوڑی ایذا مین بیقرار ہو کر اختیار سے باہر ہو جاتے ہین اور ضبط و تحمل اونکی طاقت سے خارج ہوتا ہے پھر کیا وہ سزا کا مستحق ہو سکتا ہے جسے مضطر و بے اختیار کرکے جرم کرایا گیا ہو ہرگز نہین ہرگز نہین دیکھو دنیا مین تمام عادل بادشاہون کے دستور و قوانین یہی ہین پس اسلام کا مسئلہ وہی ہے جسپر تمام دنیا کے عاقلون اور عادلون کا اتفاق ہے اور کوئی اوسے ظلم نہین سمجھتا بلکہ عین انصاف جانتے ہین - قرآن مجید مین یعنی اوس کتاب مین جسے ہم بالیقین کلام خدا اعتقاد کرتے ہین صرف یہی ایک مقام تھا جہان سے پادری صاحب جھوٹ کی اجازت ثابت کرتے تھے اسکے سوا اور کسی مقام پر

اس اجازت کا ایما اور اشارہ بھی نہین ہے۔ البتہ بعض حدیثون مین ایسا بیان ہوا ہے جس سے تین
مقامون پر جھوٹ کی اجازت سمجھی گئی ہے مثلاً ایک روایت بنت ام کلثوم سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کسی امر مین جھوٹ بولنے کی اجازت نہین دیتے تھے مگر لڑائی مین
اور صلح کرنے کی غرض سے اور خاوند کو جورو کے راضی کرنیکے لیے اور جورو کو خاوند کی خوشنودی کے
لیے۔ اور اسماء بنت یزید سے بھی اس قسم کی روایت ہے مگر شرح روایت مین یہ مضمون ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو تمھین کس چیز نے برانگیختہ کیا ہے کہ تم جھوٹ پر ایسے گرتے ہو
جیسے پتنگا آگ مین کل جھوٹ انسان پر حرام ہین مگر تین الخ۔

ان حدیثون سے تو یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ تین مقام کے سوا اور کسی جگہ جھوٹ کی اجازت نہین
باقی رہی۔ یہ تین مقام اسکے بارے مین محققین نے لکھا ہے کہ یہان اصلی جھوٹ مراد نہین ہے کیونکہ جو
احادیث اوپر نقل کی گئین اونسے مطلقاً جھوٹ کی ممانعت ظاہر ہے بلکہ اس سے مراد توریہ ہے یعنی
ایسی بات کہنا کہ حقیقت مین سچی ہو مگر سننے والا اوسکے مطلب کو نہ پہونچے بلکہ دوسرے معنی مراد لے
جو واقع مین غلط ہون۔ اسکا حاصل یہ ہوا کہ حقیقی جھوٹ تو ہر حال مین ممنوع ہے۔ باقی رہا اس
قسم کی دو پہلو بات کہنا وہ بھی اسلام مین جائز نہین جھوٹ مین داخل ہے بجز ان تین حالتون
کے اور یہ تینون حالتین ایسی ہین جن مین غور کرنے سے ہر ایک فہمیدہ کہہ سکتا ہے کہ ان حالتون
مین ایسے خفیف جرم کا مرتکب ہونا کسی طرح حرف گیری کا باعث نہین ہو سکتا۔ خیال کرنیکا
مقام ہے کہ اگر اس خفیف جرم سے ہزارون بلکہ لاکھون جانین تلف ہونے سے بچ جائین اور وہ
لعل شب چراغ (یعنے روح انسانی) جس سے قیامت تک لاکھون کیا کرورون چراغ روشن ہوکر
عالم کو منور کرینگے باد مخالف سے محفوظ رہے اور نذر خاک نہ ہونے پائے یا وہ باہمی نزاع جسکا انجام
کسی وقت برہمی نظام قوم اور ملک بلکہ برہمی نظام عالم سے ہم مٹ جاوے تو کس عاقل کے نزدیک
اوسکا ارتکاب باعث انگشت نمائی ہو سکتا ہے اسیطرح وہ باہمی رشتہ جسے خداتعالے نے
اپنی حکمت بالغہ سے عورت و مرد کے درمیان قایم کیا ہے اگر اس ہلکی برائی سے مستحکم اور مضبوط

Marfat.com

ہوجاے اور نوبت افتراق اور قطع رشتہ کی نہ آسکے تو کون عقلمند اسکو ناجائز کہہ سکتا ہے ۔
واقعی یہ ہے کہ جب اس نفع عظیم پر نظر کیجاتی ہے جو اس خفیف جرم سے حاصل ہوا تو اس کہنے
مین کسیطرح تامل نہین ہوسکتا کہ اس وقت یہ جرم جرم نہین ہے ۔ اور پادریصاحب کا ان امر
اہم کو خفیف سمجھنا اونکی دانشمندی سے نہایت بعید ہے اگر میرے بیان مین غور کرینگے تو غالباً
اپنے خیال کو بدل دینگے ۔ قرآن و حدیث مین جو کچھ اس مسئلے کی بابت حکم تھا وہ یہان تک بیان
کیا گیا اس سے زیادہ جو پادری صاحب نے صورتین بیان کی ہین وہ اونکی خوش فہمی ہے ۔
یہ توریہ جسکو شریعت محمدیہ مین صرف تین مقام پر جائز رکھا ہے کتب سابقہ مین بہت جگہ پایا جاتا ہے
(پہلی مثال) حضرت ابراہیم نے جو تمام دنیا کے لیے سرچشمۂ ہدایت تھے اور جنکی نسبت اللہ تعالیٰ نے
توریت مین یون فرماتا ہے کہ ابراہام نے میری آواز سنی اور میری تاکید کو اور میرے حکمون کو میرے
قانون کو اور میری شرعون کو حفظ کر لیا ہے (پیدایش ۲۶ ۵) بخوف جان اپنی بی بی سارہ کو بہن
کہا اور اونھین اپنے آپ کو بھائی کہنے کی تعلیم[۵۱] کی اگرچہ سارہ حضرت ابراہیم کی علاقی بہن بھی
تھین اس جہت سے یہ کلام سچ ہے مگر مخاطب اس کلام سے یہ سمجھا کہ بیوی نہین ہین اور انھین
مقصود بھی یہی سمجھانا تھا اس نظر سے یہ کلام جھوٹ ہے (دوسری مثال) حضرت صدیق نے
اپنی بیوی کو بہن کہا ہے[۵۲] (تیسری مثال) خداوند تعالےٰ نے حضرت سموئیل کو حکم کیا کہ یسی
کے بیٹے حضرت داؤد کو ممسوح کرنے (یعنی بادشاہ بنانے) جا سموئیل بولا کہ مین کیونکر جاؤن کہ اگر
ساؤل سنیگا تو مجھے مار ہی ڈالیگا خداوند تعالےٰ نے فرمایا کہ ایک بچھیا اپنے ساتھ لے جا اور
کہہ کہ مین خداوند کے لیے قربانی کرنے آیا ہون[۵۳] ۔ یہ کلام اگرچہ صحیح ہو مگر ایک غلط امر[۵۴] یقین دلانے
کے لیے ایک حیلہ تعلیم کیا گیا ہے ۔
اب ہم اپنے علما کی راے بھی اس مسئلے مین بیان کیا چاہتے ہین جسکی وجہ سے غالباً پادریصاحب

[۵۱] پیدایش باب ۱۲ درس ۱۳ اور باب ۲۰ درس ۲ ملاحظہ ہو ۱۲ [۵۲] پیدایش ۲۶/۷ ملاحظہ ہو ۱۲ [۵۳] سموئیل ۱۶/۱-۲ ملاحظہ ہو ۱۲ [۵۴] یعنی یہ کہ مین کسیکو ممسوح کرنے نہین آیا ۱۲

Marfat.com

ی دھوکا لگا ہے ہمارے علما اس باب میں مختلف ہیں بعض کہتے ہیں کہ حقیقی کذب کسی حالت میں جائز نہیں ہے — مطلب یہ کہا کہ حقیقی جھوٹ کسی دینی امر میں ہرگز جائز نہیں ہے اور یہ امر غیر ممکن ہے کہ وہ ذات بابرکات جھوٹ کا حکم کرے جس کا یہ مقولہ ہے کہ جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں کر لے اس گروہ کی سند میں آیات اور احادیث ہیں ہو اور یہ نقل کی گئیں اور بعض نے ... خصوصیات ... جواز کا حکم دیا ہے ان کا یہ مقولہ ہے کہ مطلقاً کلام (خواہ سچ ہو یا جھوٹ) بیان مطالب کے لیے ذریعہ ہے پھر اگر وہ مطلب عمدہ اور نیک ہے اور اس عمدگی اور نیکی کا حصول بغیر کذب کے ممکن نہیں تو اسکی برائی کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی یہ اونکا خیال اگرچہ بظاہر معقول معلوم ہوتا ہے مگر میرے نزدیک عقل کے اوپر یہود و نصاریٰ کا اختلاط اسکا باعث ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ مذہب یہود و نصاریٰ میں نیک مقصد حاصل کرنیکے لیے جھوٹ بولنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن تھا۔ یہ مستحسن یہودیوں میں تو بہت پہلے سے تھا مگر عیسائیوں میں دوسری تیسری صدی سے اسکا شیوع ہوا جس وقت صداقت اسلام کا دریا موجزن تھا اوس وقت عیسائیوں میں بطالت اور کذب کا طوفان اوٹھا ہوا تھا پھر جب ان طوفان کے ڈوبے ہوؤں کی اسلام نے دستگیری کی اور ہزاروں یہود اور عیسائی مسلمان ہو گئے تو بھی اوس طوفان کا اثر باقی رہا بلکہ اونکی وجہ سے دوسروں میں متعدی ہوا اسوجہ سے یہ رائے قائم ہوئی جسپر پادری صاحب طعن کر رہے ہیں مذہب

الصواب لا یجوز الکذب الحقیقی ... من الدین اصلا قال ... یامر بالکذب من القرآن من ... کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار (نیل الاوطار)

سلہ نیل الاوطار میں ہے قال الطبری ذهبت طائفة الی جواز الکذب لقصد الاصلاح وقال الآخرون لا یجوز الکذب فی شیء مطلقا وحملوا الکذب المراد هنا علی التوریة والتعریض ... الاول جزم الخطابی و بالثانی جزم المهلب والاصیلی وغیرهما صاحب نیل الاوطار دونوں فریق کے اقوال لکھ کر کہتے ہیں والحق ان الکذب حرام کله بنصوص القرآن والسنة من غیر فرق بین ما کان منه فی مقصد محمود او غیر محمود ولا یستثنی منه الا ما خصه الدلیل من الامور المذکورة انتهی یعنی حق یہ ہے کہ بتصریح قرآن و حدیث کل جھوٹ حرام ہیں خواہ نیک مقصد کے لیے ہو یا برے کے لیے کوئی جھوٹ اس سے مستثنی نہیں ہو سکتا ہے (یعنی نہیں) امور مذکورہ جنکو حدیث نے خاص کر دیا ہے غرض یہ کہ جب توریہ بھی جھوٹ میں داخل کر دیا گیا تو حدیث کا مطلب یہ ٹھہرا کہ کل حقیقی جھوٹ اور تعریض سب حرام ہیں مگر حدیث میں مقام پر توریہ یعنی دو پہلو بات کہنا درست ہے

Marfat.com

اسلام سے اسکو کچھ تعلق نہین ہے - اور یہ جو پادری صاحب نے لکھا ہے کہ کتاب مقدس مین ایک جگہ بھی اجازت نہین دی کہ آدمی کسی حالت مین جھوٹ بولے" محض غلط ہے مین چند شواہد کتاب مقدس سے نقل کرتا ہون جس سے پادری صاحب کی غلطی اظہر من الشمس ہو جاویگی ـ

(شاہد ۱) خروج کے باب ۳ ورس ۱۸ مین خداتعالے کا خطاب حضرت موسی کو اس طرح ہے " تو اور اسرائیلیون کے بزرگ مصر کے بادشاہ کے پاس آئیو اور اوسے کہیو کہ خداوند عبرانیون کے خدا نے ہمسے ملاقات کی اور اب ہم تیری منت کرتے ہین ہمکو تین دن کی راہ بیابان مین جانے دے تاکہ ہم خداوند اپنے خدا کے لیے قربانی کرین" یہان صریح تعلیم کذب ہی کیونکہ مقصود تو اوس ملک سے نکلجانا تھا نہ تین دن کی راہ پہ قربانی کرنا ـ

(شاہد ۲) خروج کے باب ۱۱ ورس ۲ مین ہے "خداوند نے موسی سے کہا کہ مین فرعون اور مصریون پر ایک بلا لاؤنگا سو اب تو لوگون کے کانون مین کہہ کہ ہر ایک مرد اپنے پڑوسی اور ہر ایک عورت اپنی پڑوسن سے روپے کے برتن اور سونے کے برتن عاریت لیوے" یہان بخوبی جھوٹ بولنے اور فریب دینے کی تعلیم دی گئی کیونکہ مطلب یہ تھا کہ مصریون کا مال و اسباب لیکر چلے جاوین مگر ظاہر طور سے ملنا غیر ممکن تھا اسلیے یہ بہانہ سکھایا گیا کہ اونسے عاریت مانگو اور مطابق اس تعلیم بنی اسرائیل نے کیا اور مصریون کا بہت مال و اسباب لیکر چلے گئے اور ایسے مقامات تو بہت ہین جنسے ظاہر ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت جھوٹ بولنا فریب دینا خدا کی ناخوشی کا باعث نہین ہے مثلاً الیسع نبی نے اپنے دشمنون سے جھوٹ بول کر اونھین فریب دیا[۵] اور خداتعالے کی خوشنودی اونپر ویسی ہی رہی جیسی تھی مگر جب بتصریح جھوٹ بولنے اور فریب دینے کا حکم ہمنے ثابت کر دیا تو ایسے مقامون کی نقل کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے ـ

(شاہد ۳) متی کے باب ۱۶ ورس ۲۰ مین ہے "تب اوسنے اپنے شاگردون کو حکم کیا کہ کسو سے نہ کہنا کہ مین یسوع مسیح ہون" یہان در پردہ جھوٹ بولنے کی اجازت ہے کیونکہ جب امر حق پوشیدہ کرنے کا حکم فرمایا تو صریح پایا گیا کہ اگر وقت استفسار بیان کی ضرورت پڑے تو خلاف

حاشیہ ۵ ا سلاطین باب ۶ ورس ۱۶ سے ۳۰ ملاحظہ ہو ۱۲

نی کوئی ناراست بات کہدو اور اس قسم کا حکم حضرت مسیح نے بتاکید ؎۱ بارہا کیا ہے لہذا خوف کی وجہ جھوٹ بولنے کی اجازت ثابت ہوئی —

(شاہد ۴) حضرت مسیح نے عید خیمے میں جانیسے انکار کیا اور پھر چھپکے گئے دیکھو یوحنا باب ۷ ورس ۸—۱۰ اگر یہاں بالفرض حقیقی جھوٹ نہ مانا جاوے تو توریہ یعنی دو پہلو بات ضرور ہے جسکو شریعت محمدیہ میں بجز تین مقاموں کے اور کسی محل میں جائز نہیں رکھا —

(شاہد ۵) مرقس کے باب ۵ ورس ۳۹ میں حضرت مسیح کا قول سردار کی لڑکی کے بابت اس طرح منقول ہے "کہ تم کاہیکو غل کرتے اور روتے ہو لڑکی مری نہیں بلکہ سوتی ہے" حالانکہ وہ مرگئی تھی مفسرین کا تھولک و پروٹسٹنٹ بالاتفاق کہتے ہیں کہ وہ لڑکی مرگئی تھی حضرت مسیح کے معجزہ سے زندہ ہوئی لہذا بالضرور یہ کہنا پڑیگا کہ سردار کی تسلی کے لیے ناراست بات کہی گئی الغرض تسلی کے لیے جھوٹ بولدینا حضرت مسیح کے اس فعل سے جائز ثابت ہوا —

(شاہد ۶) حضرت پولوس نامہ رومیوں کے باب ۳ ورس ۷ و ۸ میں فرماتے ہیں "پھر اگر میرے جھوٹ کے سبب خدا کی سچائی اوسکے جلال کے لیے زیادہ ظاہر ہوئی تو مجھپر کیوں گنہگار کی طرح حکم ہوتا ہے اور ہم کیوں برائی نہ کریں تاکہ بھلائی نکلے" یہاں سے اظہر من الشمس ہوگیا کہ شریعت عیسوی میں ما تشا نیک مقصد کے لیے جھوٹ بولنا کسی طرح برا نہیں ہے یہ عیسائیوں کی مقدس کتاب ہے جسمیں اس عموم اور فراخی کے ساتھ جھوٹ بولنے کی اجازت ؎۲ دی گئی ہے افسوس پادری صاحب عیسائیوں پر کہ جس امر کی اجازت اونکی کتاب میں جابجا دی گئی ہے اوسے ناجائز قرار دیکر مقدس مذہب اسلام پر الزام لگاتے ہیں جس سے وہ بالکل بری ہے — یہانتک

؎۱ [illegible]

؎۲ پادری عماد الدین صاحب نے جو عدم ضرورت قرآن میں قرآن مجید کے قاصر اور انجیل کے کامل ہونیکا شور مچا رکھا ہے شاید وہ ایسی ہی تعلیمات کی وجہ سے اگر ایسی تعلیم کے نہونے سے قاصر کہدینا صحیح ہو تو بے شبہ قرآن مجید قاصر ہے اسمیں ہرگز یہ تعلیم نہیں ہے مگر اہل حق اسکو تکمیل سمجھینگے نہ قصور ۱۲ —

تو کتب عہد عتیق و عہد جدید کے شواہد جھوٹ کے جواز مین نقل کیے گئے اب کتب تواریخ سے ان کتابون کے ماننے والون کا حال لکھا جاتا ہے کہ اونمین کہان تک اس تعلیم نے اثر کیا تھا اور ان کے نزدیک مقدس جھوٹ صرف جائز ہی تھا یا اور کچھ بڑھا ہوا مرتبہ رکھتا تھا۔

کتاب کرسچین مائیتھولوجی ان ویلڈ مین مرقوم ہے کہ دو کلیسیا کا دو شہر ایتنا درر سیتباز فرزند موشیم جسکی سند اور سلسلہ صداقت مین یا دریون کو بھی کبھی کلام نہین ہوا ہے امر ذیل کی تصدیق کرتا ہے پیروان افلاطون اور فیثا غورس نے اس امر کو ایک اصول قرار دیا تھا کہ صدق و پرہیزگاری کے مطالب کی ترقی کی غرض سے دھوکا دینا اور نیز بروقت ضرورت جھوٹ کا استعمال کرنا صرف جائز ہی نہیں ہے بلکہ مستحسن ہے۔ یہود یان سکنا مصر نے حضرت عیسیٰ کے آنے سے پیشتر اس اصول کو انسے (یعنی پیروان افلاطون و فیثا غورث[۱] سے) سیکھا اور اخذ کیا تھا جیسا کہ بشمار تحریرات سابقہ سے بلا ثبوت اعتراض ثابت ہے اور عیسائیون پر اس مضر غلطی نے ان دونون ذریعون سے اثر کیا جیسا کہ ان بیشمار کتابون سے جنکو نامی و گرامی اشخاص کیطرف اسماً منسوب کیا ہے ظاہر ہے۔ مثلاً صد در صرف دوسری صدی کیطرف اشارہ کرتا ہے جبکہ بیشمار اناجیل و خطوط وغیرہ حسب بیان موشیم غلط مصنوع ہوئی تھین اور غلط منسوب کی گئین تھین۔

مگر چوتھی صدی مین اس مروجہ اصول مین کہ دینی مطالب کی ترقی کے واسطے دھوکا دینا اور جھوٹ بولنا نہایت ثواب کا کام ہے بہت کم استثنا وقوع مین آئے ہین۔ پادری مڈل دوسری صدی کے ذکر مین بیان کرتا ہے کہ بہ اعتبار دروغ اور کذابون کی اشد بیحیائی خواہ معتقدین کی قابل افسوس سریع الاعتقادی کے وہ زمانہ ایک نہایت خراب زمانہ تھا اور مقدس جھوٹ مین اور سب زبانون سبقت لیگیا تھا کسو ... شاکی ہے کہ مجکو دین عیسوی کے ابتدائی زمانے مین اس بات کے دریافت ہونے سے ... ہوا کہ بہت سے لوگ کلام ربانی کو اپنی اختراعات سے مدد دینے سے نامور سمجھتے تھے

---

[۱] جب لوگ ... افلاطون اور فیثا غورث پر تہمت لگانا فضول ہے ... کی جرات بڑھا دی ہوگی جسکی وجہ سے اس فعل کا ... ہوگیا ہوگا۔

بدین غرض کہ ہمارے نئے عقیدے کو عقلا کے کفار گوش دل سے سنین" (صفحہ ۸۰-۸۲)

اسی کتاب مین یہ بھی بیان ہے "اور جب کبھی معلوم ہوتا تھا کہ انجیل ہر امر مین اہل دین کے مطالب یا حکام ملکی کے اغراض کے جو اوسنے سازرکھتے تھے موافق نہین ہے تو ضروری تحریفات کر لیجاتی تھین اور طرح طرح کے مقدس جھوٹ اور جعلسازیان کچھ مروج ہی نہ تھین بلکہ بہت سے پادریون نے اونکو جائز قرار دیا تھا" (صفحہ ۵۲)

اس کتاب مین ایک اور مقام پر یہ بیان ہے "اول کی تین صدیون کے لحاظ سے ہمکو اپنے دین کی صحیح تاریخ کا کچھ علم نہین بجز اوسکے جو نہایت خراب اور بگڑے ہوے ذریعون سے حاصل ہوتا ہے کسواسطے کہ اون اہل سیر کی روایتین اور حکایتین جو اوس زمانے مین گذرے تھے ذرا بھی اعتبار کے قابل نہین ہین یہ محض مقدس جھوٹ اور جعلسازیون کی وجہ سے مشہور ہین مگر ان مورخون کی کرتوتون اور سہرون مین بھی یوسی بیس بشپ قیصریہ [illegible] آئندہ مین اوسنے بھی یہ صفت لیکہا جسکا کلام حق کو چھپانے جھوٹ کر دین کے عام مطالب سے موافق کر دینے مین [illegible] بہتر تھا۔ وہ خود براہ فخر بیان کرتا ہے کہ جس سے ہمارے دین کی عظمت [illegible] بیان کر دیا ہے اور جو اوسکی تحقیر یا تذلیل کے طرف مائل ہونیسے سب چھوڑ دیا ہے" (صفحہ ۹۹)

یہ بھی لکھا ہے کہ تمام بے اعتقاد مصنف جنھون نے احکام الٰہی کا غلطی کی رو سے امتحان کیا ہے دین عیسوی کو کفر بتا کر مضرت پہونچانے مین اسقدر ساعی نہین ہوے ہین جسقدر کہ مضرت اہل سیر ہوے ہین۔ اونھون نے چشمہ آب [illegible] کو زہر آلود کر دیا ہے اور ان [illegible] بے اعتقاد مصنفین نے بھی پانی پینے سے لوگون کو باز رکھا ہے۔ اونکی صریح بد اعتقادی اسلئے جو اسوجہ سے [illegible] کہ وہ طبایع اور معاملات انسانی سے محض ناتجربہ کاری اور علوم طبعی سے بالکل ناواقفیت رکھتے تھے انجیل کے لئے نشرات تحریفات و تصرفات کی [illegible] صاحب [illegible] دیگیون اور بہتون کا ایک جم غفیر شائع کر دیا [illegible] کر بجا تی [illegible] مضرت اوسیقدر مضرت اوسنے [illegible] کو کھو [illegible]

Marfat.com

اونھون نے اس مقولہ کی (جسکو مین موشیم کے الفاظ مین لکھتا ہون) تلقین کی کہ دھوکا دینا اور جھوٹ بولنا جبکہ اون ذریعون سے مطالب دین ترقی پذیر ہون ثواب ہے۔ کچھ تعجب کی بات نہین ہے کہ اس مطلق العنان اصول نے دروغگویون اور حیلسازیون کے چشمے کا دہانا کھولا جسکا پانی ابتدائے دین عیسوی کی سرزمین پر مثل طوفان کے چھا گیا اور اون فریبون اور باطنی ذخیرون کو جو فی زماننا عیسائیان رومن کیتھلک کو انگشت نما اور بدنام کرتے ہین رواج دیا اہل سیر مین اول سے لیکر آخر تک سب بڑا خاصہ یہ پایا جاتا ہے کہ کفر آمیز سفلگی سریع الاعتقادی تعصب۔ اور فریب دہی کے حامی تھے باایمہ ایسے لوگون کو جانشینان پطرس حواری کے پاک اور مقدس لوگون کی فہرست مین لکھا ہے۔ (خطبات احمدیہ صفحہ ۴۴۴ وغیرہ)

شبہ۔ جسطرح تصدیق بالجنان فرض ہے اسیطرح اقرار باللسان بھی فرض ہے۔

جواب۔ یہ تو صحیح ہے کہ دونون فرض ہین اور اسی وجہ سے حدیث مین آیا کہ اللہ کا شریک مت ٹھہرا اگرچہ [illegible] تو مار ڈالا جاوے یا جلا دیا جاوے مگر اسکے فرض ہونیکو یہ ضرور نہین ہے کہ کسی حالت اور کسی وقت مین اسکے خلاف جائز نہو اپنے عزیزون اور قریبون کو دینا اور وقت ضرورت اونکی خدمت کرنا فرض ہے مگر جسوقت یہ خود محتاج ہو یا معذور ہو اوس وقت بھی اوسکے ذمہ ویسا ہی فرض رہیگا اور اوسکے نکرنے سے گنہگار ہوگا ہرگز نہین۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض فرض ایسے بھی ہین کہ جسوقت اوسکے ادا کرنے سے آدمی مجبور ہوتا ہے اوس وقت اوسکو ادا نکرنے کی رخصت دینا عین انصاف ہے اگرچہ کوئی عالی ہمت اپنی علو ہمتی سے اوسکو کرگذرے مگر حاکم کیطرف سے بہر نہج ہے پس اقرار باللسان بھی ایساہی فرض ہے یعنی جب تک انسان سے ہوسکے اور مجبور نہو اقرار کرنا فرض ہے تاکہ اوس منعم حقیقی کا شکر جس طرح دل سے ہوتا ہے زبان سے بھی ادا ہو اور دوسرے بھائی بنی آدم کا بھی بھلا ہو مگر جس وقت کوئی اسے مجبور کرے اور اس قدر تکلیف دے کہ اوسکے تحمل کی طاقت نہ ہو اوس وقت اوس ارحم الراحمین کو رخصت دینا مقتضائے عدل ہے اگرچہ کوئی اپنی جان پر کھیل جاوے اور کلمہ کفر زبان پر نہ لاوے چنانچہ بہت سے عالی ہمت مسلمانون نے علو ہمتی

Marfat.com

کو کام فرمایا اور باوجود نہایت جبر اور ظلم کے مذہب سے انکار نہ کیا۔

قولہ صـ۳ خداوند مسیح نے ارشاد کیا ہی کہ جو کوئی آدمیونکے روبرو میرا انکار کریگا بروز قیامت میں بھی اسکا انکار کرونگا

جواب بلاشبہ اسکے یہی معنی ہونا چاہیے کہ زبان و دل دونوں سے انکار کرے ورنہ لازم آئیگا کہ شمعون سے بھی مسیح انکار کریں حالانکہ اوس سے آسمانی بادشاہت کی کنجیاں دینے کا وعدہ کر چکے ہیں۔

قولہ صـ۳ دوم یہ کہ دوسرے لوگونکی ضلالت کا باعث ہو اگر سب ایسا کریں تو دین حق کسی پر ظاہر نہو

جواب یہاں بھی پادری صاحب نے غور نکیا اور دو قابل اعتراض کر دیا اسکا جواب تو کئی طرح ہو سکتا ہے

اول یہ بات ثابت ہے کہ پیغمبر کو کسی وقت انکار کرنا درست نہیں اسلیے خدا نے حکم کیا بلغ ما انزل الیک الخ یعنی پہونچا دو جو کچھ کہ ہماری طرف سے اوتارا گیا ہے کچھ کسی سے خوف نکرو اللہ تمہارا نگہبان ہے۔ اور دوسری جگہ فرمایا۔ فاصدع بما تؤمر یعنی کھولکر بیان کر دے جو کچھ تجھے حکم ہوا ہے۔ پس جب نبی کو چھپانیکا حکم نہیں تو یہ نہیں ہو سکتا کہ دین حق ظاہر نہو

دوم یہ امر ظاہر ہے کہ بحالت جبر و اکراہ کے اقرار و انکار کو کوئی عاقل صحیح نہیں سمجھتا اور کوئی طالب حق اوس سے گمراہ نہیں ہو سکتا گرفتاری مسیح کا واقعہ یاد کیجیے شمعون اپطرس نے کیسا سخت انکار کیا اور باقی حواری کس طرح فرار ہو گئے پھر کیا یہ انکار کرنا اور بھاگ جانا دوسرون کی گمراہی کا باعث ہو گیا کیا دین حق کسی پر ظاہر نہوا۔ نہیں بیشک ظاہر ہوا۔ پس بحالت خاص مجبوری انکار کو باعث عدم اظہار قرار دینا محض نافہمی ہے۔

سوم یہ امر بھی ظاہر ہے کہ سب آدمی یکسان نہیں ہوتے بعض رحمدل بعض سخت دل بعض منصف مزاج بعض متعصب ہٹ دھرم بعض حق بات کے ماننے والے پس اگر کسی جگہ کے لوگ سخت بیرحم متعصب ہٹ دھرم ہوں اور اونھوں نے حق بات نہ سنی تو ممکن نہیں کہ کسی جگہ کوئی بھی سننے والا نہو لہذا نبی کو چاہیے کہ ایسی جگہ کو چھوڑ کر دوسرے مقام پر جاوے اور خلق خدا کو ہدایت کرے تاکہ طالب حق سلے اور دین حق کو قبول کرے اگر پادری صاحب میرے کلام پر غور

دیا جائینگے تو معاملہ برعکس پائینگے یعنی بوقت جبر واکراہ عدم انکار باعث ضلالت ہے کیونکہ اگر سب ایسا کرین تو دین حق کسی پر ظاہر نہوگا کیکے سب کسی نہ کسی دباؤ مین ایسا ہی کرینگے اور مارے جائینگے پس کوئی حق کا تعلیم کرنے والا نرہیگا تمام خلقت گمراہ ہوگی - اگر پادریصاحب کہین کہ ممکن نہین کہ سب کے سب مبتلا ہوجائین اور کوئی شخص کسی جگہ باقی نرہے تو ہم کہتے ہین کہ ہمنے آپ ہی کے قول[له] سے آپ کو الزام دیا ہے اگر سب کا مبتلا ہونا غیر ممکن ہے تو آپکا اعتراض غلط تھا

قولہ سوم اوسکے سچے ایمان کا نشان نہین ہے -

جواب - ماناہمنے مگر قرآن وحدیث کب اوسے سچے ایمان کی نشانی بتاتا ہے وہ تو صرف ضعف و اضطرار کے وقت ایک امر کی رخصت دیتا ہے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ اضطرار کی وجہ سے اوس مجرم کو سزا دینے سے درگذر کرتا ہے جیسا کہ مقتضاے عدل ورحمت ہے -

قولہ کیا خدا مین قدرت نہین کہ اگر چاہے تو اس بلا کو اوس سے دور کرے -

جواب - خدا مین سب کچھہ قدرت ہے مگر بندون پر وہی حکم ہوتے ہین جسکی وہ طاقت رکھتے ہین علاوہ اسکے بعض باتین مصلحت پر مبنی ہوتی ہین اور اس عالم اسباب مین سبب پر نظر کیجاتی ہے اگرچہ خدا قادر ہے کہ بغیر سبب سب کچھہ کردے، مسیح کے قول کو ملاحظہ فرمایئے کہتے ہین - جب وے تمہین ایک شہر مین ستادین تو دوسرے مین بھاگ جاؤ (متی ۱۰/۲۳) اب فرمایئے کہ بھاگنے کا حکم کیون دیا کیا خدا قادر نہین کہ اگر چاہے تو اس بلا کو اوس سے دور کردے اور اگر یون ہی مرضی خدا ہے تو اوسکی رضا پر راضی رہے اور اگر جان پر بھی آبنے تو تصدق راہ خدا کرے بھاگنا کیا معنی -
اسی طرح حضرت مسیح اپنے تئین چھپاتے تھے اور بتاکید حواریون سے کہتے تھے کہ مجھے ظاہر نکرو - دیکھو متی کا ۱۶ باب ۲۰ ورس اور مرقس کا باب ۸ ورس ۲۹ و ۳۰ یہ کیون پوشیدگی کا حکم تھا کیا خدا قادر نہین کہ بغیر پوشیدگی بلا کو دور کردے ان باتون کا جواب پادریصاحب کیا دے سکتے ہین بجز اسکے جو ہمنے بیان کیا ہے -

---

[له] صفحہ ۳ سطر ۷ نیاز نامہ ملاحظہ ہو ۱۲

Marfat.com

قولہ - اسیواسطے لاکھون مسیحی مقدسون نے اپنی جان تک دین مگر دین مسیحی سے انکار نکیا -

جواب - جب شمعون پطرس مقدس نے جو اعظم الحوارئین تھے انکار کیا قتل کے کہ جان پر نوبت آئے تو اور مسیحی کس شمار مین ہین -

قولہ ۲۳ ایک وقت خدا اپنے رسولون کو حکم دیوے کہ سب طرح کی تکلیف سہو اور اپنی عزیز جان تک دیدو اور کسی انسان سے خوف نکرو جو حق ہے وہی کہو -

جواب اسکا درست اور غلط ہونا اون شواہد سے اظہر من الشمس ہے جو اوپر عہد عتیق [illegible] نقل کیے گیے -

قولہ وہی خدا سچائی اور راستی اور دین حق کے اظہار کو یہان تک حقیر جانے کہ مجبوری [illegible] کی اجازت دے -

جواب - یہ عجب خوش فہمی ہے کہ اگر ایک شخص مجبوری کی حالت مین اظہار حق [illegible] اور حاکم عادل نے اوسے مجبور سمجھکر اوسکی سزا سے درگذر کی تو پادریصاحب کے نزدیک [illegible] حاکم نے اظہار حق کو حقیر جانا بھلا یہ کوئی عقل کی بات ہے کیا حضرت مسیح نے اپنے پوشیدہ [illegible] حکم نہین دیا اور وقت ستائے جانے کے بھاگ جانے کو نہین فرمایا پھر کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ خدا نے اپنے رسول اور اپنے دین کا اظہار ایسا حقیر جانا کہ اوسکے چھپانے کا حکم کیا کیونکہ [illegible] بات کو چھپایا کرتے ہین اور یہان تک حقیر خیال کیا کہ اوسے چھوڑکر بھاگ جانے کو فرمایا کیا خدا کی [illegible] بدل گئی کہ ایک وقت وہ رسول کو بھیجتا اور خلق پر ظاہر کرنا ضروری سمجھے اور پھر اوسکی پوشیدگی کا حکم دے اور بھاگ جانے کو فرماوے - ہرگز نہین ایسا کہنا محض انسان پر قیاس کی [illegible] ایسی باتین [illegible] نہین کہتا بلکہ متنبہ کرتا ہون کہ علاوہ نافہمی کے پادریصاحب اپنی کتاب سے غافل ہوکر اعتراض کرتے ہین -

قولہ نقصان دین و ایمان و زیان جان و مال و عزت و آبرو کے خوف کے باعث [illegible] مین صلح کرانیکے لیے اور جنگ مین دشمنون پر فتح پانیکو واسطے [illegible] کو راضی کرنیکے لیے وغیرہ جھوٹ بولنا [illegible]

Marfat.com

جواب یہان تو پادریصاحب نے جھوٹ کا انبار لگا دیا کیونکہ نو مقام تو شمار کر دیے اور پھر اخیر مین وغیرہ لگا دیا جسمین سب بے انتہا باتین داخل ہو سکتی ہین مگر ناظرین خوب یاد رکھین کہ قرآن و حدیث مین کہین ان باتون کا پتہ نہین ہے بجز اُس امر کے جسکا ذکر مین اوپر کر چکا ہون۔ افسوس پادریصاحب کیسی نا واجبی جرات کر بیٹھتے ہین کہ جس امر کا نشان قرآن و حدیث مین نہین ہے اوسے بے تامل اوسکی طرف منسوب کر دیتے ہین۔

قولہ صلہ اور مسائل اکراہ اور شیعون کے مسایل تقیہ قابل غور ہین۔

جواب جناب مسایل اکراہ کون سے ہین اکراہ کا ایک مسئلہ تھا جسکا جواب دیا گیا ناحق آپ عوام کو فریب دیتے ہین اور شیعون کے مسائل تقیہ پر تو آپ غور کرتے ہین مگر مقدس حواریون اور خصوصاً حضرت پولوس کے تقیہ پر نظر نہین فرماتے ملاحظہ کیجیے اعظم الحواریین حضرت پطرس نے تقیہ کیا سلہ سب حواریون نے پولوس کو تقیہ کا مشورہ دیا اور اونھون نے کیا اور ایک مرتبہ نہین بارہا ان مقامون کو لکھنا موجب طوالت ہے مین صرف اونکے ایک قول کی نقل پر اکتفا کرتا ہون قرنتیون کے باب ۹ مین ہے "(۲۰) مین یہودیون مین یہودی سا ہوا تاکہ مین یہودیون کو حاصل کرون (۲۱) اور مین بے شریعت والون مین بے شریعت والا ہوا تاکہ مین بے شریعت والون کو حاصل کرون (۲۲) اور مین کمزورون مین کمزور سا ہوا تاکہ مین کمزورون کو حاصل کرون مین سب آدمیون کے واسطے سب کچھ بنا تاکہ ہر طرح سے کتنے کو بچاؤن (۲۳) اور مین انجیل کے واسطے سب کچھ کرتا ہون تاکہ اوسکے ساتھ اوسکے پھل مین شریک ہو جاؤن" یہان صاف طور سے دین کے لیے تقیہ کرنے کا اقرار ہے اور اس بیان سے یہ بھی ظاہر ہے کہ امر دین کے لیے تقیہ کرنا کوئی بری بات نہین ہے بلکہ باعث ثواب ہے ناظرین یہ خیال نہ فرمائین کہ مینے الزاماً یہ قول نقل کیا ہے کیونکہ مین تقیہ کو محض بیدینی سمجھتا ہون بلکہ میرا مدعا یہ ہے کہ پادری صاحب جو ایک فرقہ شیعہ کے ذریعہ سے مذہب اسلام پر الزام لگانا چاہتے ہین تو اگر کوئی شیعہ یا

سلہ نامہ گلاتیون باب ۲ درس ۱۳ و ۱۶ و اعمال باب ۲۱ درس ۲۰ و ۲۴ و باب ۲۷ درس ۱۶ وغیرہ ملاحظہ ہو ۱۲

Marfat.com

کوئی شخص مقدس رسولون کے اقوال و افعال سے مذہب عیسوی پر الزام لگا دے تو پادری صاحب کیا جواب دینگے اتنا خیال نہین فرماتے کہ کسی فرقہ کے اعتقاد سے سچے مذہب پر الزام آسکتا ہی ہرگز نہین اگر ایسا ہو تو جس وقت اون فرقون کے اعتقادات سے مذہب عیسوی پر الزام دیا جائیگا جنھین پادری صاحب حق پر نہین جانتے تو مذہب عیسوی کو سخت ہزیمت اوٹھانا پڑے گی البتہ لائق الزام مقدس رسولون کے اقوال و افعال ہو سکتے ہین غرضکہ تقیہ کا الزام ہمارے مقابلے مین توکسی طرح صحیح نہین ہو سکتا اور شیعون کے مقابلے مین بھی اونھین ساکت ہی ہونا پڑیگا کیونکہ مذہب عیسوی مین حواریون کے اقوال و افعال سے تقیہ بخوبی ثابت ہے —

تنبیہ اس تمام بیان سے واضح ہو گیا کہ اسلام اور پیغمبر اسلام اسلیے بھیجے گئے کہ دنیا مین کامل سچائی اور راستی پھیلائین اور وہ کذب ناراستی جو دینداری کے پردے مین عالمگیر تھی مٹادین — دوسرا مسئلہ جہل و ناواقفی عذر ہی اسکے بیان مین جو کچھ پادری صاحب نے لکھا ہی اوسکا حاصل یہ ہی کہ جو شریعت الہی کو مان کر گناہ کرے وہ زیادہ مستحق عذاب ہوگا کیونکہ اوسنے واقف ہو کر نافرمانی کی اور جو منکر شریعت الہی ہی اوسے کم سزا ملیگی اسلیے کہ وہ ناواقف ہی اور سب جانتے ہین کہ جہل و ناواقفی عذر ہی اسکے مطابق انجیل مین ارشاد ہے مگر قرآن و حدیث اسکے برخلاف ہی

جواب ہمارے مخاطب نے یہان غلط بحث کردیا ہی جسکی وجہ ہم بجز اونکی ناواقفی کے اور کچھ نہین کہہ سکتے اگر وہ قرآن مجید و حدیث شریف کو دیکھتے اور اہی کتابون کو بغور ملاحظہ کرتے اور کامل طور سے عقل کو دخل دیتے تو ہرگز ایسا نہ کرتے پادری صاحب یہ شبہہ تین باتون پر موقوف ہی اول یہ کہ منکر شریعت الہی کی ناواقفیت عذر ہی دوم یہ کہ جہل و ناواقفی اسلام مین عذر نہین ہی سوم یہ قرآن مجید و حدیث کی روسے عالم کو بہ نسبت جاہل کے زیادہ سزا نہ ہوگی —

ماہرین دانشمند خوب جانتے ہونگے کہ یہ تینون باتین غلط ہین اس مین کوئی شک نہین ہے کہ ناواقفی اسلام مین عذر ہے مگر ناواقفی دو طرح کی ہوتی ہے

Marfat.com

ایک وہ کہ اوسکا دور کرنا انسان کے اختیار مین نہین ہے یعنی سعی و کوشش سے بھی وہ واقفیت نہین ہوسکتا ذیل کی مثالین ملاحظہ ہون ۔

(۱) ایک شخص ایسے مقام پر رہتا ہے کہ اوسے شریعت آلہی و ہادی برحق کی اطلاع نہ پونہچی اسلیے وہ اُسکے ماننے اور اُسپر عمل کرنے سے مجبور رہا اس ناواقفی کو مذہب اسلام نے بلاشبہ عذر قرار دیا ہے چنانچہ قرآن مجید مین ارشاد ہوا ہے ”ہم کسی پر عذاب نکرینگے جبتک کہ رسول (ہدایت کے لیے) نہ بھیجین“ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا اسکی وجہہ یہی ہے کہ جبتک خدا کے رسول نہ آئین اور وہ مرضی او رنامرضی آلہی کو نہ بتائین اوسوقت تک انسان محض ناواقف ہے اسوجہہ سے اوسپر سزا کا حکم نہین دیا گیا ظاہر ہے کہ جس شخص کو رسول خدا کے آنے کی خبر نہین پونہچی وہ مرضی آلہی سے واقف ہونے سے اوسیطرح مجبور رہے جیسے رسول کے آنے سے اور تمام انسان مجبور رہتے اسیلیے وہ شخص بموجب اس آیت کے سزا کا مستحق نہین ہے پس ثابت ہوا کہ اسلام مین ناواقفی عذر ہے ۔

(۲) اسی قسم مین بھول چوک بھی داخل ہے جسکی نسبت قرآن شریف مین یون ارشاد ہوا ہے لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلٰكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ (احزاب ع ۱ پ ۲۱) ”کہ جو برائی تمنے بھول چوک سے کی اوس مین تمھارے ذمے کچھہ گناہ نہین لیکن جو برائی قصداً کروگے گناہگار ٹھہروگے“ ظاہر ہے کہ بھول چوک کی حالت ایک ناواقفی کی حالت ہے لہذا بانی اسلام نے اوسوقت کے گناہ سے بالکل درگذر کی اور ناواقفی کو عذر قرار دیا ۔

(۳) اون ایماندارون کی ناواقفی بھی اسی قسم مین داخل ہے جو کفار کے ملک مین سچے نبی کی خبر سنکر اوسپر ایمان لائے مگر شریعت آلہی کے احکام سے ناواقف رہے اونکی ناواقفی بھی عذر ہے غرضکہ اسلام مین ناواقفی کا عذر ہونا بخوبی ثابت ہے یہ تین صورتین مینے مثالاً بیان کی ہین جسکو زیادہ تفصیل دیکھنا منظور ہو وہ ہمارے اصول فقہ کی مبسوط کتابونکو ملاحظہ کرے ۔

دوسری قسم ناواقفی کی وہ ہے جسکے دور کرنے پر انسان مجبور نہین ہے بلکہ کوشش سے

Marfat.com

واقف ہوسکتا ہے مثلاً اوس منکر کی ناواقفی جو نبی برحق کی ہدایتون کو دیکھتا یا دیکھ سکتا ہے مگر اسکی حقیقت[۱] سے ناواقف ہے اور اُس سے انکار کرتا ہے اور اپنی کاہلی یا طمع دنیاوی یا تعصب اور ضد کی وجہ سے تمام عمر اسی جہل اور انکار مین پڑا رہا اور اوس دراز مدت مین بھی اوسنے رجوع نکی تو اسکا جہل کسی عاقل منصف کے نزدیک قابل عذر نہین ہوسکتا کیا ہمارے مخاطب نہین جانتے کہ جب سرکار کا قانون مشتہر ہوگیا اور کوئی اُسکے دیکھنے اور واقف ہونے سے مانع نرہا تو پھر کسی شخص کی اوس قانون سے ناواقفی عذر نہین ہوسکتی۔ تمام معدلت شعار سلطنتون کا اعلان ہے کہ جہل قانون عذر نہین پھر کیا تمام دنیا کے عادلون کا یہ عمل درآمد انصاف کے خلاف ہے ہرگز نہین ہرگز نہین اسی طرح جب شریعت الٓہی مشتہر ہوچکی تو جہانتک اوسکا اعلان پہونچ چکا ہے وہان ناواقفی کا عذر کیونکر قابل سماعت ہوسکتا ہے الغرض اسلام نے وہی حکم کیا ہے جسپر تمام عقلا اور منصفون کا اتفاق ہے اور لطف یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا ارشاد بھی بالکل اسکے مطابق ہے چنانچہ یوحنا کے باب ۱۵ ورس ۲۱ و ۲۲ مین ہے "یہ سب کچھ وے میرے نام کے سبب تمسے کرینگے کیونکہ وے اوسے جسنے مجھے بھیجا ہے نہین جانتے اگر مین نہ آیا ہوتا اور اونھین نہ کہتا تو اونکا گناہ نہوتا لیکن اب اون پاس اونکے گناہ کا عذر نہین" ملاحظہ کیجیے کہ حضرت مسیح اونھین ناواقف بتاتے ہین مگر پھر بھی فرماتے ہین کہ اونکے گناہ کا کوئی عذر نہین اور جب گناہ کا کوئی عذر نہوا تو ثابت ہوا کہ وہ ابدی عذاب کا مستحق ہوا۔

---

[۱] واضح ہو کہ منکرین کی ایسی حالت ہے کہ اونھین ناواقف بھی کہہ سکتے ہین کیونکہ حقیقی امر اونپر منکشف نہین ہوا اور نہ وہ ہرگز انکار کرتے اور واقف بھی کہہ سکتے ہین کیونکہ اونھین شریعت الٓہی کے آنے کا علم ہوچکا ہے اور ظاہر ہے کہ بہت سے منکر شریعت الٓہی کے احکام اس تفصیل سے جانتے ہین کہ اکثر ایمان لانے والے بھی نہین جانتے اسلئے اونھین واقف کہنا نہایت صحیح ہے پس سبب یکہ جہت سے واقف اور ایک جہت سے ناواقف ہین تو اونکا جہل عذر نہین ہوسکتا ناواقفی وہی عذر ہوسکتی ہے یعنے جسمین حقیقی امر اوسپر کھلا ہوا اور نہ اوسکے ظاہری وجود کا اوسے علم ہو کیونکہ اس ... [illegible]

اس بیان سے واضح ہوگیا کہ ناواقفی اسلام مین عذر ہی اور جس قسم کی ناواقفی عذر نہین
اوسپر حضرت مسیح اور تمام جہان کے عقلا کا اتفاق ہی - یہان تک دو باتون کا ابطلان کیا
اب تیسرے دعوی کا ابطلان ملاحظہ ہو - مذہب اسلام مین یہ مسئلہ مسلم ہے کہ جو واقف ہوکر جرم
کا ارتکاب کرے وہ بہ نسبت ناواقف کے زیادہ سزا کا مستحق ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَالِمٌ لَا يَنْتَفِعُ بِعِلْمِهٖ (مشكوة)

فرماتے ہین سب سے زیادہ عذاب قیامت کے دن ایسے عالم کو ہوگا جو اپنے علم سے نفع نہ پاوے یعنی عمل
نکرے اور بعض مرتبہ یون ارشاد ہوا کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے ذلیل

إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَالِمٌ لَا يَنْتَفِعُ بِعِلْمِهٖ (مشكوة عن دارمی)

لوگون مین وہ عالم ہوگا جو اپنے علم پر عمل نہ کرے اسی بنا پر امام فخرالدین رازی ایک آیت کی تفسیر مین
لکھتے ہین جسکا مطلب وہی ہی جو حضرت مسیح نے فرمایا ہی "وہ نوکر جسنے اپنے خاوند کی مرضی جانی

مَنْ أَتٰى بِالْمَعْصِيَةِ مَعَ الْجَهْلِ بِكَوْنِهَا مَعْصِيَةً يَكُوْنُ حَالُهٗ أَخَفَّ مِمَّنْ أَتٰى بِهَا مَعَ الْعِلْمِ بِكَوْنِهَا مَعْصِيَةً (تفسير كبير جلد ۲)

اور اوسکے مطابق نہ کیا بہت مار کھائیگا پر جسنے نہ جانا
اور مار کھانے کا کام کیا تھوڑی مار کھائیگا" الغرض
عالم کا بہ نسبت جاہل کے زیادہ سزا پانا جس طرح حضرت
مسیح علیہ السلام کا مقولہ ہی اوسی طرح حضرت محمد مصطفی علیہ الصلوۃ والثنا کا ارشاد ہی مگر یہان
ایک امر بیان کرنا نہایت ضرور ہے جسے ہمارے مخاطب نے بالکل فروگذاشت کردیا ہے
وہ یہ کہ جس طرح علم اور جہل کے سبب سے سزا مین زیادتی اور کمی ہوتی ہی اسی طرح حیثیت جرم
کی وجہ سے بھی سزا مین بہت بڑا فرق ہوجاتا ہی بھاری جرم کی سزا بہت زیادہ ہوگی اور خفیف
کی کم - اس زیادتی اور کمی مین علم اور جہل کو کچھ دخل نہین ہے جسنے بھاری جرم کیا
ہی وہ زیادہ سزا پائیگا اگرچہ وہ ناواقف ہی کیون نہ ہوا اور جسنے خفیف جرم کیا ہے
وہ کم سزا پائیگا اگرچہ وہ واقف ہو - کیا اس مین کسی کو شک ہوسکتا ہے کہ جس نے
ڈاکہ زنی کی اور لوگون کو ناحق قتل کرکے مال و متاع لیگیا وہ ہر طرح بہت زیادہ سزا پائیگا

Marfat.com

بہ نسبت اوسکے جسنے کیکے ساتھ کسی قدر سخت کلامی کی یا تھوڑا سا اسباب چورا لیا۔ کسی حال مین یہ نہین ہوسکتا کہ اس چور اور سخت کلام کرنے والے کو اوس سفاک ڈاکہ زن سے سزا دیجاے اگرچہ وہ چور عالم ہی کیون نہو۔ یہان سے معلوم ہوا کہ ہر ایک جرم مین عالم کی سزا کو جاہل کی سزا پر زیادتی نہین ہوسکتی بلکہ اس کمی اور زیادتی کا ظہور اوس وقت ہوسکتا ہی کہ حیثیت جرم متحد ہو یعنی عالم وجاہل دونون ایک حیثیت کا جرم کرین اوس وقت عالم کو بہ نسبت جاہل کے زیادہ سزا ہوگی یہ وہ قاعدہ ہے جسپر تمام عقلا کا اتفاق ہی اور اسیکے مطابق تمام معدلت شعار سلطنتون مین کارروائی ہوتی ہے۔

اس بیان سے واضح ہوگیا کہ اگرچہ عالم کو بہ نسبت جاہل کے زیادہ سزا ہونا صحیح ہی مگر یہ ہرگز نہین ہوسکتا کہ کسی حال مین گنہگار مومن کو بہ نسبت منکر کے زیادہ سزا دیجاے کیونکہ جرم کی حیثیت ایک نہین ہی۔ نہایت ظاہر ہی کہ شریعت الٰہی کا انکار اور رسول برحق سے انحراف ایسا بڑا جرم ہے کہ ایماندار کا کوئی جرم اس حد کو نہین پہونچ سکتا بشرطیکہ اوسکا ایمان باقی رہے۔

اس مین کوئی شبہہ نہین ہی کہ ایماندار مجرم مثل اوس چور کے ہی جسنے باوجود اطاعت سرکار کے نفسانی خواہش کی وجہ سے چوری کا ارتکاب کیا۔ اور یہ منکر نافرمان مانند اوس سرکش باغی کے ہی جسنے علی الاعلان اپنی سرکار سے بغاوت کی اور اوسکے قانون سے انحراف کیا۔ پھر کیا عقل وانصاف کا تقاضا یہ ہوسکتا ہی کہ اوس غریب چور کو اس سرکش باغی سے زیادہ سزا دیجاتی حاشا وکلا ہرگز نہین علاوہ اسکے یہ امر بھی لحاظ کے قابل ہی کہ بالاتفاق ایمان حیات سرمدی کا باعث ہی اور بے ایمانی عذاب ابدی کا سبب ہی اب اگر ایماندار مجرم کی سزا کسی حال مین بے ایمان کی سزا پر بڑھجائے تو ماننا پڑیگا کہ ایمان کی وجہ سے سزا مین زیادتی ہوئی کیونکہ اگر ایمان نہ لایا ہوتا تو یہ زیادتی نہ ہوتی۔ لہذا جو نجات کا سبب تھا وہ عذاب کا موجب ہوگیا۔ بھلا کوئی عاقل اس غیر ممکن بات کو تسلیم کرسکتا ہے ہرگز نہین

اور یہ خیال محض غلط ہی کہ ایماندار گناہ نہین کرتے۔ اہل انصاف غور کرین کہ انبیاء کرام سے

Marfat.com

بھلا کون سچا ایماندار ہو سکتا ہے پھر جب عیسائیون کے عقیدے کے بموجب وہی معصوم نہین ہین اور بڑے بڑے گناہ اونسے ہوجاتے ہین مثل زنا اور بت پرستی وغیرہ کے تو اور ایماندار کس شمار مین ہین علاوہ اسکے عیسائیون کے عقاید صراحتًا اس خیال کو غلط ٹھہراتے ہین کیونکہ اونکا عقیدہ ہے کہ ہم سب اگرچہ بپتسما پاکر مسیح مین سر نو پیدا ہوے تو بھی بہت باتون مین خطا کرتے ہین اور اگر ہم اپنے کو بیگناہ کہین تو ہم اپنے تئین بھلا دیتے ہین اور ہم مین سچائی نہین۔ ہوسکتا ہے کہ روح القدس پانے کے بعد فضل سے کنارے ہوکر گناہ مین پڑین اور خدا کے فضل سے پھر اوٹھین" پس جب ایماندار گناہ سے نہ بچ سکا اور پادری صاحب کے قاعدے کے بموجب مومن گنہگار کو زیادہ سزا ہوگی تو ثابت ہوگیا کہ ایمان لانے کا ثمرہ بجز زیادتی سزا کے اور کچھ نہوا القول شخصی ایمان کیا ہوا وبال جان ٹھہرا الغرض یہ کہنا کہ ایماندار گناہ کی سزا بہ نسبت بے ایمان کے زیادہ ہوگی کسی طرح صحیح نہین ہوسکتا دانشمند اس بیان سے دریافت کرسکتے ہین کہ علم اور جہل کی وجہ سے جو زیادتی اور کمی سزا مین ہوگی وہ ایک جنس مین ہوسکتی ہے یعنی اگر عالم اور جاہل دونون منکر ہین تو منکر عالم کو بہ نسبت منکر جاہل کے زیادہ سزا ملیگی خصوصًا اوسکو جو سچائی کی شناخت حاصل کرکے پھر اوس سے منحرف ہوگیا۔ اسی طرح اگر دونون مجرم ایماندار ہین تو یہان بھی عالم بہ نسبت جاہل کے زیادہ سزا پائیگا یہانتک اصل بات کا جواب دیا گیا اب بعض اقوال کیطرف توجہ کیجاتی ہے۔

قولہ ہر شخص جانتا ہے کہ اگر آقا کے دو نوکر ہون ایک اوسکے احکام اور مرضی سے کماحقہ واقف اور دوسرا ناواقف اور دونون آقا کی نافرمانی کرین تو بلاشبہ بنسبت جان بوجھکر سرتابی کی ہے وہ زیادہ سزا کا مستحق ہے جواب مومن اور منکر کے لیے یہ مثال ہرگز صحیح نہین ہوسکتی کیونکہ منکر کا لفظ خود اسکا شاہد ہے کہ وہ ناواقف نہین ہے ظاہر ہے کہ ناواقف کیطرف انکار یا اقرار کی نسبت نہین ہوسکتی۔ البتہ مسلمان بہ نسبت دیگر مذاہب کے احکام الٰہی کو اس تفصیل سے جانتے ہین کہ بہت سے ایماندار بھی اسطرح نہین جانتے کیونکہ اونکو تو صرف شریعت الٰہی کا اعلان ہی نہین پہنچا ہے اور جان چکے ہین۔

[illegible] کی کتاب ... ۲۸ ۵ ملاحظہ ہو

کہ اسکے ماننے کا حکم قطعی ہے پس جب منکر ناواقف نہ ٹھہرا تو پادری صاحب کی مثال محض بے موقع ہے
اب باوجود اس علم کے منکر کو ناواقف کہدینا ایسا ہی ہے جیسا کہ انجیل مین منکرین کی نسبت آیا ہے
کہ وے دیکھتے ہوے نہین دیکھتے" اس قسم کا جہل ہرگز عذر نہین ہے جیسا کہ حضرت مسیح کے قول سے
ظاہر ہوا جسکی نقل اوپر گذری البتہ اس مقام پر یہ مثال صحیح ہوسکتی ہے کہ آقا کے دو غلام ہین ایک
نے اوسکے تمام احکامات اور ہدایات کو بسر و چشم قبول کیا اور حتی الوسع اونکی بجا آوری مین سعی
کی مگر نفس سرکش کیوجہ سے بعض وقت اوس سے نافرمانی ہوگئی تاہم وہ اوسے نافرمانی جانتا ہے
اور دل مین نادم ہوتا ہے اور دوسرا غلام باوجودیکہ اوس آقا کے احکامات کا جاری ہونا دریافت
کرتا ہے مگر اوسطرف توجہ نہین کرتا اور اگر متوجہ ہوا تو سرکشی سے اونکو قبول نہین کرتا بلکہ حرف گیری
کرنے پر مستعد ہوتا ہے اور اپنی اس سرکشی اور نافرمانی کو سرکشی نہین کہتا۔ اب فرمائیے ان دونون
مین کونسا غلام زیادہ سزا کے لایق ہے بلا شبہ وہی جو آقا کے احکام کو قبول نہین کرتا اور سرکشی سے انکار
و نافرمانی کرتا ہے پھر اوسپر نادم نہین ہوتا۔ خیال کرنے کا مقام ہے کہ ایسا غلام کسقدر زیادہ سزا کا مستحق
ہوسکتا ہے دوسرا غلام اگرچہ نافرمانی کیوجہ سے سزا کے لایق ہے مگر اس سبب سے کہ وہ سرکش اور باغی
نہین ہے بلکہ اپنے آقا کے تمام احکام کو بدل و جان قبول کرتا ہے اور جن امر مین نافرمانی ہوگئی ہے
اوسمین اپنے آپ کو آقا کا گنہگار جانتا ہے ہرگز پہلے غلام کے برابر سزا کا مستحق نہین ہوسکتا بلکہ
کیا عجب ہے کہ رحم دل آقا اوسکی تسلیم احکام اور اعتراف قصور کیوجہ سے اوسکے گناہ سے درگذر کرے
دنیا کے تمام منصف مزاج جو نکارتا و اسپر شاہد ہے اور یہی عادلانہ اور رحیمانہ حکم قرآن مجید مین جا بجا مذکور ہے

قولہ سب جانتے ہین کہ لاعلمی عذر ہے۔

جواب جو لاعلمی کا عذر ہونا جانتے ہین وہ یہ بھی جانتے ہین کہ ہر ایک غیر مذہب والا شریعت حقہ
سے لاعلم نہین ہوسکتا اور یہ بھی جانتے ہین کہ جسوقت بادشاہ کا قانون مشتہر ہوگیا تو جہانتک اوسکے
ملک مین وہ اشتہار پونہچ گیا ہے وہان کے باشندون کو جہل قانون عذر نہین ہوسکتا اسیطرح
جنکے کانون تک شریعت الٰہی کا اعلان پونہچگیا ہے (وہ اگرچہ بسبب تعصب یا کاہلی

Marfat.com

وغیرہ کے اوسکی تفصیل سے واقف نہون مگر اونکی لاعلمی عذر نہین ہوسکتی۔ البتہ اوس غیر مذہب والے کی لاعلمی عذر ہوسکتی ہے جسکو شریعت الٰہی کا اعلان مطلقاً نہین پہونچا اور ایسے شخص کی لاعلمی کا عذر ہونا ہم قرآن مجید سے بیان کر آئے ہین۔

قولہ انجیل مقدس مین ہے کہ جو کلام الٰہی سے واقف نہین ہین اور گناہ کرتے ہین وہ کم سزا پائینگے اور جو واقف ہوکر کرتے ہین وہ زیادہ سزا پائینگے۔

جواب۔ اسے ہم بھی مانتے ہین اور اپنے ہادی برحق کے کلام سے ثابت کر آئے ہین مگر آپ اب تک انجیل سے ثابت نہین کیا کیونکہ جتنے حوالے حاشیہ پر دیے ہین اون مین سے کوئی ایسا نہین ہے جس سے واقفکار کی سزا مین زیادتی ثابت ہو اب مین اون حوالون کو نقل کرکے اپنے قول کی سچائی ظاہر کرتا ہون اور طالبین حق سے کچھ اور بھی کہنا چاہتا ہون ذرا بنظر غور ملاحظہ فرمائین۔

(۱) متی کے باب ۷ ورس ۲۱-۲۳ مین ہے نہ ہر ایک جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت مین شامل ہوگا مگر وہی جو میرے باپ کی جو آسمان پر ہے اوسکی مرضی پر چلتا ہے اوسدن بہتیرے مجھے کہینگے اے خداوند اے خداوند کیا ہمنے تیرے نام سے دیوؤن کو نہین نکالا اور تیرے نام سے بہت سی کرامات ظاہر نہین کین اوس وقت مین اونسے صاف کہونگا کہ مین کبھی تمسے واقف نہ تھا اے بدکارو میری پاس سے دور ہو۔

۲- اور متی کا باب ۲۵ ورس ۱۱ و ۱۲ یہ ہے۔ پیچھے وے دوسری کنواریان بھی آئین اور کہنے لگین اے خداوند اے خداوند ہمارے لیے دروازہ کھول تب اوسنے جواب مین کہا مین تم سے سچ کہتا ہون کہ تمھین نہین پہچانتا۔

(۳) اور لوقا کا باب ۱۳ ورس ۲۵ یہ ہے۔ جب گھر کے مالک نے اوٹھ کے دروازہ بند کیا ہو اور تم باہر کھڑا ہونا اور یہ کہکے دروازہ کھٹکھٹانا شروع کروکہ ای خداوند ای خداوند

Marfat.com

ہمارے لیے کھول وہ اندر سے جواب مین تمسے کہیگا کہ مین تمکو نہین پہچانتا کہ کہان سے ہو"
ناظرین نے دریافت کیا ہوگا کہ ان تینون حوالون مین اس امر کا نشان نہین ہے کہ وافعت
و سزا مین زیادتی ہوگی یا کمی البتہ اگر اسکا وہی مطلب صحیح تسلیم کیا جاوے جو پادری صاحب
سمجھے ہین تو بیشک ثابت ہوگا کہ مسیحیون کی نجات غیر ممکن ہے کیونکہ بیان سابق سے ثابت
ہوچکا ہے کہ مسیحی عقاید کی رو سے کوئی انسان گناہ سے نہین بچ سکتا اور جب گناہ سے
نہ بچا تو حضرت مسیح اوسکی دستگیری نہ فرماینگے پہلے حوالے سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح ان
مسیحیون سے بھی بیزار اور علحدہ ہو جاینگے جو ایمان مین اظہار کرامات کے درجے کو پہنچ گئے
تھے اگرچہ یہ بیزاری کسی گناہ کی وجہ سے ہوا اب قطع نظر مسیحی عقاید کے طالب نجات ذرا اسکو
سوچکا ہین اور اپنی حالت پر خود غور فرماوین کہ کوئی بھی اپنے تئین بیگناہ پاتا ہے کوئی راستباز
ایسا دعوی نہین کر سکتا جب کوئی بیگناہ نہ ٹھہرا تو واویلا اونپر جنہون نے دین مسیحی قبول کیا
کیونکہ اوس جہان مین کوئی اونکا دستگیر نہ ہوگا جہان دستگیری کی سخت ضرورت ہے
صد افسوس بر بیکسی ایشان۔
اے گنہگارو۔ اے نجات کے خواستگارو ادھر آؤ اور اوس نبی کریم کی شفقت کو ملاحظہ فرماؤ
جسنے گنہگارون کی خستہ حالی پر رحم کر کے یون ارشاد فرمایا ہے شفاعتی لاھل الکبائر میری شفاعت
ان گنہگارون کے لیے ہے کہ صدق دل سے ایمان لا چکے ہین مگر شامت نفس سے بڑے
گناہون مین مبتلا ہو گئے ہین۔ وہ رحیم و کریم کون رسول ہے جو گنہگارون کو اپنے
دامن عاطفت سے چھپاتا ہے وہ افضل المرسلین رحمۃ للعالمین ہے جسکا پیارا نام محمد ہے
صلی اللہ علیہ وسلم اے آخرت کے طالبو تمہارے سامنے دونون رسولون کے قول موجود
ہین اون مین غور کرو اور دیکھو تمہارے لیے کسکے پاس ٹھکانا ہے کون تمہاری دستگیری
کو موجود ہے اور کون علحدہ ہوا جاتا ہے۔
میرے نزدیک مذکورہ حوالون مین حضرت مسیح نے وہ مسیحی مراد لیے ہین جنھون نے خلاف

Marfat.com

مرضی خدا حضرت مسیح کو خدائی مین شامل کیا اور اونھین خدا و ند خداوند کہکر پکارا اور حضرت
مسیح کو سخت غیرت دلائی اور اپنے باطل قول سے رواج دینے مین وہ کارنمایان کیے جنھین کرامت
کہنا چاہیے بیشک یہ گروہ بہت زیادہ سزا کا مستحق ہے کیونکہ قدرتی رہنما کے علاوہ خدا کی
کتابون نے بھی اسکی تکذیب کی مگر انھون نے ایک نہ مانی نتیجہ اسکا انجیل کے مذکورہ حوالہ
سے سچے ایماندار کا سزا پانا ثابت ہوا لیکن اونکا جو کفر بکتے ہین اور جھوٹے مسیحی ہین اس تقدیر
سچے صرف مسلمان ہی ہوسکتے ہین ۔

(۳) عبرانیون کے باب ۱۰ درس ۲۶ وغیرہ مین ہے "کیونکہ اگر بعد اسکے کہ ہمنے سچائی کی پہچان
حاصل کی ہے جان بوجھکر گناہ کرین تو پھر گناہ کے لیے کوئی قربانی نہین مگر عدالت کا ایک ہیبتناک
انتظار اور آتشی غضب جو مخالفون کو کھا لیگا باقی ہے" اسکا مطلب اگر یہی ہے کہ جو کوئی ایمان
لانے کے بعد گناہ کرے اسکی نجات کی کوئی سبیل نہین ہے تو مسیحیون پر سخت واویلا
ہے کیونکہ بالاشبہ وہ گناہ کرتے ہین اور انجیل ایسے گنہگارون کو قطعی جہنمی بتاتی ہے
ان درسون سے صاف ظاہر ہے کہ ایسے گنہگار کی توبہ بھی قبول نہین ہوگی ۔ ہمکو سخت

ف میرے ایک دوست نے یہی سوال پیش کرکے پادری نیوٹن صاحب مہتمم اخبار نورافشان سے دریافت کیا تھا کہ کیا
عیسائی بعد بپتسمہ پانیکے کل گناہون سے معصوم ہو جاتے ہین اور اگر نہین ہوتے تو اونکی نجات کی کیا سبیل ہے پادری صاحب
نے اسکے جواب مین ایک طولانی تقریر کے بعد لکھا ہے "کہ سچائی کی پہچان حاصل کرکے برگشتہ ہونا ممکن ہے اگر ممکن ہووے تو
پھر کوئی کفارہ نہین کوئی توبہ نہین اور جو پطرس کی طرح بغیر سچائی کے مزہ چکھے گرجاوین تو توبہ قبول نجات حصول (نمبر ۳
جلد ۱۵ نورافشان مطبوعہ ۱۱ اگست ۱۸۸۵ء ملاحظہ ہو) میرے خیال مین اس تقریر سے اگر سوال کا جواب نکالا جائیگا
تو یہی نکلیگا کہ ایماندارون کی دو قسمین ہین ایک کامل الایمان دوسرے ناقص الایمان کامل الایمان معصوم ہو جاتے ہین اونکا گناہ کرنا
غیر ممکن ہے اور پہلے درس مین اونکا ذکر ہے اگر یہ مرضی خدا پر بیان کیا ہے اور ناقص الایمان توبہ کرسکتے ہین اونکا ذکر پولوس نہین کرتا مین کہتا ہون اول
تو عبرانیون کے دسوان باب الی آخرہ کے دیکھنے سے یہ تفرقہ کہین سے ثابت نہین ہوتا پھر جو بات کتاب مین نہین ہے وہ کسطرح تسلیم کیجاے
دوسرے اگر کامل الایمان کا وجود دنیا مین ہے تو سب سے اول اسکے مصداق پیغمبر ہوسکتے ہین مگر افسوس ہے کہ بائبل انھین بھی
گنہگار ٹھہراتی ہے کیا حضرت داؤد نے سچائی کی پہچان حاصل نہین کی تھی کیا اونھون نے آسمانی بخشش کا مزہ نہین چکھا
تھا کیا وہ روح القدس مین شریک نہین ہوے تھے پھر آپکی کتاب کیون اونھین سخت گناہ مین مبتلا ہوا بیان
کرتی ہے پھر جب خدا کے سچے رسول بھی معصوم نہ ٹھہرے اور کامل الایمان نہ ہوسکے تو اور کون شخص معصوم اور

Marfat.com

حیرت ہے کہ ان ورسون پر ایمان لا کر عیسائیون نے اپنی نجات کی کونسی سبیل سوچ رکھی ہے -

طالبین نجات بیان بھی بانی اسلام کے کلام مقدس کو ملاحظہ کرین کہ اوسمین کسی مقام پر گنہگارون کو ایسی مایوسی نہین دلائی گئی ہے بلکہ کمال رحمت و شفقت سے یون ارشاد ہوا ہے "اے میرے گنہگار بندو اللہ کی رحمت سے نا امید نہو بلاشبہہ اللہ تعالے تمام

يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

گناہ بخشتا ہے بیشک وہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے" ہمارے ہادی برحق شفیع المذنبین اور رحمۃ للعالمین ہین وہ اپنے گنہگارون کو ہرگز جہنم مین نہین دھکیلتے بلکہ وہ اپنی اولوالعزمی و شفقت سے اونھین بچانے کا وعدہ کرتے ہین - ہمارے مخاطب منشی صفدر علیصاحب نری نہین ہین اون سے امید ہوسکتی ہے کہ ان امور پر غور فرمائینگے اور اپنی جان عزیز پر رحم کر کے اوس ہولناک راہ سے جلد پھرینگے جو اونھون نے غلطی سے اختیار کی ہے اور خداوند تعالے توفیق دیتا ہے تو ایسا ہی کرینگے -

قولہ - قرآن وحدیث محمدیون کی طرفداری سے خلاف عدالت حکم دیتے ہین کہ کلمہ گو (یعنے ایماندار) چاہے کیسا ہی فاسق ہو وہ یا تو بلاحساب وکتاب یا محمد صاحب کی شفاعت وغیرہ سے نجات پائیگا -

جواب ہم بخوبی ثابت کر چکے ہین کہ قرآن مجید وحدیث کی تو وہی تعلیم ہے جسکو تمام عقلا تسلیم کرتے ہین اور شاہان معدلت شعار اوسے اپنا قانون بناتے ہین اور حضرت مسیح اوسکے مطابق ارشاد فرماتے ہین ہین نہین کہہ سکتا کہ انبیا اور تمام عقلا کے حکم کو خلاف انصاف بتانے والا کس لقب کا مستحق ہوسکتا ہے - ناظرین خود اسکا تصفیہ کرین - طرفداری اور بے انصافی

تتمہ صفحہ ۲۷۴ - کامل الایمان ہوسکتا ہے غرضکہ عیسائیون کی کتاب اور اونکے عقاید کی رو سے معصوم کا وجود خارج مین نہین ہوسکتا پھر یہ کہنا کہ جو سچائی کی پہچان حاصل کر چکے ہین اونکا گرنا غیر ممکن ہے محض غلط ٹھہرا اور ثابت ہوگیا کہ مسیحی گنہگار کی نجات غیر ممکن ہے اسکا کچھ بیان اوپر بھی کیا گیا ہے ۱۲ -

Marfat.com

جو کچھ پادری صاحب نے ثابت کی وہ تو معلوم ہولی اب اگر بے حساب و کتاب بخشے جانے پر
ہے تو پولوس مقدس کے کلام کو ملاحظہ کیجیے۔ نامہ رومیون کے باب ۴ ورس ۷ و ۸ مین
یا ہین "مبارک وہ جنکے گناہ بخشے گئے اور جنکی خطائین ڈھانپی گئین مبارک وہ جسکے گناہ
[illegible] پس ثابت ہوا کہ امت محمدیہ مبارک بندے ہین بلاشبہ اونکے گناہ ڈھانپے جاینگے
اور [illegible] اسباب نجات اسکے پادری صاحب رشک نفرمائین ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ
یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ یعنی یہ اللہ کا فضل ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے اگر شوق نجات ہے تو انھین مبارک
[illegible] مین شامل [illegible] فیض محمد دا ہے آئے جسکا جی چاہے۔ اور شفاعت کی
[illegible] رومیون کے باب ۳ ورس ۲۴ مین پولوس یون فرماتے ہین "سو وے
اوسکے فضل سے [illegible] یسوع مسیح سے ہے مفت راستباز گنے جاینگے" ہم
[illegible] محمد رسول اللہ کو قائم کرتے ہین اور یون کہتے ہین سو وے
اوسکے فضل سے اوس مخلصی کے سبب جو محمد رسول اللہ سے ہے مفت راستباز کیے جاینگے
اے پیارے مخاطب خوب سمجھو کہ تمام انسان خدا وند تعالےٰ کے بندے اور غلام اور ہر طرح
اوسکے مملوک ہین اور اپنے بندے کے گناہ سے چشم پوشی کرنا اور اوسکی سرنگونی اور دوسری
فرمانبرداری کی وجہ سے اوسکی خطا کو معاف کردینا انصاف کے خلاف نہین ہے اسکو طرفداری
نہین [illegible] اگر اسکو طرفداری کہا جاے تو اس قسم کی طرفداری خدا تعالےٰ نے
اپنے [illegible] کے ساتھ اور اوسکے رحیم بندے اپنے خادمون کے ساتھ کرتے چلے
آئے [illegible] اسرائیل کے حالات اور تربیت یافتہ لوگون کے معاملات خلاف انصاف
[illegible] ظاہر ہے کہ اپنے خادم فرمانبردار کے گناہ سے
[illegible] سزا اوسے ناانصافی کہنا محض نادانی ہے۔
[illegible] کوئی شخص ہمیشہ دوزخ مین رہیگا چاہے کیسا ہی گنہگار کیون نہو۔
جواب [illegible] ایسا ہی ہونا چاہیے اگر ایمان

ی وجہ سے انسان نجات نپاسکے تو اوس ایمان سے کیا فائدہ پھر پادری صاحب اپنے عقاید کو
ملاحظہ فرمائین دعاے عمیم کی کتاب مین گیارہوان عقیدہ یہ ہے "ہم خدا کے حضور راستباز ٹھہرائے
ور نجات بخشنے والے یسوع مسیح ہی کے ثواب کے سبب ایمان سے کہ وسیلے راستباز گنے جاتے
ہین اور کچھ اپنے اعمال یا ثواب کے باعث نہین پس یہ تلقین کہ ہم صرف ایمان ہی سے راستباز
ٹھہرتے ہین بہت ہی صحیح ہے" (صفحہ ۴۹۴ وغیرہ)

جب مومن صرف ایمان کے سبب سے راستباز ٹھہرا تو ثابت ہوا کہ باعث نجات ایمان ہی ہے
سکا حاصل یہی ہوا جو پادری صاحب قرآن وحدیث سے نقل کرتے ہین اور نوین عقیدہ سے
مین ہے کہ "اُنکے لیے جو ایمان لائے اور بپتسما پاتے ہین کچھ سزا کا حکم نہین" (صفحہ ۴۹۲)
اب فرمائیے کہ یہ حکم تو انصافی مین حدیث کے حکم سے بڑھگیا کیونکہ یہان ایماندار کو مطلقاً سزا کا حکم
نہین ہے اور حدیث مین مطلقاً سزا کی نفی نہین کی گئی بلکہ عذاب ابدی کی نفی کی گئی ہے -

قولہ اگر جنہے کلمہ نہین پڑھا غرضکہ دوسرے مذہب والے کیسے ہی کیون نہون بلا شبہ دائمی
عذاب جہنم مین گرفتار ہونگے -

جواب بلاشبہ سرکشی اور بغاوت کی ادنی سزا حبس دوام ہے اگرچہ وہ باغی کیسا ہی کیون نہو مگر
پادری صاحب بھلا اسلام کا یہ حکم تو آپکے نزدیک خلاف عدالت ٹھہرا اب آپ فرمائیے کہ اگر
کوئی کلمہ مسیح نہ پڑھے یعنے حضرت مسیح پر ایمان نہ لائے تو وہ عذاب ابدی مین گرفتار ہوگا یا نہین
اگر ہوگا تو پھر اسلام پر کیا اعتراض ہے اور اگر نہ ہوگا تو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح کے ماننے پر نجات موقوف
نہین ہے غیر مذہب والے بھی نجات پائینگے اور یہ عقاید عیسوی کی رو سے صریح غلط ہے بلکہ
ایسا عقیدہ رکھنے والا دین عیسوی سے خارج ہے دعاے عمیم کی کتاب مین اٹھارہوان
عقیدہ ملاحظہ ہو "اونھین دین سے خارج سمجھا چاہیے جو گستاخ ہو کر کہتے ہین کہ ہر ایک
شخص اوس شرع یا طریق سے جسکا وہ پیرو ہو نجات پائیگا بشرطیکہ وہ کوشش کرے کہ
اپنے چلن اوس شرع اور عقل کی روشنی کے مطابق درست کرے

Marfat.com

مقدس کتاب ہمین صرف یسوع مسیح کا نام بتاتی ہے جس سے آدمی نجات پاسکتے ہین صفحہ ۵۹
اس مقام پر تیرھوان عقیدہ بھی قابل ملاحظہ ہے وہ یہ ہے "جو اعمال کہ مسیح کے فضل اور اوسکی روح کے ملنے سے پہلے کیے جاتے سو خدا کو پسند نہین آتے کیونکہ وے یسوع مسیح پر ایمان لانے سے صادر نہین ہوتے اور نہ آدمیون کو حصول فضل کے قابل کرتے بلکہ ہمین کچھ شک نہین کر وے گناہ مین گنے جاتے ہین" (صفحہ ۵۴) پادری صاحب ذرا انصاف سے فرماسئے کہ غیر مذہب والون کے نیک اعمال گناہ مین گنے جانا موافق عدالت اور انصاف کے ہے سبحان اللہ اسکے مقابلے مین قرآن مجید کا حکم بھی ملاحظہ کیجیے ۔ وہ یہ ہے ۔

> فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ
> ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ
> (سورہ زلزال)

"جسنے ذرہ کے برابر نیکی کی وہ اوسکی جزا دیکھ لیگا اور جسنے ذرہ کے برابر بدی کی ہے وہ اوسکی سزا دیکھ لیگا" اسوقت ہر ایک منصف مزاج بے اختیار کہہ اوٹھیگا کہ یہ منصفانہ حکم اوسی کا ہے جو تمام جہان کے عادلون سے زیادہ عادل ہے یہان کسیکو یہ خطرہ نہو کہ جو ابدی عذاب مین ڈالا گیا اوسنے اپنی نیکی کی کیا جزا دیکھی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ دنیا ہی مین اوسکو جزا دیجاے یا آخرت کے عذاب مین تخفیف کیجاے ۔ الغرض مسلمان کے عقیدے کے بموجب ہر ایک انسان خواہ مذہب والا ہو یا غیر مذہب والا اپنے کیے کی جزا اور سزا پائیگا ۔ اور عیسائیون کے عقیدے کی رو سے غیر مذہب والے کی نیکیان سب برباد ہین بلکہ بقول مشہور نیکی برباد گناہ لازم کا مضمون صادق ہے ۔ باینہمہ اسلام پر ناانصافی کا الزام لگایا جاتا ہے اور مذہب مسیحی کو مطابق عدل کہا جاتا ہے حیف صد حیف بر ناانصافی ایشان ۔

تنبیہ اس بیان سے معلوم ہوا کہ خدا تعالے نے اسلام اور پیغمبر اسلام کو اسلیے بھیجا تھا کہ مومن گنہگار کو نجات کا مژدہ دے جسکو مذہب عیسوی نے ناامید کر دیا تھا ۔

تیسرا مسئلہ خدا تعالیٰ کا فرض ہے کہ ہر انسان اپنے جملہ اقوال و افعال و افکار مین پاک و نیک ہووے اسیواسطے کلام مقدس مین ارشاد ہوا ہے کہ تم پاکی مین کامل ہو

Marfat.com

جیسا خدا تعالی کامل ہے مگر شرائع محمدی کے بموجب سواے چند اقوال و افعال مخصوصہ کے فرض نہین ہے اوس سے زیادہ کرے تو ثواب ہے اور نکرے تو عذاب نہین

جواب یہ ہے کہ نہایت حیرت ہے کہ پادریصاحب باوجود دعوی علمیت کے اسلام سے اسقدر بے خبر ہین کہ بیجا اعتراض پیش کرتے ہین اوسکی بنیاد محض لاعلمی یا عدم تحقیق ہوتی ہے جو کوئی اسلام کی عالیشان عمارت پر نظر ڈالیگا اوسکا انصاف دل بے اختیار کہہ اوٹھیگا کہ یہ شاندار مکان ہر عیب سے بالکل پاک ہے جو اس مقام پر پادریصاحب لگانا چاہتے ہین اون مفصل ہدایات اور تعلیمات کے علاوہ جنسے جملہ اقوال و افعال و افکار مین پاکیزہ ہونا تفصیلی طور سے معلوم ہوتا ہے مین قرآن مجید کے دو جملے نقل کرتا ہون جنسے اظہر من الشمس ہوجائیگا کہ اسلام انسان کو تمام حرکات و سکنات مین پاک و نیک ہونے کی ہدایت کرتا ہے۔

پہلا جملہ ۔ بیشک کان اور آنکھ اور دل ہر ایک کی اس سے پرسش ہوگی ۔ یعنے ہر ایک

إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا (بنی اسرائیل)

انسان سے دریافت کیا جائیگا کہ تو آنکھ اور کان اور دل کو کس کام مین لایا آیا نافرمانی مین یا فرمانبرداری مین یا یون کہا جائیگا کہ تو نے ایسی چیز کیون نسنی جسکا سننا تجھے حلال تھا اور ایسی چیز کیون دیکھی جسکا دیکھنا تجھے جائز تھا اور ایسا ارادہ کیون کیا جو روا نہ تھا جب ان تمام اعضا خصوصاً قلب کی وجہ سے بازپرس ہونیکا حکم سنا دیا گیا تو انسان کو تمام افعال و افکار مین نیک ہونا لازم ہوا ۔

دوسرا جملہ یہ ہے جو کچھ تمھارے دلون مین ہے خواہ تم اوسے ظاہر کرو یا پوشیدہ رکھو اللہ اوسکا حساب

إِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ (بقرہ)

لیگا اس آیت مین خاص افعال قلبی اور امور نفسانی کا ہونا بیان ہوا ہے اور اوسکے اظہار اور اخفا کو یکسان ظاہر کیا ہے یعنی دلی برائیون پر حساب لیا جائیگا خواہ اونھین ظاہر کرو یا نکرو چونکہ ظاہری افعال کا منشا خواہش دلی ہوتی ہے اسلیے آیت کا مطلب یہ ہوا کہ تمھارے تمام افعال ظاہری اور باطنی سب کا حساب لیا جائیگا لہذا ضرور ہے کہ انسان ہر ایک فعل مین پاک ہوتا کہ محاسبہ مین نہ پڑے

Marfat.com

ان ہدایات کے بعد بھی اگر کوئی شخص کہ اسلام جملہ امور مین نیک ہونیکی ہدایت نہین کرتا تو اوسکے بے علم یا متعصبانہ دشمن ہونے مین کسی منصف کو تامل نہین ہوسکتا۔

دوسری آیت کی نسبت پادری صاحب کا کہنا کہ یہ منسوخ ہوگئی ہے محض عدم تحقیق بلکہ نافہمی پر مبنی ہے کیونکہ اس آیت مذکورہ مین کوئی حکم نہین ہے بلکہ اس امر کی خبر دی گئی ہے کہ انسان کے ہر ایک فعل پر حساب لیا جاویگا اور یہ مسئلہ محقق ہے کہ اخبار مین نسخ نہین ہوتا بلکہ احکام غیر موبدہ مین ہوتا ہے یہ مسئلہ اصول فقہ کی کتابون مین مفصلاً مذکور ہے اور مفسرین آیت مذکورہ کے منسوخ نہونے کی وجہ مین بھی اسکی تصریح کرتے ہین۔ امام فخر الدین رازی نے آیت مذکورہ کے منسوخ نہونے کی تین وجہین بیان کی ہین۔ تیسری وجہ یہ ہے۔ "تیسرے یہ کہ نسخ خبر مین جائز نہین ہے بلکہ نسخ کا جواز صرف اوامر نواہی مین ہے"۔ ابو البرکات نسفی مدارک التنزیل مین لکھتے ہین۔

> والثالث ان نسخ الخبر لا یجوز انما المجوز هو نسخ الاوامر والنواهی (جلد ۲ صفحہ ۵۶۲)

"اور بعض تفسیرون مین ہے کہ آیت مذکورہ اس آیت سے منسوخ ہے اور محققین اسپر ہین کہ نسخ احکام مین ہوتا ہے نہ اخبار مین یعنی آیت مذکورہ کو منسوخ کہنا خلاف تحقیق ہے"۔ اور تفسیر احمدی مین ہے۔ "بعض نے کہا ہے کہ یہ آیت ناسخ ہے آیت مذکورہ کی اسسے معلوم ہوا کہ دلی افعال اور نفسانی ارادون کا محاسبہ نہ ہوگا لیکن یہ (یعنے منسوخ ہونا) صحیح نہین ہے کیونکہ نسخ احکام مین ہوتا ہے اور مضمون آیت از قبیل اخبار ہے"۔ اور امام نووی صحیح مسلم کی شرح مین آیت مذکورہ کی نسبت لکھتے ہین۔ "کہ محققین کا مختار یہ ہے کہ آیت مذکورہ محکم ہے منسوخ نہین ہے"۔

> فی بعضها انها منسوخة بهذه الآیة والمحققون علی ان النسخ یکون فی الاحکام لا فی الاخبار (صفحہ ۴۲)

> قال بعضهم انها ناسخة لهذه الآیة فعلم ان افعال القلب ... لا یحاسب ولکنه غیر صحیح لان النسخ انما یکون فی الاحکام وهذا من جملة الاخبار (صفحہ ۱۴۷)

> والمحققون یختارون ان تکون الآیة محکمة غیر منسوخة (صفحہ ۷۸)

الغرض آیت محاسبہ مذکورہ ہرگز منسوخ نہین ہے اور

قرآن وحدیث کی رو سے افعال قلبی اور خیالات فاسدہ پر حساب ہوگا۔ کیا اسلام کے ماہر نہین جانتے کہ ریا اور نفاق اور تکبر اور غرور اور حسد اور بغض اور کینہ اور بخل اور بے صبری وغیرہم افعال قلبی اور خیالات فاسدہ ہین پھر کیا قرآن مجید وحدیث نے انکی سخت ممانعت نہین کی اور انکو سخت گناہ نہین ٹھہرایا۔ بیشک ممانعت کی ہے اور گناہ ٹھہرایا ہے بایں ہمہ یہ کہنا کہ اسلام مین خیالات فاسدہ پر گرفت اور حساب نہین ہے کیسا اندھیر ہے البتہ باز پرس اور سختی اوسی حد تک ہادی اسلام نے روا رکھا ہے جہان تک کہ عقل و انصاف کا تقاضا ہے۔ ظاہر ہے کہ انسان کے افعال ظاہری اور باطنی دو طرح کے ہین اختیاری اور اضطراری اختیاری افعال مین باز پرس ہونا مقتضای عقل و انصاف ہے اور اضطراری افعال مین مواخذہ ہونا ہرگز عقل کا تقاضا نہین ہے کیونکہ اس قسم کے افعال انسان کی طاقت سے باہر ہین اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ ارحم الراحمین اپنے عاجز بندون سے اون افعال کے صدور سے باز پرس کرے جو اونکے اختیار سے باہر ہین اسیواسطے خدا تعالی نے آیت محاسبہ کے بعد ہی یہ ارشاد فرمایا لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا یعنی اللہ کسی جان کو اوسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہین دیتا۔ آیت محاسبہ سے بظاہر یہ مفہوم ہوتا تھا کہ افعال اختیاری اور اضطراری دونون کی وجہ سے گرفت ہوگی اس آیت سے وہ وہم رفع کردیا گیا اور مژدہ سنادیا گیا کہ تمھین ایسے امر کی تکلیف نہین دی گئی جو تمھارے اختیار سے باہر ہو۔ یہ عادلانہ اصل ہے اسلام کا یہ مسئلہ ہے کہ برے وسوسون پر مواخذہ نہ ہوگا کیونکہ بری بات کا خطرہ آجانا انسان کی طاقت سے باہر ہے اونکی فہم پر کمال افسوس ہے جو ایسے عمدہ مسئلہ پر اعتراض کرتے ہین جس مین عدل اور رحمت دونون جوش زن ہین۔

یہان اون حوالون کا ذکر کرنا مناسب ہے جنکی سند سے پادری صاحب محاسبہ کی آیت کو منسوخ بتاتے ہین یعنے نیاز نامہ مین آیت مذکورہ کے منسوخ ہونیکا دعوی کیا ہے اور اوسکے حاشیہ پر تین کتابون کا حوالہ دیا ہے۔ تفسیر بیضاوی۔ تفسیر مظہری۔ معالم التنزیل۔ مگر ان

Marfat.com

کتابون مین اس دعوے کے ثبوت کا کہین پتہ نہین لگتا۔ تفسیر بیضاوی مین صراحۃً تو آیت مذکورہ کے منسوخ ہونے یا نہونے کا اصلا ذکر نہین ہے مگر طرز بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مفسر منسوخ ہونیکا قائل نہین ہے کما لا یخفی علی الماہر۔ ہم نہین کہہ سکتے کہ یہ حوالہ کس وجہ سے دیا گیا۔ تفسیر مظہری مین دلی افعال پر محاسبہ ہونیکو ثابت کیا ہے بلکہ یہ لکھا ہے کہ دلی افعال پر زیادہ گرفت ہوگی بہ نسبت ظاہری افعال کے اور جنہون نے آیت مذکورہ کو منسوخ کہا ہے اونکے کلام کے معنی بیان کیے ہین چنانچہ لکھتے ہین "مین کہتا ہون کہ حضرت ابو ہریرہ کا یہ کہنا کہ اس آیت سے وہ آیت منسوخ ہوگئی مجاز پر مبنی ہے کیونکہ حقیقت نسخ ایک حکم شرعی کا اوٹھہ جانا ہے بعد اوسکے ثبوت کے اور یہ صرف احکام مین ہو سکتا ہے نہ اخبار مین اور اوس آیت مین دل کے کامون پر گرفت کی خبر دی گئی ہے اور اس آیت مین طاقت بشری سے زیادہ تکلیف نہ دینے کی خبر ہے۔ پس جب دونون آیتون مین خبر ہے تو نسخ کا احتمال نہین ہو سکتا" اسکے بعد اگرچہ نسخ کی ایک توجیہ اون لفظون سے بیان کی ہے جنسے ضعیف و رکیک قول بیان کیا جاتا ہے مگر خیال کرنے کا مقام ہے کہ جس قول کو صاحب تفسیر مقدم اور قوت کے ساتھہ بیان کر رہا ہے اوسکو نظر انداز کر دیا اور جس قول کو وہ ضعیف[1] بتا رہا ہو اوسے اوسکی طرف سے پیش کرنا کیسی ناانصافی اور حق پوشی ہے۔

قلت وقول ابی ہریرۃ فنسخہا ہذا ذالک مبنی علی التجوز فان حقیقۃ النسخ ہو رفع حکم شرعی بعد ثبوتہ وذا لا یتصور الا فی الاحکام دون الاخبار وذالک اخبار بالمواخذۃ علی افعال القلوب وہذا اخبار بعدم وقوع التکلیف فوق الطاقۃ فلا یحتمل النسخ الخ

معالم التنزیل مین صرف دو قول بیان کردیے ہین کسیکو ترجیح نہین دی ملاحظہ کیجیے۔ ایک گروہ نے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے اوس آیت سے جو اوسکے بعد ہے اور بعض نے کہا منسوخ نہین ہے کیونکہ خبر

قال قوم ہی منسوخۃ بالآیۃ التی بعدہا وقال بعضہم الآیۃ غیر منسوخۃ لان النسخ لا یرد علی الاخبار انما یرد علی الامر والنہی وقولہ یحاسبکم بہ اللہ

[1] اس قول کے ضعیف ہونیکی وجہ ظاہر ہے کیونکہ اسلام مین یہ مسئلہ محقق ہے کہ نسخ اوسی مقام پر مانا جاتا ہے جہان دونون قولون مین جمع نہ ہو سکے اور جب تک اجتماع ممکن ہو وہان نسخ کے قائل نہونگے یہان اس قاعدے کے برعکس آیت کے صریح معنون کو پھیر بگاڑ کر نسخ ثابت کیا جاتا ہے لہذا ہرگز قابل توجہ نہین ہو سکتا۔

Marfat.com

خبر ہے رد علمائے السنہ (صفہ ۲۴) پر نسخ نہین وارد ہوتا بلکہ امر و نہی پر ہوتا ہے اور یہ قول کہ اللہ اوس حساب لیگا خبر ہے اسپر نسخ وارد نہین ہو سکتا" یہ حوالہ بھی حیرت سے خالی نہین ہے کیونکہ جب کتاب مین دو قول متعارض منقول ہون او مین سے صرف ایک قول کو نقل کر کے مذہب اسلام کا مسئلہ بتانا اور اوسپر اعتراض کرنا کسی انصاف پسند اور دیانت دار کا کام نہین الحاصل یہ کہنا کہ اسلام مین جملہ اقوال و افعال و اذکار مین نیک ہونے کی تعلیم نہین ہے سخت بہتان ہے اس بیان سے صرف یہی نہین ثابت ہوتا کہ پادری صاحب نے بلا تحقیق غلط الزامات اسلام پر لگائے ہین بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قصداً حق پوشی کی ہے اللہ اونھین ہدایت کرے۔ یہ کہنا کہ شرائع محمدی کے بموجب سوائے چند اقوال و افعال مخصوصہ کے فرض نہین ہے کمال ہی حیرت انگیز ہے معلوم نہین کہ اُن چند اقوال افعال سے اونکی کیا مراد ہے غالباً ارکان اسلام مقصود ہونگے مگر ایسا خیال کرنا محض غلط فہمی ہے کیونکہ اسلام کے فرائض ہمارے کتب عقاید اور سلوک اور فقہ مین بکثرت مذکور ہین مگر اوسیقدر اور وہی باتین فرض ہین جو انسان سے ہو سکتی ہین نہ وہ جو اوسکے اختیار و طاقت سے باہر ہین۔ اب اسلام کے فرائض کی مختصر کیفیت ملاحظہ کیجیے۔ اس پاک مذہب مین تین قسم کے فرائض ہین۔ ایک وہ جو خدا تعالے کی ذات پاک سے متعلق ہین۔ دوسرے وہ جو خود اپنی ذات سے علاقہ رکھتے ہین تیسرے وہ جو دوسری مخلوق سے تعلق رکھتے ہین۔

پہلی قسم کے فرائض کی مثالین

(۱) خالص خدا ہی کی عبادت کرنا (۲) اوسکی ذات و صفات مین کسیکو شریک نہ ٹھہرانا (۳) تمام برائیون سے اوسے پاک سمجھنا (۴) تمام خوبیون سے اوسے موصوف جاننا (۵) اوسکے حکمون کو بجا لانا (۶) جن چیزون سے اوسنے منع کیا ہے اوسنے باز رہنا (۷) اپنی جان و مال اور سب چیزون سے زیادہ اوس سے محبت رکھنا (۸) اوسکے قہر سے ڈرنا (۹) اوسکی رحمت کی امید رکھنا۔ ان فرایض کی تفصیل کتب عقاید وغیرہ مین مذکور ہے۔

Marfat.com

دوسری قسم کے فرائض کی مثالین

(۱) جھوٹ نہ بولنا (۲) عہد و پیمان کو پورا کرنا (۳) زنا - لواطت - نظر شہوت - اور کل فحش باتون سے پرہیز رکھنا - انکی تفصیل کی فہرست نظر کرنے سے معلوم ہوگا کہ بہت سے فرائض اسمین شامل ہین (۴) مصیبت پر صبر کرنا (۵) نعمت الٰہی کا شکر کرنا (۶) کل نشہ کی چیزون کا استعمال نکرنا (۷) حلال کھانا (۸) حلال پہننا (۹) فضول خرچی سے بچنا -

تیسری قسم کے فرائض

اس قسم کے فرائض دو طرح کے ہین ایک وہ جنکا تعلق خاص شخصون سے ہے دوسرے وہ جنکا تعلق عام ہے کسی ایک شخص سے مخصوص نہین جنکا تعلق خاص شخصون سے ہے وہ بھی بہت ہین مثلاً انبیاء کرام کے متعلق - بادشاہ وقت کے متعلق - والدین کے متعلق - اولاد کے متعلق - میان بی بی کے متعلق - کنبے اور قبیلے کے متعلق - بوڑھون کے متعلق - بچون کے متعلق - جانورون کے متعلق - علی ہذالقیاس اور بھی تعلقات ہین جنکے فرائض کی تفصیل ہماری مذہبی کتابون مین کماحقہ موجود ہے -

وہ فرائض جنکا تعلق عام ہے اونکی مثالین یہ ہین (۱) خون ناحق نکرنا (۲) پرایا مال ناحق نلینا (۳) بھلی بات کی تعلیم کرنا (۴) بری بات سے منع کرنا (۵) کسیکی آبروریزی نکرنا - (۶) حتی الوسع مخلوق خدا کی خیرخواہی کرنا (۷) حسد نکرنا (۸) دوسرے کو حقیر نسمجھنا - (۹) بغض نرکھنا (۱۰) پورا ناپنا - (۱۱) پورا تولنا (۱۲) امانت مین خیانت نکرنا (۱۳) کسیکی غیبت نکرنا (۱۴) کسیکو گالی ندینا (۱۵) بدگمانی نکرنا - وغیرہ وغیرہ اس قسم کے فرائض کی تفصیل حدیث اور فقہ کی کتابون مین مذکور ہے ... ہمارے مخاطب جو مولوی کے لقب سے مشہور ہین ... جنکو ادنیٰ مسلمان بھی جانتا ہے ہرگز ایسا خیال نہین ... ہم نہین کہہ سکتے کہ ... ایسی بے بنیاد باتین اونھون نے تحریر کی ہین اونکو ... کہ ایسے فرائض کو بیان کرین جو اسلام مین ہون اور انکا فرض ہونا

Marfat.com

ال انصاف کے نزدیک ضرور ہو۔

کہنا کہ شریعت محمدیہ مین بجز چند اقوال و افعال کے کوئی فرض نہین ہے ایسا ہی ہو جیسا
ئی یون کہے کہ شریعت عیسوی مین بجز اون چھ سات فرضون کے جو متی کے باب ۱۹ ورس ۱۸
سے ۱۹ تک مین بیان ہوے ہین کوئی فرض نہین ہے اور اگر اوس کلیسا کے فتوے کو دیکھا جا
سکا ذکر اعمال کے پندرہ باب مین ہے تو بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ پادری صاحب کو بالکل معافی کا
رٹیفکیٹ حاصل ہو چکا ہے۔ باب مذکور کا ورس ۲۸ و ۲۹ یہ ہے "کیونکہ روح القدس نے
ہمنے بہتر جانا کہ ان ضروری باتون کے سوا تم پر بوجھ نہ ڈالین کہ تم بتون کے چڑھاوون اور لہو
ر گلا گھونٹی ہوئی چیزون اور حرامکاری سے پرہیز کرو اگر تم ان چیزون سے آپکو بچاے رکھو
خوب کروگے" اب فرمایئے کہ وہ جملہ اقوال و افعال مین پاکی کا فرض ہونا کہ جسکا بیان توریت
فرض قرار پاے ہین اور اون مین بھی اخلاقی حکم ایک ہی ہے تین حکم رسمی ہین (جنکے پادری
نزدیک انسان کامل نہین ہوسکتا) اس نظر سے صرف ایک ہی فرض باقی رہا باقی تمام
نص سے معافی آگئی افسوس ہے کہ اس کتاب کے ماننے والے شریعت محمدیہ پہ یہ اعتراض
ہین کہ اوسمین بجز چند اقوال و افعال کے کوئی فرض نہین ہے ذرا ہوش کرکے باتین کرین
تھا مسئلہ اسکا حاصل یہ ہے کہ تمام شریعت الٰہی واجب التعمیل ہے اگر کوئی ایک حکم بجالاوے
ر دوسرا ٹال دے تو ضرور قصوروار اور سزا کا مستحق ہے مگر قرآن و حدیث اسکے بالکل برخلاف
لیم دیتے ہین اور سکھاتے ہین کہ اگر انسان بہت سے گناہ کرے لیکن اگر فلانا حکم مانے تو سب
صور اوسکے معاف ہوجاوینگے صفحہ ۶۴

واب (۱) یہ محض تہمت ہے بلاشک و شبہہ قرآن مجید و حدیث مین تمام احکام الٰہی کو واجب
تعمیل بتایا ہے اور ایک حکم کے ٹالنے والے کو بھی قصوروار اور سزا کا مستحق ٹھہرایا ہے پادری
صاحب کا یہ نقل کرنا کہ فلان حکم مانے تو قصور اوسکے معاف ہوجاوینگے خود ثابت کرتا ہے کہ قرآن مجید
حدیث نے اوسے قصوروار ٹھہرایا ہے مگر قصوروار ٹھہرانے کے یہ معنی نہین ہین کہ اس وقت اور

سبب ہے اوسکا قصور معاف ہونے شریعت محمدیہ نے نیک اعمال کو قصور معاف ہونے کا سبب
قرار دیا ہے اور نیک کام کے بدلے مین قصور معاف کیا جانا نہایت قرین قیاس ہے بہ نسبت
اسکے کہ حضرت مسیح کے خون کے عوض تمام جہان کے گناہ بخش دیے جائین۔

سب جانتے ہین کہ بعض وقت خادمون سے اپنے آقا کا بعض کام ایسا بن پڑتا ہے کہ اوسکی وجہ سے
اوس خادم کے پہلے سب قصور معاف کردیے جاتے ہین اور مستحق انعام کا ہوتا ہے اور ایسے
اکثر اوقات ہوا کرتے ہین۔ اس معاف کردینے سے کسیکو یہ خیال بھی نہین ہوتا کہ آقا کے تمام
احکام واجب التعمیل نہین ہین پھر احکام الٰہی مین ایسا خیال کیون کیا جاتا ہے بھلا یہ تو فرمائیے
کہ توبہ کی وجہ سے تو عیسائیون کے نزدیک بھی سب گناہ معاف ہوجاتے ہین اور جس طرح
اور احکام الٰہی ہین توبہ بھی ایک حکم ہے پھر جسطرح توبہ سے گناہ معاف ہوجاتے ہین اگر کسی
اور حکم کی بجا آوری سے بھی معاف ہوجائین تو کیا قباحت ہوگی۔

(۲) جن احادیث مین بعض اعمال کے کفارۂ سیات ہونیکا ذکر ہے اون مین اکثر یون ارشاد ہوا ہے
کفارة ما لم تغش الکبائر یا یون آیا ہے ما غفرت اذا اجتنب الکبائر یعنی نیک کام اوسوقت کفارہ
ہوسکتے ہین کہ بڑے گناہون سے بچے اور اونکی آمیزش نہ ہونے دے اس سے صاف معلوم
ہوا کہ وہ نیک کام جنکا کفارہ ہونا حدیثون مین آیا ہے اوس سے خفیف گناہ معاف ہوتے ہین
بھاری گناہ جس مقام پر کل گناہون کی معافی بیان ہوئی ہے وہان مطلب یہی ہے کہ کل خفیف گناہ
معاف کردیے جاتے ہین بھاری گناہ کا سرزد ہونا مومن کی شان کے خلاف ہے اگر اوس سے
کوئی گناہ ہوگیا تو [illegible] گناہ ہوگا اسلیے حدیثون مین کل گناہون کی معافی بیان کی گئی ہے
اس معافی کی مثال اسطرح سمجھنا چاہیے کہ ایک طبیب کامل مریض کو دوا یا کوئی غذا بتا کر کہے کہ اس کے
استعمال سے تم بالکل اچھے ہوجاؤ گے اسکے یہ معنی تو کسیطرح نہین ہوسکتے کہ جو کچھ تمھارے جی
آئے وہ کرو اور جو چاہو سو کھاؤ (اور اگرچہ وہ زہر ہی کیون نہون) مگر اچھے ہوجاؤگے کوئی عاقل
اوس طبیب کے کلام سے یہ معنی نہین سمجھتا بلکہ اوس طبیب کی یہ غرض ہوتی ہے کہ اگر اسکے استعمال

Marfat.com

ے قبل کوئی مہلک چیز کھائی ہو اور بعد استعمال جن چیزون سے پرہیز واجب ہے اون سے
ہیز کروگے اوسوقت اچھے ہوجاوگے اسی پر اعمال حسنہ کو قیاس کرنا چاہیے کیونکہ وہ روح
غذا ہین اور یہی غذا حالت مرض مین بمنزلہ دوا کے ہے اور اونکا ترک بمنزلہ ترک غذا کے
ے جو حقیقت مین زہر کی خاصیت رکھتا ہے۔ الغرض نیک کام کرنا جس طرح موجب حیات
ے اسی طرح فرائض اور واجبات کا ترک کرنا سبب ہلاکت ہے پھر اونکے ترک سے کیونکر ح
ہ سکتی ہے اگر ایک شخص کیسی ہی عمدہ دوا یا غذا کھائی مگر اوسکے ساتھ تھوڑا زہر بھی کھالے تو وہ غذا یا دوا کیا
مدد کرسکتی ہے۔

۲) اسلام مین یہ قاعدہ قرار پاچکا ہے کہ عقیدے کا ثبوت ظنیات سے نہین ہوتا بلکہ اوسکے لیے قطعی
یقینی دلیل ہونا چاہیے البتہ عملیات کا ثبوت ظنیات سے ہوسکتا ہے اور یہ ماننا کہ فلانا حکم بجالانے
ے قصور معاف ہوجاینگے ایک عقیدہ ہے لہذا وہ دلیل ظنی سے ثابت نہ ہوگا اور جن احادیث کو
ری صاحب نے یہ عقیدہ نکالا ہے وہ سب ظنی ہین کوئی موجب یقین نہین ہے اسوجہ سے اون
ادیث سے یہ عقیدہ ثابت نہین ہوسکتا اس قسم کی حدیثین صرف اوس عمل کی ترغیب کے لیے
ن جسکی فضیلت اونمین مذکور ہے۔ اس بیان سے پادری صاحب کا اعتراض محض بے بنیاد و خیال
م ثابت ہوا ہمین امید ہے کہ اگر ہمارے مخاطب اس تحقیق مین غور فرماینگے تو اونکے تمام شبہات دفع
جاینگے نیز اختلاف سوم کے جواب کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے وہان بھی اس اعتراض کا جواب
بگار یہان ایک بات قابل غور اور باعث نہایت عبرت یہ ہے کہ پادری صاحب صد۲۶
ن فخریہ تحریر کرتے ہین "انجیل مقدس مین ارشاد ہوا کہ جو کوئی ساری شریعت کو مانے پر ایک
ت مین قصور کرے وہ سبھون کا مجرم ہوا" اے بھائیو تمہین اسمین تامل کرو کہ اوس خدا سے
یم و عادل کا ایسا حکم ہوسکتا ہے کہ اوسکا بندہ جو بدل اوسکو اور اوسکے رسولون کو مانتا
ہے اور تمام احکام الٰہی بجالاتا ہے مگر شامت نفس سے ایک حکم مین اوس سے قصور ہوگیا
اوسکی تمام محنت برباد گئی پادری صاحب ذرا منہ جھکا کر انصاف سے دل مین غور کرین کہ

Marfat.com

کوئی انسان ایسا ہے کہ تمام عمر کوئی قصور نکرے ہرگز نہین پھر فرماتے ہین کیونکر انسان نجات پاسکتا ہے خصوصاً اوس وقت ہین کہ تمام نیک کام انسان پر فرض ہون جیسا کہ پادری صاحب کا مقولہ ہے اس تقدیر پر تو ہر روز بقصد و بلا قصد سیکڑون قصور انسان سے ہون گے جب ایک قصور کے سبب سبکا مجرم ٹھہرتا ہے تو ان سیکڑون گناہون کے ساتھ کس سخت سزا کا مستحق ہوگا معاذ اللہ۔ الحاصل یہان بھی پادری صاحب عیسائیون کی نجات کو محال بتاتے ہین۔

اے جناب۔ حضرت مسیح کے قول کے یہ معنی نہین جو آپ سمجھے ہین جس سے خدا کے رحم اور عدالت مین فرق آتا ہے اور انسان کی نجات کا کوئی رستہ نہین رہتا بلکہ اسکے معنی یہ ہین کہ جو کوئی تمام احکام الٰہی کو مانے اور ایک کو نہ مانے بلکہ اوس سے انکار کرے تو اُسنے سبکا انکار کیا کیونکہ احکام الٰہی قبول کرنے مین سب برابر ہین پھر کیا وجہ کہ بعض کو مانتا ہے اور بعض کو نہین اسنا معلوم ہوتا ہے کہ جن بعض کو مانتا ہے اُنکو اس لحاظ سے نہین مانتا کہ یہ احکام خدا ہین بلکہ کسی اور وجہ سے مانتا ہے۔ پس اس نظر سے وہ کل کا منکر قرار دیا گیا۔

ہمارے سچے مذہب اسلام اور مقدس قرآن مجید کا یہ مسئلہ ہے کہ جو کوئی نیک کام کرے تو ارحم الراحمین اپنے فضل و کرم سے دس گنا اجر کا مستحق کرتا ہے اور جو کوئی بد کام کرے تو اوسکو اوسی قدر سزا کا مستحق ٹھہراتا ہے جس قدر اوسنے بدی کی ہے یہ حکم بآواز بلند پکارتا ہے کہ اسکا حاکم ایسا عادل اور کریم ہے جسکے دریاے عدالت اور رحمت کی کچھ انتہا نہین ہے سب جانتے ہین کہ تھوڑے کام کی بہت مزدوری دیدینا مالک کی کمال عنایت اور دریا دلی پر دلالت کرتا ہے۔

قولہ صفحہ ۴۔ وہ قصہ بھی قابل غور ہے جو کہا گیا ہے کہ قیامت کے روز ایک ترازو رکھی جائیگی جسمین بندون کے اعمال تولے جائینگے۔

جواب بلاشبہہ قابل غور ہے مگر آپنے اصلا غور نہین کیا اور بے تامل اعتراض کردیا ترازو سے مراد یہان ایسی ترازو نہین ہے جس سے آپ اپنے گھر کی اجناس تولا کرتے ہین بلکہ اوس سے مراد ہے جس سے لوگون پر ہر ایک کے نیک و بد اعمال کی کمی و زیادتی ظاہر ہوجائیگی یا یون کہین کہ انصاف

Marfat.com

فیصلہ مراد ہے تفسیر کبیر میں ہے "بلاشبہ ترازو سے مراد انصاف و فیصلہ ہے اور بہت متاخرین اس قول کیطرف گئے ہین" ‏(لان المراد من المیزان العدل والقضاء وکثیر من المتاخرین ذھبوا الی ھذا القول)‏ اب فرمایئے کہ اس پر کیا اعتراض ہے اسکے علاوہ سخت حیرت ہے کہ جو لوگ اوس ذات بیچون وبیچگون کا جسکی کچھ نہایت نہین ہے ایک ذرا سے جسم مین سما جانا اول نمبر کا اعتقاد سمجھتے ہون اور اس قادر مطلق غیور کا لعنتی ہوکر عاجزانہ طور پر مارا جانا اور سب گنہگارون کے عوض تکلیف اٹھانا باعث نجات جانتے ہون وہ میزان قیامت اہل اسلام پر اعتراض کرتے ہین۔ خدا کی قدرت۔

قولہ اور میزان عدالت بھی ایسی ہوگی کہ مسلمانون کی ایک نیکی دس شمار کیجائیگی اور بدی صرف ایک کی ایک ہی محسوب ہوگی۔

جواب ہمین نہایت حیرت ہے کہ ہمارے مخاطب حاکم ہوکے یہ بھی نہین جانتے کہ کون امر عدالت کے خلاف ہے اور کون موافق ہے تمام زمانے سے دریافت کرلین کہ تھوڑے کام کے بدلے مین بہت سی مزدوری دینا عدالت کے خلاف نہین ہے اور تمام زمانے کو جانے دیجیے انجیل ہی ملاحظہ کیجیے انجیل متی کے باب ۲۰ مین حضرت مسیح کا بیان تمثیل مین مذکور ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ایک صاحب خانہ نے اپنے باغ مین مزدور لگائے اور ایک ایک دینار روزینہ مقرر کیا بعض مزدور صبح سے اور بعض دن چڑھے سے اور بعض دوپہر سے اور بعض تیسرے پہر سے اور بعض گھنٹہ بھر دن رہے سے لگے اور تمام کو مزدوری یکسان دی تو جنھون نے زیادہ کام کیا تھا وے کڑکڑائے اور کہا کہ پچھلون نے ایک گھنٹہ کام کیا اور تو نے انھین ہمارے برابر کردیا مالک نے جواب دیا مین ناانصافی نہین کرتا جو تیرا مقرر کیا تھا وہ دیا کیا مجھے روا نہین کہ اپنے مال مین سے جو چاہون سو کرون۔ جب وہی گھنٹہ بھر دن رہے کے مزدور ہین ہمارا مالک ہم پر مہربان ہے پادری صاحب کیون کڑکڑاتے ہین اگر وہ ایک کو دس گونہ شمار کرے تو تمام دن کی مزدوری کے برابر ہماری مزدوری کیسے ہو وہ اپنے فضل سے ایک کو دس شمار کرکے تمام دن کی مزدوری کے برابر کیا چاہتا ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ

Marfat.com

یہی تمثیل تھوڑے سے تغیر سے حدیث شریف مین آئی ہے اور امت محمدیہ کو اونہین شام کے مزدورون سے تشبیہ دی ہے۔

یہان تک اختلافات چہارم وپنجم کا جواب تھا اس سے ناظرین نے دریافت کیا ہوگا کہ جسقدر امور اخلاقی پر پادری صاحب نے اعتراض کیے تھے اون سب کا جواب کافی طور سے دیا گیا صرف ایک جہاد کا مسئلہ باقی ہے جسکو مین جدا گانہ حصہ مین انشاء اللہ تعالی بتفصیل بیان کرونگا۔

اس بیان سے یہ امر بھی ثابت ہوا کہ ان دونون اختلافون مین جو کچھ مخالفتین کتب سابقہ اور قرآن مجید وحدیث سے بیان کی گئین تھین اونکا منشا صرف لاعلمی یا غلط فہمی تھا اور اگر بعض مقام پر کچھ ہے تو وہی ہے جسے عیسائی تکمیل کہتے ہین نہ مخالفت۔

تنبیہ عظیم

جو منصف مزاج شروع کتاب سے یہان تک بغور ملاحظہ کرینگے وہ بالیقین جان لینگے کہ پیغمبر اسلام اور مذہب اسلام کی سخت ضرورت تھی بغیر اوسکے خدا کی راہ ہرگز دریافت نہین ہوسکتی تھی اور نہ انسان کو یقینی طور پر معلوم ہوسکتا تھا کہ ہلاکت ابدی سے نجات کیونکر حاصل ہوگی۔

جزئی اور خفیف ضرورتین جو بیان سابق سے ظاہر ہوتی ہین اونکو مین ناظرین کے ذہن پر چھوڑتا ہون اور کہین کہین مینے بعض کا ذکر بھی کردیا ہے البتہ اون چند ضرورتون پر متنبہ کرنا مناسب سمجھتا ہون جو نہایت اہم ہین۔

پہلی ضرورت۔ اس حصہ کے صفحہ ۲۱ سے ۵۵ تک نہایت روشن دلیلون سے ثابت کیا گیا کہ مجموعہ عہد عتیق وجدید جو مدار عیسائیون کے دین کا مدار ہے خالص الہامی کلام نہین ہے بلکہ الہامی اور غیر الہامی اسطرح مخلوط ہے کہ تمیز نہین ہوسکتی جب کتاب کا یہ حال ہے تو طالب حق کیونکر دریافت کرسکتا ہے کہ شریعت الٰہی کیا ہے اور کون امر واجب التعمیل ہے اسلیے ضرور ہوا کہ خداوند تعالے اپنی خالص شریعت کو علحدہ کردے جس مین کسیطرح کا شک وشبہ نرہے اسیواسطے قرآن مجید نازل فرمایا اور اوسکی کامل نگہبانی کا وعدہ کیا تاکہ قیامت تک ہر ایک انسان خدا کی

کامل اور سچی شریعت کو دریافت کر سکے اور اوسپر عمل کرے۔
دوسری ضرورت۔ تیسرے اختلاف تک جو کچھ بیان کیا گیا اوس سے اظہر من الشمس ہے
کہ عیسائیون نے ایسے باطل اصول اپنے مذہب مین داخل کر رکھے ہین جو سچے دین مین کسیطرح نہین ہو سکتے
اور لطف یہ ہے کہ اونکو دار و مدار نجات کا سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ خدا کی کتاب انہین ہی تعلیم کرتی ہے
اس گروہ عظیم کی اصلاح کے لیے خداوند تعالے نے پیغمبر اسلام کو بھیجا اور قرآن مجید نازل
فرمایا کہ جو غلط خیالات اونھون نے خدا کی طرف منسوب کر رکھے تھے اونکی غلطی یقینی طور
پر ثابت ہو جاے۔
تیسری ضرورت۔ اختلاف چہارم و پنجم مین جس قدر لکھا گیا اوس سے بخوبی روشن ہے
کہ احکام توریت و انجیل مین ترمیم کی ضرورت تھی اور قرآن و حدیث نے اوسکو کامل کیا اور پیغمبر اسلام
علیہ السلام کا یہ قول نہایت سچا ثابت ہوا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ یعنی مین اسلیے بھیجا گیا ہون
کہ اخلاق پسندیدہ کو کامل کرون۔ باوجود ان سخت اور اہم ضرورتون کے پادری ٹھاکرداس انہی عدم
ضرورت قرآن لیے پھرتے ہین اگرچہ ہمین ٹھاکر صاحب کے تعصب اور ہٹ دھرمی اور ناحق کوشی
سے کسی قسم کی انصاف پسندی کی امید نہین ہے مگر دنیا مین بہت سے حق پسند انصاف دوست
ہین جو میری کتاب کو ایک طرف اور نیاز نامہ اور ٹھاکرداس صاحب کی عدم ضرورت کو ایک طرف
رکھکر نہایت سچائی اور انصاف دلی سے مقابلہ کرینگے اور جب وہ ایسا کرینگے تو مجھے پوری امید ہے
کہ وہ ہادی مطلق اونپر حق بات کو کھولدیگا اور اپنے پاک مذہب اسلام کی حقانیت کو اونپر روشن
کردیگا یہ امر بھی معلوم کر لینا چاہیے کہ میری کتاب کا یہ حصہ خاصتہً نیاز نامہ کے جواب مین لکھا گیا
ہے مگر جسوقت اہل انصاف تامل فرمائینگے تو بلاشک پادری صاحب کی عدم ضرورت کا جواب
اسمین پائینگے اگرچہ اس کتاب کے مقدمہ اور اوسکی فصل چہارم اور پنجم کا بھی قلع و قمع ہو گیا ہے مگر تفصیلی
جواب انکا اوس مقام پر دیا جائیگا جہان مولف نیاز نامہ نے قصون مین اختلاف بیان کیا ہے
کیونکہ ان دونون فصلون مین جسقدر یاوہ سرائی کی ہے وہ حالات ہی کے متعلق ہے۔

Marfat.com

سردار جہان سے کیا مراد ہی

مینے آئینہ اسلام کے ایک حاشیہ مین لکھا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے حضرت محمد مصطفی علیہ الصلوٰۃ والثنا کو سرور عالم یعنے جہان کا سردار کہا ہے اوسپر ایک عیسائی نے بہت کچھ مضحکہ کیا اسوجہ سے مین مناسب سمجھتا ہون کہ جو کچھ مجھے اس باب مین تحقیق ہے اوسے بیان کرون -

واضح ہو کہ یوحنا کے باب ۱۴ ورس ۳۰ مین جو لفظ سردار جہان کا آیا ہے اگرچہ علمای مسیحیہ نے اوس سے مراد شیطان لیا ہے مگر میرے نزدیک یہ خیال ایسا ہی غلط ہے جیسا کہ عیسائیون کے نزدیک علماے یہود کے خیالات توریت کے بعض مقامات کی تفسیر مین غلط ہین کوئی دلیل عقلی یا نقلی اسپر قایم نہین ہوسکتی کہ ورس مذکور مین سردار جہان سے مراد شیطان ہے - تفصیل اسکی یہ ہے کہ جس لفظ کا ترجمہ یہان سردار کیا گیا ہے وہ لفظ انگریزی مین PRINCE پرنس اور یونانی مین αρχων ارخون ہے ان دونون لفظون کا اطلاق شیطان سے اوپر نہ باعتبار لغت کے ہے نہ بلحاظ محاورہ بیبل کے لغت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونون لفظون کے معنی مطلق سردار اور ذیشان کے ہین کالنس ہیلڈ ڈکشنری کے صفحہ ۸۵۱ - اور صفحہ ۸۵۲ مین ہے - "پرنس ایک نہایت اعلیٰ اور اول درجے کا شخص اور بادشاہ یا شاہی خاندان کا کوئی شخص اور یہ لفظ عام طور سے سلطنت کے امرا اور رئیسون پر بھی بولا جاتا ہے اور سرکاری منصب دارون پر بھی اسکا اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ اول سلاطین ۲۰ باب ۱۴ دانیل ۱ باب ۱ و ۳ و ۶ و ۷ اور نائب بادشاہ پر بھی بولا گیا ہے استیر ۳ باب ۱۲ و ۸ باب ۹ وغیرہ اور مسیحا بھی سردار ہے - دانیل ۹ باب ۲۵ مسیح کو یہان پرنس پہلے سے کہا گیا ہے کیونکہ وہ اپنے لوگون کے ہادی ہونگے اور یہ لفظ میکائیل پر بھی بولا گیا ہے - دانیل ۱۰ باب ۲۱ و ۱۲ باب ۱ یسوع مسیح بھی سردار کے لقب سے ملقب کیے گئے - اعمال ۳ باب ۱۵ و ۵ باب ۳۱ اسلیے کہ وہ ہادی اور سرگروہ تھا اپنے چرچ کا اور اسلیے کہ اوسکا مرتبہ بہت بڑا تھا مکاشفات ۱ باب ۵ - اور کپتان کو یعنے گارد کے سردار کو بھی یہ لفظ بولا گیا ہے - پیدایش ۳۷

Marfat.com

باب ۲۶ و ۳۰ باب ۳ و ۱۴ باب ۱۰ آگے۔
اس ڈکشنری مین پرنس کے کئی معنی بیان کیے اور بیبل کا محاورہ بھی تبلایا کہ فلان مقام پر اس لفظ کے یہ معنی ہین اور فلان مقام پر یہ مگر یہ نہین کہا کہ شیطان پر بھی اسکا اطلاق ہوتا ہے بلکہ یہ لکھا کہ حضرت مسیح پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے اسکے علاوہ مین اور بھی چند حوالے پیش کرتا ہون جہان لفظ ارخون استعمال کیا گیا ہے اور وہان شیطان مراد نہین ہے متی ۹ باب ۱۸ و ۲۳ و ۲۰ باب ۲۵ ومرقس ۵ باب ۲۲ لوقا ۸ باب ۴۱ و ۱۲ باب ۵۸ و ۲۳ باب ۱۳ و ۲۴ باب ۲۰ یوحنا ۳ باب ۱ و ۱۲ باب ۴۲ اعمال ۴ باب ۵ و ۸ و ۷ باب ۲۷ و ۳۵ باب ۱۹ - الحاصل یہ لفظ نہ شیطان کے لیے موضوع ہے اور نہ بیبل کا محاورہ اس معنی کے لیے خاص کرتا ہے پھر کیا کوئی قرینہ اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ یوحنا باب ۱۴ ورس ۳۰ مین ارخون یعنے سردار سے مراد شیطان ہے ہرگز نہین بلکہ یہ کہنا کسی طرح بیجا نہین ہے کہ جسطرح اعمال باب ۳ ورس ۱۵ و باب ۵ ورس ۳۱ و مکاشفات باب ۱ ورس ۵ مین اس لفظ سے حضرت مسیح مراد ہین اسی طرح یوحنا باب ۱۲ ورس ۳۱ - اور باب ۱۴ ورس ۳۰ و باب ۱۶ ورس ۱۱ مین حضرت مسیح اور فارقلیط مراد ہین - اب مین ان تینون حوالون کی تشریح کرتا ہون

پہلا حوالہ یوحنا باب ۱۲ ورس ۳۱ مین ہے "اس جہان کا سردار نکالا جائیگا" اس حوالے مین کوئی قرینہ ایسا نہین ہے جسکی وجہ سے جہان کے سردار سے شیطان مراد لیا جاسے بجز اس امر کے کہ اردو ترجمہ مین اوسکی نسبت نکال دینے کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے اظہار اوسکی حقارت سمجھی جاتی ہے مگر جب اصلی لفظ یونانی کی طرف رجوع کیجاسے تو یہ وہم بالکل رفع ہو جاتا ہے کیونکہ اصل لفظ یونانی εκβαλλε اِکبلو مشترک المعنی ہے اوسکے معنی نکالنا - نکال ڈالنا - خارج کرنا - بھیجنا ہین اب اگر یوحنا باب ۱۲ ورس ۳۱ مین اس جملے εκβληθησεται اکبلی تھی سی تائی کے معنی قرینہ مقام کے لحاظ سے نکالا جائیگا کیے جائین تو اس سے حضرت مسیح مراد ہونگے اور یہ سمجھنا کہ نکالنا بری شے کی نسبت کہا جاتا ہے محض نادانی ہے محاورہ عام کے علاوہ عہد عتیق اور جدید مین بھی اس لفظ کا استعمال انبیا اور عمدہ اشیا پر بھی آیا ہے اور ایسے مقام پر بولا گیا ہو جہان

اوسکی تحقیر نہین سمجھی جاتی چنانچہ پیدایش کے باب ۳۷ ورس ۲۸ مین ہے یوسف کو کوے سے باہر نکالا اور خروج باب ۲ ورس ۱۰ مین حضرت موسیٰ کی نسبت ہے بیٹے اوسے پانی سے نکالا سله اور خروج باب ۱۲ ورس ۵۱ مین ہے خداوند نے بنی اسرائیل کو اونکے لشکرون کے ساتھ زمین مصر سے باہر نکالا اور یرمیاہ باب ۳۸ ورس ۱۳ مین ہے کہ یرمیاہ کو کھینچا اور چاہ سے نکالا اور باب ۵۲ ورس ۳۱ مین ہے یہویاکین کو سرفراز کیا اور قیدخانے سے نکالا اور اعمال کے باب ۷ ورس ۹ و ۱۰ مین حضرت یوسف کی نسبت ہے پر خدا اوسکے ساتھ تھا اور اوسنے اوسکی سب مصیبتون سے نکالا اور متی کے باب ۱۲ ورس ۳۵ مین ہے اچھا آدمی دل کے اچھے خزانے سے اچھی چیزین نکالتا ہے انتہے ان مقامات سے بخوبی واضح ہوگیا کہ نکالنے سے مقصود اوس شے کی تحقیر ہی نہین ہوتی بلکہ بعض مقام پر اوسکی تعظیم مراد ہوتی ہے ان سب حوالون کے علاوہ بہت بڑا ثبوت ہمارے لیے یہ ہے کہ مرقس کے باب اول ورس ۱۲ مین یہی یونانی لفظ حضرت مسیح کی نسبت استعمال کیا گیا ہے اگرچہ اردو ترجمون مین اوسکا ترجمہ نکالا جانا نہین کیا ہے البتہ پرانے ترجمہ عربی مطبوعہ ۱۸۴۴ع اور انگریزی مطبوعہ ۱۸۳۱ع ہے اوسمین اسیطرح ترجمہ موجود ہے ترجمہ عربی کی عبارت یہ ہے اخرجه الروح الی البریه یعنی نکالا اوسکو جنگل کیطرف اور ترجمہ انگریزی کی عبارت یہ ہے

AND IMNEDIATELY THE SPIRIT DRIVETH IN TO THE WILDERNESS

ترجمہ اور فوراً اوسکو روح نے نکالا جنگل کی طرف پس جب انجیل کے محاورے سے ثابت ہوگیا کہ اس لفظ کی نسبت اوس شے کی طرف نہین ہوتی جسکی تحقیر منظور ہو بلکہ انبیا اور خود حضرت مسیح کی طرف بھی اوسکی نسبت کی گئی ہے تو اب اگر یوحنا کے باب ۱۲ ورس ۳۱ مین نکالے جانے کی نسبت حضرت مسیح کی طرف کیجاوے تو کسی طرح کی قباحت لازم نہین آتی بلکہ قرینہ سابق اور لاحق اسی مدعا کو ثابت کرتا ہے کیونکہ اوس ورس سے پہلے اور بعد حضرت مسیح اس عالم سے اپنے جانے کا ذکر کرتے ہین لہذا اس ورس مین بھی حضرت مسیح اپنے جانے کی نسبت فرماتے ہین اس دنیا کا سردار (یعنے مسیح)

سله اسیواسطے اونکا نام موسیٰ رکھا گیا کیونکہ اس لفظ کے معنی نکالا ہوا ہین اب اگر یہ لفظ برے معنی کے لیے مخصوص ہوتا تو یہ نام حضرت موسیٰ کا نہ رکھا جاتا ۱۲ — ....

Marfat.com

دنیا سے علیحدہ اور اوسکے مصائب سے نکالا جائیگا جیسا کہ حضرت یوسفؑ اور حضرت موسیٰؑ اور حضرت یرمیاہؑ اور بنی اسرائیل مصیبت سے نکالے گئے تھے اور یہ معنی مراد لینے سے یوحنا کے باب ۱۲ ورس ۳۰ سے بھی مطابقت ہوجاتی ہے اور کوئی مشکل پیش نہیں آتی اور اگر شیطان مراد لیا جاوے تو دونوں مقامات کی تفسیر میں بڑی دقتیں پیش آتی ہیں (۱) شیطان دنیا سے کب اور کہاں نکال دیا گیا اب اوسکا ڈیرہ خیمہ دنیا میں نہیں ہے کیا اکثر دنیا کے لوگ اوسکے مطیع اور فرمانبردار نہیں ہیں بیشک ہیں پھر وہ کیونکر نکال دیا گیا جس طرح وہ پہلے سے دنیا میں تھا اوسیطرح اب تک موجود ہے (۲) یوحنا کے باب ۱۴ ورس ۳۰ میں ہے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے عیسائیوں کے نزدیک اس سے بھی مراد شیطان ہے مگر وہ فرمائیں کہ کیا پہلے سے وہ دنیا میں نہ تھا کہ اوسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ آتا ہے کیا وہ اس جہان کو چھوڑکر کہیں چلا گیا تھا (۳) یوحنا کے باب ۱۲ ورس ۳۱ سے تو ثابت ہوتا ہے کہ شیطان دنیا میں موجود تھا مگر آئندہ نکالا جائیگا اور اوسکے باب ۱۴ ورس ۳۰ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ دنیا میں موجود نہ تھا آئندہ آویگا۔

اب ناظرین ملاحظہ کریں کہ یہ صریح تعارض اور تناقض نہیں تو کیا ہے اور اگر نکالے جانے سے مراد اوسکی موت کا حکم ہونا ہو تو آنے سے مراد اوسکی موت کا زیادہ ہونا ہوگا بہرحال دونوں مقام متعارض اور متناقض رہینگے۔ اصل حال یہ ہے کہ سردار جہان سے مراد شیطان نہیں ہے بلکہ [illegible] پیغمبر آخر [illegible] ہیں اسلیے ہم کہتے ہیں کہ یوحنا کے باب ۱۴ ورس ۳۰ میں تو حضرت مسیح مراد ہیں اور باب ۱۶ ورس [illegible] میں اور [illegible] سے فارقلیط مراد ہے۔ حضرت مسیح کا مطلب یہ ہے کہ میں اب جاتا ہوں [illegible] عالم ہوں اس جہان سے جاتا ہوں [illegible] کہ وہ بھی [illegible] عالم [illegible] جہان میں آنے والا ہے جسطرح یہ لفظ فارقلیط حضرت مسیح اور [illegible] آنے والے کی نسبت [illegible] لایا گیا ہے لفظ [illegible] عالم بھی حضرت مسیح کے اپنے اور [illegible] آنے والے کی نسبت استعمال کیا ہے اس تفسیر میں کسیطرح کی دقت پیش نہیں آتی [illegible] اپنے قول [illegible] سے [illegible] کو چھوڑکر بنظر انصاف [illegible] امر کو ملاحظہ کریں۔

یہ تفسیر تو اوس تقدیر پر کی گئی کہ اوس لفظ یونانی کے معنی نکالا جانا لیے جائین اور اگر اوسکے معنی نہ
جانے کے لیے جائین تو بھی ہو سکتا ہے مگر اوسوقت سردار جہان سے مراد حضرت مسیح نہ ہونگے کیونکہ
وہ تو دنیا مین پہلے ہی سے بھیجے گئے تھے بلکہ اس سے بھی مراد وہی فارقلیط ہوگا جسکے بھیجے جانے کا
وعدہ یوحنا کے باب ۱۴ - اور باب ۱۶ مین ہے اس تفسیر پر بھی کوئی دقت پیش نہین آتی مگر پہلے معنی
زیادہ چسپان ہین —

دوسرا حوالہ - یوحنا کے باب ۱۴ ورس ۳۰ مین ہے جہان کا سردار آتا ہے اور مجھہ مین اوسکی
کوئی چیز نہین —

جواب - اس مقام پر بھی کوئی قرینہ ایسا نہین ہے جسکی وجہ سے سردار عالم سے مراد شیطان لیا
جاسکے بلکہ خاص اسی ۳۰ ورس سے ثابت ہوتا ہے کہ سردار جہان سے مراد شیطان نہین ہو سکتا
ناظرین اولا اس ورس کو ملاحظہ کرین وہ یہ ہے بعد اوسکے مین تمسے بہت کلام نکرونگا اسلیے کہ اس
جہان کا سردار آتا ہے اور مجھہ مین اوسکی کوئی چیز نہین اتنتہے - دو وجہ سے یہ ورس شہادت دیتا ہے
کہ سردار جہان سے مراد شیطان نہین ہے **اول** یہ کہ اوسکی نسبت یہ کہا گیا کہ وہ آتا ہے حالانکہ
شیطان کہین چلا نہین گیا تھا جسکی نسبت یہ کہنا صحیح ہو - **دوسرے** یہ کہ حضرت مسیح اپنے
کلام نکرنے کی وجہ سردار جہان کا آنا بیان کرتے ہین اور یون کہہ رہے ہین کہ مین تمسے کلام نکرونگا
اسلیے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے اب غور کرنے کا مقام ہے کہ شیطان کا آنا اس بات
کی کیونکر وجہ ہو سکتا ہے کہ نبی اور ہادی ہدایت سے سکوت کرے بلکہ برعکس اسکے اوسکا آنا نبی اور ہادی
کے زیادہ کلام کرنے کا باعث ہوگا کیونکہ جسقدر ہادی کامل تعلیم دیگا اوسیقدر شیطان کا اثر کم
ہوگا لہذا شیطان کا آنا سکوت کا باعث نہین ہو سکتا حالانکہ حضرت مسیح نے سردار جہان کے آنے
کو اپنے سکوت کا باعث قرار دیا ہے اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ سردار جہان سے مراد یہان شیطان
نہین ہو سکتا علماے مسیحیہ نے ان وجوہ کی طرف اصلا نظر نہین کی اسکے بعد مجھے یہ بھی ضرور ہے
اس جملے کے معنی بھی بیان کردون جو اس شیطانی مراد لینے کا باعث ہوا ہے غالبا وہ یہ ہے

Marfat.com

کہ مجھہ مین اوسکی کوئی چیز نہین ہے مگر یہ بھی اونکی غلط فہمی ہے اوسکے معنی یہ ہین کہ میرے کمالات جو اوس آنے والے مین موجود ہونگے کیونکہ وہ میری چیزون سے پائیگا اگر اوسکے اوصاف مخصوصہ کمالیہ مین سے کوئی کمال مجھہ مین نہین ہے اس کلام سے حضرت مسیح اوس آنے والے کی فوقیت اپنے اوپر بیان کرتے ہین باقی رہا یہ امر کہ وہ آنے والا کون ہے جسکی نسبت حضرت مسیح یہ کہہ رہے ہین ہمارے نزدیک وہ فارقلیط ہے۔

تیسرا حوالہ یوحنا کے باب ۱۶ ورس ۱۱ مین ہے عدالت سے اسلیے کہ جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے انتہے۔

جواب - یہان بھی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی جسکے سبب سے ہم سردار جہان سے شیطان مراد لین شاید ترجمون کے بھروسے پر ایسا خیال کیا ہوگا اگر اصل کی طرف رجوع کرنے سے یہ عقدہ حل ہو جاتا ہے کیونکہ κεκριται کیک ری تای مشتق ہے κρινω کری نو سے جسکے معنے جدا کرنا۔ فیصلا کرنا۔ حکم دینا۔ ترجیح دینا۔ اگر اخیر معنی لیے جائین تو اس کلام کے یہ معنے ہونگے کہ جہان کے سردار کو ترجیح یعنی غلبہ دیا گیا ہے اور اگر حکم کرنے کے معنی لیے جائین تو کلام کا یہ مطلب ہوگا کہ جہان کے سردار کو عدالت کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس فقرے کی تشریح اوسوقت بخوبی ذہن مین آسکتی ہے کہ ورس ۷ سے ۱۱ تک مسلسل دیکھا جاے لہذا مین کل ورسون کو نقل کرکے اوسکے معنی بیان کرتا ہون "مین تمہین سچ کہتا ہون کہ تمہارے لیے میرا جانا ہی فائدہ ہے کیونکہ اگر مین نجاؤن تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آئیگا پر اگر مین جاؤن تو مین اوسے تم پاس بھیجونگا اور وہ آن کر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تقصیروار ٹھہرائیگا گناہ سے اسلیے کہ وے مجھپر ایمان نہین لاے راستی سے اسلیے کہ مین اپنے باپ پاس جاتا ہون اور تم مجھے پھر نہ دیکھوگے عدالت سے اسلیے کہ اس جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے انتہے"۔ اس مقام پر حضرت مسیح نے فارقلیط کے آنے کی بشارت دی ہے اور اوسکی نسبت فرمایا ہے کہ وہ آکر دنیا کو الزام دیگا اور اس الزام کے تین سبب یا تین جہتین بیان کی ہین اول اونکا گناہ یا خطا ہے گناہ دنیا میں مقصود نہین ہے

بلکہ خاص یہ گناہ کہ وہ مسیح پر ایمان نہیں لائے یعنی اس سبب سے وہ دنیا کو ملزم ٹھہرائیگا کہ مسیح پر
ایمان نہ لائے تھے **دوم** راستی یعنی وہ اپنی راستی کے سبب سے بھی دنیا کو الزام دیگا۔ راستی
سے مراد یہان مطلقاً سچائی نہین ہے بلکہ خاص واقعہ کی سچائی مقصود ہے یعنی دنیا کو میرے مصلوب
ہوجانیکا گمان ہوگا اور وہ سچی اور واقعی بات بیان کرکے دنیا کو الزام دیگا یعنی میری نسبت کہیگا
کہ وہ صلیب پر نہین چڑھائے گئے بلکہ وہ بغیر سولی دیے خدا کے پاس چلے گئے **سوم** عدالت یعنی
اسوجہ سے بھی وہ دنیا کو الزام دیگا اور اونھین زجر و توبیخ کریگا کہ خداوند تعالے کی طرف سے اوسے عدالت
یعنی حکومت اور انصاف کرنے کا اختیار دیا گیا ہے لفظ یونانی کری نوکے جو دو معنے مینے اوپر بیان
کیے ہین اُن دونون کے لحاظ سے یہ تفسیر صحیح ہے جو مینے یہان بیان کی اس تقدیر پر سردار جہان سے
مراد وہی فارقلیط ٹھہریگا۔ اور عبارت مذکور کے دوسرے معنی بھی ہوسکتے ہین وہ یہ ہین کہ فارقلیط دنیا
کو اونکے گناہ اور اونکی راستی اور اونکی عدالت سے اونھین تقصیر دار ٹھہرائیگا گناہ سے مراد تو وہی
ایمان نہ لانا ہے اور راستی سے مقصود یہ ہے کہ واقعہ صلیب مسیح کو جو اونھون نے راست سمجھ رکھا
ہے اوسکی وجہ سے اونھین الزام دیگا کیونکہ یہ واقعہ غلط ہے بلکہ حضرت مسیح بغیر صلیب دیے خدا کے پاس
چلے گئے اور عدالت سے مقصود یہ ہے کہ عیسائی جو مسیح کے صلیب دیے جانے کو خدا کی عدالت
ٹھہرائینگے اسکی وجہ سے بھی فارقلیط اونھین الزام دیگا کیونکہ خداوند تعالے کو اختیار حاصل ہے کہ
ہر طرح اپنے گناہگارون کو بخش سکتا ہے اس تقدیر پر سردار عالم سے مراد خداوند تعالے ہوگا
کہ زبور ۲۷ ورس ۱۷ اور دیگر مقامات مین ہے۔
الحاصل سوق عبارت اس امر کا شاہد ہے کہ یہان سردار جہان سے مراد فارقلیط موعود یا خداوند تعالے
نہ کہ شیطان کیونکہ یہ مراد عبارت سابق اور لاحق سے بالکل بے جوڑ ہے ساتوین ورس سے سلسلہ
فارقلیط کا ذکر ہو رہا ہے اور دسوین ورس تک اوسیکا ذکر رہا اور پھر تیرھوین ورس مین اوسی کا
ذکر ہے پھر یہ درمیان مین شیطان کہان سے کود پڑا۔
حاصل یہ کہ جب بیبل کے محاورے نے بھی اس معنی کی تخصیص نہ کی اور نہ ان تینون حوالون

مین کوئی قرینہ ایسا پایا گیا جسکی وجہ سے سردار جان سے شیطان مراد لیا جاے پھر خواہ مخواہ اوس
شیطان مراد لینا بجز زبردستی کے اور کیا ہو سکتا ہے - اب مین اپنی کتاب کے پہلے حصہ کو ختم
کرتا ہون اور خداوند کریم سے ملتجی ہون - اے ہادی مطلق اور رہنماے برحق تو اپنے فضل وکرم سے
اس کتاب کے دیکھنے والون کے دل کو نور ہدایت اور کمال ایمان سے منور کردے اور اپنے
سچے مذہب اسلام کی روشنی کو اونکے سینے مین بھر دے اور میری محنت کو قبول کر آمین
آمین اللھم احینا علی الاسلام وامتنا علی الاسلام واحشرنا فی زمرۃ المسلمین بحرمۃ
سید المرسلین محمد وآلہ واصحابہ علیھم صلوۃ اللہ الی یوم الدین -

Marfat.com

ضمیمہ

ہمارے معزز مخاطب منشی صفدر علی صاحب نے اپنے عریضہ نیاز مین یہ ظاہر کیا ہے کہ علمای اسلام ذاتی اور نفسانی غرض کے لیے سارے مین پھرتے ہین اور بہت اوقات اسمین صرف کرتے ہین مگر ہماری کتاب کے جواب مین عدم فرصت کا حیلہ کرتے ہین لہذا مین دکھانا چاہتا ہون کہ باوجود کہ سرپرست اور معین کے ہونے کے اور بغیر سرمایہ اور اسباب کے اسقدر کتابین اہل اسلام نے لکھین اور علماے مسیحیہ باوجود ہر طرح کی فارغ البالی اور سرپرستی اور اعانت کے کتنی کتابون کے جواب سے ساکت رہے مگر میرے ایک قدیم رفیق نے اپنی عمدہ کتاب **مراسلات مذہبی** مین بہت بڑی فہرست اس قسم کی کتابون کی دی ہے لہذا مین سبکے نام لکھنا ضروری نہین سمجھا ہون بلکہ منتخب کرکے چند نام لکھتا ہون تاکہ قوت اسلام اور ضعف عیسائیت ظاہر ہوجاے اور اہل انصاف جان لین کہ مخالفین اسلام کے شکوک ایسے ضعیف ہین کہ حامیان اسلام باوجود بے سروسامانی کے بآسانی جواب دیسکتے ہین اور عیسائی باوجود سروسامان کے جواب سے عاجز ہین

فہرست اون کتابون کی جو عیسائیون کے مقابلہ مین اہل اسلام نے لکھین

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
۱	اظہار الحق	مولانا محمد رحمت اللہ صاحب کرانوی مہاجر	یہ لاجواب کتاب عربی زبان مین دوسری مرتبہ سنہ ۱۲۹۴ھ مین اور تیسری مرتبہ سنہ ۱۳۰۵ھ مین آستانہ مین چھپی ہے اور فرانسیسی اور جرمنی اور انگریزی اور زبانون مین ترجمہ ہوکر یورپ مین شایع ہوئی اور سلیم اللہ صاحب نے اردو مین ترجمہ کیا مگر طبع نہین ہوا اولاً نہایت تفصیل اور کامل شواہد سے اثبات تحریف و ابطال تثلیث کیا ہے پھر قرآن مجید کا کلام آلہی ہونا اور حقیت

Marfat.com

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
			محمد مصطفیٰ صلعم کا نبی ہونا پرزور دلائل سے ثابت کیا ہے اور مخالفین کے شبہات کا جواب دیا ہے اس وقت تک کسی نے اسکا جواب نہیں دیا [illegible] کی مثل [illegible] جناب مؤلف سے مل سکتی ہے۔
۲	ازالۃ الاوہام	مولانا محمد رحمت اللہ صاحب کیرانوی مہاجر	یہ کتاب بھی فارسی زبان میں اکثر مباحث ضروریہ کو جامع ہے ۱۲۸۰ ہجری میں ۴۰۰ صفحہ پر دہلی میں چھپا اور اسکے حاشیہ پر کتاب استفسار ہے باوجودیکہ اسکو چھپے ہوئے سینتیس ۳۷ برس ہوئے مگر کسی نے ایک مبحث کا بھی آج تک جواب نہیں دیا۔
۳	ازالۃ الشکوک	ایضاً	یہ نادر کتاب عیسائیوں کے اونتالیس سوالوں کا جواب ہے اثبات نبوت محمدی اور تحریف بائبل کامل طور سے کیا ہے اسمین بھی جمیع مباحث عمدہ طور سے لکھے گئے ہیں [illegible] میں تصنیف ہوئی ہے کل ۳۰۰ صفحے [illegible] میں قلمی میرے پاس موجود ہے۔
۴	اعجاز عیسوی	ایضاً	اس نادر کتاب میں کامل طور سے بائبل کا غیر معتبر و محرف ہونا علمای مسیحیہ کے اقوال سے ثابت کیا گیا ہے۔۔ پہلی بار آگرہ میں پھر مطبع رضوی دہلی میں چھپی ہے قیمت کو علاوہ محصول ڈاک کے سید محمد حسن صاحب مالک مطبع رضوی سے مل سکتی ہے۔ اسپر پادری [illegible] عماد الدین نے کچھ یاوہ سرائی کی تھی جسے خود عیسائیوں نے نہایت ناپسند

Marfat.com

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
			کیا اور عقوبت الضالین وغیرہ مین اوسکا جواب بھی دیا گیا پھر پادری ٹھاکرداس صاحب نے موشگافی کی اسکی غلطی بھی کھولدی گئی۔
۵	اصح الاحادیث فی ابطال التثلیث	مولانا محمد رحمت اللہ صاحب	یہ رسالہ جسمین دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے تثلیث کو باطل کیا ہے مطبع رضوی دہلی مین ۴۶ صفحون پر ۱۲۹۲ ہجری مین چھپا ہے ۳ قیمت کو مالک مطبع سے مل سکتا ہے اسکا جواب بھی آج تک نہین ہوا۔
۶	استفسار	مولانا آل حسن صاحب مرحوم	اسمین نہایت عمدہ زور تحریر سے مذہب عیسوی کا رد کیا ہے اور عیسائیون کے شبہات کے عمدہ جواب دئیے ہین میزان الحق اور تحقیق دین حق کا جواب بھی اسمین ہے پہلے مستقل طور پر دہلی مین پھر ۱۲۶۹ ہجری مین ازالۃ الاوہام کے حاشیہ پہ چھپی ہے نایاب
۷	استبشار		یہ رسالہ حل الاشکال مولفہ پادری فنڈر صاحب کا جواب ہے مطبع مسیحائی آگرہ مین چھپا ہے غالبًا اسکے مؤلف بھی مولانا محمد ہین اب پھر کسی نے قلم نہین اوٹھایا ہے۔
۸	تشخیص المقال	حافظ ابو المعین صاحب	اس عمدہ رسالہ مین عیسائیون کے اصول کا خوب قلع و قمع کیا ہے مطبع مصطفائی دہلی مین ۸۸ صفحون کلان پر ۱۸۵۵ء مین چھپا ہے نایاب ہی اسکا جواب بھی نہین ہوا۔
۹	خطوط	ڈاکٹر محمد وزیر خان صاحب مرحوم	ان خطوط مین وہ مناظرہ ہے جو ڈاکٹر مرحوم اور پادری فنڈر کے درمیان آگرہ مین ہوا تھا قابل دید ہے عرصہ ہوا آگرہ مین چھپا تھا۔

Marfat.com

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
			مگر آجتک کسی نے آخر خط کا جواب نہین دیا۔
١٠	صولة الضیغم علی اعداء ابن مریم	مولوی عباس علی صاحب جاجموی	اس کتاب مین زیادہ تر اثبات نبوت حضرت سرور انبیا محمد مصطفےٰ کیا گیا ہے خصوصًا توریت و انجیل کی بشارتون سے مگر چھپا نہین البتہ اسکا خلاصہ ١٢٨٥ھ ہجری مین ١٦٠ صفحون پر چھپا ہے
١١	فصل الخطاب لمقدمة اہل الکتاب	مولوی حکیم نور الدین صاحب	اس عمدہ کتاب مین پر جوش تحریر کے ساتھہ اکثر نئی تحقیق کا دریا موجزن ہی اسلام کی خوبی کو مختصر طور سے خوب دکھایا ہے اور غالبًا عیسائیون کے کل اعتراضون کے جواب الزامی اور تحقیقی خوش اسلوبی سے دیے ہین اور نبوت حضرت سرور انبیا اور ضرورت قرآن مجید کو عمدہ طرز سے ثابت کیا ہے دو جلدون مین مطبع مجتبائی دہلی مین ١٣٠٥ھ ہجری مین چھپی ہی عمدہ قیمت کو مولوی عبد الاحد صاحب مالک مطبع سے مل سکتی ہے۔
١٢	نوید جاوید	مولوی ابو المنصور صاحب دہلوی معروف بہ امام فن مناظرہ اہل کتاب	یہ مبسوط کتاب مولوی صاحب کی عمدہ تصانیف مین ہی ٦٣٢ صفحون پر ١٢٩٤ھ ہجری مین مطبع نصرة المطابع دہلی مین چھپی ہے اسکا جواب بھی آجتک نہین ہوا اخیر و یہ قیمت پر مولوی صاحب ممدوح سے مل سکتی ہے۔
١٣	دولت فاروقی	ایضًا	یہ کتاب بیت المقدس و انبیا سابقین کی تاریخ ہی مگر مناظرہ کے لیے بہت مفید ہے نصرة المطابع دہلی مین چھپی ہے تین آنہ قیمت پر مل سکتی ہے۔
١٤	عقوبة الضالین	ایضًا	رسالہ ہدایت المسلمین مولفہ پادری عماد الدین ڈپٹی کا جواب ١٢٩٤ھ ہجری مین دوبارہ ٦٠ صفحون پر نصرة المطابع دہلی مین چھپا

Marfat.com

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
			چھپا ہی اسپر کہین کہین پادری صاحب نے کچھ لکھا تھا اوسکا جواب رسالۂ محاکمہ مین مولوی صاحب ممدوح نے دیدیا ہے ہدایت المسلمین کا دوسرا جواب مولوی حافظ ولی اللہ صاحب لاہوری نے بھی لکھا تھا اوسکا نام رجم الشیاطین ہی مگر دیکھنے مین نہین آیا اسکا تیسرا جواب مولوی تلطف حسین صاحب سہسوانی نے لکھا ہی اثبات الحق اوسکا نام ہے
۱۵	رشیمۃ الوداد	مولوی ابو منصور صاحب موصوف	یہ رسالہ منشی صفدر علی صاحب کے نیاز نامہ کا مختصر جواب ہے سنہ ۱۲۹۷ ہجری مین تیسری مرتبہ ۷۴ صفحون پر نصرۃ المطابع دہلی مین چھپا ہے چھ آنہ قیمت پر مولوی سید نصرت علی صاحب مالک مطبع سے مل سکتا ہے۔
۱۶	استیصال مسیح الدجال	ایضاً	یہ جواب ہی رسالۂ مسیح الدجال مولفہ رامچندر عیسائی کا سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین ۷۷ صفحون پر نصرۃ المطابع دہلی میں چھپا ہے اسکا جواب بھی ابتک نہین ہوا۔
۱۷	انعام عام	ایضاً	یہ رسالہ آئینہ اسلام مولفہ پادری رجب علی کا جواب ہے عیسائیون کے بہت سے فرقون کا بیان ہے سنہ ۱۲۹۰ ہجری ۴۸ صفحون پر مطبع فاروقی دہلی مین چھپا ہے۔
۱۸	اعجاز قرآن	ایضاً	یہ رسالہ ماسٹر رامچندر عیسائی کے اعجاز قرآن ماسٹر صاحب کے اس رسالہ کا دوسرا جواب معجزہ قرآن ہے مولوی الفت حسین صاحب کی تالیفات سے۔

Marfat.com

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
۱۹	انجام الخصام	ایضاً	یہ رسالہ جان راجرس صاحب کے رسالہ تفتیش الاسلام کا جواب ہے سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین ۱۲۸ صفحون پر نصرۃ المطابع دہلی مین چھپا ہے جان صاحب نے پھر دم نہین مارا - اسی کتاب کا ایک دوسرا جواب ہمارے دوست مولوی حافظ عبد العدل صاحب ساکن پھلیت نے بھی لکھا ہے -
۲۰	میزان المیزان	ایضاً	یہ کتاب پادری فنڈر کی میزان الحق کا جواب ہے [illegible] دہلی مین چھپی ہے مولانا رحمۃ اللہ صاحب نے بھی اسکا جواب لکھا تھا جسکا نام معدل اعوجاج المیزان ہے مگر چھپا نہین -
۲۱	مصباح الابرار	ایضاً	یہ رسالہ پادری فنڈر کے مفتاح الاسرار کا جواب ہے مولوی سید ندار علی صاحب مجتہد لکھنوی نے بھی اسکا جواب لکھا تھا جسکا نام کشف الاستار ہے -
۲۲	سبیل نجات	ایضاً	یہ رسالہ پادری فنڈر کے طریق الحیات کا جواب ہے -
۲۳	حرز جان	ایضاً	یہ رسالہ مسٹر عبد اللہ آتھم صاحب عیسائی کے رسالہ [illegible] قرآن کا جواب ہے ۱۸۷۶ء مین ۲۰ صفحہ پر نصرۃ المطابع دہلی مین چھپا ہے -
۲۴	تسویل التلبیس	ایضاً	یہ جواب ہے رسالہ اصل و افزایش و زوال دین محمدی کا
۲۵	تخطیہ	ایضاً	یہ جواب رسالہ اندرونہ بائبل مروجہ قدیم مولفہ مسٹر عبد اللہ آتھم کا ہے - یہ سب کتابین چھپ گئی ہین مولوی سید نصرت علی صاحب مالک نصرۃ المطابع دہلی سے مل سکتی ہین -

Marfat.com

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
٢٦	صیانۃ الانسان عن وساوس الشیطان	مولوی حافظ ولی اللہ صاحب لاہوری	یہ رسالہ عمدہ جواب ہے پادری عماد الدین کے رسالہ تحقیق الایمان کا لاہور مین چھپا ہے پادری صاحب کے اس رسالہ کے کئی جواب ہوے ہین ایک جواب اسکا معیار التحقیق نہایت عمدہ ہے اور ایک جواب اسکا حقیق الایقان ہے ۔
٢٧	ابحاث ضروری	ایضاً	یہ مختصر رسالہ اسم باسمے ہی ضروری باتین مناظرکی اسمین منقول ہین ١٢٨١ ہجری مین مطبع مصطفائی لاہور مین چھپا ہے ۔
٢٨	براہین احمدیہ	مولوی غلام احمد صاحب رئیس قادیان	اس عمدہ اور مبسوط کتاب مین دو طور سے مذہب اسلام کی حقانیت ثابت کی ہے اول تو تین سو دلائل عقلیہ سے دوم اُن آسمانی نشانیون سے جو سچے دین کی سچائی ثابت کے لیے ضرور ہین حق یہ ہے کہ اثبات حقیت مذہب اسلام یہ عمدہ کتاب ہے چار حصے اسکے مطبع سفیر ہند امرتسر چھپ چکے ہین کل کتاب کی ٢٥ قیمت ہے مولف سے طلب کرنا چاہیے ۔
٢٩	حجۃ الاسلام	مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم	اسمین پر زور تقریر سے اثبات توحید و رسالت وحقانیت مذہب اسلام کیا گیا ہے ٤٨ صفحون پر مطبع فاروقی دہلی چھپا ہے ۔
٣٠	گفتگوی مذہبی	ایضاً	اسمین وہ بحث ہے جو مولانا ممدوح اور پادری نولس صاحب کے درمیان میلہ خداشناسی واقع شاہجہانپور مین ہوئی اور اوسے مولوی ہاشم علی صاحب نے مرتب کرکے ١٢٩٣ ہجری

Marfat.com

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
			مین ۲۴۲ صفحون پر مطبع ضیائی میرٹھ مین طبع کرایا ہے۔
۳۱	فضائل الاسلام فی ذکر خیر الانام المعروف بتاریخ محمدی	مولوی محمد فیروز الدین صاحب ڈسکوی متخلص بہ فیروز	یہ کتاب عمدہ جواب ہے پادری عماد الدین کے اون ناپاک خیالات و فاسد گمانات کا جسکا نام اونھون نے تواریخ محمدی رکھا ہے مولوی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ علی العموم اقوام غیر کے مصنفین کی کتابون سے جمع کیا ہے مولوی صاحب مدرس اول فارسی ڈسٹرکٹ اسکول سیالکوٹ کے ہین جس کسیکو زیادہ تفصیل دریافت کرنی منظور ہو وہ مولف صاحب سے دریافت کرے پادری صاحب کی اس کتاب کا جواب مولوی چراغ علی صاحب نے بھی دیا ہے جسکا نام تعلیقات ہے ۷۹ صفحون پر مطبع منشی اصغر علی مالک اخبار مخبر صادق لکھنؤ مین سنہ ۱۸۷۲ء مین چھپا ہے۔
۳۲	تنزیہ الفرقان	مولوی سید محمد صاحب مدرس ہائی اسکول علیگڑھ	یہ نہایت عمدہ جواب ہے پادری عماد الدین کے اون اعتراضات کا جو اونھون نے ہدایۃ المسلمین مین قران مجید پر کیے ہین مطبع مفید عام آگرہ مین ۲۴۶ صفحون پر سنہ ۱۸۷۵ء مین چھپا ہے مولف صاحب سے اسکو طلب کرنا چاہیے تین روپیہ قیمت پر ملتا ہے اسکا جواب پادری عماد الدین نہین دیسکا مگر ہدایت المسلمین مرتب شدہ کے عنوان پر جھوٹا راست دعوی اسکے جواب دینے کا کیا ہے اور اسکا نام جواب نہین کہ کسی مقام پر کچھ کہدیا ہے اور جس امر کے متعلق جواب دیے تھے اون مین ایک پر بھی حرف گیری کردی اور وہ بھی غلط۔

Marfat.com

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
۳۴۳	مخزن عقاید نوری	مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری	یہ رسالہ پادری عماد الدین کے نغمۂ طنبوری کا عمدہ جواب ہے سنہ ۱۸۷۸ع مین ۸۰ صفحون پر مطبع سوسائٹی بریلی مین چھپا ہے دوسرا جواب اسکا مولوی ابو المنصور صاحب نے لکھا ہے جو سنہ ۱۲۸۹ ہجری مین ۳۲ صفحون پر میور پریس دہلی مین چھپا ہے جسکا نام لحن داودی ہے تیسرا جواب مولوی سید علی محمد صاحب مجتہد لکھنوی نے لکھا ہے جو سنہ ۱۲۸۹ع مین ۴۴ صفحون پر مطبع حسینی لکھنو مین چھپا ہے اسکا نام بھی لحن داودی ہے چوتھا جواب اسکا راقم نے لکھا ہے جو سنہ ۱۲۹۵ ہجری مین ۴۲ صفحون پر مطبع کوہ نور لاہور مین چھپا ہے جسکا نام ترانۂ حجازی ہے اصل مین یہ رسالہ اون سوالونکا جواب ہے جو پادری عماد الدین نے نغمۂ طنبوری مین کی ہین کل لغویات سے تعرض نہین کیا مگر ان سب کے جواب سے پادری صاحب عاجز ہے۔
۳۴۴	صداقت قرآنی از کتب ربانی	مولوی محمد سلیم اللہ صاحب	یہ رسالہ سر ولیم میور صاحب کے رسالہ شہادت قرآنی کا جواب ہے اخبار منشور محمدی کی جلد ۶ مطبوعہ سنہ ۱۲۹۴ ہجری مین چھپا ہے
۳۴۵	ازہار المدفع الاختلاف	ایضاً	یہ عمدہ رسالہ بطور ریویو تولیۃ الکتب کا جواب ہے منشور محمدی کی جلد ۶ مین چھپا ہے۔
۳۴۶	اظہار الاسلام	ایضاً	اسمین وہ مناظرہ مندرج ہے جو درمیان مع لویصاحب ممدوح اور منشی الطاف مسیح صاحب کے بریلی مین ہوا تھا جس پر منشی صاحب مشرف باسلام ہوئے اچھا رسالہ ہے ۹ صفحون پر سنہ ۱۸۷۰ مین مطبع

Marfat.com

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
			فیض منبع بریلی مین چھپا ہے یہ تینون رسالے بھی اب تک لاجواب ہین ـ
۳۷	تائید الفرقان	مولوی محمد علی صاحب مرادآبادی	یہ رسالہ محبوب مسیح صاحب عیسائی کے مرآۃ القرآن کا جواب ہے منشی عبد الباقی کے نام سے ۲۷ صفحون پر چھپا ہے ـ
۳۸	کشف الاوہام	ایضاً	یہ رسالہ تحفۃ الاعظم مؤلفہ محبوب مسیح کا جواب ہے اس مین حجر اسود کی بحث ہے ۵۶ صفحون پر چھپا ہے محبوب مسیح صاحب اب عیسائی نہین رہے ـ
۳۹	شہادۃ النبیین برسالۃ سید المرسلین	ایضاً	یہ مبسوط رسالہ پادری رجب علی صاحب کے رسالہ شریف تبئین کا جواب ہے ۱۳۰ صفحون کلان پر لکھا ہوا راقم کے پاس موجود ہے دوسرا جواب اسکا تحقیق المماثلت فی النبوۃ والرسالۃ ہے مؤلف اسکے مولوی قاضی سرفراز علی مرحوم شاہجہانپوری ہین تیسرا جواب اسکا مرزا موحد صاحب جالندہری نے لکھا ہے جسکا نام نور محمدی ہے مطبع بحر الاسلام بنگلور مین چھپا ہے مرکو کتاب ہے ان رسالون کا بھی جواب نہین ہوا ـ
۴۰	تحریف القرآن	مولوی عبد الحق صاحب دہلوی مؤلف تفسیر حقانی	یہ عمدہ جواب ہے ماسٹر رامچندر کے رسالہ تحریف القرآن کا ۱۴ صفحون پر مطبع مجتبائی دہلی مین ۱۲۹۵ ہجری مین چھپا ابھی کسی نے کچھ نہین لکھا
۴۱	اجلی برہان تجبیۃ القرآن		یہ مبسوط کتاب علم ضرورۃ قرآن مؤلفہ پادری ٹھاکر داس صاحب کا جواب ہے منشور محمدی کی جلد ۱۲ مطبوعہ سنہ ۱۳۰۴ ہجری سے ...

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
			چھپنا شروع ہوا ہے اور اب تک چھپ رہا ہے مگر مولف کا نام ظاہر نہین کیا گیا۔
۴۲	غایۃ التصور بجج الحج المبرور	مولوی محمد شاہ صاحب مرحوم لکھنوی۔	یہ عمدہ رسالہ اسرار حج کے بیان مین ہے عیسائیون وغیرہ کے شبہات کا خوب جواب دیا ہے اول مرتبہ ۱۲۸۳ھ ہجری مین مطبع دار السلطنۃ کلکتہ مین چھپا تھا دوبارہ منشی نول کشور صاحب نے ۱۲۹۰ھ ہجری مین ۴۴ صفحون پر چھپایا ہے طالب کو مالک مطبع سے طلب کرنا چاہیے۔
۴۳	فیض معظم	ایضاً	اسمین اس اعتراض کا جواب ہے کہ خدا تعالےٰ نے بہشت کی نعمتون مین مرد اور عورت کو یکسان نہین کیا ۶۵ صفحون پر ۱۲۹۳ھ ہجری مین مطبع نظامی کانپور مین چھپا ہے۔
۴۴	اجوبہ عجیبہ	ایضاً	اسمین مخالفین سوالون کے تحقیقی جواب ہین کثرت ازدواج وطلاق وازالہ نجاست ظاہری کی بحث بھی اسمین ہے ۷۲ صفحون پر مطبع منشی نول کشور مین ۱۲۸۰ھ ہجری مین چھپا ہے اسپر بھی کسی عیسائی نے قلم نہین اوٹھایا۔
۴۵	شق القمر لمعجزۃ سید البشر	مولوی محمد عبد اللہ صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ	یہ عمدہ رسالہ معجزۂ شق القمر کے اثبات مین ہے اور ہر ایک مخالف کو کافی جواب دیے ہین ۱۰۰ صفحون پر مطبع مفید عام آگرہ مین چھپا ہے سنہ طبع نہین لکھا گیا غالباً ۱۲۹۹ھ یا اوسکے بعد چھپی ہے
۴۶	السیف المسلول علی معذرات الکندی	ایضاً	یہ رسالہ عربی زبان مین رسالہ معذرات کندی کا جواب ہے جو لندن سے ہندوستان مین بھیجا گیا تھا ۲۰ جزو مین ہے مگر اب تک چھپا نہین ہے مولوی صاحب ممدوح

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
			عربی فارسی انگریزی عبرانی وغیرہ متعدد زبانین جانتے ہین نہایت لایق شخص ہین کئی رسالے اس فن مین لکھے ہین۔
۴۷	ارشاد الغبی الے اسم النبی	مولوی عبد الصمد صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ کلکتہ	اس رسالہ مین ثابت کیا ہے کہ حجی نبی کی پیشین گوئی کے مصداق حضرت محمد مصطفے علیہ الصلوٰۃ والثنا ہین۔
۴۸	اعلام الاحبار و الاعلام ان الدین عند اللہ الاسلام	مولوی عبد الباری صاحب سہسوانی	اس کتاب مین مذہب اسلام اور مذہب عیسوی کا مقابلہ کرکے اسلام کی افضلیت ثابت کی ہے اس عمدہ طرز [illegible] اول کتاب ہے ۱۹۷ صفحون پر ۱۲۹۳ ہجری مین مطبع ایڈوکیشن پریس آگرہ مین چھپی ہے۔
۴۸	احسن الکلام فی رد مخالف الاسلام	حافظ احمد الدین صاحب لاہوری	اس رسالہ مین اثبات نبوت حضرت سرور انبیا محمد مصطفے علیہ الصلوٰۃ والثنا کیا گیا ہے ۲۴ صفحون پر مطبع [illegible] لاہور مین چھپا ہے۔
۴۹	دعوۃ الحق	مولوی احمد علی صاحب واعظ دہلوی مقیم لاہور	یہ رسالہ کئی حصون مین ہے اسکا نمبر ۵ مطبع گلشن رشیدی و نمبر ۶ مطبع گلزار محمدی لاہور مین چھپا ہے ان دونون نمبرون مین کفارۂ مسیح کا بطلان ہے۔
۵۰	شہادۃ الاسلام	حکیم مرزا مغل بیگ صاحب	یہ رسالہ اثبات نبوۃ حضرت سرور انبیا مین اچھا لکھا گیا ہے ۱۳۰۲ ہجری مین ۲۴ صفحون پر نصرۃ المطابع دہلی مین چھپا ہے۔
۵۱	دعوۃ الاسلام	حاجی مولوی یوسف صاحب [illegible]	اس رسالہ مین مختلف اعتراضون کے جواب ہین ۸ صفحون پر [illegible] ہجری مین مطبع نصرۃ المطابع دہلی مین

Marfat.com

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
			تھوڑے سے نسخے چھپے تھے اور اسکے مؤلف پرجوش اور عالی ہمت نے مفت تقسیم کیے تھے پھر اسکا ترجمہ انگریزی مین چھپوا کر یورپ اور ہند مین تقسیم کیا۔
۵۲	تیر الشہاب	مولوی اشرف علی صاحب سلطانپوری	اس رسالہ مین مذہب اسلام کی حقیت اور محمد مصطفیٰ کی نبوت کے دلائل مختصر طور سے بیان کیے ہین ۹۴ صفحون پر مطبع بہار جنت لکھنؤ مین ۱۳۰۳ ہجری مین چھپا ہے۔
۵۳	خطبات احمدیہ	سر سید احمد خان صاحب بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی	اس کتاب مین بارہ خطبے علیحدہ علیحدہ مضمون مین ہین اور اُن شبہات کا خوب جواب دیا ہے جو یورپ مین عیسائیون خصوصًا سر ولیم میور صاحب نے کیے تھے اگرچہ اسکے بعض مضامین اہل سنت کے خلاف ہین مگر عیسائیون کے لیے مسکت ہین یہ کتاب انگریزی زبان مین ۱۸۷۰ء مین لندن مین چھپی ہے اور ۱۸۸۷ء مین اردو مین علیگڈھ مین چھپی ہے آٹھ روپیہ قیمت پر مؤلف سے ملسکتی ہے۔
۵۴	تنقید الکلام فی احوال شارع الاسلام	مسٹر سید امیر علی صاحب بیرسٹر ایٹ لا	یہ اردو ترجمہ ہے سید صاحب کی انگریزی کتاب کا اگرچہ یہ کتاب حضرت سرور انبیا کی سیرت مین ہے مگر ایسے طرز سے لکھی گئی ہے کہ مخالفین کے شبہات دفع ہو جاتے ہین اور اسلام کی افضلیت ثابت ہوتی ہے مطبع جعفری لکھنؤ مین ۲۰۴ صفحون پر ۱۸۸۶ء مین چھپی ہے ۱۲ قیمت پر مالک مطبع سے مل سکتی ہے۔

Marfat.com

نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
آیۃ الاسلام	گارڈفری ہگنس صاحب	اصل مین یہ اردو ترجمہ ہی گارڈفری ہگنس کی انگریزی کتاب اپالوجی کا اور ۱۲۹۰ھ مین مطبع صدیقی مین ۱۲۰ صفحون پر چھپا ہے اگرچہ اسکا مؤلف عیسائی تھا مگر چونکہ محقق اور آزاد طبیعت کا شخص تھا اسلیے اسلام کی خوبیون کے اقرار کرنے پر مجبور ہوگیا اور اپنے متعصب ہم مشربون کے الزام کو مذہب اسلام سے اوٹھایا یہ رسالہ بھی سر سید احمد خان صاحب بہادر یا مولوی محمد یوسف صاحب وکیل علیگڈھ سے طلب کرنے پر مل سکتا ہے ان کتابون کا بھی جواب کسی عیسائی نے نہین دیا۔
[...]الاسلام یا [...]الحق	جان ڈیون پورٹ صاحب	اصل مین یہ بھی دونون اردو ترجمے ہین صاحب مذکور کی انگریزی کتاب اپالوجی کی پہلا ترجمہ ۱۲۸۰ھ مین دہلی مین اور دوسرا لکھنؤ مین چھپا ہے اسکا مولف بھی اگرچہ عیسائی ہے مگر منصف مزاج ہونیکی وجہ سے متعصب عیسائیون کے اعتراضات خوب اوٹھائے ہین
[...]ت محمدی	مولوی رحم الٰہی صاحب منگلوری	اسمین اثبات نبوت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والثنا کیا گیا ہے بالخصوص عہد عتیق اور جدید کی بشارات سے آنحضرت کے بہت سے خصوصیات کو ان کتابون سے ثابت کیا ہے مطبع انجمن سوسائٹی بریلی مین ۲۰۲ صفحون پر ۱۳۰۰ھ مین دوسری مرتبہ چھپی ہے ۱۲ قیمت پر مولف صاحب ساکن منگلور ضلع سہارنپور سے مل سکتی ہے۔
رسل مر[...] بہا[...]	حکیم محمد حسن صاحب امروہی	اس رسالے مین چند مذاہب خصوصا مذہب عیسوی کی مقا[...]

Marfat.com

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
			مین حقیت مذہب اسلام ثابت کی ہے ۱۲۹۱ھ ہجری مین صفحون پر دہلی مین چھپا ہے سید میر حسن رضوی مالک رضوی سے مل سکتا ہے۔
۵۹	اعزاز عیسوی	مولوی حاجی سید احمد حسین صاحب عظیم آبادی	یہ رسالہ پادری ٹھاکرداس صاحب کے مایہ فخر یعنی رسالہ آئینہ عیسوی کا جواب ہے۔
۶۰	مراسلات مذہبی	شیخ مولا بخش صاحب چودہری کانپوری	اسمین بعینہ وہ مناظرہ تحریری ہے جو ۱۸۸۶ء مین در چودہری صاحب و پادری فیلڈ برو صاحب کے ہوا تھا چار مطالب کو سلیس عبارت مین اچھے طور پر بیان کیا ابطال کفارہ، دوم بیبل کے الہامی ہونے کا بطلان قرآن مجید مین تغیر و تبدل نہونے کا ثبوت۔ چہارم سرور انبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور چند مشہور اعتراضون کے جواب بھی ہین ۱۸۸۸ء صفحون پر نامی پریس کانپور مین چھپا ہے ایک پر مؤلف صاحب ساکن توپخانہ بازار کہنہ شہر کانپور ہے۔
۶۱	تکمیل الادیان باحکام القرآن ملقب بآئینہ اسلام		یہ رسالہ راقم کا ۱۳۰۱ھ ہجری مین ۵۹ صفحون پر مین چھپا ہے اصل مین یہ نیاز نامہ کے انتخاب ہے اسمین تعلیم محمدی کی عمدگی ہونے کے طور ہے نایاب ہے۔
۶۲	دفع التلبیسات		راقم نے اس کتاب کے دو حصے کیے ہین پہلا

Marfat.com

نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
		مولفۂ پادری عماد الدین کا جواب ہے اور تین مستحکم دلیلون سے اثبات نبوت حضرت محمد مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والثنا کیا ہے یہ حصہ ۱۳۰۲ھ ہجری مین ۱۷۴ صفحون پر مطبع نامی کانپور مین چھپا ہے آٹھ آنہ قیمت کو مالک مطبع یا سید محمد ابراہیم صاحب ساکن کانپور احاطہ کمال خان سے مل سکتا ہے دوسرے حصے مین تواریخ محمدی کا جواب ہے وہ اب تک چھپا نہین۔
پیغام محمدی		یہی کتاب ہے جسکے ضمیمہ مین یہ فہرست لکھی جاتی ہے اگرچہ یہ کتاب نیاز نامہ مولفہ منشی صفدر علی صاحب عیسائی اور پادری ٹھاکرداس صاحب کی عدم ضرورت قرآن کا جواب ہے مگر اہل تحقیق دریافت کرینگے کہ فی نفسہ ایک مستقل کتاب ہے جسمین ہر ایک مطلب پر محققانہ طور سے بحث کی گئی ہے۔
...مت الانبیا	مولوی غلام نبی صاحب امرت سری	یہ رسالہ عیسائیون کے رسالہ نبی معصوم کا جواب ہے اسمین عمدگی سے انبیا کا معصوم ہونا ثابت کیا ہے مطبع ریاض ہند مین چھپا ہے ۲ قیمت ہے اس رسالہ کا دوسرا جواب مولوی ابو المنصور صاحب نے لکھا ہے اوسکا نام نبی معصوم ہے۔
...دیق الاسلام	ایضاً	اس مختصر رسالہ مین توریت و انجیل سے حقیت اسلام کا ثبوت دیا ہے مطبع محمدی مین چھپا ہے ۴ قیمت کو مل سکتا ہے
...بق الاسلام	ایضاً	یہ رسالہ مطبع ریاض ہند مین چھپا ہے باقی کیفیت اسکی مثل رسالۂ سابق کے ہے۔

Marfat.com

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	کیفیت
۶۷	معجزات محمدیہ	مولوی غلام نبی صاحب	اس رسالہ مین تین قسم کے معجزات محمدیہ قرآن مجید سے مختصر طور سے بیان کیے ہین یعنے معجزات علمی اور معجزات قدرتی اور معجزات عقلی اور آخر مین چند اہل یورپ کی شہادتین حضرت محمد مصطفےٰ کی مدح مین نقل کی ہین مطبع ریاض ہند امرتسر مین ۴۴ صفحون پر ۱۳۰۸ھ مین چھپا ہے۔
۶۸	حقیقت صلیب جہاد	ایضًا	اسکی کیفیت نام سے ظاہر ہے قیمت اسکی ۲ ہے یہ پانچون رسالے امرتسر مین مولوی غلام نبی صاحب کتب فروش کی دکان سے مل سکتے ہین۔
۶۹	ضیاء النورین	مولوی سید نصر علی صاحب	یہ رسالہ پادری ٹھاکر داس صاحب کے رسالہ سیرت المسیح والمحمد کا جواب ہے منشور محمدی کی جلد ۱ نمبر ۱ مطبوعہ ۵ محرم الحرام سے اسکا چھپنا شروع ہوا ہے اور شاید نصرت المطابع دہلی مین علیحدہ بھی چھپا ہے۔
۷۰	القول الصحیح فی ذی المحمد والمسیح	مولوی حکیم سید محمد غوث علی صاحب گورکھپوری	یہ رسالہ بھی پادری ٹھاکر داس کے رسالہ مذکور کا تحقیقی جواب ۱۳۰۱ ہجری مین ۲۰ صفحون پر مطبع لطیف الاخبار گورکھپور مین چھپا ہے یہ سب کتابین بھی ابتک لاجواب ہین۔
۷۱	منشور محمدی		۱۲۸۹ ہجری مین جب پادری صاحبون نے اسلام پر چارون طرف سے حملہ شروع کیا اور کتابون اور رسالون کے علاوہ متعدد اخبارون مین اعتراض کرنا شروع کیے اوسوقت یہ اخبار جاری ہوا اور ایسی راست بیانی سے طالبین حق کو

حق نمائی کا اثر دو دیا اور متعدد اخباروں کے جواب دیتا رہا آخر کو عیسائیوں کے کئی ہزار آدمی مسلمان ہو گئے اور بہت سے گمگشتہ راہ ہدایت راہ پر آ گئے مگر افسوس کہ باوجود اس نفع کثیر اور حمایت اسلام کے جواب اخبار منظور محمدی کی بابت ہمارے بھائیوں نے اسکی کچھ قدر نکی اور نہ بابت تائید اسلام اخبار کا سالہا سال کی حیثیت سے مدد دی خدا کا شکر ہے اللہ تعالیٰ بھلا بے اجر نہ کرے اس فہرست میں اگرچہ تمام کتابوں کا نام آ گیا اگر بلحاظ کتابوں کے نام آ گئے ہیں اس سے ۷۸ کتابوں کے نام اسمیں لکھے گئے اور اگر اخبار منشور محمدی سے ہر ایک نمبر کو علیحدہ کتاب شمار کیا جاوے تو ۵۰۰ کتابیں کہہ سکتے ہیں ہمارے دوست ... اسلامی کتابیں ... ۸ کتابوں کا نام لکھے ہیں مگر وہ منشور محمدی کو ایک ہی شمار کیا اور پانچ کتابوں کے نام میری فہرست میں ایسے ہیں جو اوسمیں نہیں ہیں لہذا میرے حساب سے کل کتابیں ۱۱۳ ہو گئیں اور بعد لکھنے اس فہرست کے پانچ چھ کتابوں کے نام اور بھی میری نظر سے گذرے ہمارے بھائیوں کو یہ امر موجب مسرت ہو سکتا ہے کہ باوجود اونکے کمال سعی کے بھی اور سیکڑوں سالی کے اسقدر کتابیں لکھی گئیں جنمیں سے اکثر کتابوں کا جواب اب تک کسی عیسائی نے نہیں لکھا باوجودیکہ ہر طرح کا سامان موجود ہے اور کامل طور سے توجہ کیجاتی ہے الحمد للہ علی ذالک اب خیال کرنا چاہیے کہ اگر ہمارے علما اور امرا عیسائیوں کے آٹھواں حصہ بھی توجہ کریں تو کیا حال ہو اس فن کے شائقین کی خدمت میں التماس ہے کہ ان دو فہرستوں کے علاوہ جب اونھیں اور نام معلوم ہوں تو ضرور ہے کہ ان فہرستوں پر اضافہ کر کے اونھیں مشتہر کرتے رہیں تاکہ قوت اسلام کا حال مخالفین کو معلوم ہوتا رہے —

التماس

جو ذی علم نظر حمایت اسلام مناظرہ اہل کتاب کیطرف توجہ رکھتے ہیں وہ نہایت وقعت کے لائق ہیں کیونکہ وہ اسلام اور اہل اسلام کے بہت بڑے سپر ہیں ہمارے غافل بھائی مسلمان دشمنان دین کے کارروائیوں اور کوششوں سے ہرگز واقف نہیں ہیں وہ نہیں جانتے کہ کس کس طرح پر اونکو جال میں پھانسنے کی تدبیریں ہو رہی ہیں اور کس کس عنوان سے مقدس مذہب اسلام کو شکست دینا چاہتے ہیں

Marfat.com

اور کس کس مکر و فریب سے ہمارے پیارے ایمان کو برباد کرنیکا قصد رکھتے ہین ان تدبیرون مین
زیادہ خوفناک لڑکیون کے مدرسے ہین جو مشن کے طرف سے جاری ہوئے ہین اور گھرون مین مسونکا
آنا جو تعلیم کے پردہ مین نعمت ایمان کو چھین نے آتی ہین اہل اسلام کو ان سے نہایت پرہیز کرنا چاہیے
ان فریبون سے کم و بیش وہی واقف ہوتے ہین جنکو اس مناظرہ کی طرف میلان ہے اور حمایت
اسلام کا اونہین شوق ہے - اور حتی الوسع ان سے بچانیکی کوشش کرتے ہین نہایت تعجب اور افسوس
اون بزرگ علما پہ ہے جو اس نازک وقت مین اس ضرورت شدیدکیطرف توجہ نہین فرماتے اور اس فن
کو اور اس فن کے مشتغل کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اور لغو و بیکار سمجھتے ہین مین اونکی خدمت مین
عرض کرتا ہون کہ مخالفونکو جواب دینا اور امر حق کا ثابت کرنا اور اونکو الزام دینا اگر بیکار ٹھریگا
تو نعوذ باللہ خدا اور رسول پر الزام آئیگا کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن مجید مین مشرکین سے اور یہود و
نصاری سے بہت کچھ مناظرہ کیا ہے اور اونکو الزام دیے ہین اسیوجہ سے ہمارے علما نے جہان علوم
قرآن مجید بیان کیے ہین اونہین ایک علم مناظرہ بھی داخل کیا ہے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ
باب اول فوز الکبیر مین تحریر فرماتے ہین - ان معانی القرآن المنطوقۃ لا تخرج عن خمسۃ علوم علم الاحکام
وعلم المخاصمۃ والرد علی الفرق الضالۃ الاربع من الیہود والنصاری والمشرکین والمنافقین الخ -
اور جب کفار مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجو کی تو آپنے صحابہ کرام سے اوسکا جواب دلوایا
اور حسان بن ثابت رضی کا جواب پسند آیا اور اونکی ایسی وقعت کی کہ اپنے روبرو اونہین بلندی پر
یعنی منبر پر بٹھایا اور جواب پڑھوایا یہان سے کیسی وقعت اس فن کے اور اس فن مین مہارت
رکھنے والون کے ثابت ہوتی ہے جو صاحب اس فن کو اس وقت مین بیکار خیال کرتے ہین وہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین اسکا بیکار ہونا زیادہ سمجھتے ہونگے کیونکہ اوسوقت تو
سطوت الہی اور قہر خداوندی نے مخالفین کے دفع شر کے لیے تلوار کو میان سے نکال رکھا تھا
اور مناظرہ سنانی درپیش تھا پھر بظاہر مناظرہ زبانی کی کیا حاجت تھی مگر حقیقت حال یہ ہے کہ فہمایش
اور ثبوت امر حق کے لئے مناظرہ زبانی تھا اور بہ مجبوری دفع شر کے لیے مناظرہ سنانی تھا

Marfat.com

اس وقت مین مناظرہ سنانی کی گنجایش نہین ہے مگر ثبوت امر حق کے لیے مناظرہ زبانی سے زیادہ تر
ضرورت ہے یہ خیال کرنا کہ ہمارے مناظرہ سے کیا ہوتا ہے ہدایت اللہ کیطرف سے ہے اور
اس خیال سے اس فن کو بیکار سمجھنا سخت نافہمی ہے اسمین شبہہ نہین کہ ہدایت اللہ کیطرف سے ہے
مگر غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالی نے خلق کی ہدایت کے لیئے انبیا کو مبعوث فرمایا اور اونپر ہدایت
و تبلیغ کو فرض کیا اونکی پیروی کرنیوالونکو مراتب عالیہ دینے کا وعدہ فرمایا اور نہ ماننے والونکو
مستحق عذاب کا مستحق ٹھہرایا پھر اگر اسی پر قناعت کرنا کافی تھا کہ ہدایت اللہ کیطرف سے ہے تو یہ
باتین بیکار ٹھہرتی ہین نعوذ باللہ منہ اب یہ آپ ہی خیال کرین کہ اللہ اور رسول کی باتونکو بیکار
اور لغو سمجھنا کیسا ہے اصل بات یہ ہے کہ یہ عالم اسباب ہے خدا تعالی نے اس عالم مین ہر ایک
امر کے لیے ایک سبب ٹھہرا رکھا ہے جو کچھ وہ کرتا ہے سبب کے پردہ مین کرتا ہے لہذا ہمین بھی
ضرور ہے کہ سبب کی پابندی کرین المختصر ہمارا فرض یہ ہے کہ خلائق خدا کی خیرخواہی اور ہدایت
کے لئے جسطرح ہوسکے زبان سے ہاتھ سے پوری کوشش کرین اور جو نہ سمجھے اونہین سمجھا مین
اور اسپر قناعت نکرین کہ ہدایت اللہ کیطرف سے ہے ہماری کوشش بیکار ہے اور اگر اثر کم دیکھین تو
ہمت کو نہ ہارین بلکہ حضرت نوح علیہ السلام کے حال کو یاد کرین کہ اللہ تعالی نے اونہین ہدایت
خلق کے مبعوث فرمایا اور اونھون نے ساڑھے نوسے برس تک لوگونکو ہدایت کی اور اس
مدت دراز مین کل اسے مرد و عورت ایمان لائے اب اگر اس عرصہ دراز کی کوشش کو اور
اوسکے ثمرہ کو مقابلہ کیا جاے تو کسقدر کمی معلوم ہوتی ہے مگر رحمت خداوندی دیکھنا
چاہیے کہ صرف اتنی ہی آدمی کی ہدایت کے لئے ایک پیغمبر مبعوث کیا۔
اس وقت مین وعظ و نصیحت اور تصانیف کتب سے صرف یہی اثر نہ خیال کرنا چاہیے کہ غیر مذہب والے
دین اسلام کو قبول کرلین بلکہ بہت بڑا فائدہ اس سے یہ ہے کہ بہت سے ناواقف مسلمان ہلاکت
سے بچتے ہین اور دشمنان دین کے شبہات اور مکائد اونکے قلب مین اثر نہین کرتے۔
اور جب اونہین معلوم ہوجاتا ہے کہ ہمارے علما مقابلہ مین جواب دیتے ہین اور یہ کتاب عیسائیون

Marfat.com

ونیز [illegible] لگتی ہے تو اونہین اطمینان ہوجاتا ہے اور اونکے دلمین خطرہ آتا ہی نہین
اور [illegible] اپنے واعظون کے بیان سے یا اس فن کی کتابون کے دیکھنے سے رفع
[illegible] کہ مسلمان کرنے سے اپنے بھائی مسلمانون کو ہلاکت ابدی سے بچانا بہت زیادہ اہم
ہے - مگر یہ امر خطرناک ہے کہ اس اہم کام کے طرف اکثر وہی صاحب متوجہ ہین جو پایۂ علمی کم رکھتے ہین
اور [illegible] ذی علم کا ان کا مددگار بھی نہین ہوتا اس صورت مین خوف یہ ہے کہ اگر مقابلہ مین کوئی
ذی علم آگیا اور معمولی باتون کے سوا کچھ اور اونسے دریافت کیا تو بجز بند ہوجانے کے یا لایعنی بحث
کرنے کے معقول جواب نہ بنے گا اور توہین اسلام ہوگی پھر کہا اس اہانت کی جواب دہی علما کے
ذمہ ہوگی [illegible] کیونکہ یہ اونہین کا کام تھا اونھون نے کیون ترک کیا اور کس لئے گروہون کی
مدد کی اسوجہ سے ضرور ہے کہ علما اس طرف توجہ فرمائین اور جس طرح اور علوم پڑھایا کرتے ہین آج
بھی پڑھائین پہلے زمانے کا جو علم کلام ہے وہ اسوقت کار آمد نہین جن فرقون کا رد اوس مین ہے اونکا
وجود دنیا مین ناپید ہے پھر اونکے رد کے درپے ہونا اپنے بیش بہا وقت کو رائگان کرنا ہے اسوقت مین
اوس علم کلام کو پڑھنا پڑھانا چاہیئے جسکی ضرورت اسوقت ہے - وہ فلسفہ نہ رہا جسکے رد مین ہمارے
بزرگ [illegible] متقدمین نے جانفشانیان کی تھین وہ گمراہ فرقے دنیا سے ناپید ہوگئے جنکے اقوال کے
ابطال مین ہمارے بزرگون نے کارنمایان دکھائے تھے اسے یادگاران سلف جس طرح تمہارے
بزرگون نے اپنے زمانے کے گمراہ فرقون کو جواب دیا تھا اور کتابین تصنیف کرکے درس مین داخل
کی تھین اوسی طرح تم اپنے عہد مین [illegible] گروہون کو جو اس وقت دنیا کو گمراہ کررہے ہین - ہمارے
اون حضرات [illegible] سے زیادہ تنفر ہے جو صوفیاے کرام کی پیروی کرتے ہین اونکا تنفر بجا ہے
[illegible] ابتداے سلوک مین مقصود یہ ہوتا ہے کہ قلب ما سوی اللہ سے
[illegible] سواد دوسری شے کی محبت کیا دوئی کا خیال بھی نہ رہے اس امر کے لئے
[illegible] الا اللہ کا [illegible] اور اوسی طرف دھیان لگا رہے ایسی حالت مین نو
بہت سے [illegible] اونہین چھوڑنے پڑتے ہین چنانچہ ماہرین علم سلوک پر ظاہر ہے اور علم مناظرہ

Marfat.com

دو وجہ سے اونکی حالت کی منافی ہے ایک یہ کہ جب اس فن کی طرف توجہ ہوتی ہے اور خصوصاً جب
کسی کا مقابلہ ہو جاتا ہے تو قلب کی کامل توجہ ہو جاتی ہے کہ اور طرف سے کھینچ آتا ہے اور اسمیں
ڈوب جاتا ہے اور یہ امر اونکی مدعا کے نہایت منافی ہے کیونکہ اونکا مقصود تو یہ تھا کہ ماسوی
اللہ کا خیال بھی نہ رہے اور یہاں شب و روز جواب و سوال کی فکر ہو جاتی ہے اور اوسمیں نفس کو
ایک قسم کا فرح ملنے لگتا ہے — دوسرے یہ کہ مخالفین کے شبہات جو سراسر باطل ہوتے ہیں
اونمیں بطلان کی ظلمت بھری ہوتی ہے لہذا اونہیں دیکھنے اور بیان کرنے سے ایک طور کی تاریکی
قلب میں آتی ہے جس طرح بد آدمی کی صحبت برا اثر پیدا کرتی ہے اسی طرح بری کلام کا اثر برا ہوتا
جسکو ہمنے ظلمت کہا ہے اور حضرات مذکورہ کو نہایت اہتمام ہوتا ہے کہ قلب کو ہر ایک بُرے اثر
اور ظلمت سے بچاویں اسوجہ سے اونہیں اس سے بچنا ضرور ہوتا ہے مگر یہ اونکا اہتمام اوسی
وقت تک ہے جب تک اونکی حالت مستحکم نہیں ہو لیتی اور بعد استحکام اسکی ضرورت نہیں رہتی
پھر اگر ظلمانی اثر پڑے تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ کسی کو مکان صاف کرنے کی ضرورت پیش آوے تو بالضرور
اوسے گرد و غبار میں آلودہ ہونا پڑتا ہے یا ڈاکٹر کسی کا معالجہ کرے اور اوسکی آلائش اسکے بدن پر
لگے غرض کہ اس آلودگی میں اسکی ضرورت نہیں ہوتی وہ تھوڑے دنوں کے بعد صاف ہو جاتا ہے —
الحاصل بزرگ ایک وجہ خاص سے اس طرف توجہ کرنے سے معذور رہے اور چونکہ اونکی
متبعین کے مشرب میں یہ طریقہ پسند نہیں فرماتے مگر اوسکو پسند نہ فرمانے سے فی نفسہ یہ فن برا نہیں
ہوسکتا بلکہ بعض وقت ضرورت کی وجہ سے عمدہ امر [illegible] ہے [illegible] کیجائی پھر کیا اس سے
اوسمیں غلو کی جاتی رہتی ہے ہرگز نہیں — [illegible] کاملین مناظرہ میں مشغول ہوئے ہیں
چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمۃ نے فلاسفہ کا رد کیا ہے [illegible] ایک قسم کا امر بالمعروف و نہی عن المنکر
ہے اور ایک نوع کا جہاد ہے جسکی ضرورت تمام کاملین بیان کرتے آئے ہیں حضرت خواجہ محمد معصوم
علیہ الرحمۃ کے مکتوبات میں [illegible] ہے اور نہایت بسط و تفصیل سے بزرگون
کے اقوال [illegible] اسکی ضرورت [illegible] بلا خوف امام ربانی حضرت مجدد

الف ثانی علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خداے تعالےٰ نے اپنی کمال عنایت سے بعض کاملین
کو تصنیف کتب اور تحریر علوم کیطرف مشغول کیا اور بعض کو مباحثہ کا شوق دیا الغرض ابتداے سلوک میں
جسطرح اور علوم کیطرف توجہ کرنا مناسب نہین ہوتی اسیطرح مناظرہ کیطرف غیر مناسب ہوتی
بعد تکمیل مضرت نہین کرتے سوا اسکے ہم ایسے بزرگون سے توجہ کے خواستگار نہین وہ ایسے
اور شغل و تحریر کے کام مین مصروف ہین کہ صرف اونکا وجود ہی تبرک اور غنیمت ہے اگر اونہون نے
کام پر اگر ایک [illegible] اونکی ایک صحبت اور نظر سے وہ کام نکلیگا جو اورونکی تمام عمر کی کوشش
سے نہو سکتا ہم تو اون صاحبون کی خدمت مین عرض کرتے ہین جو اپنی اکثر اوقات عزیز بیکار
اور فضول امور مین صرف کرتے ہین اور شب و روز باہمی جھگڑے مین رہتے ہین وہ کیون
نہین اس بات کا خیال کرتے کہ مقام ہے کہ ہندوستان مین سیکڑون پادری صاحب
کیسے کیسے اعتراض رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتے پھرتے ہین اور ہمارے
پاک مذہب اسلام کی اہانت کرتے ہین پھر کیا ہمارے علما پر اونکا جواب دینا فرض نہین ہے
مگر ایک عالم بھی نظر نہین آتا جسے اس فن خاص سے دلبستگی ہو افسوس صد افسوس بیچارے
کلمہ گو لوگ کسی قدر متوجہ ہین مگر اونکی توجہ سیکڑون ذی علم پادریون کا مقابلہ کیونکر کرسکتی ہے
اور جو کچھ اوسمین خطرہ ہے اوسے ہم بیان ہی کر چکے ہین۔ یہ کہئے کہ خداے تعالیٰ نے ہمین
وہ مذہب مقدس عنایت کیا ہے جو اپنی ذاتی عمدگی کی وجہ سے مثل آفتاب خود چمکتا ہے اور
جو اوسپر خاک ڈالے وہ خود ہی گرد آلود ہو جاتا ہے یہ اوسکی سچائی اور عمدگی کی کیسی روشن
دلیل ہے کہ جس مقام پر اوسکے مخالفون کی شان و شوکت ظاہری کا دریا موج زن ہے
وہان بھی سچے دلون مین یہ اپنا اثر دکھا رہا ہے اور اپنی خوبیون سے اونکے دلون کو بیتاب کر رہا
ہے لندن وغیرہ مین عیسائی مسلمان ہوتے جاتے ہین بہت سے تو اپنے نقصان کے خوف سے
اظہار نہین کرتے مگر بعض کے دل مین ایسا جوش زن ہوا کہ اونہون نے اعلان کر دیا ہے چنانچہ
لیورپول مین انہین پر جوش نوجوان مسلمانون نے ایک انجمن قائم کی ہے جسکا نام

Marfat.com

...مسلم انسٹیٹیوٹ ہے LIVERPOOL MOSLEM INSTITUTE
...ین کی غرض اشاعت اسلام - تعمیر مسجد - تعلیم عربی فارسی ترکی ہندوستانی -
...ام کتابون کا مشتہر کرنا - ایک کتب خانہ مہیا کرنا - غریب مسلمانون کی مدد کرنا -
...ام کو چاہیے کہ نہایت ہمت و مستعدی سے اس انجمن مین شریک ہون اور
...کرین اللہ تعالیٰ اس انجمن کو جمیع مقاصد مین کامل طور سے کامیاب کرے آمین
...ن کے نایب میر مجلس مولوی رفیع الدین صاحب سابق میر مجلس انجمن اسلامی
...ن اور مسٹر جی لسٹر صاحب آنریری سکرٹری ہین جو صاحب چاہین ان سے
خط و کتابت کرین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اغلاط پیغام محمدی

غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
...یر مہری	تفسیر مظہری اسکات	۶۰	حاشیہ ۳	مذہب	مذہبا	″	۱۶	سراپا	[illegible]
...رات ہو	میرات ہو	″	۴/۲	اس قد	اس قدر	۱۱۶	۲	پان	ان
...کا ثبوت	غلطی کا ثبوت	۸۷	۶	سمجھے جاتے	سمجھے جاتی	″	۱۰	اپنہرا	[illegible]
...فریا	اخزبا	۸۷	۵	قاصربین	قاصرمین	۱۳۳	۲	زسا	[illegible]
...ختنشا	ارخشتا	۹۰	۱۹	ورس ۹ بن	ورس ۶ بن	۱۳۳	۲	بالی	[illegible]
...بہن	کہتا ہی نہین	۹۸	۳	اونچہ	اونسیر	۱۳۶	۳	صحافی	صحابی
...کیا	اورکیا	۹۹	حاشیہ	یومن بالتہ	مومن باللہ	۱۴۷	۱۴	بنائین	بتائین
...تھا	غرور تھا	۸۹	۸	ورس ۱۶	ورس ۱۶ و ۱۷	۱۴۹	۱	کن	[illegible]
...تیا	یوسی میں	۹۲	۳	اوستثنا	اواستثنا	۱۵۱	۱۱	اونچی	[illegible]
...کا	اگر آپکا	۱۰۵	۱۴	کیوبہ ہے	کیوجہ سے	۱۵۳	۶	ہغز	[illegible]

Marfat.com

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۵	۲۱	مشتری	مشتریٔ
۱۵۶	۱۶	کاہون	کاہنون
۱۵۹	۱	کرسئے	کرسے
۱۶۱	۱۸	اذررہ	اور وہ
۱۷۰	۱۲	ناکھونہ	یا چونہ
۱۷۲	۸	حصرے	حصرو
۱۷۵	۸	اپری	پیرو
۱۷۸	۸	جانناگا	جاننا چاہیے
۱۷۹	۱۸	الغوایتہ	الغایتہ
۱۸۰	۱۲	اوسکے	اوسکی
″	۲۱	سدبارہ	سدہاری
۱۸۸	۶	سمی	نہی
″	۱۹	نفترلی	تفرقی
۱۹۴	۸	کہ وزیکا	اوراسی
۱۹۵	۱۲	جیسے آپ	جیسا آپ
″	۲۰	کرانیگا	کریگا
۱۹۷	۱۹	ظہارتہ	طہارت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۸	۱۶	انجیل	انجیلیا
۲۰۰	۱۱	دیمائی	دیہائی
۲۰۳	۴	تیسرا	تیسرے
۲۰۵	۱۴	اوراوسکی	+
۲۰۷	۲۱	سیدکیون	بیوکیین
۲۰۸	۱۰	پروسلم	پروشلم
۲۱۶	۶	تھانہ	خانہ کعبہ
۲۱۸	۱۱	برابر	برامر
۲۲۴	حاشیہ ۲۰	رکھیگا	دیکھینگا
″	حاشیہ ۴	دحاہیے	نہ چاہیے
″	۱۱	اورتگر	اور اگر
۲۳۲	۱۶	چہوٹے لو	چہوٹے کو
۲۳۴	۲۰	راہبوت	راہبون
۲۴۴	۱۹	اگرجائی	دگرجاکی
۲۴۳	۱۵	اوسلے	اوسکے
۲۴۷	حاشیہ ۲	سے	اسے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۲	حاشیہ ۱۲	دوروت	دونون
″	حاشیہ ۱۸	اروواجبات	ازواجات
۲۴۹	حاشیہ ۱۰	سعی الصفا	سعی بین الصفا
۲۵۲	۱۸	بادشاہون نے	بادشاہون سے
۲۵۳	۱	عیس سے بین	جبس سے تین
۲۵۴	۱۳	حضرت یعقوب	حضرت اسحاق
″	حاشیہ ۱	۳/۲	۲۶/۷
۲۵۵	حاشیہ ۱	وست حائقہ	ذہبت طائفۃ
″	حاشیہ ۵	الااحصاء	الا ماخذ
۲۶۰	۱۶	چر	جبر
۲۶۱	۱۰	فاصرغ	فاصدع
۲۶۶	۱۰	آنے سے	نہ آنے سے
۲۶۹	۳	سے سرا	سے زیادہ
۲۷۷	۹	انصافی	ناانصافی
۲۸۶	۲۰	شہوت	شہو

Marfat.com

اعلان

ای حیات جاودانی کے طالبو

ای سچائی اور حقانیت کے خواستگارو ای مقدس مذہب

اسلام کے حامیو تمکو بشارت ہو کہ ان دنون حصہ اول کتاب جواب

پیغام محمدی جسکا انتظار عرصہ دراز سے طالبین حق کو تھا چھپکر طیار ہوا

جس تحقیق اور خوش اسلوبی سے یہ کتاب لکھی گئی ہے آج تک اس بارہ مین

اور کوئی کتاب دیکھی سنی نہین گئی جنکے دلون مین حقانیت اور صداقت اسلام

کا جوش ہے وہ باغ باغ ہون کہ اونکے لیے یہ عمدہ حق نما ہے قیمت جسکی ۸

اور محصول فی جلد ۲ ہے اسکے علاوہ کتب ذیل بھی جو دہین تالیف مشتہر سے طلب

فرمائین - مرآۃ الیقین لاغلاط ہدایت المسلین ۲ - دفع التلبیسات

کاغذ عمدہ ۹ - کاغذ رسمی ۷ + مراسلات مذہبی

قیمت ۴

المشتہر

سید محمد ابراہیم کاہنہ

بعالمہ کمان خان

Marfat.com

اعلان

ای حیات جاودانی کے طالبو
ای سچائی اور حقانیت کے خواستگارو ای مقدس مذہب
اسلام کے حامیو تمکو بشارت ہو کہ ان دنون حصہ اول کتاب جواب
پیغام محمدی جسکا انتظار عرصہ دراز سے طالبین حق کو تھا چھپکر طیار ہوا
جس تحقیق اور خوش اسلوبی سے یہ کتاب لکھی گئی ہے آج تک اس بارہ مین
اور کوئی کتاب دیکھی سنی نہین گئی جنکے دلون مین حقانیت اور حمایت اسلام
کا جوش ہے وہ باغ باغ ہون کہ اونکے لیے یہ عمدہ حق نما ہی قیمت جسکی عہر
اور محصول فی جلد ۲ر ہے اسکے علاوہ کتب ذیل بھی جو دہین شائقین مشتہر سے طلب
فرمائین ۔ مرآۃ الیقین لاغلاط ہدایت المسلین ۲۰ دفع التلبیسات
کاغذ عمدہ ۹ر ۔ کاغذ رسمی ۷ ر + مراسلات مذہبی
قیمت ۴ہر

المشتہر
سید محمد ابراہیم کانپوری
معاملہ کمال خان

Marfat.com

169 م

قال اللہ تعالیٰ

ما كان ابراهيم يهوديا ولا نصرانيا ولكن كان حنيفا مسلما

ابراہیم نہ یہودی تھا اور نہ نصرانی ولکن تھا خالص مسلمان (آل عمران)

الحمد للہ کہ

حصہ اول

پیغامِ محمدی

یعنی

جواب نیاز نامہ پادری صفدر علی صاحب جناب عدم ضرورت قرآن
پادری ٹھاکر داس جسمیں نہایت عمدگی اور تحقیق سے مقدس اسلام کی حقانیت و
ضرورت اور دین موسوی اور عیسوی پر اوسکی افضلیت ثابت کی ہے

مؤلفہ

عمدۃ المحققین فخر المتکلمین معدن فیوضات لم یزلی حضرت مولانا سید محمد علی صاحب ... دامت برکاتہم

[illegible] کانپور

سنہ ہجری

Marfat.com